

اہل بیت علیہم السلام

کتاب وسنت کی روشنی میں

مؤلف: حجت الاسلام آقائے محمدی الری الشہری
اردو ترجمہ: قبلہ السید ذیشان حیدر جوادی صاحب



فہرست

- پیش لفظ
عرض تنظیم
حرف آغاز
مقدمہ
کچھ آیت تطہیر سے متعلق
رمز عظمت مسلمین
غالیوں سے برائت
داستان مصائب اہلبیتؑ
امت اسلامیہ کی بیدار مغزئی
قسم اول: مفہوم اہل البیتؑ
ازدواج پیغمبر اکرم اور مفہوم اہلبیتؑ
اصحاب پیغمبر اور مفہوم اہلبیتؑ
اہلبیتؑ اور مفہوم لفظ اہلبیتؑ
اہلبیتؑ پر پیغمبر اکرم کا سلام اور ان کے لئے مخصوص حکم نماز

عدد ائمہ اہلبیت[ؑ]
اسماء ائمہ اہلبیت[ؑ]
قسم دوم: معرفت اہلبیت[ؑ]
قیمت معرفت اہلبیت[ؑ]
مقام اہلبیت[ؑ]
آگاہی از عدم معرفت اہلبیت[ؑ]
روز قیامت منزلت اہلبیت[ؑ]
قسم سوم: خصائص اہلبیت[ؑ]
اہم ترین خصوصیات
جامع خصوصیات
قسم چہارم: علم اہلبیت[ؑ]
خصائص علوم اہلبیت[ؑ]
ابواب علوم اہلبیت[ؑ]
منشاء علوم
کیفیت علوم اہلبیت[ؑ]
قسم پنجم: مذہب اہلبیت[ؑ]
دین..... اہلبیت کے نزدیک
صفات شیعہ
قسم ششم: اخلاق اہلبیت[ؑ]

ایثار

تواضع

عفو

انداز عبادت

انداز صبر و رضا

انداز طلب معاش

انداز عطاء

سلوک خدام

جامع اخلاق طیبہ

قسم ہفتم: وصایای اہلبیتؑ

مشقت عمل

حسن معاشرت

مسؤولیت علماء

جامع وصیتیں

قسم ہشتم: حقوق اہلبیتؑ

معرفت حقوق

تاکید محافظت حقوق

عناوین

قسم نہم: محبت اہلبیتؑ

فضائل محبت اہلبیتؑ
 خصائص محبت اہلبیتؑ
 تربیت اولاد بر حب اہلبیتؑ
 ترویج محبوبیت اہلبیتؑ
 علامات محبت اہلبیتؑ
 آثار محبت اہلبیتؑ
 جوامع آثار محبت اہلبیتؑ
 قسم دہم: بغض اہلبیتؑ
 بغض اہلبیتؑ پر تنبیہ
 بغض اہلبیتؑ کے اثرات
 قسم یازدہم: اہلبیتؑ پر ظلم
 ظلم پر تنبیہ
 ظالم پر جنت کا حرام ہونا
 ظالم کا عذاب
 مظلّم کے بارے میں اخبار رسول
 مظلّم براہلبیتؑ
 قسم دوازدہم: حکومت اہلبیتؑ
 بشارات حکومت اہلبیتؑ
 تمہید حکومت اہلبیتؑ

آخری حکومت

انتظار حکومت

دعاء حکومت

قسم سیزدہم: اہلبیتؑ کے بارے میں غلو

غلو پر تنبیہ

غالیوں سے برأت

غالیوں کا کفر

غالیوں کی ہلاکت

غلو کی جعلی روایات

قسم چہار دہم: کون اہلبیتؑ سے ہے اور کون نہیں ہے؟

اہلبیتؑ والوں کے صفات

بیگانوں کے اوصاف

اہلبیتؑ والوں کی ایک جماعت

فہرست مآخذ و مدارک

پیش لفظ

عرض تنظیم

عظمت اہلبیتؑ عالم اسلام کا ایک مسلم مسئلہ ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ عالم اسلام کی اکثریت آج تک اہلبیتؑ کی صحیح حیثیت اور ان کے واقعی مقام سے نا آشنا ہے..... ورنہ..... نہ اس طرح کی مہمل اختلافات ہوتے جن میں بلاوجہ مسلمانوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور ان کی اجتماعی طاقت برباد ہو رہی ہے..... اور نہ اس طرح کے بیجا سوالات اٹھتے کہ اہلبیتؑ اور اصحاب میں افضل کون ہے؟..... اور اہلبیتؑ کا ماننا ضروری بھی ہے یا نہیں؟

یہ سارے سوالات عالم اسلام کی جہالت اور ناواقفیت کی علامت ہیں، ورنہ اہلبیتؑ عظمت و جلالت کی اس منزل پر فائز ہیں جہاں انسان ان سے آشنا ہونے کے بعد کسی بھی قیمت پر ان سے الگ نہیں رہ سکتا ہے، تاریخ کے جس دور میں بھی..... اور جس موڑ پر بھی..... کسی شخص نے ان کی معرفت حاصل کر لی ہے ان کا کلمہ پڑھے بغیر نہیں رہ سکا ہے۔

حجر اسود سے لیکر سرزمین حل و حرم تک سب ان کی عظمت و جلالت سے باخبر ہیں اور اس کے معترف رہے ہیں، محروم و معرفت رہا ہے تو صرف نادان انسان جس نے سیاسی مفادات کے لئے دین و مذہب کو بھی قربان کر دیا ہے اور عیش و عشرت کی خاطر ضمیر کے تقاضوں کو بھی پامال کر دیا ہے۔

اہلبیتؑ کی عظمت و جلالت کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور ہر دور میں لکھا گیا ہے، لیکن اس طرح کا کام کبھی منظر عام پر نہیں آسکا ہے جس طرح کا کام سرکارِ حجۃ الاسلام و المسلمین محمدی الری شہری نے انجام دیا ہے اور یہ آپ کا کمال توفیق ہے کہ قضاوت کے سب سے بڑے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود اپنی مصروفیات سے اتنا وقت نکال لیا کہ ”میزان الحکمہ“ جیسی مفصل کتاب تیار کر دی اور پھر اس تسلسل میں تعارف اہلبیتؑ کے حوالہ سے زیر نظر کتاب کو مرتب کر دیا۔

اس کتاب میں عظمت اہلبیتؑ سے متعلق ہزار سے زیادہ اقوال و ارشادات کا ذکر کیا گیا ہے اور نہایت ہی سلیقہ سے کیا گیا ہے کہ انسان زندگی کے جس شعبہ میں بھی ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہے نہایت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے اور اس معرفت کے درجہ پر فائز ہو سکتا ہے جس کے بغیر سرکارِ دو عالم کے الفاظ میں انسان کی موت جاہلیت کی موت بن جاتی ہے۔

کتاب کی تبویت و تصنیف بے مثال و لا جواب ہے اور اس سے مولف کے کمال فن کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

سیکڑوں کتابوں کا خلاصہ ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے اور بیشاردِ دریاؤں کو ایک کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

کتاب واقعا اس بات کی حقدار تھی کہ اردو دال طبقہ اس کے معلومات سے بے خبر نہ رہے لیکن افسوس کہ ”ماہرین ترجمہ“ کو نہ کتاب کی ہوا لگی اور نہ ان کے توفیقات نے ساتھ دیا اور یہ شرف بھی بالآخر سرکارِ علامہ جوادی دام ظلہ ہی کے حصہ میں آیا اور آپ نے ایامِ عزاء کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود جہاں امریکہ جیسے ملک میں ایک ایک دن میں متعدد مجالس

سے خطاب کرنا ہوتا ہے، امریکہ و یورپ کے قیام کے دوران ایام عزاء میں اس کا ترجمہ مکمل کر لیا اور ملک واپس آنے سے پہلے اس کی فہرست بھی مکمل کر لی کہ ”بقول سرکار موصوف لندن سے واپسی پر جہاز سے اس وقت تک ایرپورٹ پر نہیں اترے جب تک کہ کتاب کی آخری سطر مکمل نہیں کر لی، اگرچہ سارے مسافر اتر چکے تھے اور عملہ کا اصرار اترنے کے لئے جاری تھا، اس لئے کہ آپ نے فرمائش کرنے والوں سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ انشاء اللہ یہ کام دوران سفر امریکہ و یورپ مکمل کر دیا جائے گا۔“

بہر حال اب دو ماہ کی یہ کاوش آپ حضرات کے سامنے ہے۔ ادارہ اس کی اشاعت کے سلسلہ میں اپنے قدیم کرم فرما ڈاکٹر حسن رضوی (ڈیٹاٹ) کا شکر گزار ہے کہ انھوں نے گذشتہ برسوں کی طرح امسال بھی ایک کتاب کی اشاعت کا ذمہ لے لیا اور اپنے مخصوص تعاون سے اسے مرحلہ اشاعت تک پہنچا دیا جس کا ثواب جناب ریاض حسین مرحوم، محترمہ طیبہ خاتون اور جناب عشرت حسین مرحوم کے لئے ہدیہ کیا جا رہا ہے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ پروردگار علامہ جوادی (دام ظلہ) کے سایہ کو برقرار رکھے اور ہم کو ان کے ہدایات سے مستفید ہونے کی توفیق کرامت فرماتا رہے۔

ذاتی طور پر میں اپنے محترم بزرگ حضرت پیامِ اعظمی اور اپنے فعال ساتھی ضیغم زیدی کے بارے میں بھی دست بدعا ہوں کہ اول الذکر کی رہنمائی اور ثانی الذکر کی دوڑ دھوپ ہی میرے لئے طباعت و اشاعت کے سارے مراحل کو آسان بنا دیتی ہے۔

والسلام

سید صفی حیدر

حرف آغاز

دنیا کا کونسا باشعور مسلمان ہے جو لفظ اہلبیتؑ یا اس کے مصداق کی عظمت سے باخبر نہ ہو، قرآن مجید نے اس لفظ کو متعدد بار استعمال کیا ہے اور ہر مرتبہ کسی نہ کسی عظمت و جلالت کے اظہار ہی کے لئے استعمال کیا ہے۔

جناب ابراہیمؑ کے تذکرہ میں یہ لفظ آیا ہے تو رحمت و برکت کا پیغام لے کر آیا ہے اور جناب موسیٰ کے حالات کے ذیل میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے تو اسے محافظ حیات نبوت و رسالت کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

اس کے بعد یہ لفظ سرکارِ دو عالم کے مخصوص اہل خاندان کے بارے میں استعمال ہوا ہے جس کا مقصد اعلانِ تطہیر و طہارت ہے اس کے باوجود اس میں جملہ خصوصیات و امتیازات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اہلبیتؑ مرکزِ تطہیر و طہارت بھی ہیں اور محافظ حیات رسالت و نبوت بھی اہلبیتؑ کی زندگی میں رحمت و برکت بھی ہے اور انہیں مالک کائنات نے مستحق صلوات بھی قرار دیا ہے۔

عصمت و عظمت کا ہر عنوان لفظ اہلبیتؑ کے اندر پایا جاتا ہے اور پروردگار نے کسی بھی غلط اور ناقص انسان کو اس عظیم لقب سے نہیں نوازا ہے اور جب کسی انسان کے کردار پر تنقید کی ہے تو اسے اس کے گھر کا قرار دیا ہے..... نہ اپنے بیت کا اہل قرار دیا ہے اور نہ پیغمبر کے اہلبیتؑ میں شامل کیا ہے۔

بیت کی عظمت خود اس بات کا اشارہ ہے کہ اہلبیتؑ کن افراد کو ہونا چاہیئے اور انہیں کن فضائل و کمالات کا مالک ہونا چاہئے۔ لیکن اس کے بعد بھی مالک کائنات نے آیتِ تطہیر

ذریعہ ان کی عظمت و طہارت کا اعلان کر دیتا کہ ہر کس و ناکس کو اس بیت کے حدود میں قدم رکھنے کی ہمت نہ ہو اور ہر ایک کو یہ محسوس ہو جائے کہ اس میں قدم رکھنے کے لئے ہر طرح کے رجز سے دور رہنا پڑے گا اور گناہ و معصیت کے ساتھ شک و ریب کی کثافت سے بھی پاک و پاکیزہ رہنا پڑے گا اور اس کے بعد اس منزل طہارت پر رہنا ہوگا جسے حق طہارت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جس سے بالاتر کسی منزل طہارت کا امکان نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ لفظ تطہیر قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے اور دوبارہ اس کے استعمال کی نوبت نہیں آئی ہے کہ نبوت کے اہلبیت کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جسے حق طہارت کی منزل پر فائز کیا جاسکے اور یہ ان کی بلندی کردار اور انفرادیت حیات کی بہترین علامت ہے جس میں خدائے وحدہ لا شریک نے کسی کو بھی شریک نہیں بنایا ہے اور رسول اکرم نے بھی شرکت کی خواہش کرنے والوں کی خواہش کو صفات لفظیوں میں مسترد کر دیا ہے اور گوشہ چادر کو بھی کھینچ لیا ہے، اگرچہ جناب ام سلمہ کو انجام بخیر ہونے کی سند بھی دیدی ہے لیکن ضمناً اس حقیقت کا بھی اعلان کر دیا ہے کہ جب انجام بخیر ہونے کی سند بھی دیدی ہے لیکن ضمناً اس حقیقت کا بھی اعلان کر دیا ہے کہ جب انجام بخیر رکھنے والی خاتون اس منزل طہارت میں قدم نہیں رکھ سکتی ہے تو دوسری کسی عورت یا دوسرے کسی مرد کا کیا امکان رہ جاتا ہے۔

یہ عالم اسلام کی بدذوقی کی انتہاء ہے کہ منزل تطہیر میں ان افراد کو بھی رکھنا چاہتے ہیں جن کا سابقہ عالم کفر سے رہ چکا ہے اور جن کی زندگی کا ایک حصہ کفر کے عالم میں گذر چکا ہے، کیا ایسا کوئی انسان اس ارادہ الہی کا مقصود ہو سکتا ہے جس میں ہر رجز کو دور رکھنا بھی شامل ہے اور کمال طہارت و عصمت بھی شامل ہے۔

اہلبیت رسالت سے مراد صرف پنجتن پاک اور ان کی اولاد ہے جن کی عظمت عالم

اسلام میں مسلم ہے اور ان کے عہدہ و منصب کا انکار کرنے والوں نے بھی ان کی عظمت و جلالت اور ان کی عصمت و طہارت کا انکار نہیں کیا ہے اور انھیں ہر دور میں خمسہ نجباء یا پنجتن پاک کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اسی بنیاد پر بعض اہل نظر کا عقیدہ ہے کہ اہلبیت رسالت کے منصب کا انکار کرنے والا تو مسلمان رہ سکتا ہے کہ یہ عالم اسلام کا ایک اختلافی مسئلہ بن گیا ہے لیکن ان کی عظمت و جلالت کا انکار کرنے والا مسلمان بھی نہیں رہ سکتا ہے کہ یہ قرآن و حدیث کا مسلمہ ہے اور اس پر عالم اسلام کے تمام باشعور اور باضمیر افراد کا ہر دور میں اتفاق رہا ہے۔

اور یہ انداز فکر بھی معصومہ عالم جناب فاطمہ زہرا کی ایک مزید عظمت کا اشارہ ہے کہ باقی افراد ہیں تو جہت اختلاف موجود بھی ہے کہ وہ صاحبان منصب ہیں اور منصب کا انکار ممکن ہو سکتا ہے، لیکن جناب فاطمہ کو مالک کائنات نے منصب و عہدہ سے بھی الگ رکھا ہے اور اس طرح آپ سے اختلاف کرنے کے ہر راستہ کو بند کر دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مباہلہ میں رسالت کو گواہی کی ضرورت پیش آئی تو آپ کو مکمل حجاب کے ساتھ میدان میں لے آئی اور خلافت میں امامت کو ضرورت پڑی تو آپ کو فدک کا مدعی بنا کر پیش کر دیا گیا تا کہ آپ کے بیان کو مسترد کر دینے والا اور آپ کی عصمت و طہارت کا انکار کرنے والا خود اپنے اسلام و ایمان کے بارے میں فیصلہ کرے۔

اسلامی روایات میں عظمت اہلبیت کے حوالہ سے بے شمار اقوال و ارشادات پائے جاتے ہیں، لیکن ان کی حیثیت بڑی حد تک منتشر تھی اور اہلبیت کے مکمل کردار اور ہمہ جہت کمالات کا اندازہ کرنے والے کو متعدد کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت پڑتی تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ سرکار حجۃ الاسلام والمسلمین محمدی الری شہری (دام ظلہ) کو یہ

توفیق حاصل ہوئی اور انہوں نے اس سلسلہ کی ہزاروں احادیث و روایات اور اس موضوع سے متعلق سینکڑوں بیانات و اعترافات کو ایک مرکز پر جمع کر دیا اور اب قرآن و سنت سے اہلبیتؑ کی عظمت کے پہچاننے والے کو طویل مشقت کی کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ہے، اور صرف ایک کتاب ہی اس ضرورت کو پورا کر سکتی ہے۔

رب کریم سرکار موصوف کے توفیقات میں اضافہ فرمائے اور حقیر کو بھی ان خدمات کو اپنے ہمزبانوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت عطا فرماتا رہے۔ و آخرد عوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

جوادی

13 / جمادی الاولیٰ 1418ھ روز وفات معصومہ عالم

مقدمہ

ساری تعریف خدائے رب العالمین کے لئے اور صلوات و سلام اس کے بندہ منتخب حضرت محمد مصطفیٰ اور ان کی آل طاہرین اور ان کے نیک کردار اصحاب کرام کے لئے۔

اما بعد، یہ کتاب جو آپ حضرات کے سامنے ہے، یہ سیکڑوں کتابوں اور ہزاروں حدیثوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے جسے ایک نئے انداز سے عالم حدیث اور دنیائے معارف اسلامیہ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ کتاب درحقیقت برسہا برس کی تحقیق، تلاش اور جستجو کا نتیجہ ہے جو ”میزان الحکمتہ“ سے الگ مستقل شکل میں پیش کی جا رہی ہے، اس کے ماخذ کی فہرست پر اجمالی نظر ڈالنے والا بھی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اس کی تالیف میں کس قدر زحمت برداشت کی گئی ہے اور کتنی عرقریزی سے کام لیا گیا ہے۔

ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1366ء ہجری شمسی میں ”میزان الحکمتہ“ کی مقبولیت نے بھی یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ اس انداز کی ایک جامع پیشکش عالم اسلام کے سامنے پیش کی جائے اور اس کام کے لئے مختلف فضلاء حوزہ علمیہ قم کی امداد سے 1374ءھ میں ایک ”مؤسسہ دار الحدیث“ قائم بھی ہو گیا تھا جس کے ذریعہ اس مفصل کتاب کا ایک بڑا حصہ منظر عام پر آچکا ہے اور امید ہے کہ فضل و کرم خداوندی سے بہت جلد یہ سلسلہ مکمل ہو جائے گا۔

اس وقت چونکہ عالم اسلام کو اس جامع کتاب کے بہت سے موضوعات کی

شہدیت ترین ضرورت ہے اور ان کی مستقل اشاعت ضروری ہے اس لئے ہم نے مناسب خیال کیا کہ تدریجی طور پر ان موضوعات کو مستقل کتابوں کی شکل میں بھی پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی کتاب ”دارالحدیث“ کی طرف سے معرفت اہلبیت کے عنوان سے پیش کی جا رہی ہے اور اس حقیر ہدیہ کو معصومہ عالم جناب فاطمہؑ کی بارگاہ میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ان کی دعاؤں کی برکت سے یہ ہدیہ بارگاہ الہی میں قابل قبول ہو جائے اور بعد موت کے منازل اور آخرت کے مراحل کیلئے ذخیرہ بن جائے اور دنیا میں بھی اس کے اثرات اہلبیت کے تعارف اور امت اسلامیہ کے اتحاد کے سلسلہ میں ہماری توقعات سے زیادہ ہوں۔

آخر کلام میں ہمارا فرض ہے کہ ان تمام عزیزوں کا شکر یہ ادا کریں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں ہماری امداد کی ہے، خصوصیت کے ساتھ فاضل عزیز السید رسول الموسوی..... جنہوں نے اس میدان میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دی ہیں اور بیحد مشقت برداشت کی ہے۔

رب کریم انھیں اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی طرف سے دنیا و آخرت میں بہترین جزا عنایت فرمائے۔

محمدی الری شہری

شعبان المعظم 1417ھ

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

(احزاب-33)

کچھ آیت تہمیر سے متعلق

یہ آیت کریمہ سرکارِ دو عالم کے آخر دور حیات میں اس وقت نازل ہوئی ہے جب آپ جناب ام سلمہ کے گھر میں تھے اور اس کے بعد آپ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے ایک خیمہ چادری اور ہادی اور بارگاہِ احدیت میں عرض کی، خدا یا یہی میرے اہلبیت ہیں، تو ام سلمہ نے گزارش کی کہ حضور میری جگہ کہاں ہے؟ فرمایا تم منزل خیر پر ہو..... یا..... تمہارا انجام بخیر ہے۔

دوسری روایت کے مطابق ام سلمہ نے عرض کی کہ کیا میں اہلبیت میں نہیں ہوں؟ تو فرمایا کہ تم خیر پر ہو۔

ایک دوسری روایت کی بنا پر ام سلمہ نے گوشہ چادر اٹھا کر داخل ہونا چاہا تو حضور نے اسے کھینچ لیا اور فرمایا کہ تم خیر پر ہو۔

مسلمان محدثین اور مورخین نے اس تاریخی عظیم الشان واقعہ کو اپنی کتابوں میں محفوظ کیا ہے اور بقول علامہ طباطبائی طاب ثراہ اس سلسلہ کی احادیث ستر سے زیادہ ہیں، جن میں سے اہلسنت کی حدیثیں شیعوں کی حدیثوں کے مقابلہ میں اکثریت میں ہیں ان حضرات نے حضرت ام سلمہ، عائشہ، ابوسعید خدری، واثلہ بن الاسقع، ابوہریرہ، ابن عباس، ثوبان (غلام پیغمبر اکرم) عبداللہ بن جعفر، حسن بن علیؑ سے تقریباً چالیس طریقوں سے نقل کی ہے جبکہ شیعہ حضرات نے امام علیؑ، امام سجادؑ، امام باقرؑ، امام صادقؑ، امام رضاؑ، ام سلمہ، ابوذر، ابویسٰی، ابواسود دلی، عمر ابن میمون اور دی اور سعد بن ابی وقاص سے تیس سے کچھ زیادہ طریقوں سے نقل کیا ہے۔ (المیزان فی تفسیر القرآن 16/311)

مؤلف، عنقریب آپ دیکھیں گے کہ ان تمام احادیث کو فریقین نے امام علیؑ، امام

حسنؑ، امام زین العابدینؑ، حضرت ام سلمہ، عائشہ، ابوسعید خدری ابوہبلیہ انصاری، جابر بن عبد اللہ انصاری، سعد بن ابی وقاص، عبد اللہ بن عباس سے نقل کیا ہے اور اس کے بعد خصوصیت کے ساتھ اہلسنت نے امام حسینؑ ابوہریرہ، ابوہریرہ، انس بن مالک، براء بن عازب، ثوبان، زینب بنت ابی سلمہ، صبیح، عبد اللہ بن جعفر، عمر بن ابی سلمہ اور واہلہ بن الامتقع سے نقل کیا ہے جس طرح کہ اہل تشیع سے امام باقر امام صادقؑ، امام رضا سے نقل کیا ہے اور ان روایات کو بھی نقل کیا ہے جن سے اہلبیت کے مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے چاہے آیت تطہیر کے نزول کا ذکر ہو۔

مختصر یہ ہے کہ یہ واقعہ سند کے اعتبار سے یقینی ہے اور دلالت کے اعتبار سے بالکل واضح..... بالخصوص اسلام نے اہلبیت کے موارد کی تعیین بھی کر دی ہے کہ اب اس میں کسی طرح کے شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہ گئی ہے اور نہ عنوان اہلبیت میں کوئی زوجہ داخل ہو سکتی ہے اور نہ اسے مشکوک بنایا جاسکتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد سرکارِ دو عالم مسلسل مختلف مواقع اور مناسبات پر لفظ اہلبیت کو انھیں قرا بتداروں کے لئے استعمال کرتے رہے جن کا کوئی خاص دخل ہدایت امت میں تھا اور اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں نظر آئیں گی۔

اس کے علاوہ سورہ احزاب کی آیت 33 کا مضمون بھی ان تمام روایات کی تائید کرتا ہے جو شان نزول کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور ان سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ اہلبیت کے مصداق کے بارے میں شک و شبہہ کسی طرح کی علمی قدر و قیمت کے مالک نہیں ہے۔

رمز عظمت مسلمین

زیر نظر کتاب میں اہلبیتؑ کی معرفت، ان کے خصائص و امتیازات، ان کے علوم و حقوق اور ان کی محبت و عداوت سے متعلق جن احادیث کا ذکر کیا گیا ہے..... ان سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اکرم نے انتہائی واضح اور بلیغ انداز سے اپنے بعض قرابتدار حضرات کو امت کا سیاسی، علمی اور اخلاقی قائد بنا دیا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ حقیقی اسلام سے وابستہ رہنے اور ہر طرح کے انحراف و ضلال سے بچنے کے لئے انھیں اہلبیتؑ سے وابستہ رہیں تاکہ واقعی توحید کی حکومت قائم کی جاسکے اور اپنی عزت و عظمت کو حاصل کیا جاسکے کہ اس عظیم منزل و منزلت تک پہنچنا قرآن و اہلبیتؑ سے تمسک کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

واضح رہے کہ آیت تطہیر کے اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہونے اور اس سلسلہ میں اٹھائے جانے والے والے شکوک و شبہات کی تفصیل جناب سید جعفر مرتضیٰ عالمی کی کتاب ”اہل البیتؑ کی آیہ تطہیر“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ انھوں نے اپنی مذکورہ کتاب میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث درج کر دی ہے۔

غالیوں سے برائت

واضح رہے کہ حقیقی شیعہ کسی دور میں بھی اہلبیتؑ کے بارے میں غلو کا شکار نہیں رہے ہیں اور انھوں نے ہر دور میں غالیوں سے برائت اور میزاری کا اعلان کیا ہے۔ اہلبیتؑ علیہم السلام کی تقدیس و تجید اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان کا عمل تہمت آیت قرآنی اور معتبر احادیث کی بنیاد پر رہا ہے جس کے بارے میں ایک مستقل باب اس کتاب میں بھی درج کیا گیا ہے۔

داستان مصائب اہلبیتؑ

عالم اسلام کا سب سے زیادہ المناک باب یہ ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات اور سرکارِ دو عالمؐ کے مسلسل تاکیدات کے باوجود اہلبیت علیہم السلام ہر دور میں ایسے ظلم و ستم کا نشانہ رہے ہیں جن کے بیان سے زبان عاجز اور جن کے تحریر کرنے سے قلم در ماندہ ہیں..... بلکہ بجاطور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر سرکارِ دو عالم نے انھیں اذیت دینے کا حکم دیا ہوتا تو امت اس سے زیادہ ظلم نہیں کر سکتی تھی اور مختصر منظوم میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر غم و الم، رنج و اندوہ کو مجسم کر دیا جائے تو اہلبیت علیہم السلام کی زندگی کا مرقع دیکھا جاسکتا ہے۔

یہ مصائب اس قابل ہیں کہ ان پر خون کے انسو بہائے جائیں اور اگر ان کی مکمل وضاحت کر دی جائے تو صاف طور پر واضح ہو جائے گا کہ قرآن مجید کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ اور مسلمانوں کے انحطاط کا سبب اور راز کیا ہے۔

اور حقیقت امر یہ ہے کہ یہ داستان مصائب اہلبیتؑ کی داستان نہیں ہے بلکہ ترک قرآن کی داستان ہے اور دستورِ اسلامی کو نظر انداز کر دینے کی حکایت ہے۔

امتِ اسلامیہ کی بیدار مغزئی

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دورِ حاضر میں امتِ اسلامیہ کے تمام گذشتہ ادوار سے زیادہ بڑھتے ہوئے اسلامی شعور اور اسلامی انقلاب کے زیر اثر اسلامیات سے بڑھتی ہوئی دلچسپی نے وہ موقع فراہم کر دیا ہے کہ امتِ علوم اہلبیت علیہم السلام کے چشموں سے سیراب ہو اور مسلمان کتاب و سنت اور تمسک بالثقلین کے زیر سایہ اپنے کلمہ کو متحد بنا لیں۔

قرآن و اہلبیتؑ کے نظر انداز کرنے کی داستان تمام ہو اور امت رنج و الم، غم و اندوہ کے بجائے سکون و اطمینان کی طرف قدم آگے بڑھائے جس کے لئے زیر نظر کتاب

ایک پہلا قدم ہے، اس کے بعد باقی ذمہ داری امت اسلامیہ اور اسلامیہ اور اس کے علماء و
زعماء کرام پر ہے!۔

قسم اول: مفہوم اہل البیتؑ

ازدواج پیغمبر اکرمؐ اور مفہوم اہلبیتؑ

1- ام سلمہؓ

1- عطاء بن یسار نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ آیت ”انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ میرے گھر میں نازل ہوئی ہے، جب رسول اکرمؐ نے علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو طلب کر کے فرمایا کہ ”خدا یا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔“ (مستدرک علی الصحیحین 3 ص 158 / ص 4705، سنن کبریٰ 2 ص 214 / ص 2861)۔

2- عطاء بن یسار راوی ہیں کہ جناب ام سلمہؓ نے فرمایا کہ آیت انما یرید اللہ..... میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جب رسول اکرمؐ نے علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کر کے فرمایا کہ خدا یا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جس کے بعد ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو آپؐ نے فرمایا تم ”اہلی خَیْر“ ہو اور یہ اہلبیتؑ ہیں خدا یا میرے اہل زیادہ حقدار ہیں۔

(یہ لفظ مستدرک میں اسی طرح وارد ہوا ہے حالانکہ بظاہر غلط ہے اور اصل لفظ ہے ”علیٰ خیر“ جس طرح کہ دیگر روایات میں وارد ہوا ہے)۔

3- ابوسعید خدری نے جناب ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جس کے بعد میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا انجام خیر ہے اور تم ازدواج رسول میں ہو۔ (تاریخ دمشق)

حالات امام حسنؑ ص 70، ص 127، حالات امام حسینؑ ص 73، ص 106 تاریخ بغداد ص 9 ص 126، المعجم الکبیر 3 ص 52 / 2662)۔

4۔ ابو سعید خدری جناب ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم نے علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کر کے ان کے سر پر ایک خیمری چادر اوڑھادی اور فرمایا خدا یا یہ ہیں میرے اہلبیتؑ لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور اس طرح پاک رکھنا جو تطہیر کا حق ہے۔ جس کے بعد میں نے پوچھا کہ کیا میں ان میں سے نہیں ہوں؟ تو فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے۔ (تفسیر طبری 22 ص 7)۔

5۔ ابو سعید خدری نے جناب ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور میں دروازہ پر بیٹھی تھی، جب میں نے پوچھا کہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں تو فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے اور تم ازواج رسول میں ہو، اس وقت گھر میں رسول اکرمؐ، علیؑ، فاطمہؑ، اور حسنؑ اور حسینؑ تھے ”رضی اللہ عنہم“ (تفسیر طبری 22 ص 7)۔

6۔ ابو ہریرہ نے جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ رسول اکرمؐ کے پاس ایک پتیلی لے کر آئیں جس میں عسیدہ (حلوہ) تھا اور اسے ایک سینی میں رکھے ہوئے تھیں، اور اسے رسول اکرمؐ کے سامنے رکھ دیا۔

تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے ابن عم اور دونوں فرزند کہاں ہیں؟ عرض کی گھر میں ہیں فرمایا سب کو بلاؤ تو فاطمہؑ نے گھر آ کر علیؑ سے کہا کہ آپ کو اور آپ کے دونوں فرزندوں کو پیغمبر اکرمؐ نے طلب فرمایا ہے۔

جس کے بعد ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور نے جیسے ہی سب کو آتے دیکھا بستر سے چادر اٹھا کر پھیلا دی اور اس پر سب کو بٹھا کر اطراف سے پکڑ کر اوڑھ دیا اور داہنے ہاتھ سے

طرف پروردگار اشارہ کیا مالک یہ میرے اہلبیت ہیں لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا (تفسیر طبری 22 ص 7)۔

7- حکیم بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب ام سلمہ کے سامنے علیؑ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ آیت تطہیر انھیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ رسول اکرمؐ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ دینا، اتنے میں فاطمہؑ آگئیں تو میں انھیں روک نہ سکی، پھر حسنؑ آگئے تو انھیں بھی نانا اور ماں کے پاس جانے سے روک نہ سکی، پھر حسینؑ آگئے تو انھیں بھی منع نہ کر سکی اور جب سب ایک فرش پر بیٹھ گئے تو حضورؐ نے اپنی چادر سب کے سر پر ڈال دی اور کہا خدا یا یہ میرے اہلبیت ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاکیزہ رکھنا جس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اور میں؟ تو حضورؐ نے ہاں نہیں کی اور فرمایا کہ تمہارا انجام خیر ہے (تفسیر طبری 22 ص 8)۔

8- شہر بن حوشب جناب ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ پر چادر اوڑھادی اور فرمایا کہ خدا یا یہ میرے اہلبیت اور خواص ہیں لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا۔

جس پر میں نے عرض کی کہ کیا میں بھی انھیں میں سے ہوں؟ تو فرمایا کہ تمہارا انجام خیر ہے (مسند احمد بن حنبل 10 ص 197/ 26659، سنن ترمذی 5 ص 699/ 3871، مسند ابویعلیٰ 6 ص 290/ 6985، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 62/ ص 88 تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 65 ص 118)۔

واضح رہے کہ ترمذی میں انا منہم کے بجائے انا معہم؟ ہے اور آخری تین مدارک

میں خاصتی کے بجائے حامتی ہے۔

9۔ شہر بن حوشب ام سلمہ سے راوی ہیں کہ فاطمہ بنت رسول پیغمبر اکرم کے پاس حسن و حسین کو لے کر آئیں تو آپ کے ہاتھ میں حسن کے واسطے ایک برمہ (پتھر کی بانڈی) تھا جسے سامنے لا کر رکھ دیا تو حضور نے دریافت کیا کہ ابو الحسن کہاں ہیں، فاطمہ نے عرض کی کہ گھر میں ہیں! تو آپ نے انھیں بھی طلب کر لیا اور پانچوں حضرات بیٹھ کر کھانے لگے۔

جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضور نے آج مجھے شریک نہیں کیا جبکہ ہمیشہ شریک طعام فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور نے سب کو ایک کپڑے میں جمع کر لیا اور دعا کی کہ خدایا ان کے دشمن سے دشمنی کرنا اور ان کے دوست سے دوستی فرمانا۔ (مسند ابویعلیٰ ص 6/264، مجمع الزوائد ص 9/262/14971)

10۔ شہر بن حوشب نے جناب ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے فاطمہ سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور فرزندوں کو بلاؤ اور جب سب آگئے تو ان پر ایک فدک کے علاقہ کی چادر اوڑھادی اور سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خدایا یہ سب آل محمد ہیں لہذا اپنی رحمت و برکات کو محمد و آل محمد کے حق میں قرار دینا کہ تو قابل حمد اور مستحق حمد ہے۔

اس کے بعد میں نے چادر کو اٹھا کر داخل ہونا چاہا تو آپ نے میرے ہاتھ سے کھینچ لی اور فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ص 10/228، 26808۔ المعجم الکبیر ص 3/53-2664، 23/336، 779، تاریخ دمشق حالات امام حسین ص 64/93، حالات امام حسن ص 65/67116، ص 120، مسند ابویعلیٰ ص 6/248، 6876۔

11۔ شہر بن حوشب ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم میرے پاس تھے اور علی و فاطمہ و حسن و حسین بھی تھے، میں نے ان کے لئے غذا تیار کی اور سب کھا کر لیٹ گئے تو

پیغمبر اکرم نے ایک عبا یا چادر اوڑھادی اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں، ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور سے پاک و پاکیزہ رکھنا (تفسیر طبری 22 ص 6)۔

12- زوجہ پیغمبر جناب ام سلمہ کے غلام عبداللہ بن مغیرہ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیت تطہیر ان کے گھر میں نازل ہوئی جبکہ رسول اکرم نے مجھے حکم دیا کہ میں علی و فاطمہ اور حسن و حسین کو طلب کروں اور میں نے سب کو طلب کر لیا، آپ نے داہنا ہاتھ علی کے گلے میں ڈال دیا اور بائیں ہاتھ حسن کے گلے میں، حسین کو گود میں بٹھایا اور فاطمہ کو سامنے، اس کے بعد دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہل اور میری عترت ہیں لہذا ان سے جس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طریقہ سے پاک و پاکیزہ رکھنا..... اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی تو میں نے عرض کی کہ پھر میں؟ تو فرمایا کہ انشاء اللہ تم خیر پر ہو۔ (امالی طوسی (ر) 263 / 482 - تاریخ دمشق حالات امام حسین 67 / 97 لیکن اس میں راوی کا نام عبداللہ بن معین ہے جیسا کہ امالی کے بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے)

13- عطا ابن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے جناب ام سلمہ کو یہ بیان کرتے سنا تھا کہ رسول اکرم ان کے گھر میں تھے اور فاطمہ ایک برہمہ (ہانڈی) لیکر آئیں جس میں ایک مخصوص غذا تھی اور رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہو گئیں تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بلاؤ اور جب سب آگئے اور کھانا کھا لیا تو ایک بستر پر لیٹ گئے جس پر خیبری چادر بچھی ہوئی تھی اور میں حجرہ میں مشغول نماز تھی تو آیت تطہیر نازل ہوئی اور آپ نے اس چادر کو سب کے اوپر ڈھانک دیا اور ایک ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت اور خواص ہیں، ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاکیزہ رکھنا، خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں

مکمل طور سے پاک و پاکیزہ رکھنا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اس گھر میں سر ڈال کر گزارش کی کہ کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں یا رسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا انجام خیر ہے، تمہارا انجام بخیر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل 10 ص 177 / 26570۔ فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 587 / 994۔ تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 68 ص 123، مناقب ابن مغازی 304 / 348، مناقب امیر المومنین کوئی 2 ص 161 / 638 بروایت ابو یعلیٰ کندی)۔

14۔ عمرہ بنت افعلیٰ کہتی ہیں کہ میں نے جناب ام سلمہ کو یہ کہتے سنا کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جبکہ گھر میں سات افراد تھے۔
جبرئیل، میکائیل، رسول اللہ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔
میں گھر کے دروازہ پر تھی، میں نے عرض کی حضور کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں تو فرمایا کہ تم خیر پر ہو لیکن تم ازواج پیغمبر میں ہو، اہلبیتؑ میں نہیں ہو (تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 69 ص 102، 68 ص 101، درمنثور 6 ص 604 از ابن مردویہ، خصال 403 / 113، امالی صدوق (ر) 381 / 4 روضۃ الواعظین ص 175، تفسیر فرات کوئی 334 / 454، از ابوسعید)۔

15۔ امام رضاؑ نے اپنے آباء و اجداد کے حوالہ سے امام زین العابدینؑ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جناب ام سلمہ نے فرمایا ہے کہ آیت تطہیر میرے گھر میں اس دن نازل ہوئی ہے جس دن میری باری بھی اور رسول اکرم میرے گھر میں تھے، جب آپ نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور جبریل بھی آگئے آپ نے اپنی خیمہ چادر سب پر اوڑھا کر فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انہیں مکمل طور سے پاک و پاکیزہ

رکھنا جس کے بعد جبریل نے عرض کی کہ میں بھی آپ سے ہوں؟ اور آپ نے فرمایا کہ ہاں تم ہم سے ہو اے جبریل..... اور پھر اس سلسلہ نے عرض کی یا رسول اللہ اور میں بھی آپ کے اہلبیت میں ہوں اور یہ کہہ کر چادر میں داخل ہونا چاہتا تو آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو، تمہارا انجام بخیر ہے، لیکن تم ازواج پیغمبر میں ہو جس کے بعد جبریل نے کہا کہ یا محمد! اس آیت کو پڑھو ”انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً“ کہ یہ آیت نبی، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں ہے (امالی طوسی (ر) 368/ 783 از علی بن علی بن رزین)۔

2- عائشہ

16 - صفیہ بنت شیبہ عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم ایک صبح گھر سے برآمد ہوئے جب آپ سیاہ بالوں والی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اتنے میں حسن آگئے تو آپ نے انھیں بھی داخل کر لیا، پھر حسین آگئے اور انھیں بھی لے لیا، پھر فاطمہ آگئیں تو انھیں بھی شامل کر لیا اور پھر علیؑ آگئے تو انھیں بھی داخل کر لیا، اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی (صحیح مسلم 4/ 1883/ 2424، المستدرک 3 ص 159/ 4707، تفسیر طبری 22 ص 60 اس روایت میں صرف امام حسن کا ذکر ہے، السنن الکبریٰ 2 ص 212/ 2858، المصنف ابن ابی شیبہ 7 ص 502/ 39 مسند اسحاق بن راہویہ 3 ص 278/ 1271، تاریخ دمشق حالات امام حسن 63/ 113)

17 - عوام بن حوشب نے تمیمی سے نقل کیا ہے کہ میں حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے یہ روایت بیان کی کہ میں نے رسول اکرم کو دیکھا کہ آپ نے علیؑ - حسنؑ - حسینؑ کو بلایا اور فرمایا کہ خدایہ میرے اہلبیت ہیں، ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل

طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا۔ (امالی صدوق (ر) 5 ص 382)

18- جمع بن عمیر کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ حضرت عائشہ بنت ابی بکر کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری والدہ نے سوال کیا کہ آپ فرمائیں رسول اکرم کی محبت علیؑ کے ساتھ کیسی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا کہ وہ تمام مردوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ آپ نے انھیں اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اپنی ردا میں داخل کر کے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا۔

جس کے بعد میں نے چاہا کہ میں بھی چادر میں سر ڈال دوں تو آپ نے منع کر دیا تو میں نے عرض کی کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو فرمایا کہ تم خیر پر ہو، بیشک تم خیر پر ہو، (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 164، 642، شواہد التعزیل 2 ص 61/682-684، العمدۃ 40/23 مجمع البیان 8/559-)

واضح رہے کہ تاریخ دمشق میں راوی کا نام عمیر بن جمع لکھا گیا ہے جو کہ تحریف ہے اور اصل جمع بن عمیر ہے جیسا کہ دیگر تمام مصادر میں پایا جاتا ہے اور ابن حجر نے تہذیب میں تصریح کی ہے کہ جمع بن عمیر التیمی الکوفی نے عائشہ سے روایت کی ہے اور ان سے عوام بن حوشب نے نقل کیا ہے۔!

آیت تطہیر کا نزول بیت ام سلمہؑ میں

آیت تطہیر کے نزول کے بارے میں وارد ہونے والی روایات کا جائزہ لیا جائے تو صاف طور پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آیت جناب ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور اس کا خود حضرت عائشہ نے بھی اقرار کیا ہے جیسا کہ ابو عبد اللہ الحدادی سے نقل کیا گیا ہے کہ

میں حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے سوال کیا کہ آیت ”انما یرید اللہ“ کہاں نازل ہوئی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ بیت ام سلمہ میں! (تفسیر فرات کوئی 334/ 455) دوسری روایت میں جناب ام سلمہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ اگر خود عائشہ سے دریافت کرو گے تو وہ بھی یہی کہیں گی کہ ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر فرات کوئی 334)

شیخ مفید ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن النعمان فرماتے ہیں کہ اصحاب حدیث نے روایت کی ہے کہ اس آیت کے بارے میں عمر سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ عائشہ سے دریافت کرو اور عائشہ نے فرمایا کہ میری بہن ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے لہذا انھیں اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم ہے۔ (الفصول المختارہ ص 53، 54) مذکورہ بالا اور عبد اللہ بن جعفر کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جناب ام سلمہ کے علاوہ عائشہ اور زینب جیسے افراد اس واقعہ کے عینی شاہد بھی ہیں اور انھوں نے ام سلمہ کی طرح چادر میں داخلہ کی درخواست بھی کی ہے اور حضور نے انکار فرما دیا ہے لہذا بعض محدثین کا یہ احتمال دینا کہ یہ واقعہ متعدد بار مختلف مقامات پر پیش آیا ہے، ایک بعید از قیاس مسئلہ ہے۔

اصحاب پیغمبرؐ اور مفہوم اہلبیتؑ

1- ابوسعید خدریؓ

19- عطیہ نے ابوسعید الخدری سے رسول اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ یہ آیت پانچ افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے، میں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔ (تفسیر طبری 12/6، درمنثور 6 ص 604، العمدۃ 39 ص 21)۔

20- عطیہ نے ابوسعید خدری سے آیت تطہیر کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو جمع کر کے سب پر ایک چادر اوڑھادی اور فرمایا کہ یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، خدا یا ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا۔

اس وقت ام سلمہ دروازہ پر تھیں اور انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم خیر پر ہو، یا تمہارا انجام بخیر ہے، (تاریخ بغداد 10 ص 278، شواہد التنزیل 2 ص 38 / 657 - 2 ص 139 / 774، تشبیہ الخواطر 1 ص 23)۔

21- ابویوب الصیرفی کہتے ہیں کہ میں نے عطیہ کو فی بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے ابوسعید خدری سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ آیت رسول اکرم علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (امالی طوسی (ر) 248 / 438)۔

المعجم الکبیر 3 ص 56/ 2673، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 75/ 108، اسباب نزول قرآن 368/ 696۔

2- ابو بزرہ سلمی

22- ابو بزرہ کا بیان ہے کہ میں نے، 17 مہینہ تک رسول اکرم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ اپنے گھر سے نکل کر فاطمہ کے دروازہ پر آتے تھے اور فرماتے تھے، نماز! خداتم پر رحمت نازل کرے اور یہ کہہ کر آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے (مجمع الزوائد 9 ص 267/ 14986)۔

3- ابو الحمراء

23- ابو داؤد نے ابو الحمراء سے نقل کیا ہے کہ میں نے پیغمبر اسلام کے دور میں سات مہینہ تک مدینہ میں حفاظتی فرض انجام دیا ہے اور میں دیکھتا تھا کہ حضور طلوع فجر کے وقت علیؑ و فاطمہ کے دروازہ پر آ کر فرماتے تھے، الصلوٰۃ الصلوٰۃ، اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے۔ (تفسیر طبری 22 ص 6)۔

4- ابویلیٰ انصاری

24- عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے اپنے والد کے حوالہ سے پیغمبر اسلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس کے بعد تم اور حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ..... خدا یا یہ سب میرے اہل ہیں لہذا ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انہیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا، خدا یا ان کی نگرانی اور حفاظت فرمانا، تو ان کا ہوجا، ان کی نصرت اور امداد فرمانا..... انہیں عزت عطا فرما اور یہ ذلیل نہ ہونے پائیں اور مجھے

انھیں میں زندہ رکھنا کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 352 / 272، مناقب خوارزمی 62 / 31)۔

5- انس بن مالک

25- انس بن مالک کا بیان ہے کہ رسول اکرم 6 ماہ تک فاطمہؑ کے دروازہ سے نماز صبح کے وقت گذرتے تھے، الصلوٰۃ یا اہل البیت..... اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے (سنن ترمذی 5 ص 352 / 3206، مسند احمد بن حنبل 4 ص 516 / 13730، فضائل الصحابہ بن حنبل 2 / 761 / 1340، مستدرک 3 / 172 / 4748، المعجم الکبیر 3 / 65 / 2671، المصنف 7 / 427، تفسیر طبری 22 ص 6 اس کتاب میں اذخرج کے بجائے کماخرج ہے کہ جب بھی نماز کے لئے نکلتے تھے)۔

6- براء بن عازب

26- براء بن عازب کا بیان ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ رسول اکرم کے دروازہ پر آئے تو آپ نے سب کو اپنی چادر اوڑھادی اور فرمایا کہ خدایا یہ میری عمرت ہے (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 / 437 / 944، شواہد الترمذی 2 / 26 / 645)۔

7- ثوبان

27- سلیمان الہنبی نے غلام پیغمبر اسلام ثوبان سے نقل کیا ہے کہ حضور جب بھی سفر فرماتے تھے تو سب سے آخر میں فاطمہؑ سے رخصت ہوتے تھے اور جب واپس آتے تھے تو سب سے پہلے فاطمہؑ سے ملاقات کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک غزوہ سے واپس آئے تو دروازہ پر ایک پردہ دیکھا اور حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھوں میں چاندی کے کڑے..... تو گھر میں

داخل نہیں ہوئے، جناب فاطمہؑ فوراً سمجھ گئیں اور پردہ کو اتار دیا اور بچوں کے کڑے بھی اتار لئے اور توڑ دیے، بچے روتے ہوئے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے دونوں سے لے لیا اور مجھ سے فرمایا کہ اسے لے جا کر مدینہ کے فلاں گھر والوں کو دیدو کہ میں اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ ان نعمتوں سے زندگانی دنیا میں استفادہ کریں، پھر فرمایا ثوبان جاؤ فاطمہؑ کے لئے ایک عصب (.....) کا ہار اور بچوں کے لئے دو عجان (ہاتھی دانت) کے کڑے خرید کر لے آؤ (سنن ابی داؤد 4/ 87/ 4213، مسند احمد بن حنبل 8/ 320/ 22426، السنن الکبریٰ 1/ 41/ 91، اتحاق الحق 10/ 234/ 291)۔

واضح رہے کہ روایت کے جملہ تفصیلات کی ذمہ داری راوی پر ہے، مصنف کا مقصد صرف لفظ اہلبیتؑ کا استعمال ہے، جوادی۔

28- ابو ہریرہ اور ثوبان دونوں نے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم اپنے سفر کی ابتدا اور انتہا بیت فاطمہؑ پر فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے پدر بزرگوار اور شوہر نامدار کی خاطر ایک خیبری چادر کا پردہ ڈال دیا جسے دیکھ کر حضور آگے بڑھ گئے اور آپ کے چہرہ پر ناراضگی کے اثرات ظاہر ہوئے اور منبر کے پاس آ کر بیٹھ گئے، فاطمہؑ کو جیسے ہی معلوم ہوا انھوں نے ہار۔ بوندے اور کڑے سب اتار دیے اور پردہ بھی اتار کر بابا کی خدمت میں بھیج دیا اور عرض کی کہ اسے راہ خدا میں تقسیم کر دیں، آپ نے یہ دیکھ کر تین بار فرمایا، یہ کارنامہ ہے۔ فاطمہؑ پر ان کا باپ قربان۔ آل محمد کو دنیا سے کیا تعلق ہے، یہ سب آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دنیا دوسرے افراد کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 343)۔

نوٹ: تفصیلات کے اعتبار کے لئے حضرت ابو ہریرہ کا نام ہی کافی ہے۔ جوادی

8- جابر بن عبد اللہ انصاری

29- ابن ابی عتیق نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے علیؑ - فاطمہؑ اور ان کے دونوں فرزندوں کو بلا کر ایک چادر اوڑھادی اور فرمایا، خدا یا یہ میرے اہل ہیں، یہ میرے اہل ہیں، (شواہد التزیل 2 / 28 / 647، مجمع البیان 8 / 560، احقاق الحق 2 ص 55 نقل از عوالم العلوم)۔

30- جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ کے گھر میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آیت تطہیر نازل ہوگئی اور آپ نے حسن حسینؑ اور فاطمہؑ کو طلب کر کے اپنے سامنے بٹھایا اور علیؑ کو پس پشت بٹھایا اور فرمایا، خدا یا یہ میرے اہلبیت ہیں، ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انہیں مکمل طور پر پاکیزہ رکھنا۔

ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا تمہارا انجام بخیر ہے۔

تو میں نے عرض کی، حضور! اللہ نے اس عترت طاہرہ اور ذریت طیبہ کو یہ شرف عنایت فرمایا ہے کہ ان سے ہر جس کو دور رکھا ہے، تو آپ نے فرمایا، جابر ایسا کیوں نہ ہوتا، یہ میری عترت ہیں اور ان کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے، یہ میرا بھائی سید الاولیاء ہے۔ اور یہ میرے فرزند بہترین فرزند ہیں اور یہ میری بیٹی تمام عورتوں کی سردار ہے اور یاد رکھو کہ مہدیؑ بھی ہمیں میں سے ہوگا (کفایۃ الاثر ص 66)۔

9- زید بن ارقم

31- زید بن حیان نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ آخر یہ اہلبیت کون ہیں، کیا یہ ازواج ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ہرگز

نہیں، عورت تو مرد کے ساتھ ایک عرصہ تک رہتی ہے، اس کے بعد اگر طلاق دیدی تو اپنے گھر اور اپنی قوم کی طرف پلٹ جاتی ہے” اور رشتہ ختم ہو جاتا ہے“..... اہلبیتؑ وہ قرابتدار ہیں جن پر صدقہ حرام کر دیا گیا ہے (صحیح مسلم 4 ص 37/1874)۔

10- زینب بنت ابی سلمہ

32- ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عمرو بن شعیب نے نقل کیا ہے کہ وہ زینب بنت ابی سلمہ کے یہاں وارد ہوئے تو انھوں نے یہ قصہ بیان کیا کہ رسول اکرم ام سلمہ کے گھر میں تھے کہ حسنؑ و حسینؑ اور فاطمہؑ آگئیں، آپ نے حسنؑ کو ایک طرف بٹھایا اور حسینؑ کو دوسری طرف، فاطمہؑ کو سامنے جگہ دی اور پھر فرمایا کہ رحمت و برکات الہی تم اہلبیتؑ کے لئے ہے، وہ پروردگار حمید بھی ہے اور مجید بھی ہے (المعجم الکبیر 24 ص 281/713)۔

11- سعد بن ابی وقاص

33- عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو حضور نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کر کے فرمایا کہ یہ میرے اہل ہیں (صحیح مسلم 4 ص 32/1871 سنن ترمذی 5 ص 225/2999، مسند ابن جنبل 1 ص 391/1608، مستدرک 3 ص 163/4719، السنن الکبریٰ 7 ص 101/13392، الدر المنثور 2 ص 233، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 1 ص 207/271، امالی طوسی (ر) ص 307/616)۔

34- عامر بن سعد نے سعد سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے فرزندوں کو چادر میں لے کر فرمایا کہ خدایا یہی میرے اہل اور اہلبیتؑ ہیں (مستدرک 3 ص 159/4708، السنن الکبریٰ 7 ص 101/13391، تفسیر

طبری 33/ 8، الدر المنثور 6 ص 605)۔

35- سعید بن جبیر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ میں منزل ذی طویٰ میں معاویہ کے پاس موجود تھا جب سعد بن وقاص نے وارد ہو کر سلام کیا اور معاویہ نے قوم سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سعد بن ابی وقاص ہیں جو علیؑ کے دوستوں میں ہیں اور قوم نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور علیؑ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا، سعد رونے لگے تو معاویہ نے پوچھا کہ آخر رونے کا سبب کیا ہے؟ سعد نے کہا کہ میں کیونکر نہ رُوں، رسول اکرم کے ایک صحابی کو گالیاں دی جا رہی ہیں اور میری مجبوری ہے کہ میں روک بھی نہیں سکتا ہوں!

جبکہ علیؑ میں ایسے صفات تھے کہ اگر میرے پاس ایک بھی صفت ہوتی تو دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھتا!۔

یہ کہہ کر اوصاف علیؑ کو شمار کرنا شروع کر دیا..... اور کہا کہ پانچویں صفت یہ ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم نے علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ کو بلا کر فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل ہیں ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا (امالی طوسی (ر) ص 598/ 1243)۔

36- سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ جب معاویہ نے انھیں امیر بنایا تو یہ سوال کیا کہ آخر تم ابو تراب کو گالیاں کیوں نہیں دیتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد رہیں گی جنھیں رسول اکرم نے فرمایا ہے۔ میں انھیں برا نہیں کہہ سکتا ہوں اور اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہو جاتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہوتی..... ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو حضور نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل ہیں۔ (سنن ترمذی 5 ص 638/ 3724، خصائص

امیر المؤمنینؑ للنسائی 44 / 9 شواہد التزئیل 332 / 36، تفسیر عیاشی 1 ص 177 / 69۔

12۔ صبیح مولیٰ ام سلمہ

37۔ ابراہیم بن عبد الرحمن بن صبیح مولیٰ ام سلمہ نے اپنے جد صبیح سے نقل کیا ہے کہ میں رسول اکرم کے دروازہ پر حاضر تھا جب علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ آئے اور ایک طرف بیٹھ گئے، حضرت باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم سب خیر پر ہو، اس کے بعد آپ نے اپنی خیبری چادر ان سب کو اوڑھادی اور فرمایا کہ جو تم سے جنگ کرے میری اس سے جنگ ہے اور جو تم سے صلح کرے میری اس سے صلح ہے (المعجم الاوسط 3 / 407 / 2854، اسد الغابہ 3 / 7 / 2481)۔

13۔ عبد اللہ بن جعفر

38۔ اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم نے رحمت کو نازل ہوتے دیکھا تو فرمایا میرے پاس بلاؤ میرے پاس بلاؤ..... صفیہ نے کہا یا رسول اللہ کس کو بلانا ہے؟ فرمایا میرے اہلبیت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔

چنانچہ سب کو بلا گیا اور آپ نے سب کو اپنی چادر اوڑھادی اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خدایا یہ میری آل ہے لہذا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اس کے بعد آیت تطہیر نازل ہوگئی (مستدرک 3 ص 160 / 4709۔ شواہد التزئیل 2 ص 55 / 675، اس روایت میں صفیہ کے بجائے زینب کا ذکر ہے)۔

39۔ اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر طیار نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ نے جبریل کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا تو فرمایا کہ میرے پاس کون بلا دے گا

میرے پاس کون بلا دے گا.....؟ زینبؓ نے کہا کہ میں حاضر ہوں کسے بلانا ہے؟ فرمایا علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلاؤ۔!

پھر آپ نے حسنؓ کو داہنی طرف، حسینؓ کو بائیں طرف اور علیؓ و فاطمہؓ کو سامنے بٹھا کر سب پر ایک چادر ڈال دی اور فرمایا خدا یا ہر نبی کے اہل ہوتے ہیں اور میرے اہل یہ افراد ہیں جس کے بعد آیت تطہیر نازل ہوگئی اور زینبؓ نے گزارش کی کہ میں چادر میں داخل نہیں ہو سکتی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو انش تم خیر پر ہو۔ (شواہد العزیز 2 ص 53/673، فراندہ کسمطین 2/18/362، المعمدۃ 04/24، احقاق الحق 9 ص 52)۔

14- عبدالہ بن عباس

40- عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ نو افراد کی جماعت وارد ہوگئی اور ان لوگوں نے کہا کہ یا آپ ہمارے ساتھ چلیں یا ہمیں تنہائی کا انتظام کریں؟ ابن عباس نے کہا کہ میں ہی تم لوگوں کے ساتھ چل رہا ہوں۔ اس زمانہ میں ان کی بینائی ٹھیک تھی اور نابینا نہیں ہوئے تھے، چنانچہ ساتھ گئے اور ان لوگوں نے آپس میں گفتگو شروع کر دی، مجھے گفتگو کی تفصیل تو نہیں معلوم ہے، البتہ ابن عباس دامن جھاڑتے ہوئے اور افسوس کہتے ہوئے واپس آئے، افسوس یہ لوگ اس کے بارے میں برائیاں کر رہے ہیں جس کے پاس دس ایسے فضائل ہیں جو کسی کو حاصل نہیں ہیں۔

یہ اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس کے بارے میں رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ عنقریب اس شخص کو بھیجوں گا جسے خدا کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا اور وہ خدا و رسول کا چاہنے والا ہوگا..... یہاں تک کہ یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ حضور نے اپنی چادر علیؓ و فاطمہؓ اور حسنؓ

وحسینؑ پر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی۔ (مستدرک 3 / 143 / 4652، مسند ابن جنبل 1 / 708 / 3062، خصائص نسائی 70 / 23، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ / 189 / 250-

41- عمرو بن میمون نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے حسنؑ و حسینؑ اور علیؑ و فاطمہؑ کو بلا کر ان پر چادر ڈال دی اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت اور اقرباء ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا۔ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 1 ص 184 / 249، شواہد التنزیل 2 / 50 / 670، احقاق الحق 15 ص 628 - 631)

42- سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ خدایا اگر تیرے کسی بھی نبی کے ورثہ اور اہلبیتؑ ہیں تو علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ میرے اہلبیتؑ اور میرے سرمایہ ہیں لہذا ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں کمال طہارت کی منزل پر رکھنا۔

43- سعید بن المسیب نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اکرمؐ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ بھی تھے کہ آپ نے دعا فرمائی خدایا تجھے معلوم ہے کہ یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں اور مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں لہذا ان کے دوست سے محبت کرنا اور ان کے دشمن سے دشمنی رکھنا، جو ان سے موالات رکھے تو اس سے محبت کرنا جو ان سے دشمنی کرتے تو اس سے دشمنی کرنا، ان کے مددگاروں کی مدد کرنا اور انھیں ہر رجس سے پاک رکھنا، یہ گناہ سے محفوظ رہیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کرتے رہا۔

اس کے بعد آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا اور فرمایا خدا یا میں تجھے گواہ کر کے کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں، ان سے صلح رکھنے والے کی مجھ سے صلح ہے اور ان سے جنگ کرنے والے سے میری جنگ ہے، میں ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان کے دوستوں کا دوست ہوں۔ (امالی صدوق (ر) 393/18، بشارۃ المصطفیٰ ص 177)۔

44۔ ابن عباس حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے عقد کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے دونوں کو سینہ سے لگا کر فرمایا کہ خدا یا یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں..... خدا یا جس طرح تو نے مجھ سے رجز کو دور رکھا ہے اور مجھے پاکیزہ بنایا ہے، اسی طرح انھیں بھی طیب و طاہر رکھنا۔ (معجم کبیر 24 ص 134/362-22/412/1022، المصنف عبدالرزاق 5/489/9782)۔

15۔ عمر بن ابی سلمہ

45۔ عطاء بن ابی ریح نے عمر بن ابی سلمہ (پروردہ رسالت) سے نقل کیا ہے کہ آیت تطہیر رسول اکرم پر ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے، جب آپ نے فاطمہ اور حسن و حسین کو طلب کیا اور سب پر ایک چادر اوڑھادی اور علیؑ پس پشت بیٹھے تھے انھیں بھی چادر شامل کر لیا اور فرمایا خدا یا یہ میرے اہلبیت ہیں، ان سے رجز کو دور رکھنا اور پاک و پاکیزہ رکھنا۔

جس کے بعد ام سلمہ نے فرمایا کہ یا نبی اللہ کیا میں بھی انھیں میں سے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمھاری اپنی ایک جگہ ہے اور تمھارا انجام بخیر ہونے والا ہے (سنن ترمذی) 5/663/3787 اسد الغابہ 2/17، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 71/104، تفسیر

طبری 22 / 18 حقائق الحق 3 ص 2528 ص 510)۔

16۔ عمر بن الخطاب

46۔ عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک نے عمر بن الخطاب سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اکرم کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں آگے آگے جا رہا ہوں اور تم سب میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہو، یہ ایسا حوض ہے جس کی وسعت صنعاء سے بصری کے برابر ہے اور اس میں ستاروں کے عدد کے برابر چاندی کے پیالے ہوں گے اور جب تم لوگ وارد ہو گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا لہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، یاد رکھو سب اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا خدا کے پاس ہے اور ایک تمہارے پاس ہے، اس سے وابستہ رہنا اور اس میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کرنا اور دوسرا نقل میری عترت اور میری اہلبیت ہیں، خدائے لطیف و خمیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں حوض کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کی عترت کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرے اہلبیت اولاد علیؑ و فاطمہؑ ہیں، جن میں سے نوحسینؑ کے صلب سے ہوں گے، یہ سب ائمہ ابرار ہوں گے اور یہی میری عترت ہے جو میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ (کفایۃ الاثر ص 91، تفسیر برہان، 1/9 نقل از ابن بابویہ در کتاب النصوص علی الائمۃ)۔

17۔ وائلہ بن الاسقع

47۔ ابوعمار نے وائلہ بن الاسقع سے نقل کیا ہے کہ میں علیؑ کے پاس آیا اور انھیں نہ پاس کا تو فاطمہؑ نے فرمایا کہ وہ رسول اکرم کے پاس انھیں مدعو کرنے گئے ہیں۔ اتنے میں دیکھا کہ حضور کے ساتھ آرہے ہیں، دونوں حضرات گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ساتھ

میں داخل ہو گیا، آپ نے حسنؑ و حسینؑ کو طلب کر کے اپنے زانو پر بٹھایا اور فاطمہؑ اور ان کے شوہر کو اپنے سامنے بٹھایا اور سب پر ایک چادر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یہی میرے اہلبیتؑ ہیں، خدا یا میرے اہلبیتؑ زیادہ حقدار ہیں۔ (مستدرک 3/ 159-4706/ 451-3559)۔

48- شداد ابوعمار ناقل ہیں کہ میں وائل بن الاسقع کے پاس وارد ہوا جبکہ ایک قوم وہاں موجود تھی، اچانک علیؑ کا ذکر آ گیا اور سب نے انھیں برا بھلا کہا تو میں نے بھی کہہ دیا، اس کے بعد جب تمام لوگ چلے گئے تو وائل نے پوچھا کہ تم نے کیوں گالیاں دیں۔ میں نے کہا کہ سب دے رہے تھے تو میں نے بھی دیدیں۔ وائل نے کہا کیا میں تمھیں بتاؤں کہ میں نے رسول اکرم کے یہاں کیا منظر دیکھا ہے؟ میں نے اشتیاق ظاہر کیا..... تو فرمایا کہ میں فاطمہ کے گھر علیؑ کی تلاش میں گیا تو فرمایا کہ رسول اکرم کے پاس گئے ہیں، میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ حضور مع علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کے تشریف لائے اور آپ دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، اس کے بعد آپ نے علیؑ و فاطمہؑ کو سامنے بٹھایا اور حسنؑ و حسینؑ کو زانو پر اور سب پر ایک چادر ڈال کر آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی اور دعا کی کہ خدا یا یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں اور میرے اہلبیتؑ زیادہ حقدار۔ (فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 577، مسند احمد بن حنبل 6/ 45، المصنف ابن ابی شیبہ، العمدۃ 40/ 25، معجم کبیر 3/ 49/ 2670، 2669)۔

49- شداء بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے وائل بن الاسقع سے اس وقت سنا جب امام حسینؑ کا سر لایا گیا اور انھوں نے اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ہمیشہ علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرتا رہوں گا کہ میں نے ام سلمہ کے مکان میں حضور سے بہت سی باتیں سنی ہیں، اس کے بعد اس کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ

میں ایک دن حضرت کے پاس حاضر ہوا جب آپ ام سلمہ کے گھر میں تھے اتنے میں حسنؑ آگئے آپ نے انھیں دانے زانو پر بٹھایا اور بوسہ دیا، پھر حسینؑ آگئے اور انھیں بائیں زانو پر بٹھا کر بوسہ دیا، پھر فاطمہؑ آگئیں انھیں سامنے بٹھایا اور پھر علیؑ کو طلب کیا اور اس کے بعد سب پر ایک خمیری چادر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی..... تو میں نے واٹملہ سے پوچھا کہ یہ رجز کیا ہے؟ فرمایا۔ خدا کے بارے میں شک۔ (فضائل الصحابہ ابن جنبل 2/ 672 / 1149، اسد الغابہ 2/ 27، العمدۃ 34/ 15)۔

50۔ ابوعمار الشد ادواٹملہ بن الاسقع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے علیؑ کو دانے بٹھایا اور فاطمہؑ کو بائیں، حسنؑ و حسینؑ کو سامنے بٹھایا اور سب پر ایک چادر اوڑھا کر دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں اور اہلبیتؑ کی بازگشت تیری طرف ہے نہ کہ جہنم کی طرف (مسند ابویعلیٰ 6/ 479 / 7448، نثر الدر 236، السنن الکبریٰ 2/ 217 / 2870)۔

51۔ ابوالازہر واٹملہ بن الاسقع سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو چادر کے نیچے جمع کر لیا تو دعا کی کہ خدایا تو نے اپنی صلوات و رحمت و مغفرت و رضا کو ابراہیم اور آل ابراہیم کے لئے قرار دیا ہے اور یہ سب مجھ سے ہیں ان سے ہوں لہذا اپنی صلوات و رحمت و مغفرت و رضا کو میرے اور ان کے لئے بھی قرار دیدے۔ (مناقب خوارزمی 63/ 32، کنز العمال 13/ 603 / 37544، 12/ 101 / 34186)۔

اہلبیتؑ اور مفہوم لفظ اہلبیتؑ

52۔ موسیٰ بن عبد ربہ کا بیان ہے کہ میں نے امیر المؤمنینؑ کی زندگی میں امام حسینؑ

کو مسجد پیغمبر میں یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ میرے اہلبیت تم لوگوں کے لئے باعث امان ہیں لہذا ان سے میری وجہ سے محبت کرو اور ان سے متمسک ہو جاؤ تا کہ گمراہ نہ ہو سکو۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے اہلبیت کون ہیں؟ فرمایا کہ علیؑ اور میرے دونوں نواسے اور نواولاد حسینؑ جو ائمہ معصوم اور امانتدار مذہب ہوں گے، آگاہ ہو جاؤ کہ یہی میرے اہلبیت اور میری عترت ہیں جن کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے۔ (کفایہ الاثر ص 171)۔

53۔ امام صادق نے اپنے آباء کرام کے واسطہ سے رسول اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور ایک میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہو جائیں اور اس حقیقت کو دو انگلیوں کو آپس میں جوڑ کر واضح کیا، جس کے بعد جابر بن عبد اللہ انصاری نے اٹھ کر دریافت کیا کہ حضور آپ کی عترت کون ہے؟ فرمایا علیؑ، حسینؑ، حسینؑ اور قیامت تک اولاد حسینؑ کے امام (کمال الدین ص 244 معانی الاخبار 5 / 91)۔

54۔ امام صادق سے ان کے آباء کرام کے واسطہ سے نقل کیا گیا ہے کہ امیر المؤمنین سے رسول اکرم کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور ایک عترت..... تو عترت سے مراد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں، حسنؑ، حسینؑ، نواولاد حسینؑ کے امام جن کا نواں مہدی اور قائم ہوگا، یہ سب کتاب خدا سے جدا نہ ہوں گے اور نہ کتاب خدا ان سے جدا ہوگی یہاں تک کہ

رسول اکرم کے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔ (کمال الدین 240 / 64، معانی الاخبار 90 / 4، عیون اخبار الرضا 1 ص 57 / 25۔)

55۔ امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم آرام فرما رہے تھے اور آپ نے اپنے پہلو میں مجھے اور میری زوجہ فاطمہؑ اور میرے فرزند حسنؑ و حسینؑ کو بھی جگہ دیدی اور سب پر ایک عبا اوڑھادی تو پروردگار نے آیت تطہیر نازل فرمادی اور جبریل نے گزارش کی کہ میں بھی آپ ہی حضرات سے ہوں جس کے بعد وہ چھٹے ہو گئے۔ (خصال صدوق (ر) بروایت مکحول)۔

56۔ امیر المؤمنینؑ کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم نے مجھے اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو ام سلمہ کے گھر میں جمع کیا اور سب کو ایک چادر میں داخل کر لیا اس کے بعد دعا کی کہ خدایا یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں لہذا ان سے جس کو دور رکھنا اور انہیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا، جس کے بعد ام سلمہ نے گزارش کی کہ میں بھی شامل ہو جاؤں؟ تو فرمایا کہ تم اپنے گھر والوں سے ہواور خیر پر ہواور اس بات کی تین مرتبہ تکرار فرمائی (شواہد التزیل 2 / 52)۔

57۔ امیر المؤمنینؑ ہی کا ارشاد ہے کہ میں رسول اکرم کے پاس ام سلمہ کے گھر میں وارد ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ یا علیؑ یہ آیت تمہارے، میرے دونوں فرزند اور تمہاری اولاد کے ائمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (کفایۃ الاثرص 156 از عیسیٰ بن موسیٰ الہاشمی.....)۔

58۔ امام حسنؑ کا بیان ہے کہ آیت تطہیر کے نزول کے وقت رسول اکرم نے ہم سب کو جناب ام سلمہ کی خیبری چادر کے نیچے جمع فرمایا اور دعا کی کہ خدایا یہ سب میری عمرت اور میری اہلبیتؑ ہیں لہذا ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انہیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا

- (مناقب ابن مغازلی ص 372، امالی طوسی (ر) 559/ 1173، مجمع البیان 8/ 560 بروایت زاذان)۔

59۔ امام صادق نے اپنے پدر بزرگوار اور جد امجد کے واسطے سے امام حسنؑ سے آیت تطہیر کی شان نزول اس طرح نقل کی ہے کہ رسول اکرم نے مجھے، میرے بھائی، والدہ اور والد کو جمع کیا اور جناب ام سلمہ کی خیمہ چادر کے اندر لے لیا اور یہ دعا کی کہ خدا یا یہ سب میرے اہلبیت ہیں، یہ میری عمرت اور میرے اہل ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انہیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا، جس کے بعد جناب ام سلمہ نے گزارش کی کہ کیا میں بھی داخل ہو سکتی ہوں تو آپ نے فرمایا خدا تم پر رحمت نازل کرے، تم خیر پر ہو اور تمہارا انجام بخیر ہے لیکن یہ شرف صرف میرے اور ان افراد کے لئے ہے۔

یہ واقعہ ام سلمہ کے گھر میں پیش آیا جس دن حضور ان کے گھر میں تھے۔ (امالی طوسی (ر) 564/ 2274 بروایت عبدالرحمان بن کثیر، میناج المودہ 3/ 368)۔

60۔ امام حسنؑ نے اپنے اکی خطبہ میں ارشاد فرمایا، عراق والو! ہمارے بارے میں خدا سے ڈرو۔ ہم تمہارے اسیر اور مہمان ہیں، ہم وہ اہلبیت ہیں جن کے بارے میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے..... اور اس کے بعد اسقدر تفصیل سے خطبہ ارشاد فرمایا کہ ساری مسجد میں ہر شخص گریہ و زاری میں مشغول ہو گیا۔ معجم کبیر 3 ص 96/ 2761، مناقب ابن مغازلی 382/ 431، تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 180/ 304 بروایت ابی حمیلہ)۔

61۔ امام حسینؑ نے مروان بن الحکم سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ دور ہو جا۔ تو رجس ہے اور ہم اہلبیت مرکز طہارت ہیں، اللہ نے ہمارے بارے میں آیت تطہیر نازل کی ہے۔ (مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 185، الفتوح 5 ص 17)۔

62- ابوالدلمیم کا بیان ہے کہ امام زین العابدینؑ نے ایک مرد شامی سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ کیا تو نے سورہ احزاب میں آیہ تطہیر نہیں پڑھی ہے تو اس نے کہا کہ کیا آپ وہی ہیں؟ فرمایا بیشک (تفسیر طبری 22/8)۔

63- ابو نعیم نے ایک جماعت کے حوالہ سے نقل کیا ہے جو کربلا کے اسیروں کے ساتھ تھی کہ جب ہم دمشق پہنچے اور عورتوں اور قیدیوں کو بے نقاب داخل کیا گیا تو اہل شام نے کہنا شروع کیا کہ ہم نے اتنے حسین قیدی نہیں دیکھے ہیں، تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو تو سکینہ بنت الحسینؑ نے فرمایا ہم آل محمد کے قیدی ہیں، جس کے بعد سب کو مسجد کے زینہ پر کھڑا کر دیا گیا اور انھیں کے درمیان حضرت علیؑ بن الحسینؑ بھی تھے، آپ کے پاس ایک بوڑھا آدمی آیا اور کہنے لگا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو قتل کر دیا اور فتنہ کی سینگ کاٹ دی، اور پھر یونہی برا بھلا کہتا رہا، یہاں تک کہ جب خاموش ہوا تو آپ نے فرمایا تو نے کتاب خدا پڑھی ہے؟ اس نے کہا بے شک پڑھی ہے! فرمایا کیا آیت مودت پڑھی ہے؟ اس نے کہا بیشک! فرمایا ہم وہی قرا تداران پیغمبر ہیں۔

فرمایا۔ کیا آیت ”آت ذالقرنیٰ حقہ“ پڑھی ہے؟ کہا بیشک! فرمایا ہم وہی اقربا

ہیں۔

فرمایا کیا آیت تطہیر پڑھی ہے؟ اس نے کہا بیشک! فرمایا ہم وہی اہلبیتؑ ہیں۔
یہ سن کر شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور کہا خدایا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور دشمنان آل محمد سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں اور ان کے قاتلوں سے برائت کرتا ہوں، میں نے قرآن ضرور پڑھا تھا لیکن سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ حضرات وہی ہیں۔ (امالی صدوق (ر) 141، الاحتجاج 2/120، ملہوف 176، مقتل خوارزمی 2 ص

(61)-

64- امام محمد باقرؑ نے آیت تطہیر کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ آیت علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا نزول ام سلمہ کے گھر میں ہوا ہے جب حضور نے علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے ایک خمیری ردا کے اندر لے لیا اور خود بھی اس میں داخل ہو کر دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جن کے بارے میں تو نے وعدہ کیا ہے لہذا اب ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر فائز رکھنا، جس کے بعد ام سلمہ نے درخواست کی کہ مجھے بھی شامل فرمائیں؟ تو آپ نے فرمایا تمہارے لئے یہ بشارت ہے کہ تمہارا انجام خیر ہے۔

اور ابوالجارود نے جناب زین بن علیؑ بن احسینؑ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض جہلاء کا خیال ہے کہ یہ آیت ازواج کے بارے میں ہوئی ہے حالانکہ یہ جھوٹ اور افترا ہے، اگر مقصود پروردگار ازواج ہوتیں تو آیت کے الفاظ ”عنکن“، ”یطہرکن“ ہوتے اور کلام مونث کے انداز میں ہوتا جس طرح کہ دیگر الفاظ ایسے ہیں ”واذکرون“، ”یوتکن“، ”تبرجن“، ”لستن“.....! (تفسیر قمی 2 ص 193)۔

65- امام جعفر صادقؑ نے ایک طویل حدیث میں آیت تطہیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ تھے جنہیں رسول اکرمؐ نے ام سلمہ کے گھر میں ایک چادر میں جمع کیا اور فرمایا کہ خدایا ہر نبی کے اہل اور نقل ہوتے ہیں اور میرے اہلبیتؑ اور میرا سرمایہ یہی افراد ہیں، جس کے بعد ام سلمہ نے سوال کیا کہ کیا میں آپ کے اہل میں نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ بس یہی میرے اہل اور میرا سرمایہ ہیں۔ (کافی 1 / 287 از ابوبصیر)

66- ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق سے دریافت کیا کہ آل محمد کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ذریت رسول!

میں نے پوچھا کہ پھر اہلبیت کون ہیں؟ فرمایا ائمہ اوصیاء۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ عترت کون ہیں؟ فرمایا اصحاب کساء پھر عرض کی کہ امت کون ہے؟ فرمایا وہ مومن جنہوں نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی ہے اور ثقلین سے تمسک کیا ہے یعنی کتاب خدا اور عترت و اہلبیت سے وابستہ رہے ہیں جن سے پروردگار نے رجس کو دور رکھا ہے اور انہیں پاک و پاکیزہ بنایا ہے، یہی دونوں پیغمبر کے بعد امت میں آپ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ (امالی صدوق (ر) 200/10، روضہ الواعظین ص 294)۔

67- عبدالرحمان بن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ آیت تطہیر سے مراد کون حضرات ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت رسول اکرم حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رسول اکرم کے بعد حضرت علیؑ، ان کے بعد امام حسنؑ اس کے بعد امام حسینؑ۔ اس کے بعد تا واپس اعتبار سے تمام ائمہ جن میں سے امام زین العابدینؑ بھی امام تھے اور پھر ان کی اولاد میں اوصیاء کا سلسلہ رہا جن کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ان کی معصیت خدا کی نافرمانی ہے۔ (علل الشرائع 2 ص 205، الامامة والتبصرة 177/29)۔

68 - ریان بن الصلت کہتے ہیں کہ امام رضاؑ مرو میں مامون کے دربار میں تشریف لائے تو وہاں خراسان اور عراق والوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔

یہاں تک کہ مامون نے دریافت کیا کہ عترت طاہرہ سے مراد کون افراد ہیں؟ امام رضاؑ نے فرمایا کہ جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے، اور رسول اکرم

نے فرمایا کہ میں دو گر انقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور ایک میری عمرت اور میرے اہلبیت[ؑ] اور یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر نہ وارد ہو جائیں۔ دیکھو خبردار اس کا خیال رکھنا کہ میرے اہل کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو اور انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کہ یہ تم سے زیادہ عالم اور فاضل ہیں۔ درباری علماء نے سوال اٹھادیا کہ ذرا یہ فرمائیں کہ یہ عترت آل رسول ہے یا غیر آل رسول ہے؟ فرمایا یہ آل رسول ہی ہے لوگوں نے کہا کہ رسول اکرم سے تو یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ میری امت ہی میری آل ہے اور صحابہ کرام بھی یہی فرماتے رہے ہیں کہ آل محمد امت پیغمبر کا نام ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا ذرا یہ بتاؤ آل رسول پر صدقہ حرام ہے یا نہیں؟ سب نے کہا بیشک

فرمایا پھر کیا امت پر بھی صدقہ حرام ہے؟ عرض کی نہیں۔

فرمایا یہی دلیل ہے کہ امت اور ہے اور آل رسول اور ہے۔

(امالی صدوق (ر) 1 ص 422، عیون اخبار الرضا 1 ص 229)۔

اہلبیت[ؑ] پر پیغمبر اکرم کا سلام اور ان کے لئے مخصوص حکم نماز

69۔ ابوالحرماء خادم پیغمبر اسلام کا بیان ہے کہ حضور طلوع فجر کے وقت خانہ علیؑ وفاطمہؑ کے

پاس سے گذرتے تھے اور فرماتے تھے۔

”السلام علیکم اہل البیت“ الصلوٰۃ الصلوٰۃ اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے

ہیں۔ (اسد الغابہ 6/74/5827)

اسی کتاب کے صفحہ 66 پر اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے مدینہ میں قیام

کے دوران چھ ماہ تک یہ منظر دیکھا ہے۔

70- ابوالحمرء خادم پیغمبر اکرم کا بیان ہے کہ حضور ہر نماز صبح کے وقت دروازہ زہرا پر آ کر فرماتے تھے ”السلام علیکم یا اہل البیت ورحمة اللہ وبرکاتہ“ اور وہ حضرات اندر سے جواب دیتے تھے ”علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ“ اس کے بعد آپ فرماتے تھے الصلوٰۃ رحمکم اللہ اور یہ کہہ کر آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوالحمرء سے پوچھا کہ اس گھر میں کون کون تھا تو بتایا کہ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ (شواہد الترمذی 2/74/694)۔

71- امام علیؑ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ہر صبح ہمارے دروازہ پر آ کر فرماتے تھے ”نماز۔ خدا رحمت نازل کرے۔ نماز اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (امالی مفید (ر) 4/318، امالی طوسی (ر) 89/138 بشارۃ المصطفیٰ ص 264 بروایت حارث)۔

72- امام صادقؑ نے اپنے والد اور جد بزرگوار کے واسطے سے امام حسنؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے معاویہ سے صلح کے موقع پر حالات سے بحث کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ رسول اکرم آیت تطہیر کے نزول کے بعد تمام زندگی نماز صبح کے وقت ہمارے دروازہ پر آ کر فرمایا کرتے تھے ”نماز۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ انما یرید اللہ..... (امالی طوسی (ر) 565/1174 از عبد الرحمن بن کثیر۔ ینایح المودۃ 3 ص 386)۔

ینایح المودۃ میں یہ تذکرہ بھی ہے کہ یہ کام آیت ”و امر اہلک بالصلوٰۃ“ کے نزول کے بعد ہوا کرتا تھا۔

73- امام صادقؑ نے اپنے آباء و اجداد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ہر صبح کے وقت دروازہ علیؑ و فاطمہؑ پر کھڑے ہو کر فرماتے تھے کہ ”تمام تعریفیں احسان کرنے

والے - کرم کرنے والے - نعمتیں نازل کرنے والے اور فضل و افضال کرنے والے پروردگار کے لئے ہیں جس کی نعمتوں ہی سے نیکیاں درجہ کمال تک پہنچتی ہیں۔ وہ ہر ایک کی آواز سننے والا ہے اور سارا کام اس کی نعمتوں سے انجام پاتا ہے، اس کے احسانات ہمارے پاس بہت ہیں، ہم جہنم سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور صبح و شام یہی پناہ چاہتے ہیں، نماز اے اہلبیتؑ خدا تم سے ہر جس کو دور رکھنا چاہتا ہے اور تمہیں کمال طہارت کی منزل پر رکھنا چاہتا ہے۔ (امالی صدوق 124/14 از اسماعیل بن ابی زیاد السکونی)۔

74- تفسیر علی بن ابراہیم میں آیت کریمہ ”وامر اھلک بالصلوۃ“ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ پروردگار نے خصوصیت کے ساتھ اپنے اہل کو نماز کا حکم دینے کے لئے فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آل محمد کی ایک مخصوص حیثیت ہے جو دوسرے افراد کو حاصل نہیں ہے۔

اس کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ہر نماز صبح کے وقت دروازہ علیؑ وفاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر آ کر فرماتے تھے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اور اندر سے جواب آتا تھا ”و علیک السلام یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

اس کے بعد آپ دروازہ کا بازو تھام کر فرمایا کرتے تھے ”الصلوۃ الصلوۃ یرحمکم اللہ“ اور یہ کہہ کر آیت تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور یہ کام مدینہ کی زندگی میں تاحیات انجام دیتے رہے۔ اور ابوالحرماء خادم پیغمبر کا بیان ہے کہ میں اس عمل کا مستقل شاہد ہوں۔ (تفسیر طبری 22/ص 7، درمنثور 6/ص 403، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص 60، مختصر تاریخ دمشق 7/119، کنز العمال 13/ص 645، شواہد التزیل 2/ص 18، ینایح المودۃ 1/ص 229، مناقب خوارزمی 60 فصل پنجم، تفسیر فرات کوفی ص

331، کشف الغمہ 1 ص 40 فصل تفسیر آل و اہل، احقاق الحق 2 ص 501، 562، 3
ص 513، 531 ص 1 / 69، 14 ص 40، 105، 18 ص 359، 382، بحار الانوار
35 ص 206)۔

تحقیق احادیث سلام پیغمبر اسلام

کھلی ہوئی بات ہے کہ اس واقعہ کو اکابر محدثین نے مختلف شخصیات کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اس طرح یہ واقعہ تاریخی مسلمات میں شامل ہے جس میں کسی شک اور شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں جن شخصیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ان میں خود اہلبیت علیہم السلام شامل ہیں (امالی صدوق (ر) 1 ص 429، عیون اخبار الرضا 1 ص 240، ینابیع المودۃ 2 ص 59، مقتل خوارزمی 1 ص 67، تفسیر فرات کو فی ص 339)۔

صحابہ کرام میں ابوسعید خدری ہیں۔ (درمنثور 6 ص 606، الجمع الکبیر 3 ص 56 / 2671، 2674، مناقب خوارزمی 60 ص 280، شواہد التزئیل 2 ص 46، مجمع البیان 7 ص 59)۔

انس بن مالک ہیں اور عبداللہ بن عباس ہیں۔ (درمنثور 6 ص 606، احقاق الحق 9 ص 56)۔

اس کے بعد یہ مسئلہ کہ یہ واقعہ کتنی مرتبہ پیش آیا ہے؟ اس سلسلہ میں تین طرح کی روایات ہیں۔

قسم اول! وہ روایات جن میں روزانہ سرکارِ دو عالم کا یہ طرز عمل نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز صبح کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے تو علیؑ وفاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑی ہو کر سلام کر کے، آیت تطہیر کی تلاوت فرما کر انھیں قیام نماز کی دعوت دیا کرتے تھے۔

قسم دوم! وہ روایات ہیں جن میں راوی نے متعدد بار اس عمل کے مشاہدہ کا ذکر کیا

ہے۔ (درمنثور 6 ص 606، تفسیر طبری 22 / 6، تاریخ کبیر 8 ص 725 امالی طوسی 251، 447، شواہد التنزیل 2 ص 81 / 700۔

قسم سوم! وہ روایات ہیں جن میں روزانہ کے معمول کا ذکر نہیں ہے بلکہ معینہ ایام کا ذکر ہے اور یہ بات قسم اول سے مختلف ہے، معینہ ایام کے بارے میں بھی بعض روایات میں 40 دن کا ذکر ہے۔ (درمنثور 6 ص 606، مناقب خوارزمی ص 60 / 28، مالی صدوق (ر) 1 ص 429)۔

بعض روایات میں ایک ماہ کا ذکر ہے۔ (اسد الغابہ 5 ص 381 / 5390 مسند ابوداؤد طیالسی ص 274)۔

بعض روایات میں چھ ماہ کا ذکر ہے۔ (تفسیر طبری 22 ص 6، درمنثور 6 ص 606، ینایع المودۃ 2 ص 119، ذخائر العقبی ص 24، العمدہ ص 45۔
بعض روایات میں آٹھ ماہ کا ذکر ہے۔ (درمنثور 6 ص 606 کفایۃ الطالب ص 377)۔

بعض روایات میں 9 ماہ کا ذکر ہے۔ (مناقب خوارزمی 60 / 29 مشکل الآثار 1 ص 337، العمدۃ 41 / 27، ذخائر العقبی ص 25، کفایۃ الطالب ص 376۔
کھلی ہوئی بات ہے کہ پہلی اور دوسری قسم میں کسی طرح کا تضاد نہیں ہے اور انھیں دونوں قسموں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قسم سوم کی تمام روایات اگر اپنی اصلی حالت پر باقی ہیں اور ان میں کسی طرح کی تحریف نہیں ہوئی ہے تو ان کا مقصد بھی افراد کے مشاہدہ کا تذکرہ ہے۔ اعداد کا محدود کر دینا نہیں ہے جو بات عقل و منطق کے مطابق ہے کہ ہر شخص کا مشاہدہ الگ الگ ہو سکتا ہے۔

جس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اکرم لفظ اہل البیت اور لفظ اہل کی وضاحت کے لئے ایک مدت تک روزانہ نماز صبح کے وقت درعیٰ وفاطمہؑ پر آ کر انھیں اہل البیت کہہ کر سلام کیا کرتے تھے اور آیت تطہیر کی تلاوت کر کے نماز کی دعوت دیا کرتے تھے اور دنوں کا اختلاف صرف رایوں کے مشاہدہ کا فرق ہے، اس سے اصل عدد کے انحصار کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

البتہ بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس عمل کا آیت تطہیر سے نہیں بلکہ آیت ”وامراہلک بالصلوٰۃ“ سے تعلق تھا جیسا کہ ابوسعید خدری سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور آیت نماز کے نزول کے بعد آٹھ ماہ تک درفاطمہؑ پر آ کر فرمایا کرتے تھے ”الصلوٰۃ رحمکم اللہ اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (درمنثورہ ص 613، اخراج ابن مردویہ، ابن عساکر، ابن النجار)۔

جس کے بارے میں علامہ طباطبائی نے فرمایا ہے کہ اس روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیت ”وامراہلک بالصلوٰۃ“ مدینہ میں نازل ہوئی ہے، حالانکہ یہ کہنے والا کوئی نہیں ہے لہذا واقعہ کا تعلق آیت تطہیر سے ہے آیت نماز سے نہیں ہے..... مگر یہ کہ اس واقعہ کی اس طرح تاویل کی جائے کہ آیت مکہ میں نازل ہوئی تھی لیکن حضور نے عمل مدینہ میں کیا ہے جو بات الفاظ روایات سے کسی طرح بھی ہم آہنگ نہیں ہے۔ (تفسیر المیزان ص 14 ص 242)۔

عدد ائمہ اہلبیتؑ

75- جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم سے جمعہ کے دن ”رجم اسلمی کی شام“ یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ دین یونہی قائم رہے گا جب تک قیامت نہ آجائے یا تم پر میرے بارہ خلفاء قائم رہے گا جب تک قیامت نہ آجائے یا تم پر میرے بارہ خلفاء نہ گذر

جائیں جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (صحیح مسلم 3/ 1453، مسند ابن حنبل 7/ 410/ 20869، مسند ابویعلیٰ 6/ 473/ 7429۔ آخر الذکر دونوں روایات میں ”یا“ کے بجائے ”اور“ کا ذکر کیا گیا ہے۔

76۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم کو یہ کہتے سنا ہے کہ امت کے بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں سن نہیں سکا تو میرے والد نے فرمایا کہ وہ کلمہ یہ تھا کہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (صحیح بخاری 6/ 2640/ 6796)۔

77۔ جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ امر دین یونہی چلتا رہے گا جب تک بارہ افراد کی حکومت رہے گی اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نے سن سکا تو والد سے دریافت کیا اور انھوں نے بتایا کہ ”کلمہ من قریش“ فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم 3 ص 1452 خصال 473/ 27)۔

78۔ جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نے سمجھ سکا اور قریب والے سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ”کلمہ من قریش“ کہا تھا۔ (سنن ترمذی 4 ص 501/ 2223، مسند ابن حنبل 7/ 430/ 20995)۔

79۔ جابر بن سمرہ! میں نے رسول اکرم کی زبان سے سنا کہ اسلام بارہ خلفاء تک باعزت رہے گا، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نے سمجھ سکا تو والد سے دریافت کیا اور انھوں نے فرمایا کہ ”کلمہ من قریش“ فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم 3 ص 1453، مسند ابن حنبل 7/ 412/ 20882، سنن ابی داؤد 4/ 106/ 4280)۔

80- ابو جحیفہ کا بیان ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں تھا جب آپ نے فرمایا کہ میرے امت کے امور درست رہیں گے یہاں تک کہ بارہ خلیفہ گذر جائیں، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نہ سن سکا تو میں نے چچا سے دریافت کیا جو میرے سامنے کھڑے تھے تو انہوں نے بتایا کہ کھم من قریش فرمایا تھا۔ (مستدرک 716/ 6589، المعجم الکبیر 22/ 120/ 308، تاریخ کبیر 8/ 411/ 5320، امالی صدوق (ر) 255/ 8)۔

81- جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ یہ امر دین تمام نہ ہوگا جب تک بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا تو اپنے والد سے دریافت کیا اور انہوں نے بتایا کہ آپ نے کھم من قریش فرمایا تھا (تاریخ واسط ص 98، خصال ص 1670)۔

82- جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اکرم کے پاس تھا جب آپ سے یہ ارشاد سنا کہ میرے بارہ خلیفہ ہوں گے، اس کے بعد آپ کی آواز دھیمی ہو گئی اور میں نہ سن سکا تو بابا سے دریافت کیا کہ یہ دھیرے سے کیا فرمایا تھا تو انہوں نے بتایا کہ ”کلھم من بنی ہاشم“ فرمایا تھا۔ (ینایع المودۃ 3 ص 290، احقاق الحق 13 ص 30)۔

83- مسروق کا بیان ہے کہ یہ سب عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے تھے اور وہ قرآن پڑھا رہے تھا کہ ایک شخص نے دریافت کر لیا ”یا ابا عبد الرحمن! کیا آپ نے کبھی حضور سے دریافت کیا ہے کہ اس امت میں کتنے خلفاء حکومت کریں گے! تو ابن مسعود نے کہا کہ جب سے میں عراق سے آیا ہوں آج تک کسی نے یہ سوال نہیں کیا لیکن

تم نے پوچھ لیا ہے تو سنو! میں نے حضور سے دریافت کیا تھا تو انھوں نے فرمایا تھا بارہ۔
جتنے بنی اسرائیل کے نقیب تھے۔ (مسند ابن جنبل 2 ص 55 / 3781، مستدرک 4 ص
8529 / 546)۔

84۔ ابو سعید نے امام باقر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ
میری اولاد میں بارہ نقیب پیدا ہوں گے جو سب کے سب طیب و طاہر اور خدا کی طرف سے
صاحبان فہم اور محدث ہوں گے، ان کا آخری حق کے ساتھ قیام کرنے والا ہوگا جو دنیا کو عدل
و انصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (کافی 1 ص 534 / 18)۔
85۔ ابن عباس نے ”السماء ذات البروج“ کی تفسیر میں رسول اکرم سے نقل کیا
ہے کہ حضور نے فرمایا کہ سماء میری ذات ہے اور بروج میرے اہلبیت اور میری عترت کے
ائمہ ہیں جن کے اول علی ہیں اور آخر مہدی ہوں گے اور کل کے کل 12 ہوں گے۔ (ینابیع
المودۃ 3 ص 254)۔

86۔ امام باقر نے اپنے والد کے والد کے حوالہ سے امام حسین سے نقل کیا ہے
کہ میں اپنے برادر امام حسن کے ساتھ جد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہم
دونوں کو زانو پر بٹھا لیا اور بوسہ دے کر فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ہو جائیں تم جیسے
صالح اماموں پر خدا نے تمہیں میری اور علی و فاطمہ کی نسل میں منتخب قرار دیا ہے اور اے
حسین تمہارے صلب سے نو اماموں کا انتخاب کیا ہے جن میں کانواں قائم ہوگا اور سب
کے سب فضل و منزلت میں پیش پروردگار ایک جیسے ہوں گے۔ (کمال الدین 12 / 269
از ابو حمزہ ثمالی)۔

87۔ امام باقر ہی سے نقل کیا گیا ہے کہ آل محمد کے بارہ امام سب کے سب وہ ہوں

گے جن سے ملائکہ باتیں کریں گے اور سب اولاد رسول اور اولاد علیؑ میں ہوں گے، والدین سے مراد رسول اکرم اور حضرت علیؑ ہی ہیں۔

(کافی 1 ص 525، من لا یحضرہ الفقیہ 4/ 179/ 5406، خصال ص 466، عیون اخبار الرضا ص 40، امالی صدوق (ر) 97، کمال الدین ص 206، ارشاد 2 ص 345، کفایۃ الاثر 69، از انس بن مالک ص 143، از امام علیؑ ص 187، از عائشہ ص 193، از جناب فاطمہ ع 180، از ام سلمہ ص 244، از امام باقرؑ، اعلام الوری ص 361، الغنیۃ طوسی (ر) ص 92، احتجاج طبری (ر) 1 ص 169، کامل الزیارات ص 52، روضۃ الواعظین ص 115، کتاب سلیم بن قیس الہملالی 2 ص 616، الیقین ابن طاووس ص 244، فرائد السمطین 2 ص 329، بشارۃ المصطفیٰ ص 192، اختصاص ص 233، جامع الاخبار ص 61، احقاق الحق 2 ص 4353، 103794-356، 5 ص 7493، 477، 13 ص 1-74، 19، 74، 20، 628 ص 538۔

تحقیق احادیث عددائمهؑ

ان احادیث کا مضمون 75ء سے 83ء تک اہل سنت کے مصادر سے نقل کیا گیا ہے اور انھیں احادیث کا تذکرہ شیعہ مصادر میں بھی پایا جاتا ہے۔ شیخ صدوق (ر) نے خصال میں اس مضمون کی 32، احادیث کا تذکرہ کیا ہے جس طرح کہ مسند احمد بن حنبل میں جابر بن سمرہ سے تیس روایتیں نقل کی گئی ہیں اور اس طرح اصل مضمون متفق علیہ ہے اور تفصیلات کا اختلاف غالباً سیاسی مقاصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے۔

جہاں بعض روایات میں لفظ بعدی حذف کر دیا گیا ہے۔

بعض میں لفظ کو امیر سے بدل دیا گیا ہے۔

بعض میں خلیفہ کے بجائے فیم یا ملک کہا گیا ہے۔ (مجمع کبیر 2 ص 196 / 1794،) حصال ص 471 / 19-

بعض میں قیامت تک اسلام کے مسائل کو بارہ خلفاء سے مربوط کیا گیا ہے اور بعض میں قیامت کا ذکر نکال دیا گیا ہے۔

بعض میں مصالحت امت کو خلفاء کی ولایت سے مربوط کیا گیا ہے اور بعض میں اس نکتہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

بعض روایات میں اسلامی سماج کے جملہ معاملات کو ان حضرات کی ولایت سے متعلق کیا گیا ہے اور بعض میں اس کے بیان سے پہلو تہی کی گئی ہے۔

اور اس طرح مختلف سیاسی حالات نے مختلف طرح کی ترمیم کرا دی ہے لیکن مجموعی طور پر دو باتوں پر اتفاق پایا جاتا ہے۔

1- سرکار دو عالم نے ان افراد کی تعیین کرا دی ہے جو ایک طویل مدت تک اسلامی قیادت کی اہلیت رکھتے ہیں۔

2- جن ائمہ کی قیادت کو سرکار دو عالم کی تائید حاصل ہے۔ ان کی تعداد بارہ ہے، نہ کم ہے اور نہ زیادہ۔

اور اس طرح روایات شیعہ کو دیکھنے کے بعد یہ حقیقت اور واضح تر ہو جاتی ہے کہ ان حضرات نے ائمہ کے اسماء گرامی اور ان کے جملہ صفات و کمالات کا بھی تذکرہ کیا ہے جس کی وضاحت کا ایک تذکرہ ص 84 سے 87 تک ہو چکا ہے اور ایک تذکرہ آئندہ فصل میں کیا جائے گا۔

اس کے بعد اس نکتہ کا اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ سرکار دو عالم نے یہ بات حجتہ

الوداع کے موقع پر ارشاد فرمائی ہے۔ (مسند ابن حنبل 7 ص 405/20840)۔
اور میدان عرفات یا منیٰ میں فرمائی ہے یادوںوں جگہ تکرار فرمائی ہے۔ (مسند ابن حنبل 7 ص 429/20991)۔

اور یہی وہ مواقع ہیں جہاں حدیث ثقلین کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ قریش سے مراد یہی ائمہ اہلبیتؑ ہیں جیسا کہ امیر المؤمنینؑ نے اپنے خطبہ ص 144 میں فرمایا ہے کہ ائمہ قریش بنی ہاشم ہی میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ یہ منصب کسی کے لئے نہیں ہے اور نہ کسی قبیلہ میں ایسے صالح حکام پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ روایات میں ان خلفاء کے اوصاف و کمالات کے تذکرہ کا نظر انداز کر دینا صرف سیاسی مصالح کی بنیاد پر تھا جس کی وضاحت اس نکتہ سے بھی ہو سکتی ہے کہ بارہ خلفاء ائمہ اہلبیتؑ کے علاوہ اور کسی مقام پر پیدا نہیں ہوئے ہیں اور اگر اس نکتہ کو بحمد تو اترا نقل ہونے والی حدیث ثقلین سے جوڑ دیا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے اور مزید ثابت ہو جاتی ہے کہ سرکارِ دو عالم نے مستقبل کی قیادت کے جملہ علامات اور نشانات کا تذکرہ کر دیا تھا اور کسی طرح بھی مسئلہ کو مشتملہ نہیں رہنے دیا تھا۔

اور بعض علماء محققین نے اس حقیقت کو اس طرح بھی واضح کیا ہے کہ ائمہ قریش سے مراد ”خلفاء راشدین“ کو لیا جائے تو ان کی تعداد بارہ سے کم ہے اور ان میں خلفاء بنی امیہ کو جوڑ لیا جائے تو یہ عدد بارہ سے کہیں زیادہ ہو جاتا ہے اور ان میں خلافت کی صلاحیت بھی نہیں تھی کہ عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ سب ظالم اور نالائق تھے اور ایسا انسان خلیفہ رسول نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا شمار بنی ہاشم میں نہیں ہوتا ہے اور بعض روایات میں بنی ہاشم کی تصریح موجود ہے۔

یہی حال اس وقت ہوگا جب ان خلفاء سے مراد خلفاء بنی عباس کو لے لیا جائے کہ ان کی تعداد بھی بارہ سے زیادہ ہے اور ان کے کردار میں بھی ظلم و ستم کی کوئی کم نہیں ہے اور انھوں نے یہ آیت مودت کی کوئی پرواہ کی ہے اور نہ حدیث کساء کی۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ خلفاء قریش سے مراد صرف ائمہ اہلبیت ہیں جو اپنے زمانہ میں سب سے علم، افضل، اکمل، اورع، اتقی، اکمل و اجمل تھے، نہ نسب میں کوئی ان کا جیسا بلند اور نہ حسب میں کوئی ان سے افضل و برتر، یہ خدا کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقرب اور رسول اکرم سے سب سے زیادہ قریب تر تھے۔

اس حقیقت کی تائید حدیث ثقلین اور دیگر احادیث صحیحہ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ملاصدرا علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ خلفاء قریش کی روایات برادران اہلسنت کے صحاح اور اصول میں موجود ہے اور ان کی سندیں بھی مذکور ہیں اور ان کے علاوہ وہ صحاح و مسانید کی روایات بھی ہیں جن میں اس حقیقت کا ذکر کیا گیا ہے کہ میرے بعد ائمہ میری عزت سے ہوں گے۔

ان کی تعداد انقباء بنی اسرائیل کے برابر ہوگی اور نو حسین کے صلب سے ہوں گے، جنہیں پروردگار نے میرے علم و فہم کا وارث بنایا ہے اور ان کا نواں مہدی ہوگا۔

اور پھر صحاح ستہ میں یہ روایات بھی ہیں کہ مہدی میری عزت میں اولادِ فاطمہ میں ہوگا اور ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اور دنیا اس وقت تک فنا نہ ہوگی جب تک عرب میں میرے اہلبیت میں سے وہ شخص حکومت نہ کرے جس کا نام میرا نام ہوگا۔

یا اگر عمر دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو پروردگار اس دن کو طول دے گا یہاں تک کہ میری نسل سے اس شخص کو بھیج دے جس کا نام میرا نام ہوگا اور ہ ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

چنانچہ شارح مشکوٰۃ نے بھی لکھا ہے کہ اس قسم کی روایات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ خلافت صرف قریش کا حصہ ہے اور ان کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتی ہے اور یہ حکم رہتی دنیا تک جاری رہے گا چاہے دو ہی افراد باقی رہ جائیں۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی عقل میں فتور اور آنکھ میں اندھا پن نہیں ہے تو وہ اس حقیقت کا بہر حال اعتراف کرے گا کہ رسول اکرم کے بعد ان کے خلفاء یہی بارہ امام ہیں جو سب قریش سے ہیں، انھیں سے دین کا قیام اور اسلام کا استحکام ہے اور یہ عدد اور یہ اوصاف و کمالات ائمہ اثنا عشر کے علاوہ کہیں نہیں پائے جاتے ہیں لہذا یہی سرکارِ دو عالم کے خلفاء و اولیاء ہیں اور انھیں کا قیام دنیا تک رہنا ضروری ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہو سکتی ہے۔

اسماء ائمہ اہلبیت^۳

88- جابر بن عبد اللہ انصاری نقل کرتے ہیں کہ میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے ایک تختی رکھی تھی جس میں آپ کی اولاد کے اولیاء کے نام درج تھے چنانچہ میں نے کل بارہ نام دیکھے جن میں سے ایک قائم تھا اور تین محمد تھے اور چار علیؑ۔ (الفتیہ 4 ص 180 / 5408، کافی 1 ص 532 / 9، کمال الدین 269 / 13، ارشاد 2 / 346، فرائد السمطین 2 / 139) ان تمام روایات کے راوی ابوالجارود ہیں جنہوں نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے اور کافی میں چار علیؑ کے بجائے تین کا ذکر ہے اور یہ اشتباہ ہے یا اس

سے مراد اولادِ فاطمہ کے علی ہیں کہ وہ بہر حال تین ہی ہیں اگرچہ اس طرح اولادِ فاطمہ کے اولیاء کے اولیاء بارہ نہیں ہیں بلکہ گیارہ ہی ہیں اور ایک مولائے کائنات ہیں واللہ اعلم۔ جوادی۔

89- جابر بن یزید الجعفی کا بیان ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری کی زبان سے سنا ہے کہ جب آیت اولی الامر نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے خدا و رسول کو پہچان بھی لیا اور ان کی اطاعت بھی کی تو یہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا گیا ہے؟ تو فرمایا کہ جابر! یہ سب میرے خلفاء اور میرے بعد مسلمانوں کے ائمہ ہیں جن میں سے اول علی بن ابی طالب ہیں، اس کے بعد حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علی جن کا نام توریت میں باقر ہے اور اے جابر عنقریب تم ان سے ملاقات کرو گے اور جب ملاقات ہو جائے تو میرا سلام کہہ دینا۔ اس کے بعد جعفر بن محمد پھر موسیٰ بن جعفر، پھر علی بن موسیٰ، پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد، پھر حسن پھر میرا ہمنام وہم کنیت جو زمین میں خدا کی حجت اور بندگان خدا میں بقیۃ اللہ ہوگا یعنی فرزندِ حسن بن علی، یہی دو ہوگا جسے پروردگار مشرق و مغرب پر فتح عنایت کرے گا اور اپنے شیعوں سے اس طرح غائب رہے گا کہ اس غیبت میں ایمان پر صرف وہی افراد قائم رہ جائیں گے جن کے دل کا پروردگار نے ایمان کے لئے امتحان لے لیا ہوگا۔ (کمال الدین 253/3، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 282، کفایۃ الاثر ص 53)۔

90- جابر بن عبد اللہ انصاری کا بیان ہے کہ جندل بن جنادہ بن جبیر الیہودی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک طویل گفتگو کے دوران عرض کی کہ خدا کے رسول ذرا اپنے اوصیاء کے بارے میں باخبر کریں تاکہ میں ان سے متمسک رہ سکوں۔ تو فرمایا کہ

میرے اوصیاء بارہ ہوں گے۔ جندل نے عرض کی کہ یہی تو میں نے توریت میں پڑھا ہے لیکن ذرا ان کے نام تو ارشاد فرمائیں؟

فرمایا اول سید الاوصیاء ابوالائمہ علیؑ اس کے بعد ان کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ، دیکھو ان سب متمسک رہنا اور خبردار تمہیں جاہلوں کا جہل دھوکہ میں نہ مبتلا کر دے۔ اس کے بعد جب علی بن الحسینؑ کی ولادت ہوگی تو تمہاری زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمہاری آخری غذا دودھ ہوگی۔

جندل نے کہا کہ حضور میں نے توریت میں ایلیا۔ شبر، شبیر پڑھا ہے، یہ تو علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہو گئے تو ان کے بعد والوں کے اسماء ہیں؟ فرمایا حسینؑ کے بعد ان کے فرزند علیؑ جن کا لقب زین العابدینؑ ہوگا۔ اس کے بعد ان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب باقرؑ ہوگا۔ اس کے بعد ان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب تقیؑ و زکیؑ ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند علیؑ جن کا لقب نقیؑ اور ہادیؑ ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند حسنؑ جن کا لقب عسکریؑ ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب مہدیؑ (عج)، قائمؑ (عج) ہوگا، جو پہلے غائب ہوں گے پھر ظہور کریں گے اور ظہور کے بعد ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، خوشحال بحال ان کا جو ان کی غیبت میں صبر کر سکیں اور ان کی محبت پر قائم رہ سکیں یہی وہ افراد ہیں جن کے بارے میں پروردگار کا ارشاد ہے کہ یہ حزب اللہ میں اور حزب اللہ کامیاب ہونے والا ہے اور یہی وہ متقین ہیں جو غیبت پر ایمان رکھنے والے ہیں (ینابغ المودۃ 2 ص 283/2)۔

91- ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک یہودی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا جسے نعتل کہا جاتا تھا اور اس نے کہا کہ یا محمد میرے دل میں کچھ شبہات ہیں، ان کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں..... ذرا یہ فرمائیے کہ آپ کا وصی کون ہوگا، اس لئے کہ ہر

نبی کا ایک وصی ہوتا ہے جس طرح ہمارے پیغمبر موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو اپنا وصی نامزد کیا تھا۔؟ فرمایا کہ میرا وصی اور میرے بعد میرا خلیفہ علی بن ابی طالب ہوگا اور ان کے بعد میرے دونوں سے حسن و حسین ہوں گے، اس کے بعد صلب حسین سے نوائمہ ابرار ہوں گے۔

اس نے کہا یا محمد! ذرا ان کے نام بھی ارشاد فرمائیں؟ فرمایا کہ حسین کے بعد ان کے فرزند علی، ان کے بعد ان کے فرزند محمد، ان کے بعد ان کے فرزند جعفر..... جعفر کے بعد ان کے فرزند موسیٰ..... موسیٰ کے بعد ان کے فرزند علی، علی کے بعد ان کے فرزند محمد، محمد کے بعد ان کے فرزند علی، علی کے بعد ان کے فرزند حسن، اس کے بعد حجت بن الحسن یہ کل بارہ امام ہیں جن کا عدد بنیاسرائیل کے نقیبوں کے برابر ہے۔

اس نے دریافت کیا کہ ان سب کی جنت میں کیا جگہ ہوگی؟ فرمایا میرے ساتھ میرے درجہ ہیں۔ (فراندا السمطین 2 ص 133، 134/430)۔

92- نصر بن سوید نے عمرو بن ابی المقدام سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو میدان عرفات میں دیکھا کہ لوگوں کو باواز بلند پکار رہے ہیں اور فرما رہے ہیں ایہا الناس! رسول اکرم قوم کے قائد تھے، ان کے بعد علی بن ابی طالب تھے، اس کے بعد حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علی اور پھر میں ہوں اور یہ باتیں چاروں طرف رخ کر کے تین مرتبہ دہرائی۔ (کافی 1 ص 286، عیون اخبار الرضا 1 ص 40، الفقیہ 4 ص 180/5408، کمال الدین 1 ص 250، 285، الغیۃ النعمانی ص 57، مناقب ابن المغازی ص 304، احقاق الحق 4 ص 83، 13 ص 49، کفایۃ الاثر ص 149، 150، 177، 300264، 306-

معرفت اہلبیتؑ

قیمت معرفت اہلبیتؑ

- رسول اکرم - جس شخص کو پروردگار نے میرے اہلبیتؑ کی معرفت اور محبت کی توفیق دیدگو یا اس کے لئے تمام خیر جمع کر دیا۔ (امالی صدوق (ر) 383/9، بشارۃ المصطفیٰ ص 186)۔

94- رسول اکرم - معرفت آل محمد جہنم سے نجات کا وسیلہ ہے اور حب آل محمد صراط سے گزرنے کا ذریعہ ہے اور ولایت آل محمد عذاب الہی سے امان ہے۔ (ینایع المودۃ 1 ص 78/16، فرائد السمطین 2 ص 257، احقاق الحق 18/496-9/494)۔

95- سلمان فارسی میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ پروردگار نے ہر نبی اور رسول کے لئے بارہ نقیب معین فرمائے ہیں تو میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ قربان۔ ان بارہ کی معرفت کا فائدہ کیا ہے؟ فرمایا سلمان! جس نے ان کی مکمل معرفت حاصل کر لی اور اقتدا کر لی کہ ان کے دوست سے محبت کی اور دشمن سے بیزاری اختیار کی وہ خدا کی قسم ہم سے ہوگا اور وہیں وارد ہوگا جہاں ہم وارد ہوں گے اور وہیں رہے گا جہاں ہم رہیں گے۔ (بحار الانوار 53/142-162/25 ص 6، 9)۔

96- امیر المومنینؑ، خوش بخت ترین انسان وہ ہے جس نے ہمارے فضل کو پہچان لیا اور ہمارے ذریعہ خدا کا قرب اختیار کیا اور ہماری محبت میں اخلاص پیدا کیا اور ہماری دعوت پر عمل کیا اور ہمارے روکنے سے رک گیا، یہی شخص ہم سے ہے اور جن میں ہمارے ساتھ ہوگا۔ (غرر الحکم ص 3297)۔

97- امام صادق کا بیان ہے کہ امام حسینؑ اپنے اصحاب کے مجمع میں آئے اور فرمایا کہ پروردگار نے بندوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسے پہچانیں اس کے بعد جب پہچان لیں گے تو عبادت بھی کریں گے اور جب اس کی عبادت کریں گے تو اغیار کی عبادت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

ایک شخص نے عرض کی کہ معرفت خدا کا مفہوم اور وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا ہر زمانہ کا انسان اس دور کے اس امام کی معرفت حاصل کرے جس کی اطاعت واجب کی گئی ہے (اور اس کے ذریعہ پروردگار کی معرفت حاصل کرے) (علل الشرائع 9/1 زسلمہ بن عطاء، کنز الفوائد 1 ص 328، احقاق الحق 11/594)۔

98- امام باقرؑ! خدا کو وہی شخص پہچان سکتا ہے اور اس کی عبادت کر سکتا ہے جو ہم اہلبیتؑ میں سے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل کر لے۔ (کافی 1/181 از جابر)۔

99- زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق سے عرض کیا کہ ذرا معرفت امام کے بارے میں فرمائیں کہ کیا یہ تمام مخلوقات پر واجب ہے؟ فرمایا کہ پروردگار نے حضرت محمد کو تمام عالم انسانیت کے لئے رسول اور تمام مخلوقات کے لئے اپنی حجت بنا کر بھیجا ہے لہذا جو شخص بھی اللہ اور رسول اللہ پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق اور ان کا اتباع کرے اس پر امام اہلبیتؑ کی معرفت بہر حال واجب ہے۔ (کافی 1 ص 180/3)۔

100- سالم! میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا ”ہم نے اپنی کتاب کا وارث اپنے منتخب بندوں کو قرار دیا ہے جن میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں، بعض درمیانی راہ پر چلنے والے ہیں اور بعض نیکیوں کے ساتھ سبقت کرنے والے ہیں“ کہ ان سب سے مراد کون لوگ ہیں؟

فرمایا سبقت کرنے والا امام ہوتا ہے، درمیانی راہ پر چلنے والا اس کا عارف ہوتا ہے اور ظالم اس کی معرفت سے محروم شخص ہوتا ہے۔ (کافی 1 ص 214/1)۔

101- زرعه! میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ معرفت کے بعد سب سے عظیم عمل کونسا ہے؟ فرمایا معرفت کے بعد نماز کے ہم پلہ کوئی عمل نہیں ہے اور معرفت و نماز کے بعد زکوٰۃ کے برابر کوئی کام نہیں ہے اور ان تینوں کے بعد روزہ جیسا کوئی عمل نہیں ہے اور روزہ کے بعد حج جیسا کوئی عمل نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھنا کہ ان سب اعمال کا آغاز و انجام ہم اہلبیتؑ کی معرفت ہے اور اس کے بغیر کسی شے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ (امالی طوسی (ر) 694/1478)۔

102- امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہم وہ ہیں جن کی اطاعت پروردگار نے واجب قرار دی ہے اور کسی شخص کو ہماری معرفت سے آزاد نہیں رکھا گیا ہے اور نہ اس جہالت میں معذور قرار دیا گیا ہے۔..... اگر کوئی شخص ہماری معرفت حاصل نہ کرے اور ہمارا انکار بھی نہ کرے تو بھی گمراہ رہے گا جب تک راہ راست پر واپس نہ آجائے اور ہماری اطاعت میں داخل نہ ہو جائے ورنہ اگر اسی ضلالت پر مر گیا تو پروردگار جو چاہے گا برتاؤ کرے گا۔ (کافی 1 ص 187/11)۔

103- امام صادقؑ نے آیت کریمہ ”جسے حکمت دیدی گئی اسے خیر کثیر دیدیا گیا“ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ حکمت سے مراد امام کی اطاعت اور اس کی معرفت ہے۔ (کافی 1 ص 185/11- از ابوبصیر)۔

104- امام صادقؑ نے زرارہ کو یہ دعا تعلیم کرائی، خدایا مجھے اپنے معرفت عطا فرما کہ اگر میں تجھے نہ پہچان سکاتا تو تیرے نبی کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنے رسول کی

معرفت عطا فرمائی کہ اگر انہیں نہ پہچان سکا تو تیری حجت کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کہ اگر اس سے محروم رہ گیا تو دین سے گمراہ ہو جاؤ گا۔ (کافی 1 ص 337/5 از زرارہ)۔

105۔ امام رضاؑ ائمہ معصومین کی قبروں کی زیارت کے ذیل میں فرمایا کرتے تھے کہ سلام ہو ان پر جو معرفت خدا کا مرکز تھے..... جس نے ان کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا اور جو ان کی معرفت سے جاہل رہ گیا وہ خدا سے بے خبر رہ گیا۔ (کافی 4 ص 578/2، کامل الزیارات ص 315 از علی بن حنّان)۔

مقام اہلبیتؑ

1۔ مثال سفینہ نوح

106۔ حنش کنانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ذر کو در کعبہ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جس نے مجھے پہچان لیا وہ تو جانتا ہی ہے اور اگر کسی نے نہیں پہچانا تو پہچان لے میں ابو ذر ہوں اور میں نے جانتا ہی ہے اور اگر کسی نے نہیں پہچانا تو پہچان لے میں ابو ذر ہوں اور میں نے رسول اکرم کی زبان سے سنا ہے کہ میرے اہلبیتؑ کی مثال سفینہ نوح کی مثال ہے کہ جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ ہو گیا وہ ڈوب مرا۔ (مستدرک 3 ص 163/4720، فرائد السمطین 2 ص 246-519، ینایع المودۃ 1 ص 94/5 شرح الاخبار 2 ص 501/887، امالی طوسی (ر) 6 ص 88، 733، 1532، کمال الدین ص

239/59، احتجاج 1 ص 361، کتاب سلیم بن قیس 2 ص 937، مناقب ابن مغازلی ص 132، 134، بشارۃ المصطفیٰ ص 88 رجال کشی 1 ص 115/52)۔

107۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ ہم سب سفینہ نجات ہیں جو ہم سے وابستہ ہو گیا نجات پا گیا اور جو الگ ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ جس کو اللہ سے کوئی حاجت طلب کرنا ہو وہ ہم اہلبیت کے وسیلہ سے طلب کرے۔ (فراندا لسمطین 1 ص 37 از ابو ہریرہ، احقاق الحق 9 ص 203 از راجح المطالب)۔

108۔ امام علیؑ نے کمیل سے فرمایا کہ کمیل رسول اکرم نے 15 رمضان کو عصر کے بعد مجھ سے یہ بات اس وقت فرمائی جب انصار و مہاجرین کا ایک گروہ سامنے تھا اور آپ منبر پر کھڑے تھے۔ یاد رکھو کہ علیؑ اور ان کے دونوں پاکیزہ کردار فرزند مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، یہ سب سفینہ نجات ہیں جو ان سے وابستہ ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ ہو گیا وہ بہک گیا، نجات پانے والے کی جگہ جنت ہے اور بہکنے والے کا ٹھکانا جہنم کے شعلے ہیں۔ (بشارۃ المصطفیٰ ص 30 از بصیر بن زید بن ارطاة)۔

109۔ امیر المؤمنینؑ نے اصحاب سے خطاب کر کے فرمایا خدا کی قسم میں نے کسی امر کی طرف اقدام نہیں کیا مگر یہ کہ میرے پاس رسول اکرم کی ہدایت موجود تھی خوشابہ حال ان کا جن کے دلوں میں ہماری محبت راسخ ہو جائے اور اس کے وسیلہ سے ایمان کو احد سے زیادہ مستحکم اور پائیدار ہو جائے اور یاد رکھو جس کے دل میں ہماری محبت ثابت نہ ہوگی اس کا ایمان اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

خدا کی قسم۔ عالمین میں رسول اکرم کے نزدیک میرے ذکر سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں تھی اور نہ کسی نے میری طرح دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ میں نے بلوغ سے

پہلے سے نماز ادا کی ہے اور یہ فاطمہ بنت رسول جو پارہ جگر پیغمبر ہے یہ میری شریک حیات ہے اور اپنے دور میں مریم بنت عمران کی مثال ہے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ حسن و حسینؑ جو اس امت میں سبط رسول ہیں اور پیغمبر کے لئے دونوں آنکھوں کی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح میں آپ کے لئے دونوں ہاتھوں کی جگہ پر تھا اور فاطمہؑ آپ کے وجود میں قلب کی حیثیت رکھتی تھیں، ہماری مثال سفینہ نوح کی ہے کہ جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ رہ گیا وہ ڈوب مرا۔ (کتاب سلیم بن قیس 2 / 830)۔

110۔ امیر المؤمنینؑ کا ارشاد ہے کہ جس نے ہمارا اتباع کر لیا وہ نیکیوں کی طرف آگے بڑھ گیا اور جو ہمارے علاوہ کسی دوسرے سفینہ پر سوار ہو گیا وہ غرق ہو گیا۔ (غرر الحکم ص 7894، 7893)۔

111۔ امام زین العابدینؑ ہم ہیں جو شدتوں کی گہرائیوں میں چلنے والے سفینوں کی حیثیت رکھتے ہیں کہ جو ان سے وابستہ ہو گیا وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے انھیں چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔ (ینایع المودۃ 1 ص 76 / 12)۔

112۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ بن الحسینؑ زوال آفتاب کے وقت نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے اور اس طرح صلوات بھیجتے تھے۔

”خدا یا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما جو نبوت کے شجر اور رسالت کے مرکز تھے، ان کے گھر ملائکہ کی آمد و رفت تھی اور وہ علم کے خزانہ دار اور وحی کے اہلبیت تھے، خدا یا آل محمد پر رحمت نازل فرما جو شدتوں کے سمندروں میں نجات کے سفینے تھے کہ جو ان سے وابستہ ہو گیا وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے انھیں چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا، ان سے آگے بڑھ جانے والا دین

سے نکل جاتا ہے اور ان سے دور رہ جانے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔ بس ان سے وابستہ ہو جانے والا ہی ان کے ساتھ رہتا ہے۔ (جمال الاسبوع ص 251۔)

2- مثال بابِ حِطّہ

113- رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ تمہارے درمیان میرے اہلبیتؑ کی مثال بنی اسرائیل میں بابِ حِطّہ کی ہے کہ جو اس میں داخل ہو گیا اسے بخش دیا گیا۔ (المعجم الاوسط ص 6/85، المعجم الصغیر ص 2/22، صواعق مخرّقة ص 152، غیبت نعمانی ص 44)۔

114- رسول اکرم نے فرمایا کہ جو میرے دین کو اختیار کرے اور میرے راستہ پر رہے اور میری سنت کا اتباع کرے اس کا فرض ہے کہ ائمہ اہلبیتؑ کو تمام امت پر مقدم رکھے کہ ان کی مثال اس امت میں بنی اسرائیل کے بابِ حِطّہ جیسی ہے۔ (امالی صدوق 69/6 تنبیہ الخواطر 2 ص 156)۔

115- رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن میں سے نو صلب حسینؑ سے ہوں گے اور نو اہل قائم ہوگا، یاد رکھو ان سب کی مثال سفینہ نوح کی ہے کہ جو سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا اور ان کی مثال بنی اسرائیل کے بابِ حِطّہ جیسی ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 295، کفایۃ الاثر ص 38 از ابوذر)۔

116- عباد بن عبد اللہ لاسدی کا بیان ہے کہ میں مقامِ رحبہ میں امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آ کر اس آیت کے معنی دریافت کرے..... کیا وہ شخص جو پروردگار کی طرف سے دلیل رکھتا ہو اور اس کے ساتھ اس کا گواہ بھی ہو..... تو آپ نے فرمایا کہ قریش کے کسی شخص پر لحاتِ عقیقہ کا گذر نہیں ہوگا مگر اس کے بارے میں قرآن میں کچھ نہ کچھ نازل ضرور ہوا ہے۔ خدا کی قسم یہ لوگ ہم اہلبیتؑ کے فضائل اور رسول اکرم کی

زبان سے بیان ہونے والے مناقب کو سمجھ لیں تو یہ ہمارے لئے اس وادی رحبہ کے سونے چاندی سے بھر جانے سے زیادہ قیمتی ہے۔ خدا کی قسم اس امت ہماری مثال سفینہ نوحؑ کی ہے اور نبی اسرائیل کے باب حطہ کی ہے۔ (کنز العمال 2 ص 434/4429، امالی مفید 145/5 شرح الاخبار 2 ص 480، 843 تفسیر فرات کوفی ص 190/243)۔

117۔ ابو سعید خدری، رسول اکرم نے نماز جماعت پڑھائی اور اس کے بعد قوم کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا۔ میرے صحابو! میرے اہلبیتؑ کی مثال تمہارے درمیان کشتی نوحؑ اور باب حطہ کی ہے لہذا میرے بعد ان اہلبیتؑ اور میری ذریت کے ائمہ راشدین سے متمسک رہنا کہ اس طرح کبھی بھی گمراہ نہیں ہو سکتے ہو۔

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ، آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے؟ فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ اور میری عترت میں بارہ امام ہوں گے۔
فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ اور میری عترت میں بارہ امام ہوں گے۔ (کفایۃ الاثر ص 33-34)۔

118۔ امام علیؑ! ہم باب حطہ اور باب السلام ہیں، جو اس دروازہ میں داخل ہو جائے گا نجات پائے گا اور جو اس سے الگ رہ جائے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ (خصال 626/10 از ابو بصیر و محمد بن مسلم از امام صادقؑ تفسیر فرات کوفی 367/499، غرر الحکم 10002)۔

119۔ امام علیؑ! آگاہ ہو جاؤ کہ جو علم لے کر آدم آئے تھے اور جو فضائل تمام انبیاء و مرسلین کو دیئے گئے ہیں وہ سب خاتم النبیین کی عترت میں موجود ہیں تو تمہیں کہاں گمراہ کیا جا رہا ہے اور تم کہاں چلے جا رہے ہو؟ اے اصحاب سفینہ کی اولاد، تمہارے درمیان وہ مثال

موجود ہے کہ جس طرح اس سفینہ پر سوار ہونے والے نجات پا گئے تھے اسی طرح عترت سے تمسک کرنے والے نجات پا جائیں گے اور میں اس کا ذمہ دار ہوں، ویل ہے ان کے لئے جو ان سے الگ ہو جائیں، ان کی مثال اصحاب کہف اور باب حطہ جیسی ہے۔ یہ سب باب السلام ہیں لہذا سلم میں داخل ہو جاؤ اور خبردار شیطان کے اقدامات کی پیروی نہ کرنا۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 102/300، از مسعدہ بن صدقہ، الغیۃ نعمانی ص 44، ینایع المودۃ 1 ص 332/4 المستر شدہ ص 406)۔

120۔ امام محمد باقر! ہم تمہارے لئے باب حطہ ہیں۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 47 از سلیمان جعفری از امام رضا، مجمع البیان 1 ص 247)۔

3۔ مثال خانہ خدا

121۔ رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا کہ یا علی تمہاری مثال بیت اللہ کی مثال ہے کہ جو اس میں داخل ہو گیا وہ عذاب الہی سے محفوظ ہو گیا اور اسی طرح جس نے تم سے محبت کی اور تمہاری ولایت کا اقرار کیا وہ عذاب جہنم سے محفوظ ہو گیا اور جس نے تم سے بغض رکھا وہ جہنم میں ڈال دیا گیا۔ یا علی لوگوں کا فریضہ ہے کہ خانہ خدا کا ارادہ کریں اگر ان میں استطاعت پائی جاتی ہے لیکن اگر کوئی مجبور ہے تو اس کا عذر اس کے ساتھ ہے یا اگر فقیر ہے تو معذور ہے یا اگر مریض ہے تو معذور ہے لیکن تمہاری محبت اور ولایت میں کوتاہی کرنے والے کو ہرگز معاف نہیں کیا جائیگا چاہے فقیر ہو یا غنی۔ بیمار ہو یا صحیح، اندھا ہو یا بصارت والا۔ (خصائص الائمہ ص 77 از عیسیٰ بن المنصور)۔

4۔ مثال نجوم فلک

122۔ رسول اکرم! جس طرح ستارے اہل زمین کے لئے ڈوبنے سے بچنے کا

ذریعہ ہیں اسی طرح ہمارے اہلبیتؑ اختلاف سے بچنے کا وسیلہ ہیں لہذا جب بھی عرب کا کوئی قبیلہ ان سے اختلافات کرے گا وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو جائے گا۔ (مستدرک 3 ص 162/4715)۔

123۔ رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا۔ یا علیؑ! تمھاری اور تمھاری اولاد کے ائمہ کی مثال سفینہ نوح کی ہے کہ جو اس سفینہ پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے الگ رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا اور پھر تمھاری مثال آسمان کے ستاروں کی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا طالع ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے گا۔ (امالی صدوق (ر) ص 22/18، کمال الدین ص 241/65، بشارة المصطفیٰ ص 32، جامع الاخبار 52/59، مائتہ منقبہ ص 65، فرائد السمطين ص 243، 517 از ابن عباس۔

124۔ رسول اکرم! اہلبیتؑ کی مثال میری امت میں آسمان کے ستاروں جیسی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا نکل آتا ہے یہ سب امام ہادی اور مہدی ہیں، انھیں نہ کسی کا مکر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی کا انحراف بلکہ یہ کام انحراف کرنے والوں ہی کو نقصان پہنچائے گا۔ یہ سب زمین پر اللہ کی حجت ہیں اور اس کی مخلوقات پر اس کے گواہ ہیں۔ جو ان کی اطاعت کرے گا اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی اور جو ان کی نافرمانی کرے گا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ یہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ نہ یہ اس سے الگ ہوں گے۔ اور نہ وہ ان سے الگ ہوگا یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہو جائیں۔ ان ائمہ میں سب سے پہلا میرا بھائی علیؑ ہے، اس کے بعد میرا فرزند حسنؑ، اس کے بعد میرا فرزند حسینؑ، اس کے بعد اولاد حسینؑ کے نو افراد۔ (الغیۃ النعمانی 84/12، کتاب سلیم بن قیس 2/686/14، فضائل ابن شاذان ص 114، مشارق انوار الیقین ص

(192)۔

125۔ امام علیؑ! آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے کہ جب کوئی ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا طالع ہو جاتا ہے۔ (نسخ البلاغہ خطبہ 100)۔

126۔ امام صادق کوئی عالم ہمارے علاوہ ایسا نہیں ہے جو دنیا سے جائے تو اپنا جیسا خلف چھوڑ جائے۔ البتہ ہم میں سے جب کوئی جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا اس کا جیسا موجود رہتا ہے کہ ہماری مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے۔ (جامع الاحادیث قمی ص 249 از حصین بن مخرق)۔

5۔ مثال دوچشم

127۔ رسول اکرم! دیکھو میرے اہلبیتؑ کو اپنے درمیان وہی جگہ دو جو جسم میں سر کی اور سر میں دونوں آنکھوں کی ہوتی ہے کہ جسم سر کے بغیر اور سر آنکھوں کے بغیر ہدایت نہیں پاسکتا ہے۔ (امالی طوسی (ر) 482 / 1053، کشف الغمہ 2 ص 35 از ابوذر، کفایت الاثر ص 111 از وائلہ بن الاسقع)۔

آگاہی از عدم معرفت اہلبیتؑ

128۔ رسول اکرم، جو بغیر امام کے مرتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے، (مسند ابن حنبل 6 ص 22 / 16876، المعجم الکبیر 19، ص 388 / 910، الملاحم والفتن ص 153 از معاویہ، مسند ابوداؤد طیالسی ص 259 از ابن عمر، تفسیر عیاشی 2 ص 303 / 119، از عمار الساباطی، الاختصاص ص 268 از عمر بن یزید از امام موسی کاظمؑ)۔

129۔ رسول اکرم جو اس حال میں مر جائے کہ اس کے سر پر کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (کافی 1 ص 397 / از سالم بن ابی حفصہ، 8 ص 146 /

123 از بشیر کناسی، المعجم الاوسط 6 / ص 70 / 5820، مسند ابویعلیٰ 13 ص 366 / 7375، از معاویہ، المعجم الکبیر 10 ص 289 / 1687 از ابن عباس)۔ 130۔ رسول اکرم جو امام کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (کافی 2 ص 20 / 6، ثواب الاعمال ص 244 / 1، المحاسن 1 ص 252 / 475 از عیسیٰ بن السری)۔

131۔ رسول اکرم۔ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کی گردن میں کوئی بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (صحیح مسلم 3 ص 1478 / 58، السنن الکبریٰ 8 ص 270 / 16612 از عبداللہ بن عمر، المعجم الکبیر 19 ص 334 / 769 از معاویہ)۔

132۔ رسول اکرم! جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کے پاس میری اولاد میں سے کوئی امام نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور اس نے جاہلیت یا اسلام میں جو کچھ کیا ہے سب کا حساب لیا جائے گا۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 58 / 214 از ابو محمد الحسن بن عبداللہ الرازی النعمی، کنز الفوائد 1 ص 327)۔ 133۔ ابان بن عمیش نے سلیم بن قیس الہلالی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے سلمان، ابوذر اور مقداد سے یہ حدیث سنی ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔

اس کے بعد اس حدیث کو جابر اور ابن عباس کے سامنے پیش کیا تو دونوں نے تصدیق کی اور کہا کہ ہم نے بھی سرکارِ دو عالم سے سنا ہے اور سلمان نے تو حضور سے یہ بھی سوال کیا تھا کہ یہ امام کون ہوں گے؟ تو فرمایا کہ میرے اوصیاء میں ہوں گے اور جو بھی میری امت میں ان کی معرفت کے بغیر مر جائے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا، اب اگر ان سے بے خبر اور ان کا دشمن بھی ہوگا تو مشرکوں میں شمار ہوگا اور اگر صرف جاہل ہوگا نہ ان کا دشمن اور نہ ان کے

دشمنوں کا دوست تو جاہل ہوگا لیکن مشرک نہ ہوگا۔ (کمال الدین 413/15)۔

134۔ عیسیٰ بن السری کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ مجھے ارکان دین اسلام سے باخبر کریں تاکہ انھیں اختیار کر لوں تو میرا عمل پاکیزہ ہو جائے اور پھر باقی چیزوں کی جہالت نقصان نہ پہنچا سکے؟ تو فرمایا کہ ”لا الہ الا اللہ“ محمد رسول اللہ کی شہادت اور ان تمام چیزوں کا اقرار جنہیں پیغمبر لے کر آئے تھے اور اموال سے زکوٰۃ ادا کرنا اور ولایت آل محمد جس کا خدا نے حکم دیا ہے کہ رسول اکرم نے صاف فرمایا ہے جو اپنے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور مالک کائنات بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ”اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو اور اولیاء امر میں پہلے علیؑ اس کے بعد حسنؑ، اس کے بعد حسینؑ، اس کے بعد علیؑ بن حسینؑ، اس کے بعد محمدؑ بن علیؑ اور یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا اور زمین امام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی ہے اور جو شخص بھی امام کی معرفت کے بغیر مر جائے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(کافی 2 ص 21/9، تفسیر عیاشی 1 ص 252/175، از یحییٰ بن السری)۔

135۔ امام محمد باقر! جو شخص بھی اس امت میں امام عادل کے بغیر زندہ رہے گا وہ گمراہ اور بہکا ہوا ہوگا اور اگر اسی حال میں مر گیا تو کفر و نفاق کی موت مرے گا۔ (کافی 1 ص 375/2 از محمد بن مسلم)۔ 136۔ امام صادق! رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی اپنے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا لہذا تمہارا فرض ہے کہ تم امام کی اطاعت کرو۔ تم نے اصحاب علیؑ کو دیکھا ہے اور تم ایسے امام کے تابع ہو جس سے بے خبر رہنے میں کوئی شخص معذور نہیں ہے۔ قرآن کے تمام مناقب ہمارے لئے ہیں۔ ہم وہ قوم ہیں جن کی اطاعت اللہ نے واجب قرار دی ہے۔ انفاق اور منتخب اموال

ہمارا ہی حصہ ہیں۔ (محاسن 1 ص 251 / 474 از بشیر الدہان)۔

137۔ امام صادق! جو شخص بھی اس حال میں مرجائے کہ اس کی گردن میں کسی امم کی بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (اعلام الدین ص 459) 138۔ امام موسیٰ کاظم! جو شخص اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور اس سے جملہ اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 295 از ابو خالد)

139۔ امام رضا! جو شخص بھی ائمہ اہلبیت کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 122 / 1 از فضل بن شاذان، الکافی 1 ص 376، محاسن 1 ص 251، بحار الانوار 23 / 76)۔

احادیث تنبیہ کی تحقیق

تمام مسلمانوں کا اس نقطہ پر اتفاق ہے کہ جن روایات نے اس مضمون کی نشاندہی کی ہے کہ امام کے بغیر مرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ قطعی طور پر سرکارِ دو عالم سے صادر ہوئی ہیں اور ان میں کسی طرح کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

مفہوم اور مقصود میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اصل مضمون میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے کہ یہ مضمون اس قدر شہرت اور اعتبار پیدا کر چکا تھا کہ حکام ظلم و جور بھی اس کا انکار نہ کر سکے اور بدرجہ مجبوری تحریف و ترمیم پر اتر آئے۔ جیسا کہ علامہ ابنی طاب شاہ نے ان احادیث کو صحاح اور مسانید نے محفوظ کیا ہے لہذا اس کے مضمون کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے اور کسی مسلمان کا اسلام اس کے مقصود کو تسلیم کئے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس حقیقت میں نہ دورائے ہے اور نہ کسی ایک نے شک و شبہ کا اظہار کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر امام مرنے والے کا انجام بدترین انجام ہے اور اس کے مقدر میں

کسی طرح کی کامیابی اور فلاح نہیں ہے۔ جاہلیت کی موت سے بدتر کوئی موت نہیں ہے کہ یہ موت درحقیقت کفر والحاد کی موت ہے اور اس میں کسی اسلام کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ (الغدیر 10 ص 360)۔

رہ گیا حدیث کا مفہوم تو اس کی وضاحت کے لئے دور جاہلیت کی تشریح ضروری ہے اور اس کے بغیر مسئلہ کی مکمل توضیح نہیں ہو سکتی ہے قرآن مجید اور احادیث اسلامی میں رسول اکرم کے دور بعثت کو علم و ہدایت کا دور اور اس کے پہلے کے زمانہ کو جہالت اور ضلالت کا دور قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ اس دور میں آسمانی ادیان میں تحریف و ترمیم کی بنا پر راہ ہدایت و ارشاد کا پالینا ممکن نہ تھا۔ اس دور میں انسانی سماج میں دین کے نام پر جو نظام چل رہے تھے وہ سب اوہام و خرافات کا مجموعہ تھے اور یہ تحریف شدہ ادیان و مذاہب حکام ظلم و جور کے ہاتھوں میں بہترین حربہ کی حیثیت رکھتے تھے جن کے ذریعہ انسانوں کے مقدرات پر قبضہ کیا جاتا تھا اور انھیں اپنی خواہشات کے اشارہ پر چلایا جا رہا تھا۔

لیکن اس کے بعد جب سرکارِ دو عالم کی بعثت کے زیر سایہ علم و ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا تو آپ کی ذمہ داریوں میں اہم ترین ذمہ داری ان اوہام و خرافات سے جنگ کرنا اور حقائق کو واضح و بے نقاب کرنا تھا، چنانچہ آپ نے ایک مہربان باپ کی طرح امت کی تعلیم و تربیت کا کام شروع کیا اور صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ میں تمہارے باپ جیسا ہوں اور تمہاری تعلیم کا ذمہ دار ہوں (مسند ابن حنبل 3 ص 53 / 7413، سنن نسائی 1 ص 38، سنن ابن ماجہ 1 ص 114-313، الجامع الصغیر 1 ص 394 / 2580)۔

آپ کا پیغام عقل و منطق سے متاثر ہم آہنگ تھا اور اس کی روشنی میں صاحبانِ علم کے لئے صداقت تک پہنچنا بہت آسان تھا اور وہ صاف محسوس کر سکتے تھے کہ اس کا رابطہ عالم

غیب سے ہے۔

آپ برابر لوگوں کو تنبیہ کیا کرتے تھے کہ خبردار جن چیزوں کو عقل و منطق نے ٹھکرادیا ہے۔ ان کا اعتبار نہ کریں کہ بغیر علم و اطلاع کے کسی چیز کے پیچھے نہ دوڑ پڑی۔ (سورہ اسراء آیت 36)

اس تمہید سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ ہر دور کے امام کی معرفت انسانوں کا انفرادی مسئلہ نہیں تھی کہ اگر کوئی شخص امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مر جائے گا تو صرف اس کی موت جاہلیت کی موت ہو جائے گی بلکہ دراصل یہ ایک اجتماعی اور پوری امت کی زندگی کا مسئلہ تھا کہ بعثت پیغمبر اسلام کے سورج کے طلوع کے ساتھ جو علم و معرفت کا دور شروع ہوا ہے اس کا استمرار اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک مسلمان اپنے دور کے امام کو پہچان کر اس کی اطاعت نہ کر لیں۔

یا واضح الفاظ میں یوں کہا جائے کہ امامت ہی اس عصر علم و عرفان کی تہا ضمانت ہے جو سرکارِ دو عالم کی بعثت کے ساتھ شروع ہوا ہے اور اس ضمانت کے مفقود ہو جانے کا فطری نتیجہ اس دور اسلام و عرفان کا خاتمہ ہوگا جس کا لازمی اثر دور جاہلیت کی واپسی کی صورت میں ظاہر ہوگا اور پورا معاشرہ جاہلیت کی موت مر جائے گا جس کی طرف قرآن مجید نے خود اشارہ کیا تھا کہ مسلمانوں۔ دیکھو محمد اللہ کے رسول کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں اور ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اٹھے پاؤں جاہلیت کی طرف پلٹ جاؤ گویا مسلمانوں میں جاہلیت کی طرف پلٹ جانے کا اندیشہ تھا اور رسول اکرم اس کا علاج معرفت امام کے ذریعہ کرنا چاہتے تھے اور بار بار اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ امت دوبارہ جاہلیت کی دلدل میں پھنس سکتی ہے اور جاہلیت کی موت مر سکتی ہے اور

اس کا واحد سبب امامت و قیادت امام عصرؑ سے انحراف کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

کس امام کی معرفت؟

اگر گذشتہ احادیث میں ذرا غور و فکر کر لیا جائے تو اس سوال کا جواب خود بخود واضح ہو جائے گا کہ سرکارِ دو عالم نے کس امام اور کس طرح کے امام کی معرفت کو ضروری قرار دیا ہے کہ جس کے بغیر نہ اصلی اسلام باقی رہ سکتا ہے اور نہ جاہلیت کی طرف پلٹ جانے کا خطرہ ٹل سکتا ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ اس معرفت سے مراد ہر اس شخص کی معرفت اور اس کا اتباع ہو جو اپنے بارے میں امامت کا دعویٰ کر دے اور اسلامی سماج کی زمام پکڑ کر بیٹھ جائے اور باقی افراد اس کی اطاعت نہ کر کے جاہلیت کی موت مرجائیں اور اس کے کردار کا جائزہ نہ لیا جائے اور اس ظلم کو نہ دیکھا جائے جو انسان کو ان اماموں میں قرار دیتا ہے جو جہنم کی دعوت دینے والے ہوتے ہیں؟

ائمہ جو نے ہر دور تاریخ میں یہی کوشش کی ہے کہ حدیث کی ایسی ہی تفسیر کریں اور اسے اپنے اقتدار کے استحکام کا ذریعہ قرار دیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کے راویوں میں ایک معاویہ بھی شامل ہے جسے اس حدیث کی سخت ضرورت تھی اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب روایت بیان کر دیگا تو درباری علماء اس کی ترویج و تبلیغ کا کام شروع کر دیں گے اور اس طرح حدیث کی روشنی میں معاویہ جیسے افراد کی حکومت کو مستحکم و مضبوط بنا دیا جائے گا۔ اگرچہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ صرف لفظی بازی گری ہے اور اس کا تفسیر و تشریح حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اسے خطائے اجتہادی کہا جاسکتا ہے اور نہ سوء فہم بھلا کون یہ تصور کر سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر کا بیعت امیر المومنینؑ سے انکار کر دینا کسی بصیرت کی کمزوری یا فکر کی سطحیت کا نتیجہ تھا

اور انھیں آپ کی شخصیت کا اندازہ نہیں تھا اور راتوں رات دوڑ کر حجاج بن یوسف کے دربار میں جا کر عبد الملک بن مروان کے لئے بیعت کر لینا واقعا اس احتیاط کی بنا پر تھا کہ کہیں زندگی کی ایک رات بلا بیعت امام نہ گزر جائے اور ارشاد پیغمبر کے مطابق جاہلیت کی موت نہ واقع ہو جائے جیسا کہ ابن ابی الحدید نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ نے پہلے حضرت علیؑ کی بیعت سے انکا کر دیا اور اس کے بعد ایک رات حجاج بن یوسف کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے تاکہ اس کے ہاتھ خلیفہ وقت عبد الملک بن مروان کے لئے بیعت کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک رات بلا بیعت امام گزر جائے جبکہ سرکار دو عالم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بیعت امام کے بغیر مر جائے تو جاہلیت کی موت مرتا ہے، اور حجاج نے بھی اس جہالت اور پست فطرتی کا اس انداز سے استقبال کیا کہ بستر سے پیر نکال دیا کہ اس پر بیعت کر لو، تم جیسے لوگ اس قابل نہیں ہو کہ ان سے ہاتھ پر بیعت لی جائے۔ (شرح نہج البلاغہ 13 ص 242)۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ جو حضرت علیؑ کو امام تسلیم نہ کرے گا اس کا امام عبد الملک بن مروان ہی ہو سکتا ہے جس کی بیعت سے انکار انسان کو جاہلیت مار سکتا ہے اور اس کے ضروری ہے کہ رات کی تاریکی میں انتہائی ذلت نفس کے ساتھ حجاج بن یوسف جیسے جلاد کے دروازہ پر حاضری دے اور عبد الملک جیسے بے ایمان کی خلافت کے لئے بیعت کر لے اور اس کا آخری نتیجہ یہ ہو کہ اس یزید کو بھی حدیث مذکور کا مصداق قرار دیدے جس کے دونوں ہاتھ اسلام اور آل رسول کے خون سے رنگین ہوں۔

مورخین کا بیان ہے کہ اہل مدینہ نے 36ھ میں یزید کے خلاف آواز بلند کی اور اس کے نتیجے میں واقعہ حرہ پیش آ گیا جس کے بعد عبد اللہ بن عمر نے اس انقلاب میں قریش کے قائد عبد اللہ بن مطیع کے پاس حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہا تو عبد اللہ نے ان کے لئے تکیہ لگوا کر

بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ابن عمر نے فرمایا کہ میں بیٹھے نہیں آیا ہوں۔ میں صرف یہ حدیث پیغمبر سنا نے آیا ہوں کہ اگر کسی کے ہاتھ اطاعت سے الگ ہو گئے تو وہ روز قیامت اس عالم میں محسوس ہوگا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور کوئی دلیل نہ ہوگی اور کوئی اپنی گردن میں بیعت امام رکھے بغیر مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ (صحیح مسلم 3 / 1478 / 1851)۔

ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ اس ضمیر فروش انسان نے کس طرح حدیث شریف کا رخ بالکل ایک متضاد جہت کی طرف موڑ دیا اور اسے یزید کی حکومت کی دلیل بنا دیا جس موذی مرض کی طرف رسول اکرم نے اس حدیث میں اور دیگر متعدد احادیث میں اشارہ کیا تھا اور آپ کا مقصد تھا کہ لوگ ائمہ حق و ہدایت کی اطاعت کریں لیکن ارباب باطل و تحریف نے اس کا رخ ہی بدل دیا اور اسے باطل کی ترویج کا ذریعہ بنا لیا اور اس طرح اسلامی احادیث ہی کو اسلام کی عمارت کے منہدم کرنے کا وسیلہ بنا دیا اور دھیرے دھیرے اسلام اور علم کا وہ دور گذر گیا اور امت اسلامیہ ائمہ حق و انصاف کی بے معرفتی اور ان کے انکار کے نتیجے میں جاہلیت کی طرف پلٹ گئی اور جاہلیت و کفر کی موت کا سلسلہ شروع ہو گیا جب کہ روایات کا کھلا ہوا مفہوم یہ تھا کہ آپ امت کو اس امر سے آگاہ فرما رہے تھے کہ خبردار ائمہ اہلبیتؑ کی امامت و قیادت سے غافل نہ ہو جانا اور اہلبیتؑ سے تمسک کو نظر انداز نہ کر دینا کہ اس کا لازمی نتیجہ دور علم و ہدایت کا خاتمہ اور دور کفر و جاہلیت کی واپسی کی شکل میں ظاہر ہوگا جس کی طرف حدیث ثقلین، حدیث غدیر اور دوسری سینکڑوں حدیثوں میں اشارہ کیا گیا تھا اور ائمہ اہلبیتؑ سے تمسک کا حکم دیا گیا تھا۔

روز قیامت منزلت اہلبیتؑ

140- رسول اکرم! سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر میرے اہلبیتؑ وارد ہوں گے اور امت میں میرے واقعی چاہنے والے۔ (السنہ لابن ابی عاصم 324 / 748، کنز العمال 12 / 100 / 34178)۔

141- رسول اکرم! تم میں سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والا اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ (مستدرک 3 ص 147 / 2662، تاریخ بغداد 2 ص 81، مناقب ابن المغازلی 16 / 22، مناقب خوارزمی 52 / 15)

142- امام علیؑ! میرے پاس رسول اکرم تشریف لے آئے جب میں بستر پر تھا، آپ سے حسنؑ یا حسینؑ نے پانی مانگا اور آپ نے بکری کو دوہ کر دینا چاہا کہ دوسرا بھائی سامنے آیا، آپ نے اسے سامنے سے ہٹا دیا تو فاطمہ زہرا نے کہا کہ کیا وہ آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا نہیں بات یہ ہے کہ اس نے پہلے تقاضا کیا ہے اور یاد رکھو کہ میں۔ تم اور بستر پر آرام کرنے والا سب روز قیامت ایک مقام پر ہوں گے۔ (مسند ابن جنبل 1 ص 217 / 792 از عبدالرحمان ازرق، المعجم الکبیر 3 ص 41 / 2622 از ابی فاختر، مسند ابوداؤد طیالسی 26 / 190، تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 110 / 182 - 118 / 191، اسد الغابہ 7 / 220، السنۃ لابن ابی عاصم 584 / 1322، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 111 / 115، کتاب سلیم بن قیس 2 ص 732 / 21)۔

143- امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے ہیں۔ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ داخل ہوں گے تو میں نے عرض کی اور ہمارے

چاہنے والے؟ فرمایا تمہارے پیچھے پیچھے۔ (مستدرک 3 ص 164 / 4723 از عاصم بن ضمیرہ، ذخائر العقبیٰ ص 123، بشارۃ المصطفیٰ ص 46)۔

144۔ رسول اکرم! ہم۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن اور حسینؑ سب روز قیامت زیر عرض الہی ایک قبہ میں ہوں گے۔ (کنز العمال 12 ص 100 / 34177، مجمع الزوائد 9 ص 276 / 15022، شرح الاخبار 3 ص 4 / 914 از ابو موسیٰ اشعری، مناقب خوارزمی 303 / 298، بشارۃ المصطفیٰ ص 48)۔

145۔ رسول اکرم! وسیلہ ایک درجہ بیچس سے بالاتر کوئی درجہ نہیں ہے۔ پروردگار سے طلب کرو کہ وہ مجھے وسیلہ عنایت فرمادے۔ (مسند ابن جنبل 4 ص

165 / 11783 از ابو سعید خدری 3 ص 86 / 7601 / 292 / 8778 از ابو ہریرہ 2 ص 571 / 6579 از عبداللہ بن عمر وابن العاص، صحیح بخاری 1 / 222 / 589، صحیح مسلم 1 ص 289 / 384، سنن ابی داؤد 1 ص 144 / 523 / 146 / 529، سنن ترمذی 5 ص 586 / 3612، سنن نسائی 2 ص 25 / 671، سنن ابن ماجہ 1 ص 239 / 722)۔

146۔ رسول اکرم، جنت میں ایک درجہ ہے جسے وسیلہ کہا جاتا ہے، اگر تمہیں اللہ سے کوئی سوال کرنا ہے تو میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، لوگوں نے عرض کی کہ اس میں آپ کے ساتھ کون کون رہے گا؟ فرمایا علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسینؑ (کنز العمال 12 ص 103 / 34195 - 13 ص 139 / 37616، تفسیر ابن کثیر 2 ص 68، بشارہ المصطفیٰ ص 270، معانی الاخبار 116 / 1 / 324، علل الشرائع 164 / 6، بصائر الدرجات 416 / 11، روضۃ الواعظین 2 ص 127)۔

147- رسول اکرم! جنت کا مرکزی علاقہ میرے اور میرے اہلبیت کے لئے ہوگا۔ (عیون اخبار الرضا ص 68/ 314 از حسن بن عبد اللہ اتمشی)۔

148- حذیفہ! میری والدہ نے پوچھا کہ تمہارا رسول اکرم کا ساتھ کب سے ہے؟ میں نے عرض کی فلاں وقت سے اس نے مجھے بُرا بھلا کہا تو میں نے کہا اللہ خاموش ہو جائیے۔ میں رسول اکرم کے ساتھ نماز مغرب کے لئے جا رہا ہوں، نماز کے بعد ان سے درخواست کروں گا کہ میرے اور آپ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ یہ کہہ کر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مغرب و عشاء کی نماز ادا کی، اس کے بعد آپ جانے لگے تو میں ساتھ ہولیا۔ راستہ میں ایک شخص مل گیا اس سے آپ نے باتیں کیں۔ پھر روانہ ہو گئے اور میں پھر ساتھ چلا، ایک مرتبہ میری آواز سن کر فرمایا کون؟ میں نے عرض کی حذیفہ۔

فرمایا کیوں آئے؟ میں نے ماجرا بیان کیا۔ فرمایا خدا تمہیں اور تمہاری ماں کو بخش دے۔ کیا تم نے راستہ میں ملنے والے کو بھی دیکھا ہے؟ عرض کی بیشک! فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جو آج پہلی مرتبہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور یہ خدا سے اجازت لے کر مجھے سلام کرنا چاہتا تھا اور یہ بشارت دینا چاہتا تھا کہ حسنؑ و حسینؑ جو انان جنت کے سردار ہیں۔ اور فاطمہؑ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور پروردگار ان سب سے راضی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل 9/ 91/ 23389، سنن ترمذی 5 ص 326/ 3870، خصائص نسائی ص 239/ 130 مجمع الزوائد 9 ص 324/ 15192، حلیۃ الاولیاء 4/ 190، اسد الغابہ 7 ص 304/ 7410۔ المصنف لابن ابی شیبہ 7 ص 164، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 51 ص 72 ص 73، ذخائر العقبیٰ ص 121، امالی مفید (ر) 23/ 4، بشارۃ المصطفیٰ ص 277، کمال الدین ص 263/ 10، شرح الاخبار 3 ص 65/ 990 ص 75/ 995۔

149۔ رسول اکرم! میں ایک شجر ہوں اور فاطمہؑ اس کی شاخ ہے اور علیؑ اس کا شگوفہ ہے اور حسنؑ و حسینؑ اس کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں، اس شجر کی اصل جنت عدن میں ہے اور باقی حصہ ساری جنت میں پھیلا ہوا ہے۔ (مستدرک علی الصحیحین 3 ص 174 / 4755 از عبد الرحمن بن عوف)۔

خصائص اہلبیتؑ

اہم ترین خصوصیات

1- طہارت

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

150- رسول اکرم! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جن سے خدا نے ہر برائی کو دور رکھا ہے
چاہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی (الفردوس 1 ص 54/144)

151- رسول اکرم! پروردگار نے مخلوقات کو دو قسموں پر تقسیم کیا اور مجھے بہترین
قسم میں قرار دیا جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ کچھ اصحاب الیمین ہیں
اور کچھ اصحاب الشمال، ہمارا تعلق اصحاب الیمین سے ہے اور میں ان میں بہترین قسم میں
ہوں۔

اس کے بعد اس نے دونوں قسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان کے بہترین
حصہ میں قرار دیا جس کی طرف اصحاب میمنہ کے ساتھ ”السابقون السابقون“ کے ذریعہ اشارہ
کیا گیا ہے کہ ہمارا شمار سابقین میں ہے اور میں ان میں بھی سب سے بہتر ہوں۔ اس کے بعد
ان تینوں حصوں کو قبائل میں تقسیم کیا گیا اور مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا گیا جس کی طرف
اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ پروردگار نے تمہیں شعوب اور قبائل میں تقسیم کیا ہے تاکہ
ایک دوسرے کو پہچان سکو اور تم میں سب سے زیادہ محترم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور

پرہیزگار ہے۔

میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ متقی اور پیش پروردگار مکرم ہوں لیکن یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے، یہ مقام شکر ہے، اس کے بعد مالک نے قبائل کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر میں قرار دیا جسکی طرف آیت تطہیر میں اشارہ کیا گیا ہے تو مجھے اور میرے اہلبیتؑ سب کو گناہوں سے پاک و پاکیزہ قرار دیا گیا ہے۔ (دلائل النبوة بیہقی 1 ص 170، البدایہ والنہایہ 2 ص 257، الدر المنثور 6 ص 605، مناقب امیر المومنینؑ الکوینی 1 ص 127 / 70 ص 406 / 324، مجمع البیان 9 ص 207، اعلام الوریٰ ص 16، المعجم الکبیر 12 ص 81 / 12604 / 3 / 57 / 2674، امالی الشجر ی 1 ص 151، امالی صدوق ص 503 / 1 تفسیر قمی 2 ص 347)۔

152۔ رسول اکرم! میں اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور نو اولاد حسینؑ سب پاک و پاکیزہ اور معصوم قرار دیے گئے ہیں (کمال الدین ص 280 / 28، عیون اخبار الرضاؑ ص 64 / 30، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 295 کفایۃ الاثر ص 19، الصراط المستقیم 2 ص 110، ینایج المودۃ 3 ص 291 / 9، فرائد السمطین 2 ص 133 / 430)۔

153۔ رسول اکرم! میرے بعد بارہ امام مثل نقباء بنی اسرائیل ہوں گے اور سب کے سب دین خدا کے امانتدار۔ پرہیزگار اور معصوم ہوں گے۔ (جامع الاخبار 62 / 80)۔

154۔ رسول اکرم! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جنہیں پروردگار نے پاکیزہ قرار دیا ہے۔ ہم شجرہ نبوت اور موضع رسالت ہیں۔ ہمارے گھر ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے۔ ہمارا گھر اندر رحمت کا ہے اور ہم علم کا معدن ہیں۔ (الدر المنثور 6 ص 606 از ضحاک بن مزاحم)۔

155- رسول اکرم۔ جو شخص بھی اس سرخ لکڑی کو دیکھنا چاہتا ہے جسے مالک نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے اور اس سے متمسک رہنا چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ علیؑ اور ان کی اولاد کے ائمہ سے محبت کرے کہ یہ سب خدا کے منتخب اور پسندیدہ بندے ہیں اور ہر گناہ اور ہر خطا سے معصوم ہیں۔ (امالی صدوق (ر) ص 467/26، عیون اخبار الرضا ص 57/211 از محمد بن علی النعمینی)۔

156- امام علیؑ! پروردگار نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس لئے کہ وہ معصوم اور پاکیزہ کردار ہیں اور کسی معصیت کا حکم نہیں دے سکتے ہیں اس کے بعد اس نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے کہ وہ بھی معصوم اور پاکیزہ کردار ہیں اور کسی معصیت کا حکم نہیں دے سکتے ہیں (خصال ص 139/158، علل الشرائع ص 123، کتاب سلیم بن قیس 2 ص 884/54)۔

157- امام علیؑ! پروردگار نے ہم اہلبیتؑ کو فضیلت عنایت فرمائی ہے اور کیوں نہ ہوتا جبکہ اس نے ہمارے بارے میں آیت تطہیر نازل کی ہے اور ہمیں تمام برائیوں سے پاکیزہ قرار دیا ہے، چاہے کھلی ہوئی ہوں یا مخفی ہوں، ہم ہی میں جو حق کے راستہ پر ہیں۔ (توایل الآیات النظاہرہ ص 450)۔

150- امام حسنؑ۔ ہم اہلبیتؑ ہیں جنہیں مالک نے اطاعت کے ذریعہ محترم بنایا ہے اور ہمیں منتخب اور مصطفیٰ مجتبیٰ قرار دیا ہے۔ ہم سے ہر جس کو دور رکھا ہے اور ہمیں مکمل طور پر پاکیزہ قرار دیا ہے۔ اور شکرجس ہے لہذا ہمیں خدا یا دین خدا کے بارے میں کبھی شک نہیں ہو سکتا ہے۔ اس نے ہمیں ہر طرح کے انحراف اور گمراہی سے پاکیزہ رکھا ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 562/1174 از عبد الرحمن بن کثیر)۔

159- امام باقر! ہماری توصیف ممکن نہیں ہے۔ ان کی توصیف کون کر سکتا ہے جن سے اللہ نے ہر جس اور شنگ کو دور رکھا ہے۔ (کافی 2 ص 182 / 16)۔

160- امام صادق! انبیاء اور اولیاء کی زندگی میں کوئی گناہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ سب معصوم اور مطہر ہوتے ہیں۔ (خصال ص 608 / 9)۔

161- امام صادق! شنگ اور محصیت کی جگہ جہنم ہے اور ان کا تعلق کسی طرح بھی ہم سے نہیں ہے۔ (کافی 2 ص 400 / 5)۔

162- امام صادق! آیت تطہیر میں رجز سے مراد ہر طرح کا شنگ ہے۔ (معانی الاخبار 138 / 1)۔

163- امام رضا! امامت وہ مرتبہ ہے جسے پروردگار نے جناب ابراہیمؑ کو نبوت کے بعد عنایت فرمایا ہے اور تیسرا مرتبہ خلت کا ہے، امامت ہی کے ذریعہ انھیں مشرف کیا ہے اور اس ذریعہ سے ان کے ذکر کو محترم بنایا ہے۔ ”انی جاعلک للناس اماماً“۔

خلیل خدا نے اس مرتبہ کو پانے کے بعد کمال مسرت سے گزارش کی کہ خدایا اور میری ذریت؟ فرمایا یہ عہدہ ظالموں تک نہیں جاسکتا ہے لہذا آیت کریمہ نے قیامت تک کہ ظالموں کی امامت کو باطل قرار دیدیا ہے اور یہ صرف منتخب افراد کا حصہ ہوگئی ہے۔ اس کے بعد پروردگار نے اسے ان کی اولاد کے پاکیزہ افراد کا حصہ قرار دیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ”ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد عطا فرمائی ہے اور سب کو صالح قرار دیا ہے“۔۔۔ پھر ارشاد ہوا ”ہم نے انھیں امام بنایا ہے کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت دیں اور ان کی طرف وحی کی ہے کہ نیکیاں انجام دیں۔ نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور یہ سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔ (کافی 1 ص 199 / 1، کمال الدین ص 676 /

31 امالی صدوق (ر) 537/1، معانی الاخبار 97/2، عیون اخبار الرضا 1 ص 217 از عبدالعزیز بن مسلم)۔

164 - امام ہادیؑ زیارت جامعہ میں فرماتے ہیں۔ آپ حضرات سب ائمہ راشدین مہدی، معصوم اور مکرم ہیں، پروردگار نے آپ حضرات کو لغزش سے محفوظ رکھا ہے۔ فتنوں سے بچا کر رکھا ہے، برائیوں سے پاک رکھا ہے اور آپ سے ہر جس کو دور کر کے پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب 6 ص 97/177، الفقیہ 2 ص 611/3213، فرائد السمطین 2 ص 180، عیون اخبار الرضا 2 ص 273، از موسیٰ بن عمران نجفی، غالباً یہ موسیٰ بن عبداللہ ہیں)۔

2۔ ہم پلہ قرآن

165 - زید بن ارقم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم نے مکہ و مدینہ کے درمیان خم نامی مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد و ثنائے الہی کے بعد وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! میں بھی ایک بشر ہوں اور قریب ہے کہ میرے پاس داعی الہی آجائے اور میں اس کی آواز پر لیک کہتا ہوا چلا جاؤں تو آگاہ رہنا کہ میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور اور ہدایت ہے اسے پکڑے رہو اور اس سے وابستہ رہو۔ یہ کہہ کر اس کے بارے میں ترغیب و تنبیہ فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اور ایک میرے اہلبیتؑ ہیں جن کے بارے میں تمہیں خدا کو یاد دلانا چاہیے اور اس جملہ کو تین مرتبہ دہرایا۔ (صحیح مسلم 4/1873-2408، سنن دارمی 2/889/3198، مسند ابن حنبل 7/75/19285، سنن کبریٰ 10/194/20335، تہذیب تاریخ دمشق 5 ص 439 فرائد السمطین 2 ص 234/513)۔

166- رسول اکرم نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان وہ چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن سے متمسک رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ان میں ایک دوسرے سے بزرگتر ہے اور وہ کتاب خدا ہے جو ایک ریسمان ہدایت ہے جس کا سلسلہ آسمان سے زمین تک ہے اور ایک میری عترت اور میرے اہلبیت ہیں اور یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہونگے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں۔ دیکھو اس کا خیال رکھنا کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔ (سنن ترمذی 5 ص 663/ 3788 از زید بن ارقم)۔

167- زید بن ارقم! جب رسول اکرم حجۃ الوداع سے واپسی پر مقام غدیر خم پر پہنچے تو آپ نے درختوں کے نیچے زمین صاف کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا کہ گویا میں داعی الہی کو لبیک کہنے جا رہا ہوں لہذا یاد رکھنا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا اور میری عترت لہذا یہ خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائیں اور یہ کہہ کر فرمایا کہ اللہ میرا مولا ہے اور میں تمہارا مومنین کا مولیٰ ہوں اور پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے، خدا اسے دوست رکھنا جو اس سے دوستی رکھے اور اس اپنا دشمن قرار دیدینا جو اس سے دشمنی کرے۔ (مسند رک 3 ص 118/ 4576، خصائص نسائی 150/ 79، کمال الدین 234/ 250، الغدیر 1 ص 30، 34، 302)۔

168- جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم کو حج کے موقع پر روز عرفہ یہ خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا ہے کہ ایہا الناس! --- میں تم میں انھیں چھوڑے جا رہا ہوں جن سے متمسک رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب خدا اور میرے عترت و

اہلبیتؑ۔ (سنن ترمذی 5 ص 662/3786)۔

169۔ رسول اکرم۔ ایہا الناس میں آگے آگے جا رہا ہوں اور تم سب کو میرے پاس حوض کوثر پر آنا ہے جہاں میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا لہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔ ثقل اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا پروردگار کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے لہذا اس سے متمسک رہنا اور ہرگز نہ گمراہ ہونا اور نہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا کرنا۔ (تاریخ بغداد 8 ص 442 از حدیفہ بن اسید)۔

170۔ حدیفہ بن اسید الغفاری! جب رسول اکرم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر چلے تو آپ نے اصحاب کو منع کیا کہ درختوں کے نیچے پناہ نہ لیں اور اس جگہ کو صاف کر کے آپ نے نماز ادا فرمائی اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس! مجھے خدائے لطیف و خیر نے خبر دی ہے کہ ہرنبی کی زندگی اس سے پہلے والے سے نصف رہی ہے لہذا قریب ہے کہ میں بلا لیا جاؤں اور چلا جاؤں اور مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تو بتاؤ کہ تم کیا کہنے والے ہو؟ لوگوں نے عرض کی کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرمائی اور اس راہ میں زحمت گوارا فرمائی اور ہمیں نصیحت فرمائی۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

فرمایا کیا اس بات کی گواہی نہ دو گے کہ خدا وحدہ لا شریک ہے اور محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں؟ اور جنت و جہنم برحق ہیں اور موت بھی برحق ہے اور موت کے بعد کی زندگی بھی برحق ہے اور بلاشبہ قیامت آنے والی ہے اور خدا لوگوں کو قبروں سے نکالنے والا ہے؟ سب نے عرض کی بیشک ہم گواہی دیتے ہیں! فرمایا خدا یا تو بھی گواہ رہنا۔

اس کے بعد فرمایا کہ لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور ان کے

نفوس سے اولی ہوں اور جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔ خدا یا جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کرنا اور جو اس سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی کرنا۔

پھر فرمایا ایہا الناس! میں آگے آگے جا رہا ہوں اور تم سب میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہو۔ وہ حوض جس کی وسعت بصرہ اور صنعاء کی مسافت سے زیادہ ہے اور وہاں ستاروں کے عدد کے برابر چاندی کے پیالے رکھے ہوئے ہیں اور میں تمہارے والد ہونے کے بعد تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ ان میں ثقل اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے وابستہ رہنا کہ گمراہ نہ ہو اور اس میں تبدیلی نہ کرنا۔ دوسرا ثقل میری عمرت اور میری اہلبیتؑ ہیں۔ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کا سلسلہ ہرگز ختم نہ ہوگا جب تک میرے پاس حوض کوثر پر نہ وارد ہو جائیں۔ (المعجم الکبیر 3 ص 180/352)۔

171 - معروف بن خربوذ نے ابوالطفیل عامر بن وائلہ کے حوالہ سے حدیفہ بن اسید الغفاری سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تم ہم لوگ آپ ہمراہ تھے۔ حجفہ پہنچ کر آپ نے اصحاب کو قیام کا حکم دیا اور سب اونٹوں سے اتر آئے پھر نماز کی اذان ہوئی اور آپ نے اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز (ظہر قصر) ادا فرمائی۔ اس کے بعد ان کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ مجھے خدائے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ مجھے بھی مرنا ہے اور تم سب کو مرنا ہے اور گویا کہ میں اب داعی الہی کو لبیک کہنے والا ہوں اور مجھ سے میری رسالت کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا اور کتاب خدا اور حجت الہی کو چھوڑے جا رہا ہوں اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تو بتاؤ کہ تم لوگ

پروردگاری بارگاہ میں کیا کہو گے؟ لوگوں نے عرض کی کہ ہم آپ کی تبلیغ، کوشش اور نصیحت کی گواہی دیں گے خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

فرمایا کیا توحید الہی، میری رسالت، جنت و جہنم اور حشر و نشر کے برحق ہونے کی گواہی نہ دو گے؟ عرض کی بیشک گواہی دیں گے، فرمایا خدا یا تو بھی ان کے بیان پر گواہ رہنا۔

اچھا اب میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اس امر کا گواہ ہوں کہ خدا میرا مولا ہے اور میں ہر مسلمان کا مولا ہوں اور مومنین سے ان کے نفس کی بہ نسبت زیادہ اولی ہوں کیا تم لوگ بھی اس کا اقرار کرتے ہو اور اس کی گواہی دیتے ہو؟

سب نے عرض کی۔ بیشک ہم گواہی دیتے ہیں۔

فرمایا تو آگاہ ہو جاؤ کہ جس کا میں مولا ہوں۔ اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔

یہ کہہ کر علیؑ کو اس قدر بلند کیا کہ سفیدی بغل نمایاں ہو گئی۔ اور فرمایا خدا یا اس سے محبت کرنا جو اس سے محبت کرے اور اس سے عداوت رکھنا جو اس سے دشمنی کرے۔ اس کی مدد کرنا جو اس کی مدد کرے اور اس سے چھوڑ دینا جو اس سے الگ ہو جائے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ میں تم سے آگے آگے جا رہا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر

وارد ہونے والے ہو۔ یہی کل میرا حوض ہوگا اور اس کی وسعت بصرہ سے صنعاء کے برابر

ہوگی جس پر ستاروں کے برابر چاندی کے پیالے رکھے ہوں گے اور میں تم سے اس کے

بارے میں سوال کروں گا جس کا آج گواہ بنا رہا ہوں اور پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین

کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ لہذا خبردار اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا

سلوک کرو گے اور میرے پاس کس طرح حاضر ہو گے۔

لوگوں نے عرض کی کہ حضور یہ ثقلین کیا ہیں؟ فرمایا ثقل اکبر کتاب خدا ہے جو ایک

رسمان ہدایت ہے جس کا ایک سرکار تمہارے ہاتھوں میں ہے اور ایک پروردگار کے ہاتھوں میں ہے اس میں تمام ماضی اور قیامت تک کے مستقبل کا سارا علم جو ہے۔

اور دوسرا نقل قرآن کا حلیف یعنی علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔

معروف بن مخزوم بوز کہتے ہیں کہ میں نے اس کلام کو امام ابو جعفر کے سامنے پیش کیا تو فرمایا کہ ابوالطفیل نے سچ کہا ہے۔ اس حدیث کو میں نے اسی طرح کتاب علی میں پایا ہے اور ہم اسے پہچانتے ہیں۔ (خصال ص 65/98)

172۔ رسول اکرم! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک کتاب خدا ہے اور ایک میری عترت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔ (مجمع الزوائد ص 256/1458، کمال الدین ص 235/47 از ابو ہریرہ۔ اس روایت میں کتاب اللہ کے ساتھ نسبتی کے بجائے سنتی ہے)۔

173۔ رسول اکرم! میں نے تمہارے درمیان ثقلین کو چھوڑ دیا ہے جن میں ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے۔ کتاب خدا ہے جس کا سلسلہ آسمان سے زمین تک ہے اور میری عترت و اہلبیت ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔ (مسند ابن حنبل ص 4/54 از ابو سعید خدری)۔

174۔ ابو سعید خدری۔ رسول اکرم نے اپنی زندگی کا آخری خطبہ مرض الموت میں فرمایا تھا جب آپ حضرت علی اور میمونہ پر تکیہ دیکر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ فرمایا کہ ایہا الناس۔ میں تمہارے درمیان ثقلین کو چھوڑے جا رہا ہوں۔۔ اور کہہ کر خاموش ہوئے تھے

کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ ثقلین کون ہیں؟ جسے سنکر آپ کو غصہ آ گیا اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا کہ میں تمہیں ثقلین کے بارے میں باخبر کرنا چاہتا تھا لیکن حالات نے اجازت نہیں دی تو اب سنو۔ ایک وہ ریسمان ہدایت ہے جس کا ایک سرا خدا سے ملتا ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے بارے میں اس اس طرح عمل کرنا ہوگا اور وہ قرآن حکیم ہے اور دوسرا ثقل میرے اہلبیتؑ ہیں۔ خدا کی قسم میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ کفار کے اصلاب میں ایسے اشخاص موجود ہیں جن سے تم سے زیادہ امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں اور یاد رکھو خدا گواہ ہے کہ جو شخص بھی اہلبیتؑ سے محبت کرے گا پروردگار اسے روز قیامت ایک نور عطا کرے گا جس کی روشنی میں حوض کوثر پر وارد ہوگا اور جوان سے دشمنی کرے گا پروردگار اپنے اور اس کے درمیان حجاب حائل کر دے گا۔ (امالی مفید (ر) 135 / 3)۔

175- محمد بن عبد اللہ الشیبانی نے اپنے صحیح اسناد کے ذریعہ ثقہ سے ثقہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام مرض الموت کے دوران گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے ستون سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس کوئی نبی دنیا سے نہیں گیا مگر یہ کہ اس نے اپنا ترکہ چھوڑا ہے اور میں بھی تمہارے درمیان ثقلین کو چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتاب خدا ہے اور ایک میرے اہلبیتؑ، یاد رکھو جس نے انھیں ضائع کر دیا خدا سے برباد کر دیگا۔ (احتجاج 1 ص 171 / 36)

176- زید بن علیؑ نے اپنے آباء کرام کے حوالہ سے امیر المؤمنینؑ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ کا مرض الموت سنگین ہو گیا اور آپ کا گھر اصحاب سے بھر گیا تو آپ نے فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ کو بلاؤ۔ میں نے دونوں کو طلب کیا اور آپ نے دونوں کو گلے

لگا کر بوسہ دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ غشی طاری ہو گئی۔ حضرت علیؑ نے دونوں کو سینہ سے اٹھالیا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا کہ انھیں رہنے دو تا کہ یہ مجھ سے سکون حاصل کریں اور میں ان سے سکون حاصل کروں۔ اس لئے کہ میرے بعد انھیں قوم کی بد نفسی کا سامنا کرنا ہے۔

پھر فرمایا ایہا الناس! میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں کو چھوڑا ہے، کتاب خدا اور میری سنت و عترت و اہلبیت کتاب خدا کو ضائع کرنے والا میری سنت کو برباد کرنے والا ہے اور سنت کو ضائع کرنے والا عترت کو ضائع کرنے والا ہے۔

یاد رکھو کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میں حوض کوثر پر ملاقات کروں۔ (مسند زید ص 404)۔

177۔ سعد الاسکاف! میں نے امام ابو جعفرؑ سے اس قول رسول کے بارے میں دریافت کیا کہ میں تم میں ثقلین کو چھوڑے جا رہا ہوں ان سے وابستہ رہنا اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہو جائیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ کتاب خدا بھی ہمیشہ رہے گی اور ہم میں سے ایک رہنا بھی رہے گا جو اس کی طرف رہنمائی کرتا رہے گا یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔ (بصائر الدرجات 6/414)۔

178۔ امام علیؑ نے جناب کمیل کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ کمیل ہم ثقل اصغر ہیں اور قرآن خدا ثقل اکبر ہے اور رسول اکرم نے یہ بات قوم کو بار بار سنا دی ہے اور نماز جماعت کے بعد اس کا مسلسل اعلان فرما دیا ہے۔ ایک دن آپ نے سارا مجمع کے سامنے حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا کہ لوگو! میں خدا کی طرف سے یہ بات پہنچا رہا ہوں اور یہ میری ذاتی بات نہیں ہے لہذا جو تصدیق کرے گا وہ اللہ کیلئے کرے گا اور اسے صلہ میں جنت ملے گی اور

جو تکذیب کرے گا وہ اللہ کی تکذیب کرے گا اور اس کا انجام جہنم ہوگا۔

اس کے بعد حضرت نے مجھے آواز دی اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور اپنے سینہ سے لگا لیا اور حسنؑ و حسینؑ کو داپنے بائیں رکھ کر آواز دی ایہا الناس!۔ جبریل امین نے یہ حکم پروردگار پہنچایا ہے کہ میں تمہیں یہ بتا دوں کہ قرآن ثقل اکبر ثقل اصغر کی گواہی دیتا ہے اور ثقل اصغر ثقل اکبر کا شاہد ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور خدا کی بارگاہ میں حاضری کے وقت تک ساتھ رہیں گے اس کے بعد وہ ان دونوں اور بندوں کے درمیان اپنا فیصلہ سنائے گا۔ (بشارة المصطفیٰ ص 29)۔

179۔ عمر بن ابی سلمہ ناقل ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے انصار و مہاجرین کی جماعت کے سامنے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے خدا کو گواہ کر کے دریافت کرتا ہوں کہ کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ رسول اکرمؐ نے آخری خطبہ میں فرمایا میں فرمایا تھا کہ ایہا الناس! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب خدا اور میری عترت اہلبیتؑ۔ خدائے لطیف و خبیر نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔ لوگوں نے کہا بیشک ہمیں معلوم ہے اور حضور نے ہمارے سامنے فرمایا ہے۔ (کتاب سلیم بن قیس 2 ص 763)

180۔ ہشام بن حسان۔ میں نے امام حسنؑ کو بیعت خلافت کے بعد یہ خطبہ دیتے سنا ہے کہ ہم اللہ کے غالب آنے والے گروہ ہیں اور رسول اکرمؐ کی عترت و اقربا ہیں۔ ہمیں ان کے اہلبیتؑ عظیمینؑ و طاہرینؑ ہیں اور ثقلینؑ کی ایک فرد ہیں جنہیں رسول اکرمؐ نے اپنی امت میں چھوڑا ہے اور دوسری شے کتاب خدا ہے جس میں ہر شے کی تفصیل ہے اور باطل کا اس کی طرف کسی رخ سے گزرنہیں ہے۔ اس کی تفسیر میں ہم پر اعتماد کیا جانا چاہیے کہ ہم گمان

سے بات نہیں کرتے ہیں بلکہ یقین سے بات کرتے ہیں اور اس کے حقائق کا یقین رکھتے ہیں۔ (امالی طوسی (ر) 121 / 188 - 691 / 1469، امالی مفید (ر) 4 ص 349، بشارة المصطفیٰ ص 106، ینایح المودۃ 1 ص 74، الاحتاج 2 ص 94، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 67)۔

181- ثورین ابی فاختر نے امام ابو جعفرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے عمرو بن ذر القاص سے فرمایا کہ تم ان احادیث کے بارے میں کیوں گفتگو نہیں کرتے جو تمہاری طرف ساقط ہوئی ہیں؟ ابن ذر نے کہا آپ فرمائیں۔ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین..... میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں ایک دوسرے سے عظیم تر ہے ایک کتاب اللہ ہے اور ایک میری عترت اور اہلبیتؑ جب تک ان دونوں سے وابستہ رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

دیکھو ابن ذر! کل جب رسول اکرم سے ملاقات کرو گے اور انہوں نے پوچھ لیا کہ ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے تو کیا جواب دو گے؟ یہ سننا تھا کہ ابن ذر نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور کہا کہ ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ اکبر کو پارہ پارہ کر دیا اور اصغر کو قتل کر دیا۔ (رجال کشی 2 ص 484 / 394)۔

182- امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ مولائے کائنات نے نہروان سے واپسی پر کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ آپ پر لعنت کر رہا ہے اور گالیان دے رہا ہے اور آپ کے اصحاب کو قتل کر رہا ہے تو حمد و ثنائے الہی اور صلوات و سلام کے بعد اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کا یہ حکم نہ ہوتا کہ نعمت پروردگار کو بیان کرتے رہو تو میں اس وقت یہ خطبہ نہ دیتا لیکن اب حکم خدا کی تعمیل میں یہ

کہہ رہا ہوں کہ پروردگار تیرا شکر ہے ان نعمتوں پر جن کا شمار نہیں اور اس فضل و کرم پر جو بھلا یا نہیں جاسکتا ہے۔

ایہا الناس! میں عمر کی ایک منزل تک پہنچ چکا ہوں اور قریب ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے میرے معاملات کو نظر انداز کر دیا ہے اور میں تمہارے درمیان انھیں دو چیزوں کو چھوڑے جا رہا ہوں جنہیں رسول اکرم نے چھوڑا ہے یعنی کتاب اور میری عمرت اور یہی عمرت ہادی راہ نجات۔ خاتم الانبیاء، سید الانبیاء اور نبی مصطفیٰ کی بھی عمرت ہے۔ (معانی الاخبار 58/9، بشارۃ المصطفیٰ ص 12)

183۔ امام علیؑ۔ پروردگار نے ہمیں پاک اور معصوم بنایا ہے اور ہمیں اپنی مخلوقات کا نگران اور زمین کی حجت قرار دیا ہے۔ ہمیں قرآن کے ساتھ رکھا ہے اور قرآن کو ہمارے ساتھ۔ نہ ہم اس سے جدا ہو سکتے ہیں اور نہ وہ ہم سے جدا ہو سکتا ہے۔ (کافی 1 ص 191، کمال الدین 240/63، بصائر الدرجات 83/6 از سلیم بن قیس الہلالی)

تحقیق حدیث ثقلین

1۔ سند حدیث ثقلین

یہ حدیث ثقلین جس میں رسول اسلام نے اہلبیت کو قرآن مجید کا شریک اور ہم پلہ قرار دے کر امت اسلامیہ کو ان سے تمسک کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ ان متواتر احادیث میں ہے جس پر تمام رواۃ اور محدثین نے اتفاق کیا ہے اور قطعی طور پر 23۔ اصحاب رسول نے اسے نقل کیا ہے جن کے اسماء گرامی بالترتیب یہ ہیں۔

ابویوب انصاری۔ ابوذر غفاری، ابو رافع غلام رسول اکرم ابو سعید الخدری،

ابو شریح الخزاعی، ابوقدامہ الانصاری، ابویلی الانصاری، ابومیشم ابن التبیان، ابو ہریرہ، ام سلمہ، ام ہانی، انس بن مالک، البراء بن عازب، جابر بن عبد اللہ الانصاری جبیر بن مطعم، حدیفہ بن اسید الغفاری، حدیفہ بن الیمان، خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین، زید بن ارقم - زید بن ثابت، سعد بن ابی وقاص، سلمان الفارسی، سہل بن سعد، ضمیرہ الاسلمی، طلحہ بن عبید اللہ التیمی، عامر بن لیلی، عبدالرحمان بن عوف، عبداللہ بن حنظل، عبداللہ بن عباس، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، عمر بن الخطاب، عمرو بن العاص (صحیح مسلم 4/ 1874، سنن ترمذی 5/ 662 / 2786 / 2788، سنن دارمی 2 / 889 / 3198، مسند ابن حنبل 4/ 30 / 11104 / 36 / 11131 / 54 - 11211 / 7، ص 84 / 19332، ص 8 / 138 / 21634، ص 154 / 21711، 118 / 11561، مستدرک 3 ص 118 / 4577، حصائص نسائی 150 / 79، تاریخ بغداد 8 ص 422 الطبقات الکبریٰ 2 ص 196، المعجم الکبیر 3 ص 65، 67 / 2678، 2681، 2683، الدر المنثور 2 ص 60، کنز العمال 1 ص 172، ینایع المودۃ 1 ص 95 / 126، مجمع الزوائد 9 ص 257، اسد الغابہ 3 / 136 / 2739 ص 219 / 2907، الصواعق المحرقة ص 226، البدایۃ والنہایہ 7 ص 349، جامع الاصول 9 ص 158، احقاق الحق 9 ص 309، 375، نفحات الازہار خلاصہ عبقات الانوار 2 ص 88، 227، الخصال 65 / 97 / 459، 2 / 1 ص 2255 ص 490، کمال الدین 234، 241، معانی الاخبار 90 / 3، امالی مفید ص 46 / 6، امالی صدوق ص 339 ارشاد 1 / 233، کفایۃ الاثر ص 92، 128، 137 -

اس کے علاوہ صاحب عبقات الانوار کے بیان کے مطابق 19 تابعین ہیں

جنہوں نے اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے اور تین سو سے زیادہ علماء و مشاہیر و حافظین احادیث ہیں جنہوں نے دوسری صدی سے چودھویں صدی تک اپنی کتابوں اور اپنے بیانات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (نجات الازہار 2 ص 90)۔

واضح رہے کہ صاحب نہایت نے نقلین کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ ان کا اختیار کرنا اور ان کے مطابق عمل کرنا بہت سنگین کام ہے اور اس کے علاوہ ہر گرانقدر چیز کو نقل کہا جاتا ہے اور پینمبر اکرم نے انھیں نقلین اسی اعتبار سے قرار دیا ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ صاحب عبقات کے بیان کے مطابق سخاوی نے ”استحباب ارتقاء الغرف“ میں اور سہوردی نے ”جواہر العقیدین“ میں بیس اصحاب کے روایت کرنے کا اعتراف کیا ہے حالانکہ درحقیقت ان کی تعداد 33 ہے جیسا کہ گذشتہ سطروں میں تفصیلی تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

صحابہ کرام، تابعین، علماء و محدثین کے علاوہ ائمہ اہلبیتؑ نے بھی اس حدیث مبارک کا مسلسل تذکرہ فرمایا ہے اور اس کی اجمالی فہرست یہ ہے۔

جناب فاطمہؑ سے یہ حدیث ینابیع المودۃ 1 ص 123، نجات الازہار 2 ص 236 میں نقل کی گئی ہے۔

امام حسنؑ سے ینابیع المودۃ 1 ص 74، کفایۃ الاثر ص 162، نجات الازہار 2 ص 67 میں نقل کی گئی ہے۔

امام حسینؑ سے کمال الدین ص 64240، مناقب ابن شہر آشوب 4 / 67 میں نقل کی گئی ہے۔

امام محمدؑ باقر سے کافی 3 ص 432 امالی طوسی (ر) ص 163، روضۃ الواعظین

ص 300 میں نقل کی گئی۔

امام جعفر صادقؑ سے کافی 1 ص 294، کمال الدین 1 ص 244، تفسیر عیاشی 1 ص 5/9 میں نقل کی گئی ہے۔

امام علیؑ رضا سے عیون الاخبار 2 ص 58 بحار 10 ص 369 میں نقل کی گئی ہے۔

امام علی نقیؑ سے تحف العقول ص 458، الاحتجاج 2 ص 488 میں نقل کی گئی ہے۔

ب۔ تاریخ صدور حدیث

حدیث مبارک کے صدور اور اس کی مناسبت کے بارے میں تحقیق کی جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور نے اس کی بار بار تکرار فرمائی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ امت اسلامیہ کا سماجی اور سیاسی مستقبل انھیں سے وابستہ ہے اور ان کے بغیر تباہی اور گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ذیل میں ان مقامات کی جمالی نشاندہی کی جا رہی ہے۔

1۔ حجۃ الوداع کے موقع پر روز عرفہ (سنن ترمذی 5/262/3786)۔

2۔ مسجد خیف میں۔ اس کے راوی سلیم بن قیس ہیں۔ (ینابیع المودۃ 1 ص 109/

31)۔

3۔ غدیر خم میں۔ اس کے راوی زید بن ارقم ہیں۔ (مستدرک 3 ص 118/

4576/3 ص 613/6272، خصائص نسائی ص 150، کمال الدین ص 234/45

ص 238/55)۔

واضح رہے کہ صاحب مستدرک نے دونوں مقامات پر اس امر کی تصریح کی ہے کہ

اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم دونوں کے اصول پر صحیح ہے مگر ان حضرات نے اسے اپنی کتاب میں جگہ نہیں دی ہے۔

4- مرض الموت کے دوران حجرہ کے اندر جب حجرہ اصحاب سے بھرا ہوا تھا۔ یہ روایت جناب فاطمہؓ سے نقل کی گئی ہے۔ (ینابیع المودۃ 1 ص 124، مسند زید ص 404)
نوٹ! صواعق محرقة ص 150 پر ابن حجر کا بیان ہے کہ حدیث تمسک کے مختلف طرق ہیں جن میں اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابہ کرام سے نقل کیا گیا ہے اور بعض میں یہ تذکرہ ہے کہ حضور نے اسے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں فرمایا ہے۔ بعض میں مدینہ میں حجرہ کے اندر کا ذکر ہے بعض روایات میں حج سے واپسی پر غدیر خم کا حوالہ ہے اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ اس بات کا امکان بہر حال پایا جاتا ہے کہ حضور نے یہ بات بار بار ارشاد فرمائی ہو کہ کتاب عزیز اور عترت طاہرہ دونوں اس قابل ہیں کہ ان کے بارے میں تاکید اور اہتمام سے کام لیا جائے۔

3- خلفاء اللہ

184- کمیل بن زیاد راوی ہیں کہ امیر المؤمنینؑ میرا ہاتھ پکڑ کر صحرا کی طرف لے گئے اور وہاں جا کر ایک آہ سرد کھینچ کر فرمایا ”بیشک زمین حجت خدا کو قائم رکھنے والے سے خالی نہیں ہو سکتی ہے چاہے ظاہر بظاہر ہو یا پردہ مغیب میں ہوتا کہ اللہ کے دلائل و بینات باطل نہ ہونے پائیں۔ مگر یہ کتنے ہیں اور کہاں ہیں؟ خدا کی قسم عدد کے اعتبار سے بہت تھوڑے ہیں اگرچہ قدر و منزلت کے اعتبار سے بہت عظیم ہیں۔ انھیں کے ذریعہ پروردگار اپنے حج و بینات کا تحفظ کرتا ہے یہاں تک کہ اپنے امثال کے حوالہ کر دیں اور اپنے جیسے افراد کے دلوں میں ثابت کر دیں۔ انھیں علم نے حقیقت بصیرت تک پہنچا دیا ہے اور روح یقین ان کے اندر

پیوست ہوگئی ہے۔ جسے دنیا دار سخت سمجھتے ہیں وہ ان کے لئے نرم ہے اور جس سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے اس سے انھیں انس حاصل ہوتا ہے۔ یہ دنیا میں ان اجسام کے ساتھ زندہ رہتے ہیں جن کی روحوں عالم اعلیٰ سے وابستہ رہتی ہیں۔

یہ زمین میں ”خلفاء اللہ“ اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے مجھے کس قدر اشتیاق ہے انھیں دیکھنے کا۔ (نہج البلاغہ حکمت ص 147)۔

خصال ص 186 / 257 کمال الدین ص 291، تاریخ یعقوبی 2 ص 206،
خصائص الائمہ ص 106، حلیۃ الاولیاء 1 ص 79، کنز العمال 10 ص 262 / 29291،
امالی الشجر ی 1 ص 66، مناقب امیر المؤمنینؑ الکوئی 2 ص 95)۔

185۔ امام زین العابدینؑ دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں۔ خدا یا رحمت نازل فرما ان پاکیزہ کردار اہلبیتؑ پر جنھیں تو نے اپنے امر کے لئے منتخب کیا ہے اور اپنے علم کا خزانہ بنایا ہے اور اپنے دین کا محافظ قرار دیا ہے اور وہ زمین میں ”تیرے خلفاء“ اور بندوں پر تیری حجت ہیں۔ انھیں ہر جس اور کثافت سے پاک بنایا ہے اور اپنی بارگاہ کے لئے وسیلہ اور اپنی جنت کے لئے سیدھا راستہ قرار دیا ہے۔ (صحیفہ سجاد یہ دعاء ص 47)۔

186۔ امام رضاؑ۔ ائمہ زمین میں پروردگار کے خلفاء ہوتے ہیں۔ کافی 1 ص

(193)۔

187۔ علی بن حسان! امام رضاؑ سے امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا اطراف قبر میں جس مسجد میں چاہو نماز ادا کرو اور زیارت کے لئے ہر مقام پر اسی قدر کافی ہے ”سلام ہو اولیاء و اصفیاء پروردگار پر۔ سلام ہو ائمنا و احباء الہی پر۔ سلام ہو انصار و خلفاء اللہ پر۔ (الفقیہ 2 ص 608، عیون اخبار الرضاؑ ص 271، کامل

الزیارات ص 315، کافی ص 4 (579)۔

واضح رہے کہ کافی کی روایت میں زیارت قبر امام حسینؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔

188۔ امام علیؑ نے زیارت جامعہ میں ارشاد فرمایا ہے ”میں گواہی دیتا ہوں کہ

آپ حضرات ائمہ راشدین و مہدیین ہیں۔ خدا نے اپنی روح سے آپ حضرات کی تائید کی ہے اور آپ کو زمین پر اپنا خلیفہ انتخاب فرمایا ہے۔ (تہذیب ص 6/97/177)۔

4۔ خلفاء النبی

189۔ رسول اکرم! میرے خلفاء۔ اولیاء اور میرے بعد مخلوقات پر حجت

پروردگار بارہ افراد ہوں گے۔ اول میرا برادر اور آخر میرا فرزند! سوال کیا گیا کہ یہ برادر کون ہیں؟ فرمایا علیؑ بن ابی طالب! اور فرزند کون ہے؟ فرمایا وہ مہدی جو ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ (کمال الدین ص 280/27، فرائد السمطين ص 312/562 از عبد اللہ بن عباس)۔

190۔ امام علیؑ حضرت مہدیؑ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وہ حکم کی زرہ

سے آراستہ ہوگا اور اس کے تمام آداب پر عامل ہوگا کہ اس کی طرف متوجہ بھی ہوگا اور اس کی معرفت بھی رکھتا ہوگا اور اس کے لئے اپنے کو فارغ رکھے گا، گویا اس کا گمشدہ ہے جس کی تلاش جاری ہے اور ایک ضرورت ہے جس کے بارے میں جستجو کر رہا ہے۔ وہ اس وقت غریب و مسافر ہو جائے گا جب اسلام غربت کا شکار ہوگا اور تھکے ماندہ اونٹ کی طرح سینہ زمین پر ٹیک دیا ہوگا اور دم مار رہا ہوگا۔ وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ ہے اور اس کے انبیاء کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہے۔ (نسخ البلاغہ خطبہ 182)۔

191۔ امیر المؤمنین آل محمد کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ائمہ

ظاہرین اور عترت معصومین ہیں۔ یہی ذریت محترم ہیں اور یہی خلفاء راشدین ہیں۔ (مشارك انوار الیقین ص 118 از طارق بن شہاب)۔

192۔ امام صادقؑ، ائمہ رسول اکرم کی منزل میں ہوتے ہیں لیکن رسول نہیں ہوتے ہیں اور نہ ان کے لئے وہ چیزیں حلال ہیں جو صرف پیغمبر کے لئے حلال ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ہر مسئلہ میں رسول اکرم کی منزلت میں ہیں۔ (کافی 1 ص 270 از محمد بن مسلم)۔

5۔ اوصیاء نبی

193۔ رسول اکرم! میں سید الانبیاء والمرسلین اور افضل از ملائکہ مقررین ہوں اور میرے اولیاء تمام انبیاء ومرسلین کے اوصیاء کے سردار ہیں۔ (امالی صدوق (ر) ص 245، بشارۃ المصطفیٰ ص 34)۔

194۔ رسول اکرم! میں انبیاء کا سردار ہوں اور علیؑ بن ابی طالبؑ اوصیاء کے سردار ہیں اور میرے اوصیاء میرے بعد کل بارہ ہوں گے جن کے اول علیؑ بن ابی طالب ہوں گے اور آخری قائم۔ (کمال الدین ص 280، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 64، فرائد السمطین 2 ص 313)۔

195۔ رسول اکرم! ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علیؑ میرا وصی اور وارث ہے (الفردوس 3 ص 336)۔

تاریخ دمشق حالات امیر المؤمنینؑ 3 ص 5 / 1021، 1022، مناقب خوارزمی 84 / 74، مناقب ابن المغازلی ص 200 / 238)۔

196۔ سلمان! میں نے رسول اکرم سے عرض کی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے تو آپ کا وصی کون ہے؟ آپ خاموش ہو گئے، اس کے بعد جب مجھے دیکھا تو آوازی دی، میں

دوڑ کر حاضر ہوا۔ فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ موسیٰ کا وصی کون ہے؟ میں نے عرض کی یوشع بن نون! فرمایا کیسے؟ عرض کی کہ وہ سب سے بہتر تھے۔ فرمایا تو میرا وصی اور میرے اس امر کا مرکز اور میری تمام امت میں سب سے بہتر، میرے تمام وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرض کا ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہوگا۔ (المجم الکبیر 6 ص 221/6063، کشف الغمہ 1 ص 157)۔

197۔ رسول اکرم حدیث معراج میں فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی خدایا میرے اوصیاء کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ اے محمد! تمہارے اوصیاء کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ اے محمد! تمہارے اوصیاء وہی ہیں جن کے نام ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں تو میں نے سراٹھا کر دیکھا اور بارہ نور چمکتے ہوئے دیکھے اور ہر نور پر ایک سبز لکیر دیکھی جس پر میرے ایک وصی کا نام لکھا ہوا تھا جس میں پہلے علی بن ابی طالب تھے اور آخری مہدیؑ۔

میں نے عرض کی خدایا یہی میرے اوصیاء ہیں؟ ارشاد ہوا، اے محمد! تمہارے اوصیاء وہی ہیں جن کے نام ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں تو میں نے سراٹھا کر دیکھا اور بارہ نور چمکتے ہوئے دیکھے اور ہر نور پر ایک سبز لکیر دیکھی جس پر میرے ایک وصی کا نام لکھا ہوا تھا جس میں پہلے علی بن ابی طالب تھے اور آخری مہدیؑ میں نے عرض کی خدایا یہی میرے بعد میرے اوصیاء ہیں؟ ارشاد ہوا اے محمد! یہی میرے اولیاء، احباء، اصفیاء اور تمہارے بعد مخلوقات پر میری حجت ہیں اور یہی تمہارے اوصیاء خلفاء اور تمہارے بعد بہترین مخلوقات ہیں۔ (علل الشرائع 6 ص 1، عیون اخبار الرضا 1 ص 264، کمال الدین ص 256 از عبدالسلام بن صالح الہروی از امام رضاؑ)۔

198۔ رسول اکرم کا وقت آخر تھا اور جناب فاطمہؑ فریاد کر رہی تھیں کہ آپ کے

بعد میرے اور میری اولاد کے برباد ہو جانے کا خطرہ ہے، امت کے حالات آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں تو آپ نے فرمایا، فاطمہ! کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ پروردگار نے ہم اہلبیتؑ کے لئے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے اور تمام مخلوقات کے لئے فنا کو مقدر کر دیا ہے، اس نے ایک مرتبہ مخلوقات پر نگاہ انتخاب ڈالی تو تمہارے باپ کو منتخب کر کے نبی قرار دیا اور دوبارہ نگاہ ڈالی تو تمہارے شوہر کا انتخاب کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہارا عقدان کے ساتھ کر دوں اور انھیں اپنا ولی اور وزیر قرار دیدوں اور امت میں اپنا خلیفہ نامزد کر دوں تو اب تمہارا باپ تمام انبیاء و مرسلین سے بہتر ہے اور تمہارا شوہر تمام اولیاء سے بہتر ہے اور تم سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہو۔

اس کے بعد مالک نے تیسری نگاہ ڈالی تو تمہیں اور تمہارے دونوں فرزندوں کا انتخاب کیا، اب تم سردار نساء اہل جنت ہو اور تمہارے دونوں فرزند سرداران جوانان اہل جنت ہیں اور تمہاری اولاد میں قیامت تک میرے اوصیاء ہوں گے جو ہادی اور مہدی ہوں گے، میرے اوصیاء میں سب سے پہلے میرے بھائی علیؑ ہیں، اس کے بعد حسنؑ اس کے بعد حسینؑ اور اس کے بعد نو اولاد حسینؑ یہ سب کے سب میرے درجہ میں ہوں گے اور جنت میں خدا کی بارگاہ میں میرے درجہ سے اور میرے باپ ابراہیم کے درجہ سے قریب تر کوئی درجہ نہ ہوگا۔ (کمال الدین ص 263 از سلیم بن قیس الہلالی)۔

199۔ امام حسینؑ! پروردگار عالم نے حضرت محمد کو تمام مخلوقات میں منتخب قرار دیا ہے، انھیں نبوت سے سرفراز کیا ہے، رسالت کے لئے انتخاب کیا ہے، اس کے بعد جب انھیں واپس بلا لیا، اس وقت جب وہ بندوں کو نصیحت کر چکے اور پیغام الہی کو پہنچا چکے تو ہم ان کے اہلبیتؑ اولیاء، اوصیاء، ورثہ اور تمام لوگوں سے زیادہ ان کی جگہ کے حقدار تھے لیکن قوم

نے ہم پر زیادتی کی تو ہم خاموش ہو گئے اور ہم نے کوئی تفرقہ پسند نہیں کیا بلکہ عافیت کو ترجیح دی جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ ہم ان تمام لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جنہوں نے اس جگہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ (تاریخ طبری 5 ص 357 از ابو عثمان نہدی، البدایۃ والنہایۃ 8 ص 157)۔

200۔ امام محمد باقر! پروردگار کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب تر، لوگوں سے سب سے اعلم اور مہربان حضرت محمد اور ائمہ کرام ہیں لہذا جہاں یہ داخل ہوں سب داخل ہو جاؤ اور جس سے یہ الگ ہو جائیں سب الگ ہو جاؤ، حق انھیں میں ہے اور یہی اوصیاء میں اور یہی ائمہ ہیں، جہاں انھیں دیکھو ان کا اتباع شروع کر دو (کمال الدین ص 328 از ابو حمزہ الثمالی)۔

201۔ محمد بن مسلم! میں نے امام صادق کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کی کچھ مخصوص مخلوق ہے جسے اس نے اپنے نور اور اپنی رحمت سے پیدا کیا ہے، رحمت سے رحمت کے لئے، یہی خدا کی نگرانی کرنے والی آنکھیں اس کے سننے والے کان، اس کی اجازت سے بولنے والی زبان اور اس کے تمام احکام و بیانات کے امانتدار ہیں، انھیں کے ذریعہ وہ برائیوں کو مٹو کرتا ہے، ذلت کو دفع کرتا ہے، رحمت کو نازل کرتا ہے، مرد وہ کو زندہ کرتا ہے، زندہ کو مردہ بناتا ہے، لوگوں کی آزمائش کرتا ہے، مخلوقات میں اپنے فیصلے نافذ کرتا ہے۔ تو میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ قربان، یہ کون حضرات ہیں، فرمایا یہ اوصیاء ہیں۔ (التوحید ص 167، معانی الاخبار ص 16)۔

202۔ امام ہادیؑ نے زیارت جامعہ میں فرمایا کہ سلام ہو ان پر جو معرفت الہی کے مرکز۔ برکت الہی کے مسکن، حکمت الہی کے معدن، راز الہی کے محافظ، کتاب الہی کے حافظ، رسول اللہ کے اوصیاء اور ان کی ذریت ہیں، انھیں پر رحمت اور انھیں پر

برکات۔ (تہذیب 6 ص 96/177)۔

مولف! واضح رہے کہ ائمہ اہلبیتؑ کے اوصیاء رسول ہونے کی روایات بہت زیادہ ہیں جن کے بارے میں ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی کا ارشاد ہے کہ قوی اسناد کے ساتھ صحیح اخبار میں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ رسول اکرم نے اپنے معاملات کی وصیت حضرت علیؑ بن ابی طالب کو فرمائی اور انھوں نے امام حسنؑ کو..... اور انھوں نے امام حسینؑ کو..... اور انھوں نے علی بن الحسینؑ کو..... اور انھوں نے محمد بن علیؑ کو..... اور انھوں نے علی بن موسیٰ کو..... اور انھوں نے محمد بن علیؑ کو..... اور انھوں نے حسن بن علیؑ کو..... اور انھوں نے اپنے فرزند حجت قائم کو فرمائی کہ اگر عمر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو اس قدر طول دے گا کہ وہ منظر عام پر آ کر ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں، پروردگار کی صلوات و رحمت ان پر اور ان کے جملہ آباء طاہرین پر۔ (الفقیہ 4 ص 177)۔

6۔ پیغمبر اسلام کے محبوب ترین

203۔ جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اکرم تشریف فرما تھے کہ اچانک فاطمہ ایک مخصوص غذا لے کر حاضر ہو گئیں، آپ نے فرمایا کہ علیؑ اور ان کے فرزند کہاں ہیں؟ جناب فاطمہ نے عرض کی کہ گھر میں ہیں۔

فرمایا انھیں طلب کرو! اتنے میں علیؑ و حسنؑ و حسینؑ آ گئے اور آپ نے سب کو دیکھ کر اپنی خیمہ چادر کو اٹھایا اور سب کو اوڑھا کر فرمایا خدا یا یہ میرے اہلبیتؑ اور ”تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب“ ہیں، لہذا ان سے ہر جس کو دور رکھنا اور انھیں کمال طہارت کی منزل پر رکھنا جس کے بعد آیت تطہیر نازل ہوگی۔ (کشف الغمہ 1 ص 45)۔

204- امام علیؑ! ایک شخص رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ حضور سب سے زیادہ محبوب آپ کی نظر میں کون ہے؟ فرمایا کہ یہ (علیؑ) اور اس کے دونوں فرزند اور ان کی ماں (فاطمہؑ) یہ سب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور یہ جنت میں میرے ساتھ اسی طرح ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں۔ (امالی طوسی ص 452/ 100 از زید بن علیؑ)۔

205- جمیع بن عمیر التیمی! اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور میری پھوپھی نے سوال کیا کہ رسول اکرم کے سب سے زیادہ محبوب شخصیت کون تھی؟ تو انھوں نے فرمایا فاطمہؑ! پھوپھی نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا، ان کے شوہر، وہ ہمیشہ دن میں روزے رکھتے تھے اور رات بھر نمازیں پڑھا کرتے تھے (سنن ترمذی 5 ص 701/ 3874)۔

206- جمیع بن عمیر! میں ایک مرتبہ اپنی ماں کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور میری ماں نے یہی سوال تو انھوں نے فرمایا کہ تم محبوب ترین خلائق کے بارے میں دریافت کر رہی ہو تو ان کے محبوب ترین بیٹی کا شوہر ہے، میں نے خود حضور کو دیکھا ہے کہ انھوں نے علیؑ، فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے ان پر چادر اوڑھا کر یہ دعا کی تھی کہ خدایا یہ سب میرے اہلبیتؑ میں ان سے جس کو دور رکھنا اور انھیں پاک پاکیزہ رکھنا، جس کے بعد میں بھی قریب گئی اور دریافت کیا، کیا میں بھی اہلبیتؑ میں شامل ہوں؟ تو فرمایا دور رہو تم خیر پر ہو۔ (مناقب امیر المومنینؑ الکوفی 2 ص 132/ 617)۔

7- افضل خلائق

207- رسول اکرم! تمہارے بزرگوں میں سب سے بہتر علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں،

تمہارے جوانوں میں سب سے افضل حسن و حسینؑ ہیں اور تمہاری عورتوں میں سب سے بالاتر فاطمہ بنت محمدؑ ہیں۔ (تاریخ بغداد 4/ 392/ 2280)۔

208۔ رسول اکرم! میں اور میرے اہلبیتؑ سب اللہ کے مصطفیٰ اور تمام مخلوقات میں منتخب بندہ ہیں۔ (احقاق الحق 9/ 483)۔

209۔ رسول اکرم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ فاطمہ! ہم اہلبیتؑ کو پروردگار نے وہ سات خصال عطا فرمائے ہیں جو نہ ہم سے پہلے کسی کو عطا کئے ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو عطا کرے گا، مجھے خاتم النبیین اور تمام مرسلین میں سب سے بزرگ تر اور تمام مخلوقات میں سب سے محبوب تر قرار دیا ہے میں تمہارا باپ ہوں اور میرا وصی جو تمام اوصیاء سے بہتر اور نگاہ پروردگار میں محبوب تر ہے وہ تمہارا شوہر ہے، ہمارا شہید بہترین شہداء ہے اور خدا کے نزدیک محبوب ترین ہے جو تمہارے باپ اور شوہر کے چچا ہیں، ہمیں میں سے وہ شخصیت ہے جسے پروردگار نے فضائل جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرنے کے لئے دوسبز پر عنایت فرمادیے ہیں اور وہ تمہارے باپ کے ابن عم اور تمہارے شوہر کے حقیقی بھائی ہیں اور ہمیں میں سے اس امت کے سبطین ہیں یعنی تمہارے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں جو جو انان جنت کے سردار ہیں اور پروردگار کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ان کا باپ ان سے بھی بہتر ہے، فاطمہ! خدائے برحق کی قسم انھیں دونوں کی اولاد میں اس امت کا مہدی بھی ہوگا (المعجم الکبیر 3 ص 57/ 2675 از علی المکی الہدلی، امالی طوسی (ر) ص 154، 256، الخصال ص 412، 16/، الغیبة طوسی (ر) ص 191، 154، کشف الغمہ 1 ص 154، کفایۃ الاثر ص 63)۔

210۔ رسول اکرم، میں سید النبیین ہوں علی بن ابی طالبؑ سید الوصیین ہیں حسنؑ و

حسینؑ سردار جوانان جنت ہیں، ان کے بعد کے ائمہ سردار متقین ہیں، ہمارا دوست خدا کا دوست ہے اور ہمارا دشمن خدا کا دشمن ہے، ہماری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ہمارا دشمن خدا کا دشمن ہے، ہماری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ہماری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ خدا ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا ذمہ دار ہے (امالی صدوق (ر) ص 448)۔

211- رسول اکرم، علیؑ بن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد کے ائمہ سب اہل زمین کے سردار اور روز قیامت روشن پیشانی لشکر کے قائد ہیں۔ (امالی صدوق (ر) 466/24 از عمرو بن ابی سلمہ)

212- رسول اکرم! یا علیؑ! تم اور تمہاری اولاد کے ائمہ سب دنیا کے سردار اور آخرت کے شہنشاہ ہیں جس نے ہمیں پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا اور جس نے ہمارا انکار کر دیا اس نے خدا کا انکار کر دیا۔ (امالی صدوق ص 523/6 از سلیمان بن مهران ص 448 از حسن بن علیؑ بن فضال، عیون اخبار الرضاؑ ص 57/210 ملوک فی الارض)۔

213- ابن عباس راوی ہیں کہ رسول اکرم نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا کہ تم سب میرے اصحاب ہو اور علیؑ بن ابی طالبؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، وہ میرے علم کا دروازہ اور میرے وصی ہیں، وہ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سب اصل و شرف اور کرم کی اعتبار سے تمام اہل زمین سے افضل و برتر ہیں (ینایح المودۃ 2 ص 333/973، مائتہ منقبہ ص 122، مقتل خوارزمی 1 ص 60)۔

214- امیر المؤمنینؑ رسول اکرم کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی عترت بہترین عترت، آپ کا خاندان بہترین خاندان اور آپ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 94)۔

8- مباہلہ میں شرکت

315- عبد الرحمان بن کثیر نے جعفر بن محمد، ان کے والد بزرگوار کے واسطے سے امام حسنؑ سے نقل کیا ہے کہ مباہلہ کے موقع پر آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرمؐ نے نفس کی جگہ میرے والد کو لیا، ابنا تنا میں مجھے اور بھائی کو لیا، نساء نامی میں میری والدہ فاطمہؑ کو لیا اور اس کے علاوہ کائنات میں کسی کو ان الفاظ کا مصداق نہیں قرار دیا لہذا ہمیں ان کیا اہلبیتؑ گوشت و پوست اور خون و نفس ہیں، ہم ان سے ہیں اور وہ ہم سے ہیں۔ (امالیٰ طوسی (ر) 564/1174، ینایع المودۃ 1 ص 165/1)۔

216- جابر! رسول اکرمؐ کے پاس عاقب اور طیب (علماء نصاریٰ) وارد ہوئے تو انھیں اسلام کی دعوت دی، ان دونوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی اسلام لائے ہیں، آپ نے فرمایا کہ بالکل جھوٹ ہے اور تم چارہ تو میں بتا سکتا ہوں کہ تمہارے لئے اسلام سے مانع کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا فرمائیے؟

فرمایا کہ صلیب کی محبت، شراب اور سور کا گوشت اور یہ کہہ کر آپ نے انھیں مباہلہ کی دعوت دیدی اور ان لوگوں نے صبح کو آنے کا وعدہ کر لیا، اب جو صبح ہوئی تو رسول اکرمؐ نے علیؑ، حسنؑ، حسینؑ کو ساتھ لیا اور پھر ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور سپر انداختہ ہو گئے۔

آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا ہے کہ اگر ان لوگوں نے مباہلہ کر لیا ہوتا تو یہ وادی آگ سے بھر جاتی، اس کے بعد جابر کا بیان ہے کہ انھیں حضرات کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَآبَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا

وَنِسَاءَكُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ... قف...

شعب نے جابر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انفسنا میں رسول اکرم تھے اور حضرت علیؑ، ابنائنا میں حسنؑ و حسینؑ تھے اور نسانائنا میں فاطمہؑ (دلائل النبوة ابو نعیم 2 ص 393/ 244، مناقب ابن المغازلی ص 263/ 310 العمدہ 190/ 191، الطرائف 46/ 38)۔

217۔ زخمخشی کا بیان ہے کہ جب رسول اکرم نے انھیں مباہلہ کی دعوت دی تو انھوں نے اپنے دانشور عاقب سے مشورہ کیا کہ آپ کا خیال کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور انھوں نے حضرت مسیح کے بارے میں قول فیصل سنا دیا ہے اور خدا گواہ ہے کہ جب بھی کسی قوم نے کسی نبی برحق سے مباہلہ کیا ہے تو نہ بوڑھے باقی رہ سکے ہیں اور نہ بچے پنپ سکے ہیں اور تمہارے لئے بھی ہلاکت کا خطرہ یقینی ہے، لہذا مناسب ہے کہ مصالحت کر لو اور اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔

دوسرے دن جب وہ لوگ رسول اکرم کے پاس آئے تو آپ اس شان سے نکل چکے تھے کہ حسینؑ کو گود میں لئے تھے، حسنؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فاطمہؑ آپ کے پیچھے چل رہی تھیں اور علیؑ ان کے پیچھے۔ اور آپ فرما رہے تھے کہ دیکھو جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

اسقف نجران نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر خدا پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹانا چاہے تو ان کے کہنے سے ہٹا سکتا ہے، خبردار مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی ایک عیسائی باقی نہ رہ جائے گا۔

چنانچہ ان لوگوں نے کہا یا ابا القاسم! ہماری رائے یہ ہے کہ ہم مباہلہ نہ کریں اور

آپ اپنے دین پر رہیں اور ہم اپنے دین پر رہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر مقابلہ نہیں چاہتے ہو تو اسلام قبول کر لو تا کہ مسلمانوں کے تمام حقوق و فرائض میں شریک ہو جاؤ! ان لوگوں نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا ہے!

فرمایا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، کہا اس کی بھی طاقت نہیں ہے، البتہ اس بات پر صلح کر سکتے ہیں کہ آپ نہ جنگ کریں نہ ہمیں خوفزدہ کریں، نہ دین سے الگ کریں، ہم ہر سال آپ کو دو ہزار حملے دیتے رہیں گے، ایک ہزار صفر کے مہینہ میں اور ایک ہزار رجب کے مہینہ میں اور تیس عدد آہنی زرہیں!

چنانچہ آپ نے اس شرط سے صلح کر لی اور فرمایا کہ ہلاکت اس قوم پر منڈلا رہی تھی، اگر انھوں نے لعنت میں حصہ لے لیا ہوتا تو سب کے سب بندر اور سور کی شکل میں مسخ ہو جاتے اور پوری وادی آگ سے بھر جاتی اور اللہ اہل نجات کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا اور درختوں پر پرندہ تک نہ رہ جاتے اور ایک سال کے اندر سارے عیسائی تباہ ہو جاتے۔

اس کے بعد مخشری نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ آیت شریف میں ابناء و نساء کو نفس پر مقدم کیا گیا ہے تاکہ ان کی عظیم منزلت اور ان کے بلند ترین مرتبہ کی وضاحت کر دی جائے اور یہ بتا دیا جائے کہ یہ سب نفس پر بھی مقدم ہیں اور ان پر نفس بھی قربان کیا جاسکتا ہے اور اس سے بالاتر اصحاب کساء کی کوئی دوسری فضیلت نہیں ہو سکتی ہے۔ (تفسیر کشاف 1 ص 193، تفسیر طبری 3 ص 299، تفسیر فخر الدین رازی ص 8 ص 88، ارشاد 1 ص 166، مجمع البیان 2 ص 762، تفسیر قمی 1 ص 104۔)

واضح رہے کہ فخر رازی نے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی صحت پر تقریباً تمام اہل تفسیر و حدیث کا اتفاق و اجماع ہے۔

9- اولوالامر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ؕ (نساء آیت 59)

218- امام علیؑ! رسول اکرم نے فرمایا کہ اولوالامر وہ افراد ہیں جنہیں خدا نے اطاعت میں اپنا اور میرا شریک قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب کسی امر میں اختلاف کا خوف ہو تو انہیں سب کی طرف رجوع کیا جائے۔ تو میں نے عرض کی کہ حضور وہ کون افراد ہیں؟ فرمایا کہ ان میں سے پہلے تم ہو (شواہد التزیل 1 ص 189 / 202، الاعتقادات 5 ص 121، کتاب سلیم 6 ص 626)۔

219- امیر المؤمنینؑ نے کوفہ میں وارد ہونے کے بعد فرمایا اہل کوفہ! تمہارا فرض ہے کہ تقوائے الہی اختیار کرو اور تمہارے پیغمبر کے اہلبیت جو اللہ کے اطاعت گزار ہیں ان کی اطاعت کرو کہ یہ اطاعت کے زیادہ حقدار ہیں، ان لوگوں کی بہ نسبت جو ان کے مقابلہ میں اطاعت کے دعویدار ہیں اور انہیں کی وجہ سے صاحبان فضیلت بن گئے ہیں اور پھر ہمارے فضل کا انکار کر دیا ہے اور ہمارے حق میں ہم سے جھگڑا کر کے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہیں، انہیں اپنے کئے کا مزہ معلوم ہو چکا ہے اور عنقریب گمراہی کا انجام دیکھ لیں گے۔ (امالی مفید 5/ 127، ارشاد 1/ 260)۔

220- ہشام بن حسان، امام حسنؑ نے لوگوں سے بیعت لینے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا کہ ہماری اطاعت کرو یہ اطاعت تمہارا فریضہ ہے، یہ اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت سے ملی ہوئی ہے ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم“..... (امالی مفید ص 349، امالی طوسی (ر) 122/ 188، احتجاج 2 ص 94، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 67)۔

221- امام حسینؑ نے میدان کربلا میں فوج دشمن سے خطاب کر کے فرمایا ”ایھا الناس“ اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور حق کو اس کے اہل کے لئے پہچان لو تو اس میں رضائے خدا زیادہ ہے، دیکھو ہم پیغمبر کے اہلبیتؑ ہیں اور ان مدعیوں سے زیادہ امر رسالت کے حقدار ہیں جو ظلم و جور کا برتاؤ کر رہے ہیں اور اگر اب تم ہمیں ناپسند کر رہے ہو اور ہمارے حق کا انکار کر رہے ہو تو یہ تمھاری نئی رائے ہے، اس کے خلاف جو تمھارے خطوط میں درج ہے اور جس کا اشارہ تمھارے رسائل نے دیا ہے اور اس بنیاد پر ہیں واپس بھی جاسکتا ہوں۔ (ارشاد 2 ص 79، وقعتہ الطف ص 170، کامل 2 ص 552)۔

222- امام زین العابدینؑ اپنی دعا میں فرماتے ہیں، خدا یا اپنی محبوب ترین مخلوق محمد اور ان کی منتخب عترت پر رحمت نازل فرما جو پاکیزہ کردار ہیں اور ہمیں انکی باتوں کا سننے والا اور ان کی اطاعت کرنے والا قرار دیدے جس طرح تو نے ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ (صحیفہ سجادیہ دعاء ص 34، ینایح المودہ 3 ص 417)۔

223- امام محمد باقرؑ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے ذیل میں فرمایا کہ اولی الامر صرف ہم لوگ ہیں جن کی اطاعت کا حکم قیامت تک کے صاحبان ایمان کو دیا گیا ہے۔ (الکافی 1 ص 276/1 از برید الحللی)۔

224- ابو بصیر! میں نے آیت اطاعت کے بارے میں امام صادق سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے! میں نے عرض کی کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا نے ان کا نام کیوں نہیں لیا؟ فرمایا کہ جب خدا نے نماز کا حکم نازل کیا جب بھی تین رکعت اور چار رکعت کا نام نہیں لیا اور رسول اکرم ہی نے اس کی تفسیر کی ہے، اسی طرح جب زکوٰۃ کا حکم نازل کیا تو چالیس میں ایک کا ذکر نہیں کیا اور

رسول اکرم نے اس کی تفسیر کی ہے، یہی حال حج کا ہے کہ اس میں طواف کے سات چکر کا ذکر نہیں ہے اور یہ بات رسول اکرم نے بتائی ہے تو جس طرح آپ نے تمام آیات کی تفسیر کی ہے، اسی طرح اولی الامر کی بھی تفسیر کر دی ہے اور وقت نزول جو افراد موجود تھے ان کی نشاندہی کر دی ہے۔ (الکافی 1 ص 276، شواہد التنزیل 1 ص 191، 203، تفسیر عیاشی 1 ص 169/229)۔

225۔ امام صادقؑ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اولو الامر ائمہ اہلبیتؑ ہیں اور بس (ینایج المودہ 1 ص 341/2، مناقب ابن شہر آشوب 3/15)۔

226۔ ابن ابی یعفور! میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ کے پاس بہت سے اصحاب موجود تھے..... تو آپ نے فرمایا، ابن ابی یعفور! پروردگار نے اپنی، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کا حکم دیا ہے جو صیاء رسول اکرم ہیں، دیکھو، ہم بندوں پر خدا کی حجت ہیں اور مخلوقات پر اس کی طرف سے نگراں ہیں، ہمیں زمین کے امین ہیں اور علم کے خزانہ دار، اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے، جس نے ہماری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ہماری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ (الزہد محمد بن سعید ص 104/286، الکافی 1 ص 185، بحار الانوار 23/283، احقاق الحق ص 224، 14 ص 348)۔

10۔ اہل الذکر

227۔ رسول اکرم! فاسئلوا اہل الذکر کے ذیل میں فرمایا کہ ذکر سے مراد میں ہوں اور اہل ذکر ائمہ ہیں (الکافی 1 ص 210)۔

228۔ امام علیؑ! ہم میں اہل ذکر۔ (ینایج المودہ 1 ص 357، مناقب ابن شہر

آشوب 3 ص 98، العمدۃ ص 288 / 468)۔

229- حارث! میں نے امام علیؑ سے آیت اہل الذکر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہم ہی اہل ذکر ہیں اور ہمیں اہل علم اور ہمیں معدن تنزیل و تاویل ہیں، میں نے خود رسول اکرم کی زبان سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے، جسے بھی علم لینا ہے اسے دروازہ سے آنا ہوگا (شواہد التنزیل 1 ص 432 / 459، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 179)۔

230- امام علیؑ! آگاہ ہو جاؤ کہ ذکر رسول اکرم ہیں اور ہم ان کے اہل میں اور راسخون فی العلم ہیں اور ہمیں ہدایت کے منار ہے اور تقویٰ کے پرچم ہیں اور ہمارے ہی لئے ساری مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 89)۔

231- امام محمد باقرؑ نے آیت اہل الذکر کی تفسیر میں فرمایا کہ اہل ذکر ہم لوگ ہیں۔ (تفسیر طبری 10 / 17 ص 5، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 178، تفسیر فرات کو فی ص 235، 315، تاویل الآیات الظاہرہ ص 259، تفسیر قمی 2 ص 68)۔

232- امام باقرؑ۔ اہل ذکر عترت پیغمبر کے ائمہ ہیں۔ (شواہد التنزیل 1 ص 437 / 466)۔

233- ہشام، میں نے امام صادقؑ سے آیت اہل الذکر کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ یہ کون حضرات ہیں تو فرمایا کہ ہم لوگ ہیں۔

میں نے عرض کی تو ہم لوگوں کا فرض ہے کہ آپ سے دریافت کریں؟ فرمایا بیشک

تو پھر آپ کا فرض ہے کہ آپ جواب دیں؟ فرمایا کہ یہ ہماری ذمہ داری

ہے۔ (امالی طوسی 664/ 1390، کافی 1 ص 211)۔

234۔ امام صادقؑ! ذکر کے دو معنی ہیں، قرآن اور رسول اکرم اور ہم دونوں اعتبار سے اہل ذکر ہیں، ذکر قرآن کے معنی میں سورہ نحل 24 میں ہے۔ (ینابج المودہ 1 ص 357/ 14)۔

235۔ امام صادقؑ مالک کائنات کے ارشاد فاسئلوا اہل الذکر..... میں کتاب ذکر ہے اور اہلبیتؑ و آل محمد اہل ذکر ہیں جن سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جاہلوں سے سوال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ (کافی 1 ص 295)۔

236۔ امام صادقؑ، ذکر قرآن ہے اور ہم اس کی قوم ہیں اور ہمیں سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (کافی 1 ص 211، تفسیر قمی 2 ص 286)۔ (بصائر الدرجات 1 ص 37)۔

237۔ ابن بکیر نے حمزہ بن محمد الطیار سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام صادقؑ کے سامنے ان کے پدر بزرگوار کے بعض خطبوں کو پیش کیا تو ایک منزل پر پہنچ کر آپ نے فرمایا کہ اب خاموش رہو!۔

اس کے بعد فرمایا کہ جس بات کے بارے میں تم نہیں جانتے ہو۔ مناسب یہی ہے کہ خاموش رہو اور تحقیق کرو اور آخر میں ائمہ ہدیٰ کے حوالہ کر دو تا کہ وہ تمہیں صحیح راستہ پر چلائیں اور تاریکی کو دور کریں اور حق سے آگاہ کریں جیسا کہ آیت فاسئلوا اہل الذکر میں بتایا گیا ہے۔ (کافی 1 ص 50، مجاز 1 ص 341، تفسیر عیاشی 2 ص 260)۔

238۔ امام صادقؑ نے اپنے اصحاب کے نام ایک خط لکھا، اے دو گروہ جس پر خدا نے مہربانی کی ہے اور اسے کامیاب بنایا ہے، دیکھو! خدا نے تمہارے لئے خیر کو مکمل

کر دیا ہے اور یہ بات امر الہی کے خلاف ہے کہ کوئی شخص دین میں خواہش، ذاتی خیال اور قیاس سے کام لے، خدا نے قرآن کو نازل کر دیا ہے اور اس میں ہر شے کا بیان موجود ہے، پھر قرآن اور تعلیم قرآن کے اہل بھی مقرر کر دئے ہیں اور جنہیں اس کا اہل قرار دیا ہے انہیں بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اس میں خواہش، رائے اور قیاس کا استعمال کریں اس لئے کہ اس نے علم قرآن دے کر اور مرکز قرآن بنا کر ان باتوں سے بے نیاز بنا دیا ہے، یہ مالک کی مخصوص کرامت ہے، جو انہیں دی گئی ہے اور وہی اہل ذکر ہیں جن سے سوال کرنے کا امت کو حکم دیا گیا ہے (کافی 8 ص 5، 210، بحار 23 ص 172، امالی طوسی 664/، 1290، روضة الواعظین ص 224، بصائر الدرجات 5/ 137 ص 23، 40، 511/، کامل الزیارات ص 54، احقاق الحق 2 ص 482، 483، 14 ص 371)۔

(375)۔

11۔ محافلین دین

239۔ رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا، یا علی! میں، تم تمہارے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ اور اولاد حسینؑ کو نو فرزند دین کے ارکان اور اسلام کے ستون ہیں، جو ہمارا اتباع کرے گا نجات پائے گا اور جو ہم سے الگ ہو جائے گا اس کا انجام جہنم ہوگا۔ (امالی مفید ص 217، بشارۃ المصطفیٰ ص 49)۔

240۔ رسول اکرم میری امت کی ہر نسل میں میرے اہلبیتؑ کے عادل افراد رہیں گے جو اس دین سے غالیوں کی تحریف، اہل باطل کی تزویر اور جاہلوں کی تاویل کو رفع کرتے رہیں گے، دیکھو تمہارے ائمہ خدا کی بارگاہ کی طرف تمہارے قائد ہیں لہذا اس پر نگاہ رکھنا کہ تم اپنے دین اور نماز میں کس کی اقتدار کر رہے ہو۔ (کمال الدین ص 221، قرب

الاسناد 77/250 مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 245، کنز الفوائد 1 ص 330)۔

241۔ امام صادق! علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں کہ انبیاء و درہم و دینار جمع کر کے اس کا وارث نہیں بناتے ہیں بلکہ اپنی احادیث کا وارث بناتے ہیں لہذا جو شخص بھی اس میراث کا کوئی حصہ لے لے گیا اس نے بڑا حصہ حاصل کر لیا لہذا اپنے علم کے بارے میں دیکھتے رہو کہ کس سے حاصل کر رہے ہو، ہمارے اہلبیت میں سے ہر نسل میں ایسے عادل افراد رہیں گے جو دین سے غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کی جعل سازی اور جاہلوں کی تاویل کو دفع کرتے رہیں گے۔ (کافی 1 ص 32، بصائر الدرجات 10/1)۔

242۔ امام رضا! امام بندگان خدا کو نصیحت کرنے والا اور دین خدا کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔ (کافی 1 ص 202 از عبد العزیز بن مسلم)۔

12۔ ابواب اللہ

243۔ رسول اکرم، ہم وہ خدائی دروازے ہیں جن کے ذریعہ خدا تک رسائی ہوتی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ سے طالبان ہدایت ہدایت پاتے ہیں۔ (فضائل الشیعہ 50/7، تاویل الآیات الظاہرہ ص 498 از ابوسعید خدری)۔

244۔ امام علیؑ، ہمیں دین کے شعار اور اصحاب ہیں اور ہمیں علم کے خزانے اور ابواب میں اور گھروں میں دروازہ کے علاوہ کہیں سے داخلہ نہیں ہوتا اور جو دوسرے راستہ سے آتا ہے اسے چور شمار کیا جاتا ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ص 154)۔

245۔ امام علیؑ، پروردگار اگر چاہتا تو وہ براہ راست بھی بندوں کو اپنی معرفت دے سکتا تھا لیکن اس نے ہمیں اپنی معرفت کا دروازہ اور راستہ بنا دیا ہے اور ہمیں وہ چہرہ حق ہیں جن کے ذریعہ اسے پہچانا جاتا ہے لہذا جو شخص بھی ہماری ولایت سے انحراف کرے گا یا

غیروں کو ہم پر فضیلت دے گا وہ راہ حق سے بہکا ہوا ہوگا اور یاد رکھو کہ تمام وہ لوگ جن سے لوگ وابستہ ہوتے ہیں سب ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں بعض گندے چشمے کے مانند ہیں جو دوسروں کو بھی گند

ہ کر دیتے ہیں اور ہم وہ شفاف چشمے میں جو ہر خدا سے جاری ہوتے ہیں اور ان کے ختم ہونے یا منقطع ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ (کافی 1 ص 184، مختصر بصائر الدرجات ص 55، تفسیر فرات کوئی ص 142/174)۔

246۔ امام صادق! اوصیاء پیغمبر وہ دروازہ ہیں جن سے حق تک پہنچا جاتا ہے اور یہ حضرات نہ ہوتے تو کوئی خدا کو نہ پہچانتا پروردگار نے انھیں کے ذریعہ مخلوقات پر حجت تمام کی ہے۔ (کافی 1/193 از ابی بصیر)۔

13۔ عرفاء اللہ

247۔ رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا یہ تین چیزیں ہیں جن کے بارے میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ برحق ہیں، تم اور تمہارے بعد کے اوصیاء سب وہ عرفاء ہیں جن کے بغیر خدا کی معرفت ممکن نہیں ہے اور وہ عرفاء میں جن کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو انھیں پہچانتا ہوگا اور جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور یہی وہ عرفاء ہیں کہ جو ان کا انکار کر دے یا وہ اس کا انکار کر دیں اس کا انجام جہنم ہے۔ (خصال 150 / 183 از نصر العطار)۔

248۔ رسول اکرم نے فرمایا کہ یا علیؑ! تم اور تمہاری اولاد کے اوصیاء جنت و جہنم کے درمیان اعراف کا درجہ رکھتے ہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو تمہیں پہچانے اور تم اسے پہچانو اور جہنم میں وہی داخل ہوگا تو تمہارا انکار کر دے اور تم اسے پہچاننے سے انکار کر دو)

دعائم الاسلام 1 ص 725، ارشاد القلوب ص 298، از سلیم بن قیس، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 233، تفسیر عیاشی 2 ص 18 / 44 اس روایت میں اولاد کے بجائے تمہارے بعد کے اوصیاء کا لفظ ہے، ینابیح المودہ 1 ص 304 / 3 از سلمان فارسی)۔

249۔ امام علیؑ، ائمہ پروردگار کی طرف سے مخلوقات کے نگران اور بندوں کیلئے عرفاء ہیں کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو انھیں پہچانے اور وہ اس کو پہچانیں اور جہنم میں صرف وہی جائے گا جو ان کا انکار کر دے اور وہ اس کا انکار کر دیں۔ (نسخ البلاغہ خطبہ ص 152، غرر الحکم ص 3911)۔

250۔ امام علیؑ قیامت کے حالات کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اوصیاء اصحاب صراط میں جو صراط پر کھڑے رہیں گے اور جنت میں اسی کو داخل کریں گے جو انھیں پہچانے گا اور وہ اسے پہچانیں گے اور جہنم میں وہی جائے گا جو ان کا انکار کرے گا اور وہ اس کا انکار کریں گے۔ یہی عرفاء اللہ ہیں جنہیں خدا نے بندوں سے عہد لیتے وقت پیش کیا تھا اور انھیں کے بارے میں فرمایا ہے کہ اعراف پر کچھ ہوں گے جو سب کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گے۔

یہی تمام اولیاء کے گواہ ہوں گے اور رسول اکرم ان کے گواہ ہوں گے۔ (بصائر الدرجات ص 498 / 9 از زر بن حبیش، مختصر بصائر الدرجات ص 53)۔

251۔ ہلقام! میں نے امام باقرؑ سے ”علی الاعراف رجال“ کے بارے میں دریافت کیا کہ اس سے مراد کیا ہے؟ فرمایا کہ جس طرح قبائل میں عرفاء ہوتے ہیں جو ہر شخص کو پہچانتے ہیں اس طرح ہم عرفاء اللہ میں اور تمام لوگوں کو ان کے علامات سے پہچان لیتے ہیں (تفسیر عیاشی 2 ص 18 / 43)۔

252- ابان بن عمر! میں امام صادق کی خدمت میں حاضر تھا کہ سفیان بن مصعب العبیدی حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میری جان قربان، آیتہ ”علی الاعراف رجال“ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ آل محمد کے بارہ اوصیاء ہیں کہ جن کی معرفت کے بغیر خدا کا پہچانا ناممکن ہے۔

عرض کی یہ اعراف کیا ہے؟ فرمایا یہ مشک کے ٹیلے ہوں گے جن پر رسول اکرم اور ان کے اوصیاء ہوں گے اور یہ تمام لوگوں کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ (بحار الانوار 13/ 253/ 24، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 233)۔

14- ارکان زمین

253- امام باقرؑ، رسول اکرم وہ دروازہ رحمت میں جس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے، وہ راہ ہدایت ہیں کہ جو اس پر چلا وہ خدا تک پہنچ گیا یہی کیفیت امیر المؤمنینؑ اور ان کے بعد کے جملہ ائمہ کی ہے، پروردگار نے انھیں زمین کا رکن بنایا ہے تا کہ اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے اور اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور راہ ہدایت کا محافظ بنایا ہے، کوئی راہنما ان کے بغیر ہدایت نہیں پاسکتا ہے اور کوئی شخص اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتا ہے جب تک ان کے حق میں کوتاہی نہ کرے، یہ خدا کی طرف سے نازل ہونے والے جملہ علوم، بشارتیں، انذار سب کے امانتدار ہیں اور اہل زمین پر اس کی حجت ہیں، ان کے آخر کے لئے خدا کی طرف سے وہی ہے جو اول کے لئے ہے اور اس مرحلہ تک کوئی شخص امداد الہی کے بغیر نہیں پہنچ سکتا ہے۔ (کافی 1 ص 198/ 3، اختصاص ص 21، بصائر الدرجات 1/ 199)۔

254- امام باقرؑ نے امیر المؤمنینؑ کی زیارت میں فرمایا آپ اہلبیتؑ رحمت،

ستون دین، ارکان زمین اور شجرہ طیبہ ہیں۔ (تہذیب 6 ص 28، 53 از موسیٰ بن ظبیان،
الفقیہ 2 ص 591، 3197، 3197، کامل الزیارات ص 45)۔

255۔ امام باقرؑ، ہم زمین کی بنیادیں ہیں اور ہمارے شیعہ اسلام کے حاصل
کرنے کے وسائل ہی۔ (تفسیر عیاشی 2 ص 243/18، از ابولصیر)۔

15۔ ارکان عالم

256۔ رسول اکرم اولاد علیؑ کے ائمہ کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ سب
میرے خلفاء۔ اوصیاء میری اولاد اور میری عترت ہیں انھیں کے ذریعہ پروردگار آسمانوں کو
زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے اور انھیں کے ذریعہ زمین اپنے باشندوں سمیت مرکز
سے ہٹنے سے محفوظ ہے۔

(کمال الدین 3/258، احتجاج 1 ص 168/34، کفایۃ الاثر ص 145، از
علی بن ابی حمزہ از امام صادق)۔

257۔ امام زین العابدینؑ! ہم مسلمانوں کے امام اور عالمین پر اللہ کی حجت
ہیں، مومنین کے سردار اور روشن پیشانی لشکر کے قائد ہیں، ہمیں مومنین کے مولا ہیں اور
ہمیں اہل زمین کے لئے باعث امان ہیں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے
باعث امان ہیں ہمیں وہ ہیں جن کے ذریعہ پروردگار آسمانوں کو زمین پر گرنے اور زمین کو
اس کے باشندوں سمیت مرکز سے کھسک جنے سے روکتا ہے، ہمارے ہی ذریعہ باران
رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے رحمت نشر کی جاتی ہے اور زمین کے
برکات باہر آتے ہیں، اگر زمین کے برکات کا وسیلہ ہم نے ہوتے تو یہ اہل زمین سمیت
دھنس جاتی۔ (امالی صدوق (ر) 156/15، کمال الدین 207، 22، ینایع المودۃ

1 ص 75 / 11 فرائد السمطين 1 ص 6 / 45 / 11 روایت اعمش از امام صادق روضۃ
الواعظین ص 220 روایت عمرو بن دینار)۔

258۔ امام علی نقیؑ زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں، ہمارے آقاؤ! ہم نے
تمھاری مدح و ثنا کا احصاء کر سکتے ہیں اور نہ تمھاری تعریف کی گہرائیوں تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ
تمھاری توصیف کی حدوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں، تم نیک کرداروں کے لئے نمونہ، نیک
انسانوں کے لئے رہنما، اور پروردگار کی طرف سے حجت ہو، تمھارے ہی ذریعہ آغاز ہوتا ہے
اور تمھیں پر خاتمہ ہے، تمھارے ہی ذریعہ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور تمھارے ہی ذریعہ
پروردگار آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔ (تہذیب 6 ص 99)۔

16۔ امان اہل ارض

259۔ رسول اکرم! ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں کہ وہ ختم ہو جائیں تو
اہل آسمان کا خاتمہ ہو جائے اور اسی طرح ہمارے اہلبیت اہل زمین کیلئے امان ہیں کہ ان کا
سلسلہ ختم ہو جائے تو سارے اہل زمین فنا ہو جائیں گے، (فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص
671 / 1145، الفردوس 4 ص 311 / 6913، ینابیع المودۃ 1 ص 17 / 1 بروایت
امام علیؑ، امالی طوسی (ر) 379 / 812، جامع الاحادیث قمی ص 259، بروایت ابن عباس،
اس روایت میں اہل زمین کے بجائے امت کا لفظ ہے)۔

260۔ رسول اکرم، ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں! اور میرے اہلبیت
اہل زمین کے لئے امان ہیں، اگر اہلبیت کا سلسلہ ختم ہو جائے تو وہ عذاب نازل ہو جائے
جس کی وعید وارد ہوئی ہے۔ (ینابیع المودۃ 1 ص 71 / 2 بروایت انس، مستدرک 2 ص
486 / 3676، مناقب کوفی ص 142، 623، علل الشرائع ص 123 / 2)۔

261- امام علیؑ! ہم نبوت کے گھرانے والے اور حکمت کے معدن ہیں، اہل زمین کے لئے باعث امان اور طلبگار نجات کے لئے وجہ نجات ہیں۔ (نثر الدر 1 ص 310)۔

17- معدن رسالت

262- رسول اکرم! ہم شجرہ نبوت کے اہلبیتؑ اور رسالت کے معدن ہیں، ہمارے اہلبیتؑ سے افضل ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ (امالی الشجر ی 1 ص 154 روایت امام علیؑ، احقاق الحق 9 ص 378 نقل از مناقب ابن المغازلی)۔

263- امام حسینؑ نے عتبہ بن ابی سفیان سے فرمایا، ہم اہلبیتؑ کرامت، معدن رسالت اور اعلام حق ہیں جن کے دلوں میں حق کو امانت رکھا گیا ہے اور وہ ہماری زبان سے بولتا ہے۔ (امالی صدوق 130 / 1 روایت عبداللہ بن منصور از امام صادق)۔

264- امام حسینؑ نے والی مدینہ ولید سے فرمایا، اے حاکم، ہم لوگ نبوت کے اہلبیتؑ ہیں اور رسالت کے معدن، ملائکہ کی آمد و رفت ہمارے گھر رہتی ہے اور رحمت کا نزول ہمارے یہاں ہوتا ہے۔ ہمارے ہی ذریعہ پروردگار نے شروع کیا ہے اور ہمیں پر ہر امر کا خاتمہ ہے۔ (مقتل خوارزمی 1 ص 184 الملمہوف ص 98)۔

265- امام رضاؑ! ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے کتاب میں خود اپنی تعریف کی ہے اور رحمت خدا حضرت محمد پر ہے جو خاتم الانبیاء اور بہترین خلّاق ہیں اور پھر ان کی آل پر جو آل رحمت، شجرہ نبوت، معدن رسالت اور مرکز رفت و آمد ملائکہ ہیں۔ (کافی 5 ص 373 / 7، عوالی اللئالی 2 ص 297 / 77 بروایت معاویہ بن حکم)۔

266- ابن عباسؑ "فاسئلوا اہل الذکر" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت محمد و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں کہ یہی اہل ذکر و علم و عقل و بیان ہیں یہی نبوت کے اہلبیتؑ، رسالت

کے معدن اور مرکز نزول ملائکہ ہیں۔ (احقاق الحق 3 ص 482، الطرائف 94 / 131، منج الحق 210 بروایت حافظ محمد بن موسیٰ الشیرازی از علماء اہلسنت)۔

267۔ ابن عباس! روز وفات پیغمبر ملک الموت نے دروازہ فاطمہؑ پر کھڑے ہو کر کہا کہ سلام ہو تم پر اے اہلبیتؑ نبوت، معدن رسالت، مرکز نزول ملائکہ اور اس کے بعد اجازت طلب کی جس پر جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ بابا ملاقات نہیں کر سکتے ہیں، اور ملک الموت نے تین مرتبہ اجازت لی اور رسول اکرم نے التفات کر کے فرمایا کہ یہ ملک الموت ہیں۔ (احقاق الحق 9 ص 402 از روضۃ الاحباب)۔

268۔ امام علیؑ نے زيارت جامعہ میں فرماتے ہیں سلام ہو تم پر اے اہل بیتؑ نبوت، معدن رسالت، مرکز نزول ملائکہ، منزل وحی الہی اور مصدر رحمت پروردگار۔ (تہذیب 6 ص 96 / 177)۔

18۔ ستون حق

269۔ رسول اکرم! یہ سب ائمہ ابرار ہیں، یہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے۔ (کفایۃ الاثر ص 177، روایت عطاء از امام حسینؑ)۔

270۔ امام علیؑ! آگاہ ہو جاؤ کہ پروردگار نے انھیں خیر کا اہل، حق کا ستون اور اطاعت کے لئے تحفظ قرار دیا ہے۔ (منج البلاغہ خطبہ 214)۔

271۔ امام علیؑ! ہم حق کے داعی، خلق کے امام اور صداقت کی زبان ہیں، جس نے ہماری اطاعت کی سب کچھ حاصل کر لیا اور جس نے ہماری مخالفت کی وہ ہلاک ہو گیا۔ (غرر الحکم 10001)۔

272۔ امام علیؑ! ہم نے ستون حق کو قائم کیا اور لشکر باطل کو شکست دی ہے۔ (غرر

الحکم 9969)۔

273۔ امام علیؑ! ہم خدا کے بندوں پر اس کے امین اور اس کے شہروں میں حق کے قائم کرنے والے ہیں، ہمارے ہی ذریعہ دوستوں کو نجات ملتی ہے اور دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔ (غرر الحکم 10004)۔

274۔ امام علیؑ! خبردار حق سے الگ نہ ہو جانا کہ جو شخص بھی ہم اہلبیتؑ کا بدل تلاش کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہو جائے گا۔ (غرر الحکم 10413، خصال 626/10، بروایت ابوبصیر و محمد بن مسلم)۔

275۔ امام حسینؑ! ہم رسول اللہ کے اہلبیتؑ ہیں، حق ہمارے اندر رکھا گیا ہے اور ہماری زبانیں ہمیشہ حق کے ساتھ کلام کرتی ہیں۔ (الفتوح 5 ص 17، مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 185)۔

276۔ امام ہادیؑ! اے ائمہ کرام! حق آپ کے ساتھ آپ کے اندر آپ سے اور آپ کی طرف ہے اور آپ ہی اس کے اہل اور معدن ہیں۔ (تہذیب 6 ص 97 / 177)۔

19۔ امراء الکلام

277۔ امام علیؑ! ہم کلام کے امراء ہیں، ہمارے ہی اندر اس کی جڑیں پیوست ہیں اور ہمارے ہی سر پر اس کی شاخیں سایہ افکن ہیں۔ (نہج البلاغہ خطبہ 233، غرر الحکم ص 2774، اس روایت میں عروق و غصون کے بجائے فروغ و اغصان کا لفظ وارد ہوا ہے)۔

278۔ امام صادقؑ! پروردگار نے ائمہ طاہرینؑ کو مخلوقات کی زندگی تاریکی کا چراغ

اور کلام کی کلید قرار دیا ہے۔ (کافی 1 ص 204 / 2 روایت اسحاق بن غالب)۔

20- صلح و جنگ پیغمبر

279- زید بن ارقم! رسول اکرم نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے خطاب کر کے فرمایا کہ جس سے تمھاری جنگ ہے اس سے میری جنگ ہے اور جس سے تمھاری صلح ہے اس سے میری صلح ہے۔ (سنن ترمذی 5 ص 699 / 3870، سنن ابن ماجہ 1 ص 52 / 145، مستدرک 3 ص 161 / 4714، المعجم الکبیر 3 ص 40 / 2619، مناقب کوئی 2 ص 156 / 634، بشارۃ المصطفیٰ ص 61 ص 64، کشف الغمہ 2 ص 154-

280- زید بن ارقم! رسول اکرم نے اپنے مرض الموت میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی طرف جھک کر فرمایا کہ تم سے جنگ کرنے والے کی جنگ مجھ سے ہے اور تم سے صلح رکھنے والے کی صلح مجھ سے ہے۔ (تہذیب تاریخ دمشق ص 319، امالی طوسی ص 680 / 336-

281- ابو ہریرہ! رسول اکرم نے علیؑ و حسنؑ، حسینؑ و فاطمہؑ کو دیکھ کر فرمایا کہ جو تم سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے اور جو تم سے صلح رکھے اس سے میری صلح ہے۔ (مسند ابن حنبل 3 ص 446 / 9704، مستدرک 31 ص 161 / 4713، تاریخ بغداد، ص 137، المعجم الکبیر 3 ص 40 / 2621، البدایۃ والنہایۃ 8 ص 36، الحمدہ 51 / 45، روضۃ الواعظین ص 175، الغدیر 2 ص 154)۔

282- زید بن ارقم! ہم رسول اکرم کی خدمت میں تھے، آپ حجرہ کے اندر تھے اور وحی کا نزول ہو رہا تھا اور ہم باہر انتظار کر رہے تھے، یہاں تک کہ گرمی شدید ہو گئی اور علیؑ و

فاطمہ و حسن و حسینؑ بھی آگئے اور سایہ دیوار میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے، اس کے بعد جب رسول اکرمؐ برآمد ہوئے تو ان حضرات کے پاس گئے اور سب کو ایک چادر اوڑھا کر جس کا ایک سرا آپ کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا علیؑ کے ہاتھ میں، ہمارے پاس آئے اور دعا کی خدایا میں انہیں دوست رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرمانا۔

میں ان سے صلح کرنے والے کا ساتھی ہوں اور ان سے جنگ کرنے والے کا، دشمن ہوں..... اور یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ (اشرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معترلی 3 ص 207)۔

283۔ رسول اکرمؐ نے مسلمانوں سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا، مسلمانو! جو اہل خیمہ کے ساتھ صلح رکھے اس سے میری صلح ہے اور جو ان سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے، میں ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں، ان کا دوست صرف خوش نصیب اور حلال زادہ ہوتا ہے اور ان سے دشمنی صرف بد قسمت اور پست نسب انسان کرتا ہے۔ (مناقب خوارزمی ص 297 / 291، روایت زید بن شیبہ از ابی بکر)۔
واضح رہے کہ اس وقت خیمہ میں صرف علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ تھے اور بس۔

284۔ امام زین العابدینؑ! ایک اور رسول اکرمؐ تشریف فرما تھے اور ان کے پاس حضرت علیؑ و حسنؑ و حسینؑ حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھے بشیر بنا کر بھیجا ہے کہ روئے زمین پر خدا کی نگاہ میں ہم سب سے زیادہ محبوب اور محترم کوئی نہیں ہے، پروردگار نے میرا نام اپنے نام سے نکالا ہے کہ وہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور یا علیؑ تمہارا نام بھی اپنے نام سے نکالا ہے کہ وہ علیؑ ہے اور تم علیؑ ہو اور اے حسنؑ ہو اور اے حسینؑ! تمہارا نام بھی اپنے نام سے نکالا ہے کہ وہ ذوالاحسان ہے اور تم حسینؑ ہو اور اے فاطمہؑ! تمہارا نام

بھی اپنے نام سے مشتق کیا ہے کہ وہ فاطر ہے اور تم فاطمہؑ ہو، اس کے بعد فرمایا کہ خدایا میں تجھے گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو ان سے صلح رکھے اس سے میری صلح ہے اور جو ان سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے میں ان کے دوست کا دوست اور ان کے دشمن کا دشمن ہوں۔ ان سے بغض رکھنے والے سے مجھے بغض ہے اور ان سے محبت کرنے والے سے میری محبت ہے۔ یہ سب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (معانی الاخبار 55/3 روایت عبداللہ بن الفضل الہاشمی)۔

21- آغاز و انجام دین

285- رسول اکرم! اللہ نے دین کا آغاز و انجام ہمیں کو قرار دیا ہے اور وہ ہمارے ہی ذریعہ بغض و عداوت کے بعد دلوں میں الفت پیدا کرتا ہے، (امالی مفید 251/4، امالی طوسی 21/24 روایت عمر بن علی)۔

286- امام علیؑ! رسول اکرم نے اپنے بعد کے حوادث کا ذکر کرتے ہوئے مہدی کے بارے میں فرمایا تو میں نے عرض کی کہ وہ ہم میں سے ہوگا یا غیروں میں سے؟ فرمایا، ہمیں میں سے ہوگا، پروردگار نے ہمارے ہی ذریعہ دین کا آغاز کیا ہے، اور ہمیں پر تمام کرے گا، ہمارے ہی ذریعہ شرک کے بعد دلوں میں الفت پیدا کی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ فتنہ کے بعد الفت پیدا کرے گا! تو میں نے عرض کی خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ فضل و شرف عنایت فرمایا ہے۔ (امالی طوسی (ر) 66/96، امالی مفید (ر) 9 ص 290، شرح نہج البلاغہ معتزلی 9 ص 206)۔

287- عمر بن علیؑ نے امام علیؑ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے رسول اکرم سے پوچھا کہ مہدی ہم میں ہوگا یا ہمارے غیر میں سے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیں میں سے ہوگا اللہ

ہمارے ہی ذریعہ دین کو مکمل کرے گا جس طرح ہمارے ہی ذریعہ آغاز کیا ہے اور لوگوں کو شرک سے نکالا ہے، اب فتنوں سے نکال کر دلوں میں الفت پیدا کرے گا جس طرح شرک کی عداوت کے بعد الفت پیدا کی ہے۔

میں نے عرض کی کہ یہ لوگ مومن ہوں گے یا کافر؟ فرمایا کہ فتنہ میں مبتلا اور کافر (المعجم الاوسط 1 ص 57/ 157، الحادی الفتاویٰ 2 ص 217)۔

288۔ امام علیؑ، رسول اکرم نے فرمایا کہ یا علیؑ اس امر کا آغاز بھی تمہیں سے ہے اور اختتام بھی تمہیں پر ہوگا، صبر کرنا تمہارا فرض ہے کہ انجام کار بہر حال صاحبان تقویٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ (امالی مفید 110/ 9 روایت محمد بن عبداللہ از امام رضاؑ)۔

289۔ امام علیؑ! اللہ نے ہمیں سے اسلام کا افتتاح کیا ہے اور ہمیں پر اس کا اختتام کرے گا۔ (احتجاج 1 ص 544/ 131 روایت اصنع بن نباتہ)۔

290۔ امام علیؑ، ہمیں سے اللہ افتتاح کرتا ہے اور ہمیں پر کام کا اختتام ہوتا ہے۔ (خصال 626/ 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم)۔

291۔ امام علیؑ! ایھا الناس! ہم وہ اہلبیت ہیں جن سے خدا نے جھوٹ کو دور رکھا ہے اور ہمارے ہی ذریعہ زمانہ کے شر سے نجات دیتا ہے، ہمارے ہی واسطہ سے تمہاری گردنوں سے ذلت کے پھندے کو جدا کرتا ہے اور ہمیں سے آغاز و اختتام ہوتا ہے۔ (کتاب سلیم بن قیس 2 ص 717/ 17)۔

292۔ امام باقرؑ! ایھا الناس! تم لوگ کدھر جا رہے ہو اور تمہیں کدھر لیجا یا جا رہا ہے؟ اللہ نے ہمارے ذریعہ تمہارے اول کو ہدایت دی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ آخر میں اختتام کرے گا۔ (کافی ص 271/ 5، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 189، 190)

روایت ابو بکر الخصر می)۔

293۔ امام رضا! ہمارے ہی ذریعہ خدا نے دین کا آغاز کیا ہے اور ہمارے ہی ذریعہ ختم کرے گا۔ (تفسیر قمی 2 ص 104 از عبد اللہ بن جنید)۔

294۔ امام ہادی! زیارت جامعہ..... آپ ہی حضرات کے ذریعہ خدا شروع کرتا ہے اور آپ ہی پر خاتمہ کرتا ہے۔ (تہذیب 6 ص 99 / 177، کامل الزیارات ص 199، بحار الانوار 23 ص 19 / 218، 26 / 18، اتحاق الحق 13 ص 128، مجمع الزوائد ص 616 / 12409، کنز العمال 4 ص 598 / 39682)۔

22۔ ان کا قیاس ممکن نہیں ہے

295۔ رسول اکرم، ہم اہل بیت وہ ہیں جن پر کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (الفردوس 4 ص 283، 6838، فراند السمطین 1 ص 45، ذخائر العقب ص 17، روایت انس، ینایج المودہ 2 ص 114 / 322 روایت ابن عباس)۔

296۔ رسول اکرم! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جن کا مقابلہ کسی شخص سے نہیں کیا جاسکتا ہے، جو ہمارا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے۔ (ارشاد القلوب ص 404)۔

297۔ امام علی! آل محمد پر اس امت میں سے کسی شخص کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے اور ان کے برابر سے نہیں قرار دیا جاسکتا ہے جس پر ہمیشہ ان کی نعمتوں کا سلسلہ رہا ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر 2، غرر الحکم 10902)۔

298۔ امام علیؑ، ہم اہلبیتؑ ہیں، ہم پر کسی آدمی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے گھر میں قرآن نازل ہوا ہے اور ہمارے یہاں رسالت کا معدن ہے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 66 / 297، کشف الغمہ 1 ص 40)۔

299- امام علیؑ! ہم نجیب افراد ہیں، ہماری اولاد انبیاء کی اولاد ہیں اور ہمارا گروہ اللہ کا گروہ ہے، ہمارا باغی گروہ شیطانی گروہ ہے اور جو ہمارے اور دشمن کے درمیان مساوات قائم کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 279 / 1160، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 144 / 1189، امالی طوسی (ر) 270 / 502، بشارۃ المصطفیٰ ص 128 روایت حبہ عنی، مناقب امیر المؤمنینؑ کو فی 2 ص 107 -

300- حارث! امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ کا قیاس لوگوں پر نہیں کیا جاسکتا ہے..... تو ایک شخص نے ابن عباس سے دریافت کیا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ انھوں نے کہا بیشک! جس طرح پیغمبر کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے اور علیؑ کے بارے میں تو صاف اعلان قدرت ہے "جن لوگوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا وہ بہترین مخلوقات ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 68 نقل از کتاب "مازل من القرآن فی علیؑ" ابو نعیم اصفہانی)۔

301- عباد بن صہیب! میں نے امام صادق سے دریافت کیا کہ ابو ذر افضل ہیں

یا آپ اہلبیتؑ! فرمایا ابن صہیب! سال کے کتنے مہینے ہوتے ہیں؟

میں نے عرض کی بارہ..... فرمایا محترم کتنے ہیں؟

میں نے عرض کی چار

فرمایا کیا ماہ رمضان ان میں ہے؟ میں نے عرض کی نہیں

فرمایا پھر ماہ رمضان افضل ہے یا یہ چار؟

میں نے عرض کی ماہ رمضان

فرمایا اسی طرح ہم اہلبیتؑ ہیں کہ ہمارا قیاس کسی پر نہیں کیا جاسکتا ہے اور یاد رکھو کہ

خود ابو ذر اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب اصحاب میں افضل اصحاب

کے بارے میں بحث ہو رہی تھی تو ابوذر نے کہا کہ افضل اصحاب علی بن ابی طالب ہیں، کہ وہی تقسیم جنت و نار ہیں اور وہی صدیق و فاروق امت ہیں اور وہی قوم پر پروردگار کی حجت ہیں..... جس پر ہر شخص نے منہ پھیر لیا اور ان کی تکذیب کرنے لگا، یہاں تک کہ ابو امامہ باہلی نے رسول اکرم کو واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی ایسے شخص پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے اس کا بوجھ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ صادق القول ہو۔ (علل الشرائع 3/177)۔

جامع خصوصیات

302۔ رسول اکرم! پروردگار نے مجھ میں اور میرے اہلبیت[ؑ] میں فضیلت، شرف، سخاوت، شجاعت، علم اور حلم سب کو جمع کر دیا ہے، ہمارے لئے آخرت ہے اور تمہارے لئے دنیا۔ (ینایع المودۃ 2 ص 302 / 863 از ابن عمر، اتحاق الحق 18 ص 532 از مودۃ القرنی)۔

303۔ رسول اکرم! ہم اہلبیت[ؑ] کو سات فضائل دئے گئے ہیں جو نہ ہم سے پہلے کسی کو دیئے گئے ہیں اور نہ ہمارے بعد دیئے جائیں گے صباحت، فصاحت، سماحت، شجاعت، حلم، علم، خواتین کی قدردانی و محبت (الجعفریات ص 182، نوادر راوندی ص 15، مناقب ابن مغازی 295/337)۔

304۔ رسول اکرم! میں نے پروردگار سے دعا کی کہ علم و حکمت کو میری اولاد اور میری کشتِ حیات میں قرار دیدے تو میرے دعا قبول ہوگئی۔ (ینایع المودۃ 1 ص 74 / 9، کفایۃ الاثر ص 165 لفظ زری تک)۔

305۔ رسول اکرم پروردگار عالم نے ہم میں دس خصائل کو جمع کر دیا ہے جو نہ ہم

سے پہلے کسی میں جمع ہوئے ہیں اور نہ ہمارے بعد ہوں گے۔

حکمت، علم، نبوت، سماحت، شجاعت، میانہ روی، صداقت، عبادت، عفت..... ہم کلمہ تقویٰ، سبیل ہدایت۔ مثل اعلیٰ، حجت عظمیٰ، عروۃ الوثقیٰ اور جبل المتین میں اور ہمیں وہ ہیں جن کی محبت کا حکم دیا گیا اور ”ہدایت کے بعد ضلالت کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو تم لوگ کدھر لے جائے جا رہے ہو“۔ (خصال 432/14 از عبد اللہ بن عباس، تفسیر فرات کو فی 178 / 203، 307/412)۔

306۔ رسول اکرم! دربارہ علی! یہ سید الاوصیاء ہیں، ان سے ملحق ہو جانا سعادت ہے اور ان کی اطاعت پر مرنا شہادت ہے، ان کا نام تو ریت میں میرے نام کے ساتھ ہے اور ان کی زوجہ میری دختر صدیقہ کبریٰ ہے اور ان کے فرزند میرے فرزند سرداران جو انان جنت ہیں، یہ تینوں اور ان کے بعد کے تمام ائمہ انبیاء کے بعد مخلوقات پر اللہ کی حجت ہیں، یہ سب امت میں میرے علم کے دروازے ہیں، جو ان کا اتباع کرے گا نجات پائے گا اور جو ان کی اقتدا کرے گا اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل جائیگی۔ پروردگار نے کسی شخص کو ان کی محبت نہیں عطا فرمائی مگر یہ کہ وہ داخل جنت ہو گیا۔ (امالی صدوق 28/5، مشارق انوار الیقین ص 56، حلیۃ الابرار 1 ص 235)۔

307۔ امام علی! ہم اہلبیت شجرہ نبوت، محل رسالت، مرکز رفت و آمد ملائکہ، بیت رحمت اور معدن علم ہیں۔ (کافی 1 ص 221، بصائر الدرجات 1 ص 56)۔

308۔ امام علی! پروردگار نے ہمیں پانچ خصوصیات عنایت فرمائے ہیں فصاحت صباحت، بخشش، نجدہ (دلیری) عورتوں کے نزدیک محبت۔ (خصال 286/40، نثر الدرر 1 ص 270)۔

309- امام علیؑ! جب آپ سے قریش کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ بنو مخزوم گل قریش ہیں، ہم ان کے مردوں کی گفتگو کو پسند کرتے ہیں اور ان کی عورتوں سے عقد کو پسندیدہ قرار دیتے ہیں، لیکن بنو عبد شمس انتہائی بے عقل اور بخیل ہیں اور ہم اہلبیتؑ اپنی دولت کے عطا کرنے والے، ہنگام موت جان قربان کرنے والے ہی، بنو عبد شمس اکثریت میں ہیں لیکن مکار اور بد صورت ہیں اور ہم صاحبان فصاحت و نصیحت و صباحت ہیں۔ (نہج البلاغہ حکمت ص 120)۔

310- امام علیؑ! اہلبیتؑ ہی کے گھر میں قرآن کریم کی عظیم آیات ہیں اور یہی رحمان کے خزانے ہیں، جب بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور جب چپ رہتے ہیں تب بھی کوئی ان سے آگے نہیں جاسکتا ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ص 154)۔

311- امام علیؑ! خدا کی قسم ہمیں تبلیغ رسالت، ایفائے وعدہ اور تمام کلمات کا علم دیا گیا ہے، ہمارے پاس حکم کے پاس حکم کے ابواب اور امر کی روشنی ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ص 120)۔

312- امام علیؑ! ہمارے ذریعہ تم نے تاریکیوں میں ہدایت پائی ہے اور بلند یوں کی منزل تک پہنچے ہو اور ہمارے ہی ذریعہ اندھیروں سے روشنی میں آئے ہو۔ وہ کان بہرے ہیں جو حرف حق کو سنن نہ سکیں اور ہلکی آواز کو وہ کیا محسوس کرے گا جسے شور و شعب نے بہرہ بنا دیا ہے مطمئن وہی دل ہے جو مسلسل دھڑکتا رہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ص 4)۔

313- امام علیؑ! آگاہ ہو جاؤ کہ ہم اہلبیتؑ حکمت کے ابواب، ظلمت کے نور، اور امت کی روشنی ہیں۔ (غرر الحکم ص 2786)۔

314- امام علیؑ! ہم زمین و آسمان کے انوار اور نجات کے سفینے ہیں، ہمارے ہی

پاس پوشیدہ، اسرار علم ہیں اور ہماری ہی طرف امور کی بازگشت ہے، ہمارے مہدی کے ذریعہ تمام دلائل کو قطع کیا جائے اور وہ خاتم الائمہ ہوگا، وہی امت کو تباہی سے نکالنے والا ہوگا اور وہ نور کی انتہا، خدا کا راز سر بستہ ہوگا، خوش بخت ہے وہ جو ہم سے متمسک ہو جائے اور ہماری محبت پر محشور ہو۔ (تذکرۃ النواص ص 130، مروج الذهب 1 ص 33)۔

315۔ امام علیؑ! ایھا الناس، ہم حکمت کے دروازے، رحمت کی کلید، امت کے سردار، کتاب کے امین، حرف آخر کہنے والے ہیں ہمارے ہی وسیلہ سے ثواب ملتا ہے اور ہماری ہی مخالفت میں عذاب ملتا ہے۔ (مشارق انوار الیقین ص 51)۔

316۔ ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا کہ پروردگار نے حضرت محمد کو رسالت کے لئے منتخب کیا اور وحی کے ذریعہ باخبر بنایا اور لوگوں میں درجہ کمال عنایت فرمایا۔ ہم اہلبیت کے گھر میں علم کے مرکز، حکمت کے ابواب اور امور کی وضاحت ہے، جو ہم سے محبت کرے گا اس کا ایمان کارآمد ہوگا اور عمل بھی مقبول ہوگا اور جو ہم سے محبت نہ کرے گا اس کا ایمان بے فائدہ ہوگا اور عمل بھی قابل قبول نہ ہوگا۔ (بصائر الدرجات 365/12)۔

317۔ جناب فاطمہؑ! (خطبہ فدک کے ذیل میں) پروردگار نے ایمان کو لازم قرار دیا تا کہ تمہیں شرک سے پاک کرے اور ہماری اطاعت کو ملت کا نظام اور ہماری امامت کو تفرقہ سے امان کا ذریعہ قرار دیا، ہماری محبت عزت اسلام ہے، ہم ہمیشہ حکم دیتے رہے اور تم عمل کرتے رہے یہاں تک کہ اسلام کی چکی ہماری بدولت چلنے لگی اور فوائد حاصل ہونے لگے شرک کا نعرہ دب گیا اور جنگ کی آگ بجھ گئی، ہنگاموں کی آواز دھیمی پڑ گئی اور دین کا نظام مرتب ہو گیا۔ (بلاغات النساء ص 30 روایت زید بن علیؑ، احتجاج 1 ص 258،

271، کشف الغمہ 2 ص 109، 117، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 207، دلائل الامامة (36/ 113)۔

318۔ جناب فاطمہؑ! اللہ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے، ہم مخلوقات میں اس کا وسیلہ اور اس کے خواص ہیں، ہم اس کی پاکیزگی کا مرکز اور غیب میں اس کی حجت ہیں اور ہمیں انبیاء کے وارث ہیں۔ (شرح نہج البلاغہ 16 ص 211 از کتاب ابو بکر احمد بن عبدالعزیز الجوهری، دلائل الامامة 36/ 113)۔

319۔ امام حسینؑ بروز عاشور
ہم اس علیؑ کے فرزند ہیں جو نبی ہاشم میں سب سے افضل ہے اور یہی ہمارے فخر کے واسطے کافی ہے۔

ہمارا جدر رسول اکرم ہے جو روئے زمین پر قدرت کا روشن چراغ ہے۔
ہماری مادر گرامی فاطمہ بنت رسول ہیں اور ہمارے چچا حضرت جعفر طیار ہیں۔
ہمارے ہی گھر میں قرآن نازل ہوا ہے اور ہمارے ہی یہاں ہدایت اور وحی کا مرکز ہے۔

ہم مخلوقات کے لئے وجہ امان ہیں اور اس بات کا خفیہ و اعلانیہ ہر طرح وجود پایا جاتا ہے۔

ہم حوض کوثر کے مختار ہیں جہاں اپنے دوستوں کو رسول اکرم کے جام سے سیراب کریں گے۔

ہمارے شیعہ بہترین شیعہ ہیں اور ہماری دشمن روز قیامت خسارہ میں رہیں گے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4/ 80، احتجاج 2 ص 25، ینایع المودۃ 3 ص 75، موسوعہ کلمات

الامام الحسنینؑ (286/498)۔

320۔ امام زین العابدینؑ (خطبہ دربار یزید)

ایھا الناس ہمیں چھ کمالات دیئے گئے ہیں اور سات اعتبارات سے فضیلت دی گئی ہے، ہمارے لئے قدرت کے عطا یا علم، حلم، سماحت، فصاحت، شجاعت اور مومنین کے دلوں میں محبت ہے اور ہماری فضیلت کے جہات یہ ہیں کہ رسول مختار ہمیں میں سے ہیں، صدیق (حضرت علیؑ) ہمیں میں سے ہیں۔ طیار (جعفر) ہمیں میں سے ہیں..... اسد اللہ و اسد الرسول (حمزہ) ہمیں میں سے ہیں و سیدۃ نساء العالمین فاطمہؑ بتول ہمیں میں سے ہیں، سبطین امت سرداران جوانان اہل جنت ہمیں میں سے ہیں۔ (مقتل الحسنین خوارزمی 2 ص 69)۔

واضح رہے کہ ساتویں فضیلت یہ ہے کہ مہدی امت بھی ہمارے ہی گھرانے کی ایک فرد ہے۔ (جوادی)

221۔ امام زین العابدینؑ! اہلبیتؑ ایک مبارک شجرہ کی شاخیں ہیں اور ان منتخب افراد کی نسل ہیں جنہیں ہر جس سے دور رکھا گیا ہے اور کمال طہارت کی منزل پر رکھا گیا ہے، اللہ نے انہیں تمام عیوب سے دور رکھا ہے اور ان کی موت کو قرآن میں واجب قرار دیا ہے، یہی عرۃ الوثقی ہیں اور یہی معدن تقویٰ ہیں، بہترین ریسمان ہدایت اور مضبوط ترین وسیلہ نجات (ینایع المودۃ 2 ص 367، کشف الغمہ 2 ص 311، صواعق محرکہ ص 152)۔

332۔ امام باقر! ہم حجت خدا، باب اللہ، لسان اللہ، وجہ اللہ، عین اللہ اور بندوں میں والی امر الہی ہیں۔ (کافی 1 ص 145، بصائر الدرجات 1 ص 61، بحار الانوار 25 ص 384)۔

323۔ امام محمد باقر! ہم اہلبیت رحمت، شجرہ نبوت، معدن حکمت، محل نزول ملائکہ اور مرکز نزول وحی الہی ہیں۔ (ارشاد 2 ص 168، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 206، انخراج والجرائح 2 ص 892، بصائر الدرجات 5 ص 57، حلیۃ الابرار 2 ص 95)۔

324۔ امام باقر! ہم وہ ہیں جن سے آغاز ہوتا ہے اور ہم وہ ہیں جن پر اختتام ہوتا ہے، ہم ائمہ ہدی اور تاریکیوں کے چراغ ہیں، ہمیں ہدایت کے منارے ہیں، ہمیں سب سے سابق ہیں اور ہمیں سب سے آخر ہیں۔ (کمال الدین ص 206/20، امالی طوسی 654/1354، بصائر الدرجات 63/10، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 206، ارشاد القلوب ص 418 روایت خثیمہ الجعفی)۔

325۔ امام باقر! ہم جب کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اسے حقیقت ایمان اور حقیقت نفاق دونوں کے ذریعہ پہچان لیتے ہیں۔ (کافی 1 ص 238، عیون اخبار الرضا 2 ص 227، اختصاص 278، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 188، بصائر الدرجات 5 ص 288)۔

326۔ امام صادق! ہم وہ قوم ہیں جن کی اطاعت پروردگار نے واجب قرار دی ہے، انفاق ہمارے ہی لئے ہیں اور منتخب اموال بھی ہمارا ہی حصہ میں ہمیں راستوں فی العلم ہیں اور راستوں فی العلم ہیں اور ہمیں وہ محسود ہیں جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے کیا یہ لوگ ہمارے بندوں سے اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں اپنے فضل سے بہت کچھ عطا کر دیا ہے۔ (کافی 1 ص 186، تہذیب 4 ص 132، تفسیر عیاشی 1 ص 247، بصائر الدرجات ص 202)۔

237۔ امام صادق! ہم اہلبیت ہیں ہمارے پاس علم کے مرکز، نبوت کے آثار،

کتاب کا علم اور فیصلہ کی مکمل صلاحیت ہے۔ (اختصاص ص 309، بصائر الدرجات 4 ص 363)۔

328- امام صادق! پروردگار نے ہم اہلبیت کے ذریعہ اپنے دین کی وضاحت کی ہے اور ہدایت کے راستہ کو روشن کیا ہے اور علم کے چشموں کو جاری کیا ہے۔ (کافی 1 ص 20، الغیۃ نعمانی ص 224)۔

329- امام صادق! ہم شجرہ نبوت، بیت رحمت، مفاہج حکمت، معدن علم، محل رسالت، مرکز آمد و رفت ملائکہ، موضع راز الہی، بندوں میں اللہ کی امانت، خدا کا حرم اکبر، مالک کا عہد و پیمان ہیں، جو ہمارے عہد کو وفا کرے گا اس نے عہد الہی کو وفا کیا ہے اور جس نے ہمارے عہد کی حفاظت کی اس نے عہد الہی کی حفاظت کی، اور جس نے اسے توڑ دیا اس نے عہد الہی کو توڑ دیا۔ (کافی 1 ص 221، بصائر الدرجات 57)۔

330- امام صادق! ہم شجرہ نبوت، معدن رسالت، مرکز نزول ملائکہ، عہد الہی، امانت و حجت پروردگار ہیں۔ (تفسیر قمی 2 ص 28)۔

331- امام صادق! ہم شجرہ علم اور اہل بیت النبی ہیں، ہمارے گھر میں جبریل کا نزول ہوتا تھا، ہم علم کے خزانہ دار اور وحی الہی کے معاون ہیں، جس نے ہمارا اتباع کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے ہم سے علیحدگی اختیار کی وہ ہلاک ہو گیا اور یہ پروردگار کا عہد ہے۔ (امالی صدوق (ر) ص 253، روضۃ الواعظین ص 299، بشارۃ المصطفیٰ ص 54)۔

332- امام صادق! ہم بندوں میں حجت پروردگار اور مخلوقات پر اس کے گواہ ہیں، وحی کے امانت دار ہیں اور علم کے خزانہ دار، ہم وہ چہرہ الہی ہیں جس کی طرف رخ کیا جاتا ہے اور مخلوقات میں اس کی چشم بینا، زبان گو یا اور قلب واعی ہیں، ہمیں وہ باب ہیں

جو اس تک پہنچاتا ہے اور اس کے امر کے جاننے والے، اس کی راہ کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں، ہمارے ہی ذریعہ سے خدا کو پہچانا گیا اور اس کی عبادت کی گئی ہے اور ہمیں اس کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں، ہم نہ ہوتے تو کوئی عبادت کرنے والا نہ ہوتا۔ (توحید 152/9)۔

333۔ امام صادق! ہم ہر خیر کی اصل ہیں اور ساری نیکیاں ہماری فروع ہیں، نیکیوں میں عقیدہ توحید، نماز، روزہ، غصہ کو ضبط کرنا، خطا کار کو معاف کر دینا، فقیروں پر رحم کرنا، ہمسایہ کا خیال رکھنا، صاحبان فضل کے فضل کا اقرار کرنا سب شامل ہیں، ہمارے دشمن برائیوں کی جڑ ہیں اور ان کے فروع میں ہر برائی اور بدکاری شامل ہے جس میں سے جھوٹ، بخل، چغلیخوری، قطع رحم، سود خوری، مال یتیم کا کھا جانا، حدود الہی سے تجاوز کرنا، فواحش کا ارتکاب، چوری اور اسکے جملہ امثال ہیں۔

جھوٹا ہے وہ شخص جس کا خیال یہ ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے اور پھر ہمارے اغیار کے فروع سے وابستہ ہے۔ (کافی 8 ص 242، تاویل الآیات الظاہرہ ص 22)۔

334۔ امام صادق! ہم کتاب خدا کی کلید ہیں ہمارے ہی ذریعہ اہل علم بولتے ہیں، ہم نہ ہوتے تو سب گونگے رہ جاتے۔ (اختصاص ص 90، بروایت حمید بن مثنیٰ العجل)۔

335۔ امام رضا! ہم مخلوقات پر اللہ کی حجت اور بندوں میں اس کے خلیفہ ہیں۔ اس کے راز کے اماندار، کلمہ تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ (کمال الدین ص 6، 202، ارشاد القلوب ص 417)۔

336۔ امام رضا! ہم آل محمد جادہ وسطیٰ ہیں، غالی ہم کو پا نہیں سکتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا ہم سے آگے نہیں جاسکتا ہے۔ (کافی 1 ص 101، التوحید 114/13)۔

337- امام رضاؑ! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جن کے بچے بزرگوں کے مکمل وارث ہوتے ہیں۔ (کافی 1 ص 320، ارشاد 2 ص 276، اختصاص ص 279، بصائر الدرجات ص 296، الخرائج والجرائح 2 ص 899 / 4 روایت معمر بن خلاد)۔

338- امام رضاؑ! ہماری آنکھیں دوسرے لوگوں جیسی نہیں ہیں، ہم میں ایک ایسا نور پایا جاتا ہے جس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 245 / 427، بصائر الدرجات ص 419)۔

239- امام جوادؑ! ہم میں جو شخص بھی ہے وہ امر الہی کے ساتھ قیام کرنے والا اور دین خدا کی ہدایت دینے والا ہے۔ (کمال الدین 378، احتجاج 2 ص 481)۔

340- امام جوادؑ! حمد سے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں اپنے نور اور اپنے دست قدرت سے خلق کیا اور تمام مخلوقات میں منتخب قرار دیا اور تمام کائنات کے لئے اپنا امین بنا دیا۔ (دلائل الامتہ 384 / 342 روایت محمد بن اسماعیل از عسکری، مناقب ابن شہر آشوب 3874)۔

342- امام ہادیؑ! ہم وہ کلمات الہی ہیں جو تمام نہیں ہو سکتے اور ہمارے فضائل کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے۔ (اختصاص ص 94، تحف العقول ص 479 از موسی المبرقع، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 404، احتجاج 2 ص 499 / 331 ”بغیر اسناد“)۔

343- موسیٰ بن عبد اللہ الخنقی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی نقیؑ سے گزارش کی کہ مجھے ایک ایسے جامع اور بلیغ کلام کی تعلیم دیں جس کے ذریعہ آپ حضرات میں ہر ایک کی زیارت کر سکوں؟ فرمایا غسل کر کے حرم کے دروازہ پر جا کر کھڑے ہو جاؤ اور کلمہ شہادتیں زبان پر جاری کر کے یوں کہو۔

”سلام ہو آپ حضرات پر اے اہلبیتؑ نبوت اور معدن رسالت ملائکہ کی رفت و آمد کے مرکز اور وحی کے نزول کی منزل، رحمت کے معدن اور علم کے خزانہ دار، حلم کی منزل آخر اور کرم کے اصول، امتوں کے قائد اور نعمتوں کے مالک، نیک بندوں کی اصل اور نیک کرداروں کے ستون، بندوں کے منتظم اور شہروں کے ارکان، ایمان کے ابواب اور رحمان کے امانتدار، انبیاء کی ذریت اور مرسلین کے منتخب روزگار اور رب العالمین کے پسندیدہ بندہ کی عترت..... اور آپ ہی پر تمام رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ (تہذیب 6 ص 177/95)۔

مولف! اس مقام پر اس مکمل زیارت کا مطالعہ ضروری ہے کہ اس سے تمام خصائص اہلبیتؑ کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

344۔ اما عسکریؑ! ہم پناہ کے طلب گاروں کی جائے پناہ، روشنی حاصل کرنے والوں کی روشنی، تحفظ چاہنے والوں کے لئے وسیلہ حفاظت ہیں، جو ہم سے محبت کرے گا ہمارے ساتھ بلند ترین منزل پر ہوگا اور جو ہم سے انحراف کرے گا اس کی جگہ جہنم ہوگی۔ (رجال کشی 2 ص 814/1018، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 435، الخراج والخراج 2 ص 840/54، کشف الغمہ 3 ص 211 روایت محمد بن الحسن بن میمون)۔

3۔ امام مہدیؑ! اللہ نے انھیں اوصیاء کے ذریعہ دین کو زندہ رکھا، نور کو تمام کیا اور ان کے اور ان کے تمام برادران، ابناء عم، قرابتداروں کے درمیان واضح فرق رکھا کہ جس کے ذریعے حجت کو اس سے جس پر حجت تمام کی جائے اور امام کو ماموم سے جدا کر دیا جائے، انھیں گناہوں سے محفوظ اور عیوب سے پاکیزہ کر دیا، کثافت سے پاک رکھا اور شہادت سے منزل قرار دیا، انھیں علم کا خزانہ دار، حکمت کا امانتدار اور اسرار کی منزل قرار دیا اور پھر دلائل

سے ان کی تائید کی کہ ایسا نہ ہوتا تو تمام لوگ ایسے جیسے ہو جاتے اور ہر شخص امر آلہی کا دعویدار بن جاتا، نہ حق باطل سے الگ پہچانا جاتا اور نہ عالم و جاہل میں کوئی امتیاز ہوتا۔ (الغیبتہ طوسی (ر) ص 288/246، احتجاج ج 2 ص 540/343 روایت احمد بن اسحاق)۔

علم اہلبیتؑ

خصائص علوم اہلبیتؑ

1- خزانہ دار علوم الہیہ

347- رسول اکرم! پروردگار نے اہلبیتؑ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ سب تمہارے بعد میرے علوم کے خزانہ دار ہیں۔ (کافی 1 ص 193 / 4، بصائر الدرجات 105 / 12، روایت ابو حمزہ ثمالی از امام باقر)۔ 348- امام باقر خدا کی قسم ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خزانہ دار ہیں لیکن اس کے خزانہ علم..... کے خزانہ دار نہ کہ سونے اور چاندی کے۔ (کافی 1 ص 192 / 2)۔

349- امام باقر! ہم علم خدا کے خزانہ دار اور وحی الہی کے ترجمان ہیں۔

(کافی 1 ص 192 / 3 روایت سدید 1 ص 269 / 6 اس مقام پر وحی کے

بجائے امر کا لفظ ہے، اعلام الوریٰ ص 277 روایت سدید)۔

350- امام باقر! پروردگار کے لئے ایک علم خاص ہے اور ایک علم عام، علم خاص وہ

ہے جس کی اطلاع ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کو بھی نہیں ہے، اور علم عام وہ ہے جسے اس نے ملائکہ اور مرسلین کو عنایت فرما دیا ہے اور ہم تک یہ علم رسول اکرم کے ذریعہ پہنچا ہے۔ (

التوحید 138 / 14 روایت ابن سنان از امام صادق، بصائر الدرجات 111 / 12 روایت

حنان کنڈی)۔

351- امام صادقؑ! ہم انبیاء کے وارث ہیں اور ہمارے پاس حضرت موسیٰ کا عصا ہے، ہم زمین میں پروردگار کے خزانہ دار ہیں لیکن سونے چاندی کے نہیں۔ (تفسیر فرات کوفی 107/ 101 از ابراہیم)۔

352- امام صادقؑ! ہم علم کے شجر ہیں اور نبی کے اہلبیت ہمارے گھر میں جبریل کے نزول کی جگہ ہے اور ہم علم الہی کے خزانہ دار ہیں، ہم وحی خدا کے معدن ہیں اور جو ہمارا اتباع کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو ہم سے الگ ہو جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا، یہی پروردگار کا عہد ہے۔ (امالی (ر) صدوق 252/ 15، بشارۃ المصطفیٰ ص 54 از ابوبصیر، روضۃ الواعظین ص 299 بصائر الدرجات ص 103 باب 19)۔

2- ظرف علم الہی

353- امام زین العابدینؑ! ہم خدا کے ابواب ہیں اور ہمیں صراط مستقیم ہیں، ہمیں اس کے علم کے ظرف ہیں اور ہمیں اس کی وحی کے ترجمان، ہمیں توحید کے ارکان ہیں اور ہمیں اس کے اسرار کے مرکز (معانی الاخبار 35/ 5، ینابیع المودۃ 3 ص 359/ 1 روایت ثابت ثمالی)۔

354- امام صادقؑ! ہم امر الہی کے والی، علم الہی کے خزانہ دار اور وحی خدا کے ظروف ہیں۔ (کافی 1 ص 192/ 1، بصائر الدرجات 61/ 3، 8/ 105 روایت عبدالرحمان بن کثیر)۔

355- امام صادقؑ - پروردگار نے ہمیں اپنے لئے منتخب کیا ہے اور تمام مخلوقات میں منتخب قرار دیا ہے، ہمیں وحی کا امین اور زمین میں اپنا خزانہ بنایا ہے، ہمیں

اس کے اسرار کے محل اور اس کے علم کے ظرف ہیں۔ (بصائر الدرجات 62 / 7، روایت عباد بن سلیمان)۔

356- وہب بن منبہ راوی ہیں کہ پروردگار نے جناب موسیٰ کی طرف وحی کی کہ محمد اور ان کے اوصیاء کے ذکر سے متمسک رہو کہ یہ سب میرے علم کے خزانہ دار۔ میرے حکمت کے ظروف اور میرے نور کے معدن ہیں۔ (بخاری 51 / ص 149 / 24)۔

357- جناب فاطمہ صغریٰ نے واقعہ کربلا کے بعد اہل کوفہ سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا، اے اہل کوفہ! اے اہل مکاری و غداری و فریب کاری! ہم وہ اہلبیت ہیں جن کے ذریعہ پروردگار نے تمہارا امتحان لیا ہے اور بہترین امتحان لیا ہے، اس نے اپنے علم و فہم کا مرکز ہمیں بنایا ہے اور ہم اس کے علم کا ظرف، فہم و حکمت کا محل اور زمین میں بندوں پر اس کی حجت میں اس نے ہمیں اپنی کرامت سے مکرم بنایا ہے اور اپنے نبیؐ کے ذریعہ تمام مخلوقات سے افضل قرار دیا ہے۔ (احتجاج 2 ص 106، ملہوف 195، مشیر الاحزان 87، بغیر ذکر ظرف فہم)۔

3- ورثہ علوم انبیاء

358- رسول اکرم، روئے زمین پر پہلے وصی جناب ہبۃ اللہ بن آدمؑ تھے، اس کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں تھا جس کا کوئی وصی نہ رہا ہو، جبکہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی اور ان میں سے پانچ اولوالعزم تھے نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، محمدؐ۔

علی بن ابی طالب محمد کے لئے ہبۃ اللہ تھے اور انھیں تمام اوصیاء اور سابق کے اولیاء کا ورثہ ملا تھا جس طرح کہ محمد تمام انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ (کافی 1 ص 224 / 2 از عبد الرحمان بن کثیر، بصائر الدرجات 121 / 1، عبد الرحمان بن کبیر، اعلام

الدرین ص 464)۔

359۔ امام علیؑ! آگاہ ہو جاؤ کہ جو علوم لے کر آدم آئے تھے اور جس کے ذریعہ تمام انبیاء کو فضیلت حاصل ہوئی ہے سب کے سب خاتم النبیین کی عترت میں پائے جاتے ہیں تو آخر تم لوگ کدھر بہک رہے ہو اور کدھر چلے جا رہے ہو؟ (ارشاد 1 ص 232، تفسیر عیاشی 1 ص 102/300 از مسعدہ بن صدقہ تفسیر قمی 2 ص 367 از ابن اذینہ)۔

360۔ امام صادق! ہم سب انبیاء کے وارث ہیں، رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو زیر کساء لے کر ایک ہزار کلمات کی تعلیم دی اور ان پر ہر کلمہ سے ہزار کلمات روشن ہو گئے۔ (نخصل ص 651/49 از ذریح الحارثی)۔

361۔ امام باقرؑ! آدم جو علم لے کر آئے تھے وہ واپس نہیں گیا بلکہ ہمیں اس کی وراثت چلتی رہی اور حضرت علیؑ اس امت کے عالم تھے اور ہم میں سے کوئی عالم دنیا سے نہیں جاتا ہے مگر یہ کہ اپنا جیسا عالم چھوڑ کر جاتا ہے یا جیسا خدا چاہتا ہے۔ (کافی 1 ص 222/2 از زرارہ و فضیل، کمال الدین 223/14 از فضیل)۔

کمال الدین میں یہ اضافہ بھی ہے کہ علم وراثت میں چلتا رہتا ہے اور جو علم یا جو آثار انبیاء و مرسلین اس گھر کے باہر سے حاصل ہوں، وہ سب باطل ہیں۔!

362۔ امام باقرؑ! ایھا الناس۔ تمہارے پیغمبر کے اہلبیت کو پروردگار نے اپنی کرامت سے مشرف کیا ہے اور اپنی ہدایت سے معزز بنا دیا ہے، اپنے دین کے لئے مخصوص کیا ہے اور اپنے علم سے فضیلت عطا کی ہے پھر اپنے علم کا محافظ اور امین قرار دیا ہے۔

اہلبیت امام، داعی دین، قائد ہادی، حاکم، قاضی، ستارہ ہدایت، اسوہ حسنہ، عترت طاہرہ، امت وسط، صراط واضح، سبیل مستقیم، زینت نجباء اور ورثہ انبیاء ہیں،۔ (تفسیر فرات

کوئی ص 337، 460 از فضل بن یوسف القصبانی)۔

363۔ ابو بصیر! میں امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کیا آپ حضرات رسول اکرم کے وارث ہیں؟ فرمایا بیشک میں نے عرض کی کہ رسول اکرم تو تمام انبیاء کے وارث اور ان کے علوم کے عالم تھے؟ فرمایا بیشک (ہم بھی ایسے ہی ہی) (کافی 1 ص 47/ 3، رجال کشی 1 ص 408/ 298، بصائر الدرجات 1/ 269، دلائل الامامہ 226/ 153، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 184، الخراج والخراج 2 ص 711/ 8 فصول مہمہ ص 215۔

364۔ امام صادق! حضرت علی عالم تھے اور علم ان کی وراثت میں چلتا رہتا ہے کہ جب کوئی عالم مرتا ہے تو اس کے بعد اسی علم کا وارث آجاتا ہے یا جو خدا چاہتا ہے۔ (کافی 1 ص 221/ 1، علل الشرائع ص 591/ 40، بصائر الدرجات 2/ 118، الامامہ والنتصرہ ص 225/ 75 از محمد بن مسلم کمال الدین 13/ 223)۔

365۔ امام صادق! جو علم حضرت آدم کے ساتھ آیا تھا وہ واپس نہیں گیا اور کوئی بھی عالم مرتا ہے تو اس کے علم کا وارث موجود رہتا ہے، یہ زمین کسی وقت بھی عالم سے خالی نہیں ہوتی۔ (کافی 1 ص 223/ 8 کمال الدین 224/ 19، بصائر الدرجات 9/ 116 از حارث بن المغیرہ)۔

366۔ ضریس کناسی! میں امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابو بصیر بھی موجود تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ داؤد و علوم انبیاء کے وارث تھے اور ہم حضرت محمد کے وارث ہیں، ہمارے پاس حضرت ابراہیم کے صحیفے اور حضرت موسیٰ کی تختیاں سب موجود ہیں

367۔ ابو بصیر نے عرض کی کہ حضور یہ تو واقعی علم ہے، فرمایا یہ علم نہیں ہے، علم وہ جو

روز و شب روزانہ اور ساعت بہ ساعت تازہ ہوتا رہتا ہے۔ (کافی 1 ص 225 / 4، بصائر الدرجات 1/135)۔

368۔ امام ہادی! درزیارت جامعہ، سلام ہوائی پر چوتارکیوں کے چراغ ہدایت، علم، صاحبان عقل، ارباب فکر، پناہ گاہ خلاق، ورثہ انبیاء، مثل اعلیٰ، دعوت خیر اور دنیا و آخرت سب پر اللہ کی حجت ہیں اور انھیں پر رحمت و برکات ہوں۔ (تہذیب 6 ص 96/177)۔

4۔ ان کی حدیث حدیث رسول ہے

369۔ امام باقر! سوال کیا گیا کہ اگر آپ کی حدیث کو بلا سند بیان کریں تو اس کی سند کیا ہے؟ فرمایا ایسی حدیث کی سند یہ ہے کہ میں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے رسول اکرم سے نقل کیا ہے اور آپ نے جبریل سے نقل کیا ہے۔ (ارشاد 2 ص 167، الخراج والجرائح 2 ص 893، روضۃ الواعظین ص 226)۔

370۔ امام باقر! ہم وہ اہلبیت ہیں جنھیں علم خدا سے عالم بنایا گیا ہے اور ہم نے اس کی حکمت سے حاصل کیا ہے اور قول صادق کو سنا ہے لہذا ہمارا اتباع کرو تا کہ ہدایت حاصل کر لو۔ (مختصر بصائر الدرجات ص 63، بصائر الدرجات 514 / 34 از جابر بن یزید)۔

371۔ امام باقر! اگر ہم اپنی رائے سے حدیث بیان کرتے تو اسی طرح گمراہ ہو جاتے جس طرح پہلے والے گمراہ ہو گئے تھے، ہم اس دلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جسے پروردگار نے اپنے پیغمبر کو عطا کیا ہے اور انھوں نے ہم سے بیان کیا ہے۔ (اعلام الوریٰ ص 294، اختصاص ص 281 از فضیل بن یسار)۔

372- جابر! میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کیا کہ جب آپ کوئی حدیث بیان کریں تو اس کی سند بھی بیان فرمادیں؟ فرمایا ہماری ہر حدیث کی سند، والد محترم جد بزرگوار، ان کے والد محترم، پیغمبر اسلام اور آخر میں جبریل امین ہیں۔ (امالی مفید 42/ 10، حلیۃ الابرار 2 ص 95)۔

373- امام صادقؑ، ہماری حدیث ہمارے والد کی حدیث ہے، ان کی حدیث ہمارے جد کی حدیث ہے، ان کی حدیث امام حسینؑ کی حدیث ہے، ان کی حدیث امام حسنؑ کی حدیث ہے، ان کی حدیث امیر المؤمنینؑ کی حدیث ہے، ان کی حدیث رسول اللہ کی حدیث ہے اور رسول اللہ کی حدیث قول پروردگار ہے۔ (کافی 1 ص 53/ 14 از حماد بن عثمان، روضۃ الواعظین ص 233)۔

374- امام صادقؑ! اللہ نے ہماری ولایت کو فرض قرار دیا ہے اور ہماری محبت کو واجب کیا ہے، خدا گواہ ہے کہ ہم اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے ہیں اور نہ اپنی رائے سے کام کرتے ہیں، ہم وہی کہتے ہیں و ہمارے پروردگار نے کہا ہے۔ (امالی مفید 60/ 4 از محمد بن شریح)۔

375- امام موسیٰ کاظمؑ نے خلف بن حماد کو فی کے سخت ترین سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں رسول اکرم اور جبریل کے حوالہ سے بیان کر رہا ہوں۔ (کافی 3 ص 94/ 1)۔

376- امام رضاؑ! ہم ہمیشہ اللہ اور رسول کی طرف سے بیان کرتے ہیں۔ (رجال کشی 2 ص 490/ 401 از یونس بن عبد الرحمان)۔

5۔ علم الناس

377۔ رسول اکرم! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم ان دونوں کو اختیار کر لو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب خدا ہے اور ایک میری عزت اہلبیتؑ، ایہا الناس! میری بات سنو! میں نے یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ تم سب عنقریب میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے تو میں سوال کروں گا کہ تم نے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور یہ ثقلین کتاب خدا اور میرے اہلبیتؑ ہیں، خبردار ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ ہلاک ہو جاؤ اور انھیں پڑھانے کی کوشش بھی نہ کرنا کہ یہ تم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ (کافی 1 ص 294 / 3 از عبد الحمید بن ابی الدیلم از امام صادقؑ، تفسیر عیاشی 1 ص 169 / 250۔ از ابو بصیر)۔

378۔ رسول اکرم! یاد رکھو کہ میری عزت کے نیک کردار اور میرے خاندان کے پاکیزہ نفس افراد بچوں میں سب سے زیادہ ہوشمند اور بزرگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم ہوتے ہیں، خبردار انھیں تعلیم نہ دینا کہ یہ تم سب سے علم ہیں۔ یہ نہ تمہیں ہدایت کے دروازہ سے باہر لے جائیں گے اور نہ گمراہی کے دروازہ میں داخل کریں گے۔ (عیون اخبار الرضا 1 ص 204 / 171 احتجاج 2 ص 236، شرح نہج البلاغہ معترزی 1 ص 276 از امام صادق)۔

379۔ امام علیؑ! اصحاب پیغمبر میں حافظان حدیث جانتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں اور میرے اہلبیتؑ سب پاک و پاکیزہ ہیں، ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ گمراہ ہو جاؤ اور ان کی مخالفت نہ کرنا کہ جاہل رہ جاؤ اور انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کہ یہ تم سے علم ہیں اور بزرگی میں تمام لوگوں سے علم اور کمسنی ہیں تمام بچوں سے زیادہ ہوشمند ہوتے

ہیں 0 تفسیر نمبر 1 ص 14 اثبات الہدایۃ 1 ص 631 / 724)۔

380- جابر بن یزید، ایک طویل حدیث کے ذیل میں نقل کرتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ انصاری امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اثنائے گفتگو امام محمد باقرؑ بھی آگئے، بچپن کا زمانہ تھا اور سر پہ گیسو تھے لیکن جابر نے دیکھا تو کانپنے لگے اور جسم کے رنگتے کھڑے ہو گئے، غور سے دیکھنے کے بد کہا فرزند! ذرا آگے بڑھو؟ آپ آگے بڑھے، پھر کہا ذرا پیچھے ہٹیں، آپ پیچھے ہٹے، جابر نے یہ دیکھ کر کہا کہ رب کعبہ کی قسم بالکل رسول اکرمؐ کا انداز ہے اور پھر سوال کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟..... فرمایا محمدؐ! میری جان قربان، یقیناً آپ ہی باقرؑ ہیں؟ فرمایا بیشک تو اب اس امانت کو پہنچا دو جو رسول اللہؐ نے تمہارے حوالہ کی ہے! جابر نے کہا مولا! حضور نے مجھے بشارت دی تھی کہ آپ کی ملاقات تک زندہ رہوں گا اور فرمایا تھا کہ جب ملاقات ہو جائے تو میرا سلام کہہ دینا لہذا پیغمبر اکرمؐ کا سلام لیلیں۔

امام باقرؑ نے فرمایا جابر! رسول اکرمؐ پر میرا سلام جب تک زمین و آسمان قائم رہیں اور تم پر بھی میرا سلام جس طرح تم نے میرا سلام پہنچایا ہے اس کے بعد جابر برابر آپ کی خدمت میں آتے رہے اور آپ سے علم حاصل کرتے رہے، ایک مرتبہ آپ نے جابر سے کوئی سوال کیا تو جابر نے کہا کہ میں رسول اللہؐ کے حکم کی خلافت ورزی نہیں کر سکتا ہوں، آپ نے خبر دی ہے کہ آپ اہلبیتؑ کے تمام ائمہ ہدایۃ بچپن میں سب سے زیادہ ہوشمند اور بڑے ہو کر سب سے زیادہ علم ہوتے ہیں اور کسی کو حق نہیں ہے کہ آپ حضرات کو تعلیم دے کہ آپ سب سے زیادہ علم ہوتے ہیں۔

امام باقرؑ نے فرمایا کہ میرے جد نے سچ فرمایا ہے، میں اس مسئلہ کو تم سے بہتر

جانتا ہوں جو میں نے دریافت کیا ہے اور مجھے بچپن ہی سے حکمت عطا کر دی گئی ہے اور یہ سب ہم اہلبیت پر پروردگار کا فضل و کرم ہے۔ (کمال الدین 253/3)۔

381- جبکہ بن اسحاق نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ اے برادر بنی عام جو چاہو مجھ سے سوال کرو کہ ہم اہلبیت خدا و رسول کے ارشادات کو سب سے بہتر جانتے ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ 6 ص 240)۔

382- امام علیؑ! ہمارے علم کی گہرائیوں پر غور کرنے والے کے علم کا آخری انجام جہالت ہے۔ (الطبقات الکبریٰ 6 ص 240)۔

382- امام علیؑ! ہمارے علم کی گہرائیوں پر غور کرنے والے کے علم کا آخری انجام جہالت ہے۔ (شرح نہج البلاغہ معترضی 20 ص 307/515)۔

383- امام باقرؑ نے سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ سے فرمایا کہ جاؤ مشرق و مغرب کے چکر لگائو کوئی علم صحیح ایسا نہ پاؤ گے جو ہم اہلبیت کے گھر سے نکلا ہو۔ (کافی 1 ص 299/3، بصائر الدرجات 10، ابو مریم)۔

384- ابو بصیر ناقل ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ حکم بن عتیبہ ان لوگوں میں سے ہے جس کے بارے میں ارشاد قدرت ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں، اس سے کہہ دو کہ جائے مشرق و مغرب کے چکر لگائے، خدا کی قسم کہیں علم نہ ملے گا مگر یہ کہ اسی گھر سے نکلا ہوگا جس میں جبریل کا نزول ہوتا ہے۔ (بصائر الدرجات 9 ص 2، کافی 1 ص 299/4 روایت مضمروہ)۔

385- امام باقرؑ کسی شخص کے پاس نہ کوئی حرف حق ہے اور نہ حرف راست اور

نہ کوئی صحیح فیصلہ کرنا جانتا ہے مگر یہ کہ وہ علم ہم اہلبیتؑ ہی کے گھر سے نکلا ہے اور جب بھی امور میں اختلاف نظر آئے تو سمجھ لو کہ غلطی قوم کی طرف سے ہے اور حرف راست حضرت علیؑ کی طرف سے ہے۔ (کافی 1 ص 399 / 1، بصائر الدرجات 519 / 12، المحاسن 1 ص 243 / 448، امالی مفید 96 / 6 روایت محمد بن مسلم)۔

386- زراره! میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک مرد کوئی نے امیر المؤمنینؑ کے اس ارشاد کے بارے میں دریافت کیا کہ جو چاہو پوچھ لو، میں تمہیں بتا سکتا ہوں! فرمایا کہ بیشک کسی شخص کے پاس کوئی علم نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا مصدر امیر المؤمنینؑ کا علم ہے، لوگ جدھر چاہیں چلے جائیں بالآخر مصدر یہی گھر ثابت ہوگا۔ (کافی 1 ص 399 / 2)۔

387- امام باقرؑ! جو علم بھی اس گھر سے نکلا ہو سمجھ لو کہ باطل اور بیکار ہے۔ (مختصر بصائر الدرجات 62، بصائر الدرجات 511 / 21 از فضیل بن یسار)۔

388- عبداللہ بن سلیمان! میں نے امام باقرؑ کو اس وقت فرماتے سنا ہے جب آپ کے پاس بصرہ کا عثمان اعمیٰ نامی شخص موجود تھا اور آپ نے فرمایا کہ حسن بصری کا خیال ہے کہ جو لوگ اپنے علم کو پوشیدہ رکھتے ہیں ان کی بدبو سے اہل جہنم کو بھی اذیت ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن آل فرعون بھی ہلاک ہو گیا حالانکہ جناب نوح کے زمانہ سے علم ہمیشہ پوشیدہ رہا ہے اور حسن بصری سے کہہ دو کہ داہنے بائیں بائیں ہر جگہ دیکھ لے اس گھر کے علاوہ کہیں علم نہ ملے گا۔ (کافی 1 ص 51 / 15، احتجاج 2 ص 193 / 212)۔

389- ابو بصیر! میں نے امام باقرؑ سے سوال کیا کہ ولد الزنا کی گواہی جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں..... میں نے عرض کی کہ حکم بن عتبہ تو اسے جائز جانتا ہے؟ فرمایا، خدا یا

اس کے گناہ کو معاف نہ کرنا، پروردگار نے قرآن کو اس کے اور اس کی قوم کے لئے ذکر نہیں قرار دیا ہے، اس سے کہہ دو کہ مشرق و مغرب سب دیکھ لے، علم صرف اس گھر میں ملے گا جس میں جبریل کا نزول ہوتا ہے) کافی 1 ص 400/5)۔

390۔ امام صادقؑ نے یونس سے فرمایا کہ اگر علم صحیح درکار ہے تو اہلبیتؑ سے حاصل کرو کہ اس کا علم ہمیں کو دیا گیا ہے اور ہمیں حکمت کی شرح اور حرف آخر عطا کیا گیا ہے، پروردگار نے ہمیں منتخب کیا ہے اور وہ سب کچھ عطا کر دیا ہے جو عالمین میں کسی کو نہیں دیا ہے۔ (بحار الانوار 26 ص 158/5 الصراط المستقیم 2 ص 157، اثبات الہدایۃ 1 ص 602 از یونس بن ظبیان)۔

391۔ امام صادقؑ کے پاس ایک جماعت حاضر تھی جب آپ نے فرمایا کہ حیرت انگیز بات ہے کہ لوگوں نے رسول اکرمؐ سے علم حاصل کیا اور عالم بن گئے اور ہدایت یافتہ ہو گئے اور ان کا خیال ہے کہ اہلبیتؑ نے حضور کا علم نہیں لیا ہے، حالانکہ ہم اہلبیتؑ ان کی ذریت ہیں اور وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی ہے اور علم ہمارے ہی گھر سے نکل کر لوگوں تک گیا ہے! کیا ان کا خیال ہے کہ یہ سب عالم اور ہدایت یافتہ ہو گئے ہیں اور ہم جاہل اور گمراہ رہ گئے ہیں، یہ تو بالکل امر محال ہے (کافی 1 ص 398/1، امالی مفید 122/6، بصائر الدرجات 12/3 روایت محسبی بن عبد اللہ)۔

392۔ امام رضاؑ! انبیاء اور ائمہ وہ ہیں جنہیں پروردگار توفیق دیتا ہے اور اپنے علم و حکمت کے خزانہ سے وہ سب کچھ عنایت کر دیتا ہے جو کسی کو نہیں دیتا ہے ان کا علم تمام اہل زمانہ کے علم سے بالاتر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے ”کیا جو شخص حق کی ہدایت دیتا ہے وہ زیادہ پیروی کا حقدار ہے یا وہ شخص جو اس وقت تک ہدایت بھی نہیں پاتا ہے جب تک اسے

ہدایت نہ دی جائے، آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیا فیصلہ کر رہے ہو۔“ (یونس آیت 35)۔
دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے ”جسے حکمت دیدی جائے اسے خیر کثیر دیدیا گیا ہے۔“ (بقرہ آیت 269)۔

پھر جناب طالوت کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ ”اللہ نے انھیں تم سب میں منتخب قرار دیا ہے اور علم و جسم کی طاقت میں وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے ملک عنایت کرتا ہے کہ وہ صاحب وسعت بھی ہے اور صاحب علم بھی ہے۔“ (بقرہ آیت 247)
”کافی 1 ص 202 / 1، کمال الدین 280 / 31، امالی صدوق 540 / 1، عیون اخبار الرضا 1 ص 221 / 1، معانی الاخبار 100 / 2، تحف العقول ص 441، احتجاج 2 ص 445 / 310 روایت عبدالعزیز بن مسلم۔“

6۔ راسخون فی العلم

393۔ امام علیؑ! کہاں ہیں وہ لوگ جن کا خیال ہے کہ ہمارے بجائے وہی ”راسخون فی العلم“ ہیں حالانکہ یہ صریحی جھوٹ ہے اور ہمارے اوپر ظلم ہے کہ خدا نے ہمیں بلند بنایا ہے اور انھیں پست قرار دیا ہے، ہمیں علم عنایت فرمایا ہے اور انھیں اس علم سے الگ رکھا ہے، ہمیں اپنی بارگاہ میں داخل کیا ہے اور انھیں دور رکھا ہے، ہمارے ہی ذریعہ ہدایت حاصل کی جاتی ہے، اور تانکیوں میں روشنی تلاش کی جاتی ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 124 مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 285، غرر الحکم ص 2826)۔

394۔ امام علیؑ! پروردگار نے امت پر اولیاء امر کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے کہ وہ اسکے دین کے ساتھ قیام کرنے والے ہیں جس طرح کہ اس نے رسول کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم“ اس کے بعد ان

اولیاء امر، کی منزلت کی وضاحت تاویل قرآن کے ذریعہ کی ہے ”و لودوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یتنبطونہ منہم“ (نساء آیت 83) اگر یہ لوگ مسائل کو رسول اور اولی الامر کی طرف پلٹا دیتے تو دیکھتے کہ یہ حضرات تمام امور کے استنباط کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ہر شخص تاویل قرآن کے علم سے بے خبر ہے، اس لئے کہ یہی راسخون فی العلم“ آل عمران آیت 7 (بحار 69 ص 29/79)۔

395- یزید بن معاویہ! میں نے امام محمد باقر سے آیت کریمہ ”وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم“ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ پورے قرآن کی تاویل کا راز خدا اور راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ رسول اکرم ان تمام افراد میں سب سے افضل ہیں کہ پروردگار نے انھیں تمام تنزیل اور تاویل کا علم عنایت فرمایا ہے اور کوئی ایسی شے نازل نہیں کی جس کی تاویل کا علم انھیں نہ دیا اور پھر ان کے اوصیاء کو عنایت فرمایا گیا اور جب جاہلوں نے یہ سوال کیا کہ ہم کیا کریں؟ تو ارشاد ہوا ”یقولون امنابہ کل من عند ربنا“ تمھاری شان یہ ہے کہ سب پر ایمان لے آو اور کہو کہ سب پروردگار کی طرف سے ہے۔

دیکھو قرآن میں خاص بھی ہے اور عالم بھی، نسخ بھی ہے اور منسوخ بھی، محکم بھی ہے اور متشابہ بھی اور راسخون فی العلم ان تمام امور کو بخوبی جانتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 164/6، کافی 1 ص 213/2، تاویل الآیات الظاہرہ ص 107، بصائر الدرجات ص 204/8، تفسیر قمی 1 ص 96، مجمع البیان 2 ص 701)۔

396- امام صادق! ہم ہی راسخون فی العلم ہیں اور ہمیں تاویل قرآن کے جاننے والے ہیں۔ (کافی 1 ص 213/1، بصائر الدرجات 5 ص 204)۔

تفسیر عیاشی 1 ص 164/8 تاویل الآیات الظاہرہ ص 106 از ابو بصیر)۔

397- امام صادق! راسخون فی العلم امیر المؤمنین ہیں اور انکے بعد کے ائمہ
- (کافی 1 ص 213 / 3 روایت عبدالرحمان بن کثیر)۔

7- معدن العلم

398- رسول اکرم! ہم اہلبیت رحمت کی کلید، رسالت کا محل، ملائکہ کے نزول کی
منزل اور علم کے معدن ہیں۔ (فرائد السمعتین 1 ص 44 / 9 از ابن عباس)۔

399- حمید بن عبداللہ بن یزید المدنی ناقل ہے کہ رسول اکرم کے سامنے ایک
فیصلہ کا ذکر کیا گیا جو علی بن ابی طالب نے صادر کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ
اس نے ہم اہلبیت کے گھر میں حکمت قرار دی ہے۔ (فضائل الصحابہ ابن جنبل 2 ص 654 /
1113، شرح الاخبار 2 ص 309 / 631)۔

400- امام علی! ہم شجرہ نبوت، محل رسالت، منزل ملائکہ، معدن علم چشمہ حکمت
ہیں، ہمارا دوست اور مددگار ہمیشہ منتظر رحمت رہتا ہے اور ہمارا دشمن اور بغض رکھنے والا ہمیشہ
عذاب کے انتظار میں رہتا ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ص 109، غرر الحکم 10005)۔

401- امام علی نے مدینہ میں ایک خطبہ کے دوران فرمایا، آگاہ ہو جاؤ! قسم اس
پروردگار کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور ذی روح کو پیدا کیا ہے اگر تم لوگ علم کو اس کے
معدن سے حاصل کرتے اور پانی کو اس کی شیرنی کے ساتھ پیتے اور خیر کا ذخیرہ اس کے مرکز
سے حاصل کرتے اور واضح راستہ کو اختیار کرتے اور حق کے منہاج پر گامزن ہوتے تو تمہیں
صحیح راستہ مل جاتا اور نشانیاں واضح ہو جاتیں اور اسلام روشن ہو جاتا۔ (کافی 8 ص 32 / 5
)۔

402- امام حسین! میں نہیں جانتا کہ لوگ ہم سے کس بات پر عداوت رکھتے ہیں

جبکہ ہم رحمت کے گھر، نبوت کے شجر اور علم کے معدن ہیں۔ (نزہۃ الناظرہ 85/ 21)۔
 403۔ امام زین العابدینؑ! لوگ ہم سے کسی بات پر بیزار ہیں، ہم تو خدا کی قسم
 کے شجرہ میں ہیں، رحمت کے گھر، حلم کے معدن اور ملائکہ کی آمد و رفت کے مرکز ہیں۔ (کافی
 1 ص 221/ 1 روایت ابو الجاروڈ، نزہۃ الناظرہ 85/ 21)۔

204۔ امام باقرؑ! کتاب خدا اور سنت پیغمبر کا علم ہمارے مہدی کے دل میں اسی
 طرح ظاہر ہوگا، جس طرح بہترین زمین پر زراعت کا ظہور ہوتا ہے لہذا شخص بھی اس
 وقت تک باقی رہ جائے اور ان سے ملاقات کرے وہ سلام کرے، سلام ہو تو پر اے
 اہلبیتؑ رحمت و نبوت و معدن علم و مرکز رسالت! (کمال الدین ص 603/ 18 روایت
 جابر، بحار الانوار 52/ 307/ 16 نقل از العدد القویہ)۔

405۔ امام باقرؑ! وہ درخت جس کی اصل رسول اللہ ہیں اور فرع امیر المؤمنینؑ ڈالی
 جناب فاطمہؑ ہیں اور پھل حسنؑ و حسینؑ..... یہ نبوت کا شجر اور رحمت کی پیداوار ہے، یہ سب
 حکمت کی کلید، علم کا معدن، رسالت کا محل، ملائکہ کی منزل، اسرار الہیہ کے امانتدار، امانت
 پروردگار کے حامل، خدا کے حرم اکبر اور اس کے بیت العتیق اور حرم ہیں۔ (الیقین ص 318،
 تفسیر فرات 395/ 527) اس میں نبت الرحمہ کے بجائے بیت الرحمہ ہے اور حرم کے
 بجائے ذمہ کی لفظ ہے اور روایت زیاد بن المنذر سے ہے)۔

406۔ امام صادقؑ! امام علیؑ بن الحسینؑ زوال آفتاب کے بعد نماز ادا کر کے یہ دعا
 پڑھا کرتے تھے ”خدا یا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما جو نبوت کے شجر رسالت کا محل، ملائکہ
 کی منزل، علم کا معدن اور وحی کے اہلبیتؑ ہیں (جمال الاسبوع ص 250، مصباح المتعجد ص
 361)۔ نوٹ! اس موضوع کے ذیل میں احقاق الحق 10 ص 409 کا مطالعہ بھی کیا

جاسکتا ہے جہاں امام صادقؑ، امام کاظمؑ اور امام رضاؑ کے حوالہ سے اس تعبیر کا ذکر کیا گیا ہے۔

8- زندگانی علم

407- امیر المؤمنینؑ آل محمد کے صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ حضرات علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں، ان کا علم ان کے علم کی خبر دے گا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کے بارے میں بتائے گا اور ان کی خاموشی ان کے نطق کی حکمت کی دلیل ہے، یہ نہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ اس میں اختلاف کرتے ہیں، اسلام کے ستون ہیں اور تحفظ کے وسائل، انھیں کے ذریعہ حق اپنی منزل پر واپس آیا ہے اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے۔

اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے۔ انھوں نے دین کو پورے شعور کے ساتھ محفوظ کیا ہے اور صرف سماعت اور روایت پر بھروسہ نہیں کیا ہے۔ اس لئے کہ علم کی روایت کرنے والے بہت ہیں اور اس کی رعایت و حفاظت کرنے والے بہت کم ہیں۔ (نہج البلاغہ خطبہ 239، تحف العقول 22)۔

408- امام علیؑ! یاد رکھو کہ تم ہدایت کو اس وقت تک نہیں پہچان سکتے ہو جب تک اسے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور میثاق کتاب کو اس وقت تک اختیار نہیں کر سکتے ہو جب تک اس عہد کے توڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور اس سے متمسک نہیں ہو سکتے ہو جب تک نظر انداز کرنے والوں کی معرفت نہ حاصل کر لو لہذا ہدایت کو اس کے اہل سے حاصل کرو کہ یہی لوگ علم کی زندگی ہیں اور جہالت کی موت، یہی وہ ہیں جن کا حکم ان کے علم کی خبر دے گا اور ان کی خاموشی ان کے تکلم کا پتہ دے گی، ان کا ظہر ان کے باطن کی بہترین دلیل ہے، یہ نہ دین کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں یہ دین ان کے درمیان ایک سچا

گواہ اور ایک خاموش ترجمان ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 147، کافی 8 ص 390 / 586
روایت محمد بن الحسین)۔

ابواب علوم اہلبیتؑ

1- علم الکتاب

409- ابوسعید خدری! میں نے رسول اکرم سے آیت شریفہ ”ومن عنده علم الکتاب“ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ اس سے میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب مراد ہے۔ (شواہد التزیل 1 ص 400/422)۔

410- ابوسعید خدری! میں نے رسول اکرم سے ارشاد حدیث ”قال الذین عنده علم من الکتاب“ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ میرے بھائی سلیمان بن داود کا وصی تھا، پھر دریافت کیا کہ ”قل کفی باللہ شہیداً بینہم“ ومن عنده علم الکتاب“ سے مراد کون ہے تو فرمایا کہ یہ میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب ہے۔ (امالی صدوق (ر) 3/453)۔

411- امام علیؑ نے آیت شریفہ ”ومن عنده علم الکتاب“ کے ذیل میں فرمایا کہ میں وہ ہوں جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔ (بصائر الدرجات 21/216)۔

412- امام حسینؑ! ہم وہ ہیں جن کے پاس کل کتاب کا علم اور اس کا بیان موجود ہے اور ہمارے علاوہ ساری مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں ہے اس لئے کہ ہم اسرار الہیہ کے اہل ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4/52 از اصبح بن نباتہ)۔

413- عبد اللہ بن عطاء! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ادھر سے عبد اللہ بن سلام کے فرزند کا گذر ہو گیا، میں نے عرض کی کہ میری جان آپ قربان، کیا یہ مصداق

”الذی عنده علم الكتاب“ کا فرزند ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں، اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں جن کے بارے میں بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں۔ (مناقب ابن المغازی 314/ 358، شواہد التعزیل 1 ص 402/ 425، ینایج المودہ 11 ص 305، العمدۃ ص 290/ 476، تفسیر عیاشی 2 ص 220، 77، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 29)۔

414۔ امام محمد باقر! آیت شریفہ قل کفی کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد ہم اہلبیت ہیں اور علی ہمارے اول و افضل اور رسول اکرم کے بعد سب سے بہتر ہیں۔ (کافی 1 ص 229/ 6، تفسیر عیاشی 2 ص 220/ 76، روایت برید بن معاویہ، بصائر الدرجات 214/ 7 روایت عبدالرحمان بن کثیر از امام صادق)۔

415۔ عبدالرحمان بن کثیر نے امام صادق سے آیت شریفہ ”قال الذی عنده علم من الكتاب“ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ہم وہ ہیں جن کے پاس ساری کتاب کا علم ہے۔ (کافی 1 ص 229/ 5 ص 257/ 3 از سدیر، بصائر الدرجات 21/ 2)۔

416۔ ابوالحسن محمد بن یحییٰ الفارسی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابونواس نے امام رضا کو مامون کے یہاں سے سواری پر نکلنے دیکھا تو قریب جا کر سلام عرض کیا اور کہا کہ فرزند رسول میں نے آپ حضرات کے بارے میں کچھ شعر لکھے ہیں اور چاہتا ہوں کہ آپ سماعت فرمائیں، فرمایا سناؤ۔

ابونواس نے اشعار پیش کئے۔

”یہ اہلبیت وہ افراد ہیں جن کا لباس کردار بالکل پاک و صاف ہے اور ان کا ذکر جہاں بھی آتا ہے صلوات کے ساتھ آتا ہے۔“

جو شخص بھی اپنی نسبت علیؑ سے نہ رکھتا ہو اس کے لئے زمانہ میں کوئی شے باعث فخر نہیں ہے۔

اے اہلبیتؑ! پروردگار نے جب مخلوقات کو خلق کیا ہے تو تمہیں کو منتخب اور مصطفیٰ قرار دیا ہے۔

تمہیں ملاء اعلیٰ ہو اور تمہارے ہی پاس علم الکتاب ہے اور تمام سوروں کے مضامین ہیں۔“

یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ایسے شعر تم سے پہلے کسی نے نہیں کہے ہیں۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 143/10، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 366)۔

2- تاویل قرآن

417- رسول اکرم! میرے بعد علیؑ ہی لوگوں کو تاویل قرآن کا علم دیں گے اور انھیں باخبر بنائیں گے۔ (شواہد التزیل 1 ص 39/28 از انس)۔

418- امام علیؑ! مجھ سے کتاب الہی کے بارے میں جو چاہو دریافت کر لو کہ کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ دن میں نازل ہوئی ہے یا رات میں، صحرا میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر (الطبقات الکبریٰ 2 ص 338، تاریخ الخلفاء ص 218، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 21/1039، تفسیر عمیاشی 2 ص 383/31 روایت ابوالطفیل، امالی صدوق 227/13، امالی مفید 152/3)۔

419- امام علیؑ! مجھ سے کتاب خدا کے بارے میں دریافت کرو، خدا کی قسم کوئی آیت دن میں یا رات میں، سفر میں یا حضر میں ایسی نازل نہیں ہوئی جسے رسول اکرم نے مجھے سنایا نہ ہو اور اس کی تاویل نہ بتائی ہو۔

یہ سن کر ابن الکواء بول پڑا کہ بسا اوقات آپ موجود بھی نہ ہوتے تھے اور آیت نازل ہوتی تھی۔؟

فرمایا کہ رسول اکرم اسے محفوظ رکھتے تھے یہاں تک کہ جب حاضر ہوتا تھا تو مجھے سنا دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے یا علی! اللہ نے تمہارے بعد یہ آیات نازل کی ہیں اور ان کی یہ تاویل ہے اور مجھے تنزیل و تاویل دونوں سے باخبر فرما دیا کرتے تھے (امالی طوسی (ر) 523/ 1158، بشارۃ المصطفیٰ ص 219 از مجاشعی از امام رضا، الاحتجاج 1 ص 617/ 140 از امام صادق، کتاب سلیم بن قیس ص 214)۔

420۔ امام علی! رسول اکرم پر کوئی بھی آیت قرآن نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ مجھے سنا بھی دیا اور لکھا بھی دیا اور میں نے اپنے قلم سے لکھ لیا اور پھر مجھے اس کی تاویل و تفسیر سے بھی باخبر فرما دیا اور نسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور خاص و عام بھی بتا دئے۔ (کافی 1 ص 64/ 1)، نخصال ص 217/ 131، کمال الدین 284/ 37، تفسیر عیاشی 1 ص 253 از کتاب سلیم بن قیس)۔

421۔ عبداللہ بن مسعود! قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے اور ہر حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور علی بن ابی طالب کے پاس ظاہر کا علم بھی ہے اور باطن کا علم بھی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء 1 ص 65، تاریخ دمشق حالات امام علی 3/ 25/ 1048، ینایع المودہ 1 ص 215/ 24)۔

422۔ امام حسن نے معاویہ کے دربار میں فرمایا کہ میں بہترین کنیز خدا اور سیدہ النساء کا فرزند ہوں، مجھے رسول اکرم نے علم خدا کی غذا دی ہے اور تاویل قرآن اور مشکلات احکام سے باخبر کیا ہے، ہمارے لئے غالب آنے والی عزت بلند ترین کلمہ اور فخر و نورانیت

ہے۔ (احتجاج 2 ص 47)۔

423- امام باقرؑ! کسی شخص کے امکان میں نہیں ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس تمام قرآن کے ظاہر و باطن کا علم ہے، سوائے اوصیاء پیغمبر اسلام کے۔ (کافی 1 ص 228/2، بصائر الدرجات 193 از جابر)۔

424- امام باقرؑ جس شخص نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ اس نے سارا قرآن تنزیل کے مطابق جمع کیا ہے وہ جھوٹا ہے..... قرآن کو تنزیل کے مطابق صرف حضرت علیؑ بن ابی طالب نے جمع کیا ہے اور ان کی اولاد نے محفوظ رکھا ہے۔ (کافی 1 ص 228/1 از جابر)۔

425- فضیل بن یسار! میں نے امام باقرؑ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا کہ قرآن کی ہدایت میں ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، آخر ظاہر و باطن سے مراد کیا ہے؟ فرمایا اس سے مراد تاویل قرآن ہے جس کا ایک حصہ گذر چکا ہے اور ایک حصہ مستقبل میں پیش آنے والا ہے، قرآن کا سلسلہ شمس و قمر کی طرح چلتا رہے گا اور جب کوئی واقعہ پیش آجائے گا قرآن منطبق ہو جائے گا، پروردگار نے فرمایا ہے کہ اس کی تاویل کا علم صرف خدا اور راسخوں فی العلم کو ہے اور راسخون سے مراد ہم لوگ ہیں۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 11/5، بصائر الدرجات 203/2)۔

426- ابو الصباح! خدا کی قسم مجھ سے امام باقرؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو تنزیل و تاویل دونوں کا علم دیا ہے اور انھوں نے سب علیؑ بن ابیطالبؑ کے حوالہ کر دیا ہے اور پھر یہ علم ہمیں دیا گیا ہے۔ (کافی 7 ص 442/15، تہذیب 8 ص 286، 1052، تفسیر عیاشی 1 ص 17/13)۔

427- امام علی نقی نے صاحب الامر کی زیارت کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ خدایا تمام ائمہ راشدین، قائدین ہادیین، سادات معصومین، اتقیاء ابرار پر رحمت نازل فرما جو سکون و وقار کی منزل، علم کے خزانہ دار، حلم کی انتہاء، بندوں کے منتظم، شہروں کے ارکان، نیکی کے راہنما، صاحبان عقل و بزرگی، شریعت کے علماء، کردار کے زہاد، تاریکی کے چراغ، حکمت کے چشمے، نعمتوں کے مالک، امتوں کے محافظ، تنزیل کے ساتھی، تاویل کے امین و ولی، وحی کے ترجمان و دلائل تھے۔ (بحار الانوار 102/180)۔

3- اسم اعظم

428- امام علی! قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار کو پیدا کیا کہ میں زمین و آسمان کے ملکوت میں وہ اختیارات رکھتا ہوں کہ اگر تمہیں اس کے ایک حصّہ کا بھی علم ہو جائے تو تم برداشت نہیں کر سکتے ہو۔ پروردگار کے 72 اسم اعظم ہیں جن میں سے آصف بن برخیا کو ایک معلوم تھا اور اس کے پڑھتے ہی زمینیں پست ہو گئیں اور انہوں نے ملک سبا سے تخت بلقیس اٹھالیا اور پھر زمینیں برابر ہو گئیں اور ہمارے پاس کل 72 اسماء کا علم ہے، صرف ایک نام ہے جسے خدا نے اپنے علم غیب کا حصہ بنا کر رکھا ہے۔ (بحار الانوار 27/37/5، البرہان 2 ص 490/2 روایت سلمان فارسی)۔

429- امام صادق! جناب عیسیٰ بن مریم کو دو حرف عطا ہوئے تھے جن سے سارا کام کر رہے تھے اور جناب موسیٰ کو چار حرف عطا ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم کو 8 حرف ملے تھے اور حضرت نوح کو 15 حرف اور حضرت آدم کو 25 حرف اور اللہ نے حضرت محمد کے لئے سب جمع کر دئے مالک کے 73، اسم اعظم ہیں جن میں سے 72، اپنے پیغمبر کو عنایت فرمائے ہیں اور ایک اپنی ذات کے لئے مخصوص کر لیا

ہے۔ (کافی 1 ص 230/2) بصائر الدرجات 208/2، تاویل الآیات الظاہرہ ص 479 روایت ہارون بن الجہم)۔

430۔ امام ہادیؑ! اللہ کے اسم اعظم 73 ہیں آصف بن برخیا کے پاس ایک تھا جس کا حوالہ دینے سے ملک سبابتک کی زمینیں پست ہو گئیں اور انھوں نے تخت بلقیس کو اٹھا کر جناب سلیمان کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے بعد پھر ایک لمحہ میں برابر ہو گئیں اور ہمارے پاس ان میں سے 72 ہیں 8 صرف ایک نام خدا نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ (کافی 1 ص 230/3 مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 406، اثبات الوصیہ 254 روایت علی بن محمد النوفلی)۔

4۔ جملہ لغات

431۔ امام علیؑ! یزدجرد کی بیٹی سے نام دریافت کرنے پر جب اس نے اپنا نام جہاں بانو بتایا تو فرمایا کہ نہیں شہر بانو اور یہ بات بھی فارسی زبان میں فرمائی۔ (مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 65)۔

432۔ ساعدہ بن مہران نے بعض شیوخ کے حوالہ سے امام باقرؑ کے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب دہلیز میں پہنچا تو سنا کہ آپ سریانی زبان میں کچھ پڑھ رہے ہیں اور گریہ فرما رہے ہیں یہاں تک کہ ہم لوگوں پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 195)۔

433۔ موسیٰ بن اکیل النمیری کا بیان ہے کہ ہم امام باقرؑ کے دروازہ پر اذن باریابی کے لئے حاضر ہوئے تو عبرانی زبان میں ایک دردناک آواز سنائی دی اور حاضری کے بعد ہم نے دریافت کیا کہ اس کا قاری کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ایلیا کی مناجات یاد

آگئی تو مجھ پر گریہ طاہری ہو گیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 195)۔

434- احمد بن قابوس نے اپنے والد کے حوالہ سے امام صادق کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ کے پاس اہل خراسان کی ایک جماعت حاضر ہوئی تو آپ نے بغیر کسی تمہید کے فرمایا کہ جو شخص بھی مال جس قدر جمع کرے گا اللہ اس پر اسی اعتبار سے عذاب کرے گا..... تو ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم عربی زبان نہیں جانتے ہیں تو آپ نے فارسی میں فرمایا:
ہر کہ درم اندوز و جزایش دوزخ باشد *

435- ابوبصیر! میں نے حضرت ابوالحسنؑ سے عرض کی کہ میں آپ پر قربان، امام کی معرفت کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بہت سے اوصاف ہیں جنہیں پہلا وصف یہ ہے کہ اس کے پدر بزرگوار کی طرف سے اس کے بارے میں اشارہ ہوتا ہے تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہو جائے اور اس سے سوال کیا جائے اور وہ جواب دے گا اور اگر دریافت نہ کیا جائے تو خود ابتدا کرے اور مستقبل کے حالات سے بھی آگاہ کرے اور ہر زبان میں کلام کر سکے!

ابومحمد! میں تمہارے اٹھنے سے پہلے تم کو ایک علامت دیدینا چاہتا ہوں..... چنانچہ ابھی میں اٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک مرد خراسانی وارد ہو گیا اور اس نے عربی میں کلام شروع تو آپ نے اسے فارسی میں جواب دیا۔

مرد خراسانی نے کہا کہ میں نے فارسی میں اس لئے کلام نہیں کیا کہ شائد آپ اسے نہ جانتے ہوں تو آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ!

اگر میں تمہارا جواب نہ دے سکوں تو میری فضیلت ہی کیا ہے۔

دیکھو! ابومحمد! امام پر کسی انسان، پرندہ، جانور اور ذیروح کا کلام مخفی نہیں ہوتا ہے

اور اگر کسی میں یہ کمالات نہ ہوں تو وہ امام نہیں ہے۔ (کافی 1 ص 285 / 7، ارشاد 2 ص 224، دلائل الامامة 337 / 294، قرب الاسناد 339 / 1224)۔

436۔ ابوالصلت ہروی! امام رضا تمام لوگوں سے ان کی زبان میں کلام فرماتے تھے اور سب سے زیادہ فصیح زبان بولتے تھے کہ سب سے زیادہ واقف لغات تھے، میں نے ایک دن عرض کیا یا بن رسول اللہ! مجھے آپ کے اس قدر زبانیں جاننے پر تعجب ہوتا ہے تو فرمایا کہ ابوالصلت! میں مخلوقات پر خدا کی حجت ہوں اور خدا کسی ایسے شخص کو حجت نہیں بنا سکتا ہے جو قوم کی زبان سے باخبر نہ ہو کیا تم نے امیر المؤمنین کا یہ کلام نہیں سنا ہے کہ ہمیں قول فیصل کا علم دیا گیا ہے اور قول فیصل معرفت لغات کے علاوہ اور کیا ہے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 228 / 3)۔

437۔ ابو ہاشم جعفری کا بیان ہیں کہ میں مدینہ میں تھا جب واثق باللہ کے زمانہ میں وہاں سے بغاء کا گذر ہوا تو امام ابو الحسن نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو تا کہ میں دیکھوں کہ ان ترکوں نے کیا انتظام کر رکھا ہے۔ ہم لوگ حضرت کے ساتھ باہر نکلے تو اس کی فوجیں گذر رہی تھیں، ایک نر کی سامنے سے گذرا تو آپ نے اس سے ترکی زبان میں کلام کیا، وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور آپ کی سواری کے قدموں کو چومنے لگا، ہم لوگوں نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ اس شخص نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا کیا یہ نبی ہے؟
ہم لوگوں نے کہا نہیں!

اس نے کہا کہ اس نے مجھے اس نام سے پکارا ہے جو میرے بچپن میں میرے ملک میں رکھا گیا تھا اور اسے آج تک کوئی نہیں جانتا ہے۔ (اعلام الوری ص 343، الثاقب فی المناقب 538 / 478، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 408)۔

438- علی بن مہزیار نے امام ہادیؑ کے حالات میں نقل کیا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فارسی میں کلام شروع کر دیا۔ (بصائر الدرجات 1/333)۔

439- علی بن مہزیار، میں نے حضرت ابوالحسن ثالث (امام علی نقیؑ) کی خدمت میں اپنے غلام کو بھیجا جو صقلابی (رومی) تھا، وہ یہاں سے انتہائی حیرت زدہ واپس آیا، میں نے پوچھا خیر تو ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو مجھ سے صقلابی زبان کی طرح باتیں کر رہے تھے اور میں سمجھ گیا کہ مجھ سے اس زبان میں اس لئے باتیں کر رہے تھے کہ دوسرے غلام نہ سمجھنے پائیں۔ (اختصاص ص 289، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 408، کشف الغمہ 3 ص 179)۔

440- ابو حمزہ نصیر الخادم کا بیان ہے کہ میں نے امام عسکریؑ کو بارہا غلاموں سے ان کی زبان میں بات کرتے سنا ہے کبھی رومی کبھی صقلابی تو حیرت زدہ ہو کر کہا کہ آخر ان کی ولادت مدینہ میں ہوئی ہے اور امام نقیؑ کے انتقال تک باہر نہیں نکلے ہیں تو اس قدر زبانیں کس طرح جانتے ہیں؟

ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے میری طرف رخ کر کے فرمایا پروردگار نے اپنی حجت کو ہر طریقہ سے واضح فرمایا ہے اور وہ اسے تمام لغات، اجل، حوادث سب کا علم عطا کرتا ہے، ورنہ ایسا نہ ہوتا تو اس میں اور قوم میں فرق ہی کیا رہ جاتا۔ (کانی 1 ص 509 / 11، روضۃ الواعظین ص 273، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 428، الخراج والجرائح 1 ص 436 / 14، کشف الغمہ 3 ص 202، اعلام الوری ص 256، بصائر الدرجات ص 333)۔

5- منطق الطیر

441- امام علی! ہمیں پرندوں کی زبان کا اسی طرح علم دیا گیا ہے جیسے سلیمان بن داؤد کو دیا گیا ہے اور ہم بروجر کے تمام جانوروں کی زبان جانتے ہیں، (مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 54، بصائر الدرجات 343/12 از زراره)۔

442- امام علی! ہمیں پرندوں کی گفتگو اور ہر شے کا علم دیا گیا جو خدا کا عظیم فضل ہے۔ (اثبات الوصیہ ص 160، اختصاص ص 193 از محمد بن مسلم)۔

443- علی بن ابی حمزہ! حضرت ابوالحسن کے غلاموں میں سے ایک شخص نے آکر حضرت سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا نوش فرمائیں؟

حضرت اٹھے اور اٹھ کر اس کے ساتھ گھر تک گئے، وہاں ایک تخت رکھا تھا، اس پر بیٹھ گئے، اس کے نیچے کبوتر کا ایک جوڑا تھا، نر نے مادہ سے کچھ باتیں کیں، صاحب خانہ دان، کھانا لانے چلا گیا اور جب پلٹ کر آیا تو حضرت مسکرانے لگے، اس نے عرض کی حضور ہمیشہ خوش رہیں اس وقت ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ یہ کبوتر کبوتری سے باتیں کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تو میری محبوبہ ہے اور مجھے کائنات میں اس شخص کے علاوہ تجھ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے! اس نے کہا کیا حضور اس کی باتیں سمجھتے ہیں! فرمایا بیشک ہمیں پرندوں کی گفتگو اور دنیا کی ہر شے کا علم دیا گیا ہے۔ (بصائر الدرجات 346/25، مختصر بصائر الدرجات ص 114، الخراج والخراج 2 ص 833/49 اختصاص ص 293)۔

434- علی بن اسباط! میں حضرت ابو جعفرؑ کے ساتھ کوفہ سے برآمد ہوا، آپ ایک خچر پر سوار تھے اور ایک بھیڑوں کے گلے کے قریب سے گزرے تو ایک بکری گلہ سے الگ ہو کر دوڑتی ہوئی آپ کے پاس شور مچاتی ہوئی آئی، آپ ٹھہر گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اس

کے چرواہے کو بلاؤں میں نے اسے حاضر کر دیا، آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ بکری تمہاری شکایت کر رہی ہے کہ اس میں دو آدمیوں کا حصہ ہے اور تو اس پر ظلم کر کے سارا دودھ دودھ لیتا ہے تو جب شام کو گھر واپس جائے گی تو مالک دیکھے گا کہ اس میں بالکل دودھ نہیں ہے اور اذیت کرے گا تو دیکھ خبردار آئندہ ایسا ظلم نہ کرنا ورنہ میں تیری بربادی کی بددعا کر دوں گا؟

اس نے فوراً توحید و رسالت کی گواہی کے ساتھ امام کے وصی رسول ہونے کا کلمہ پڑھ لیا اور عرض کیا کہ حضور کو یہ علم کہاں سے ملا ہے فرمایا ہم علم غیب و حکمت الہی کے خزانہ دار ہیں اور انبیاء کے وصی اور اللہ کے محترم بندے ہیں۔ (الثاقب فی المناقب 255/522)

445۔ عبد اللہ بن سعید! مجھ سے محمد بن علی بن عمر التتونی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت محمد بن علی کو ایک بیل سے بیات کرتے دیکھا جب وہ سر ہلارہا تھا تو میں نے کہا کہ میں اس طرح نہ مانوں گا جب تک اسے یہ حکم نہ دیں کہ وہ آپ سے کلام کرے؟
آپ نے فرمایا کہ ہمیں پرندوں کی گفتگو اور ہر شے کا علم دیا گیا ہے، اس کے بعد بیل کو حکم دیا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہے اس نے فوراً کہہ دیا اور آپ اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ (دلائل الامامة 40/356)۔

6۔ ماضی و مستقبل

446۔ امام علیؑ اگر قرآن مجید میں یہ آیت نہ ہوتی کہ ”اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الكتاب ہے، تو میں تمہیں تمام گذشتہ اور آئندہ قیامت تک ہونے والے حالات سے باخبر کر دیتا۔ (التوحید 305/1) ، امالی صدوق (ر) ص 280/1 الاختصاص ص 235، الاحتجاج 1 ص 610 بروایت اصغ

بن نباتہ، تفسیر عیاشی ص 215 / 59، قرب الاسناد 354 / 1266)۔

447- امام صادق! اے وہ خدا جس نے ہم کو تمام ماضی اور آئندہ کا علم دیا ہے اور انبیاء کے علم کا وارث بنایا ہے، ہم پر تمام گذشتہ امتوں کا سلسلہ ختم کیا ہے اور ہمیں وصایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ (بصائر الدرجات 129 / 3 بروایت معاویہ بن وہب)۔

448- معاویہ بن وہب! میں نے امام صادق کے دروازہ پر اجازت طلب کی اور اجازت ملنے کے بعد گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت مصلیٰ پر ہیں۔ میں تھہر گیا جب نماز تمام ہوگئی تو دیکھا کہ آپ نے مناجات شروع کر دی، ”اے وہ پروردگار جس نے ہمیں مخصوص کرامت عطا فرمائی ہے اور وصیت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ہم سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے اور ہمیں تمام ماضی اور مستقبل کا علم عطا فرمایا ہے اور لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف جھکا دیا ہے، خدا یا ہمیں اور ہمارے برادران ایمانی کو اور قبر حسین کے تمام زاروں کو بخش دے۔ (کافی ص 582 / 11، کامل الزیارات ص 116)۔

449- سیف تمار! میں ایک جماعت کے ساتھ امام صادق کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے تین مرتبہ خانہ کعبہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر میں موسیٰ اور خضر کے درمیان حاضر ہوتا تو دونوں کو بتاتا کہ میں ان سے بہتر جانتا ہوں اور وہ باتیں بتاتا جو ان کے پاس نہیں تھیں، اس لئے کہ موسیٰ اور خضر کو گذشتہ کا علم دیا گیا تھا۔ (انھیں مستقبل اور قیامت تک کے حالات کا علم نہیں دیا گیا تھا اور ہمیں یہ سب رسول اللہ سے وراثت میں ملا ہے۔) کافی ص 260 / 1، بصائر الدرجات 129 / 1، 230 / 4، دلائل الامامہ ص 280 / 218)۔

450- حارث بن المغیرہ امام صادق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے

فرمایا کہ میں آسمان و زمین کی تمام اشیاء جنت و جہنم کی تمام اشیاء، ماشی اور مستقبل کی تمام اشیاء کا علم رکھتا ہوں، اور پھر یہ کہہ کر خاموش ہو گئے جیسے سننے والے کو یہ بات بری معلوم ہو رہی ہے اور اس کی اس طرح وضاحت فرمائی کہ یہ سب مجھے کتاب خدا سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں ہر شے کا بیان پایا جاتا ہے۔ (کافی 1 ص 261 / 2، بصائر الدرجات 5 / 128، 6 / 128، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 249)۔

451۔ امام صادق! ہم اولاد رسول اس عالم میں پیدا ہوئے ہیں کہ ہمیں کتاب خدا، ابتدائے آفرینش اور قیامت تک کے حالات کا علم تھا، اور اس کتاب میں آسمان و زمین، جنت و جہنم، ماضی و مستقبل سب کا علم موجود ہے اور ہمیں اس طرح معلوم ہے جس طرح ہاتھ کی تھیلی، پروردگار کا ارشاد ہے کہ اس قرآن میں ہر شے کا بیان موجود ہے۔ (کافی 1 ص 61 / 8، بصائر الدرجات 2 / 197، 2 / 80 / 1، 20 / 80، روایت عبدالاعلیٰ بن اعین، تفسیر عیاشی 2 ص 266 / 65)۔

452۔ امام رضا! کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب کا اظہار صرف اپنے پسندیدہ بندوں پر کرتا ہے اور رسول اکرم اس کے پسندیدہ بندہ تھے اور ہم سب انھیں کے وارث ہیں جن کو خدا نے اپنے غیب پر مطلع فرمایا ہے اور تمام ماضی اور مستقبل کا علم دیا ہے (الخرائج والجرائح 1 ص 343 روایت محمد بن الفضل البہاشمی)۔

453، عبداللہ بن محمد البہاشمی! میں مامون کے دربار میں ایک دن حاضر ہوا تو اس نے مجھے روک لیا اور سب کو باہر نکال دیا، پھر کھانا منگوایا اور ہم دونوں نے کھایا، اور خوشبو لگائی، پھر ایک پردہ ڈال دیا اور مجھے حکم دیا کہ صاحب طوس کا مرثیہ سناؤ۔ میں نے شعر پڑھا۔

”خدا سر زمین طوس پر اور اس کے ساکن پر رحمت نازل کرے جو عترت مصطفیٰ میں تھا اور ہمیں رنج و غم دے کر رخصت ہو گیا“ مامون یہ سن کر رونے لگا اور مجھ سے کہا کہ عبد اللہ! میرے اور تمہارے گھرانے والے مجھے ملامت کرتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن الرضاؑ کو ولی عہد کیوں بنا دیا، سنو میں تم سے ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کر رہا ہوں، ایک دن میں نے حضرت رضاؑ سے کہا کہ میں آپ پر قربان، آپ کے آباء و اجداد موسیٰ بن جعفرؑ، جعفر بن محمدؑ، محمد بن علیؑ، علی بن الحسینؑ کے پاس تمام گذشتہ اور آئندہ قیامت تک کا علم تھا اور آپ انھیں کے وصی اور وارث ہیں اور آپ کے پاس انھیں کا علم ہے، اب مجھے ایک ضرورت ہے آپ سے حل کریں۔

فرمایا بتاؤ! میں نے کہا کہ یہ زاہر یہ میرے لئے ایک مسئلہ بن گئی ہے، میں اس پر کسی کنیز کو مقدم نہیں کر سکتا، لیکن یہ متعدد بار حاملہ ہو چکی ہے اور اس کا اسقاط ہو چکا ہے، اب پھر حاملہ ہے، اب مجھے کوئی ایسا علاج بتائیں کہ اب اسقاط نہ ہونے پائے۔

آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں، اس مرتبہ اسقاط نہیں ہوگا اور ایسا بچہ پیدا ہوگا جو بالکل اپنی ماں کی شبیہ ہوگا اور اس کی ایک انگلی داہنے ہاتھ میں زیادہ ہوگی اور ایک بائیں پیر میں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیشک خدا ہر شے پر قادر ہے۔

اس کے بعد زاہر یہ کے یہاں بالکل ویسا ہی بچہ پیدا ہوا جیسا حضرت رضاؑ نے فرمایا تھا تو بتاؤ اس علم و فضل کے بعد کس کو حق ہے کہ ان کو پرچم ہدایت قرار دینے پر میری ملامت کر سکے۔ (عیون اخبار الرضاؑ ص 223/43، الغیۃ الطوسی 74/81 روایت محمد بن عبد اللہ بن الحسن الافطس، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 333)۔

454- امام علیؑ! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جنہیں اموات، حوادث روزگار اور انساب کا علم عطا کیا گیا ہے کہ اگر ہم میں سے کسی ایک کو بھی پل پر کھڑا کر دیا جائے اور ساری امت کو گزار دیا جائے تو وہ ہر ایک کے نام اور نسب کو بتا سکتا ہے۔ (بصائر الدرجات 268/12 روایت اصبح بن بناتہ)۔

455- امام زین العابدینؑ! ہمارے پاس جملہ اموات اور حوادث کا علم ہے، حرف آخر ہمارا ہے اور انساب عرب اور موالیہ اسلام سب ہمیں معلوم ہیں، (بصائر الدرجات 266/3 روایت عبدالرحمان بن ابی بجران عن الرضاؑ 267/4 روایت عمار بن ہارون عن الباقرؑ، تفسیر فرات 396/527، الیقین 318/121 روایت زیاد بن المنذر عن الباقرؑ)۔

456- اسحاق بن عمار! میں نے عبد صالح کو اپنی موت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے سنا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ کیا یہ اپنے شیعوں کی موت کے بارے میں بھی جانتے ہیں، آپ نے غضبناک انداز سے میری طرف دیکھا اور فرمایا اسحاق! رشید ہجری کو اموات اور حوادث کا علم تھا تو امام تو اس سے اولیٰ ہوتا ہے۔

اسحاق، دیکھو جو کچھ کرنا ہے کر لو کہ تمہاری زندگی تمام ہو رہی ہے اور تم و سال کے اندر مر جاؤ گے اور تمہارے برادران اور اہل خانہ بھی تمہارے بعد چند ہی دنوں میں آپس میں منتشر ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے خیانت کریں گے یہاں تک کہ دشمن طعنے دیں گے، یہ تمہارے دل میں کیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ میں اپنے غلط خیالات کے بارے میں مالک کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔

اس کے بعد چند دن نہ گزرے تھے کہ اسحاق کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ بنی عمار نے لوگوں کے مال کے ساتھ قیام کیا اور آخر میں افلاس کا شکار

ہو گئے۔ (کافی 1 ص 484 / 7 ، بصائر الدرجات 265 / 13 ، دلائل الامامة 325 / 277 ، الخراج والجرائح 2 ص 712 ، 9)۔

457۔ امام رضاؑ نے عبداللہ بن جنذب کے خط میں لکھا کہ حضرت محمد اس دنیا میں پروردگار کے امین تھے، اس کے بعد جب ان کا انتقال ہو گیا تو ہم اہلبیتؑ ان کے وارث ہیں، ہم زمین خدا پر اس کے اسرار کے اماندار ہیں اور ہمارے پاس تمام اموات اور حوادث روزگار اور انساب عرب اور موالیہ اسلام کا علم موجود ہے۔ (تفسیر قمی 2 ص 104 ، مختصر بصائر الدرجات 174 ، بصائر الدرجات 267 / 5)۔

8۔ ارض و سماء

458۔ رسول اکرم! فضا میں کوئی پرندہ پر نہیں مارتا ہے مگر ہمارے پاس اس کا علم ہوتا ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 32 / 54 روایت داؤد بن سلیمان الفراء عن الرضاؑ ، صحیفۃ الرضاؑ 62 / 100 روایت احمد بن عامر الطائی عن الرضاؑ)۔

459۔ ابو حمزہ! میں نے امام باقرؑ کی زبان سے یہ سنا ہے کہ حقیقی عالم جاہل نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک شے کا عالم ہو اور ایک شے کا جاہل پروردگار اس بات سے اجل و ارفع ہے کہ وہ کسی بندہ کی اطاعت واجب کرے اور اسے آسمان و زمین کے علم سے محروم رکھے، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ (کافی 1 ص 262 / 6)۔

460۔ امام صادقؑ! پروردگار اس بات سے اجل و اعلیٰ ہے کہ وہ کسی بندہ کو بندوں پر حجت قرار دے اور پھر آسمان و زمین کے اخبار کو پوشیدہ رکھے۔ (بصائر الدرجات 126 / 6 روایت صفوان)۔

461۔ امام صادقؑ! اللہ کی حکمت اور اس کے کرم کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ایسے بندہ

کی اطاعت واجب قرار دے جس سے آسمان و زمین کے صبح و شام کو پوشیدہ رکھے۔ (بصائر الدرجات 125/5 روایت مفصل بن عمر)۔

9- حوادث روز و شب

462- سلمہ بن محرز! میں نے امام باقرؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے علوم میں تفسیر قرآن و احکام قرآن، علم تغیرات و حوادث زمانہ سب شامل ہیں پروردگار جب کسی قوم کے لئے خیر چاہتا ہے تو انھیں سنا دیتا ہے اور اگر کسی ایسے کو سنا دے جو سنا نہیں چاہتا ہے تو منہ پھیر لے گا جیسے کہ سنا ہی نہیں ہے، یہ کہہ کر خاموش ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا اگر مناسب ظرف اور مطمئن ماحول مل جاتا تو میں اور کچھ بیان کرتا لیکن فی الحال اللہ ہی سے طلب امداد کر رہا ہوں۔

463- ضریس۔ ہم اور ابوبصیر امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوبصیر نے علم اہلبیتؑ کے بارے میں سوال کیا اور آپ نے فرمایا کہ ہمارا عالم خاص غیبت کا علم نہیں رکھتا ہے اور اگر خدا اس کے حوالہ کر دیتا تو تمہارا ہی جیسا ہوتا لیکن اسے دن کو رات کی باتیں بتادی جاتی ہیں اور رات کو دن کے امور سے آگاہ کر دیا جاتا ہے اور یونہی قیامت تک کے حالات سے باخبر کر دیا جاتا ہے۔ (مختصر بصائر الدرجات 113)۔ (بصائر الدرجات 325/2، الخرائج والجرائح 2 ص 831/47)۔

464- حمران بن الحسین! میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا..... کیا آپ کے پاس توریت، انجیل، زبور، صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ کا بھی علم ہے؟
فرمایا بیشک!

میں نے عرض کیا کہ یہ تو بہت بڑا علم ہے، فرمایا حمران! شب و روز پیدا ہونے

والے حوادث کا علم بھی ہمارے پاس ہے اور یہ اس سے عظیم تر ہے، وہ ماضی ہے اور یہ مستقبل۔ (بصائر الدرجات 140/5)۔

465- محمد بن مسلم! میں نے امام صادق سے عرض کیا کہ میں نے ابو الخطاب کی

زبانی ایک بات سنی ہے؟

فرمایا وہ کیا ہے؟

میں نے عرض کی، ان کا کہنا ہے کہ آپ حضرات حلال و حرام اور قضا یا کو فیصل کرنے کا علم رکھتے ہیں۔

آپ خاموش ہو گئے۔ پھر جب میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا، دیکھو محمد! یہ علم قرآن اور علم حلال و حرام اس علم کے پہلو بہ پہلو ہے جو ہمارے پاس حوادث روز و شب کے بارے میں ہے۔ (بصائر الدرجات 394/11، اختصا ص 314)۔

466- امام صادق ہمارے یہاں کوئی رات ایسی نہیں آتی ہے جب ساری

کائنات کا اور اس کے حوادث کا علم نہ ہو، ہمارے پاس جنات کا بھی علم اور ملائکہ کے خواہشات کا بھی علم ہے۔ (کامل الزیارات 328 روایت عبداللہ بن بکر الارجانی)۔

منشاء علوم

1- تعلیم پینمبر اسلام

467- امام علیؑ! میں جب رسول اکرم سے کسی علم کا سوال کرتا تھا تو مجھے عطا فرما دیتے تھے اور اگر خاموش رہ جاتا تھا تو از خود ابتدا فرماتے تھے۔ (سنن ترمذی 5 ص 637 / 3722 / 640 / 3729، مستدرک حاکم 3 ص 135، 4630، اسد الغابہ 4 ص 104، خصائص نسائی 221، / 119، امالی صدوق (ر) 202 / 13 روایت عبداللہ بن عمرو بن ہند الحلی العمدة 283 / 461، کافی 1 ص 64 / 1 احتجاج 1 ص 616 / 139، روضة الواعظین ص 308، غرر الحکم 3779، 7236، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 45-

468- محمد بن عمر بن علیؑ! امام علیؑ سے دریافت کیا گیا کہ تمام اصحاب میں سب سے زیادہ احادیث رسول آپ کے پاس کیوں ہیں؟ تو فرمایا کہ میں جب حضرت سے سوال کرتا تھا تو مجھے باخبر کر دیا کرتے تھے اور جب چپ رہتا تھا تو از خود ابتدا فرماتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ 2 ص 338، الصواعق المحرقة ص 123، تاریخ الخلفاء ص 202)۔

469- ام سلمہ! جبریل امین جو کچھ رسول اکرم کے حوالہ کرتے تھے حضرت اسے علیؑ کے حوالہ کر دیا کرتے تھے۔ (مناقب ابن المغازی ص 253 / 302)۔

470- امام علیؑ! اصحاب میں ہر ایک کو جرات اور توفیق بھی نہ ہوتی تھی کہ رسول

اکرم سے کلام کر سکیں، سب انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی دیہاتی یا مسافر آ کر در یافت کرے تو وہ بھی سن لیں، لیکن میرے سامنے جو مسئلہ بھی آتا تھا میں اس کے بارے میں سوال کر لیتا تھا اور اسے محفوظ کر لیتا تھا۔ (نہج البلاغہ خطبہ ص 210)۔

471۔ امام علیؑ! جب بعض اصحاب نے کہا کہ کیا آپ کے پاس علم غیب بھی ہے؟ تو مسکرا کر اس مرد کلبی سے فرمایا کہ یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ صاحب علم سے استفادہ ہے، علم غیب سے مراد قیامت کا علم ہے اور ان کا علم ہے جن کا ذکر سورہ لقمان کی آیت 14 میں ہے۔

”بیشک خدا کے پاس قیامت کا علم ہے، اور وہی بارش کے قطرے برساتا ہے اور وہی پیٹ کے اندر بچہ کے حالات جانتا ہے اور کسی نفس کو نہیں معلوم کہ کل کیا حاصل کرے گا اور نہ یہ معلوم ہے کہ کس سرزمین پر موت آئے گی۔“

پروردگار ان تفصیلات کو جانتا ہے کہ پیٹ کے اندر لڑکا ہے یا لڑکی، پھر وہ حسین ہے یا بد صورت، پھر سخی ہے یا بخیل، پھر شقی ہے یا نیک بخت، پھر جہنم کا کندہ بنے گا یا جنت میں انبیاء کا رفیق، یہ وہ علم غیب ہے جسے پروردگار کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے، اس کے علاوہ جس قدر بھی علم ہے اسے مالک نے اپنے نبی کو تعلیم کیا ہے اور انھوں نے میرے حوالہ کر دیا ہے اور میرے حق میں دعا کی ہے کہ میرے سینہ میں محفوظ ہو جائے۔ اور میرے پہلو سے نکل کر باہر نہ جانے پائے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ص 128)۔

472۔ امام علیؑ! اہلبیت پیغمبر مالک کے راز کے محل، اس کے امر کی پناہ گاہ، اس کے علم کا ظرف، اس کے حکم کا مرجع، اس کی کتابوں کی آماجگاہ، اور اس کے دین کے پہاڑ میں، انھیں کے ذریعہ اس نے دین کی ہر کجی کو سیدھا کیا ہے اور اس کے جوڑ بند کے عرشہ کو دور کیا

ہے۔ (سج البلاغہ خطبہ ص 2)۔

473۔ امام باقر! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جنہیں مالک کے علم سے علم ملا ہے اور اس کے حکم سے ہم نے اخذ کیا ہے اور قول صادق سے سنا ہے تو اگر ہمارا اتباع کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے، (مختصر بصائر الدرجات ص 63، بصائر الدرجات 34/514 روایت جابر بن یزید)۔

474۔ امام صادق! حضرت علیؑ بن ابی طالب کا علم رسول اللہ کے علم سے تھا اور ہم نے ان سے حاصل کیا ہے۔ (اختصاص ص 279، بصائر الدرجات 1/295 روایت ابو یعقوب الاحول)۔

2- اصول علم

475۔ امام علیؑ! ہم اہلبیتؑ کے پاس علم کی کنجیاں، حکمت کے ابواب، مسائل کی روشنی اور حرف فصیل ہے۔ (محاسن 1 ص 316/629 روایت ابو الطفیل، بصائر الدرجات 10/364)۔

476۔ امام باقر! اگر ہم لوگوں کے درمیان ذاتی رائے اور خواہش سے فتویٰ دیتے تو ہم بھی ہلاک ہو جاتے، ہمارے فتاویٰ کی بنیاد آثار رسول اکرم اور اصول علم ہیں جو ہم کو بزرگوں سے وراثت میں ملے ہیں اور ہم انہیں اس طرح محفوظ کئے ہوئے ہیں جس طرح اہل دنیا سونے چاندی کے ذخیروں کو محفوظ کرتے ہیں۔ (بصائر الدرجات 4/300 روایت جابر، الاختصاص 280 روایت جابر بن یزید)۔

477۔ امام صادق! اگر پروردگار نے ہماری اطاعت واجب نہ کی ہوتی اور ہماری مودت کا حکم نہ دیا

ہوتا تو نہ ہم تم کو اپنے دروازہ پر کھڑا کرتے اور نہ گھر میں داخل ہونے دیتے، خدا گواہ ہے کہ ہم نہ اپنی خواہش سے بولتے ہیں ورنہ اپنے رائے سے فتویٰ دیتے ہیں، ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار نے کہا ہے اور جس کے اصول ہمارے پاس ہیں اور ہم نے انھیں ذخیرہ بنا کر رکھا ہے جس طرح یہ اہل دنیا سونے چاندی کے ذخیرہ رکھتے ہیں۔ (بصائر الدرجات 301/10 روایت محمد بن شریح)۔

478- محمد بن مسلم! امام جعفر صادق نے فرمایا کہ رسول اکرم نے لوگوں کو بہت کچھ عطا فرمایا ہے لیکن ہم اہلبیت کے پاس تمام علوم کی اصل، ان کا سرا، ان کی روشنی اور ان کا وہ وسیلہ ہے جس سے علوم کو برباد ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔ (اختصاص ص 308، بصائر الدرجات 313/6)۔

3- کتب انبیاء

479- امام صادق! ہمارے پاس موسیٰ کی تختیاں اور ان کا عصا موجود ہے اور ہمیں تمام انبیاء کے وارث ہیں۔ (کافی 1 ص 231/2، بصائر الدرجات 183/34، اعلام الوریٰ ص 277 روایت ابو حمزہ الثمالی)۔

480- ابو بصیر! امام صادق نے فرمایا کہ اے ابو محمد! پروردگار نے کسی نبی کو کوئی ایسی چیز نہیں دی ہے جو حضرت محمد کو نہ دی ہو، انھیں تمام انبیاء کے کمالات سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمارے پاس وہ سارے صحیفے موجود ہیں جنہیں ”صحف ابراہیم“ و موسیٰ کہا گیا ہے۔

میں نے عرض کی کیا یہ تختیاں ہیں؟ فرمایا بیشک۔ (کافی 1 ص 225/5، بصائر الدرجات 136/5)۔

481- امام کاظمؑ! بریہ سے گفتگو کرتے ہوئے جب اس نے سوال کیا کہ آپ کا توریت و انجیل اور کتب انبیاء سے کیا تعلق ہے؟ فرمایا وہ سب ہمارے پاس ان کی وراثت میں محفوظ ہیں اور ہم انھیں اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح ان انبیاء نے پڑھا تھا، پروردگار کسی ایسے شخص کو زمین میں اپنی حجت نہیں قرار دے سکتا جس سے سوال کیا جائے تو وہ جواب میں کہدے کہ مجھے نہیں معلوم ہے۔ (کافی 1 ص 227/2 روایت ہشام بن الحکم)۔

482- امام صادق! رسول اکرم تک صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ پہنچائے گئے تو آپ نے حضرت علیؑ کو ان کا امین بنا دیا اور انھوں نے حضرت حسنؑ کو بنایا اور انھوں نے حضرت حسینؑ کو بنایا اور انھوں نے حضرت علیؑ بن الحسینؑ کو بنایا۔ اور انھوں نے حضرت محمد بن علیؑ کو بنایا اور انھوں نے مجھے بنایا۔ چنانچہ وہ سب میرے پاس رہے یہاں تک کہ میں نے اپنے اس فرزند کو کسمنی ہی میں امانتدار بنا دیا اور وہ سب اس کے پاس محفوظ ہیں۔ (الغیۃ النعمانی 325/2، رجال کشی 2 ص 643/663 روایت فیض بن مختار)۔

483- عبداللہ بن سنان نے امام صادق سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سے اس آیت کریمہ ”لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر“ کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ زبور اور ذکر کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ذکر اللہ کے پاس ہے اور زبور وہ ہے جس کو داؤد پر نازل کیا گیا ہے اور ہر نازل ہونے والی کتاب، علم کے پاس محفوظ ہے اور ہم اہل علم ہیں۔ (کافی 1 ص 225/6، بصائر الدرجات 136/6)۔

4- کتاب امام علیؑ

484- ام سلمہ! رسول اکرم نے علیؑ کو اپنے گھر میں بٹھا کر ایک بکری کی کھال طلب کی اور علیؑ نے اس پر اول سے آخر تک لکھ لیا۔ (الامامۃ والتبصرہ 174/28 مدینۃ المعاجز

2 ص 248 / 529، بصائر الدرجات 163 / 4)۔

485۔ ام سلمہ! رسول اکرم نے ایک کھا طلب کر کے علی بن ابی طالب کو دی اور حضرت بولتے رہے اور علیؑ لکھتے رہے یہاں تک کہ کھال کا ظاہر، باطن، سب پڑ ہو گیا۔ (ادب الاملاء والاستملاء سمعانی ص 12)۔

486۔ امام صادق! رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو طلب کیا اور ایک دفتر منگوایا اور پھر سب کچھ لکھوادیا۔ (الاختصاص ص 275 روایت حنان بن سدیر)۔

487۔ امام علیؑ! علم ہمارے گھر میں ہے اور ہم اس کے اہل میں اور وہ ہمارے پاس اور سے آخر تک سب موجود ہے اور قیامت تک کوئی ایسا حادثہ ہونے والا نہیں ہے جسے رسول اکرم نے حضرت علیؑ کے خط سے لکھوانہ دیا ہو یہاں تک کہ خراش لگانے کا تاوان بھی مذکور ہے۔ (الاحتجاج 2 ص 63 / 155 روایت ابن عباس)۔

488۔ امام حسنؑ! جب آپ سے تجارت کے معاملہ میں خیار کے ذیل میں حضرت علیؑ کی رائے دریافت کی گئی تو آپ نے ایک زرد رنگ کا صحیفہ نکالا جس میں اس مسئلہ میں حضرت علیؑ کی رائے کا ذکر تھا۔ (العلل ابن حنبل 1 ص 346 / 639)۔

489۔ امام باقرؑ! کتاب علیؑ میں ہر وہ شے موجود ہے جس کی کبھی ضرورت پڑ سکتی ہے، یہاں تک کہ خراش کا تاوان اور ارش کا ذکر بھی موجود ہے۔ (بصائر الدرجات 164 / 5، روایت عبداللہ بن میمون)۔

490۔ امام محمدؑ باقر! رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جو کچھ میں بول رہا ہوں تم لکھتے جاؤ..... عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو میرے بھول جانے کا خطرہ ہے؟ فرمایا تمہارے بارے میں نسیان کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ

تمہیں حافظہ عطا کرے اور نسیان سے محفوظ رکھے لیکن پھر بھی تم لکھو تا کہ تمہارے ساتھیوں کے کام آئے۔

میں نے عرض کی حضور یہ میرے شرکاء اور ساتھی کون ہیں؟ فرمایا تمہاری اولاد کے ائمہ جن کے ذریعہ سے میری امت پر بارش رحمت ہوگی اور ان کی دعا قبول کی جائے گی اور بلاؤں کو دفع کیا جائے گا اور آسمان سے رحمت کا نزول ہوگا، ان میں اول یہ حسن ہیں، اس کے بعد حسین اور پھر ان کی اولاد کے ائمہ (امالی صدق (ر) 327/1، کمال الدین 206/21، بصائر الدرجات 167/22، روایات ابوالطفیل)۔

491۔ عذرا الصیرفی! میں حکم بن عتیبہ کے ساتھ امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو حکم نے حضرت سے سوالات شروع کر دیے اور وہ ان کا احترام کیا کرتے تھے ایک مسئلہ پر دونوں میں اختلاف ہو گیا تو آپ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ ذرا کتاب علیؑ تو لے کر آؤ۔ وہ ایک لپٹی ہوئی عظیم کتاب لے آئے اور حضرت اسے کھول کر پڑھنے لگے، یہاں تک کہ وہ مسئلہ نکال لیا اور فرمایا یہ حضرت علیؑ کا خط ہے اور رسول اللہ کا املاء ہے۔

اور پھر حکم کی طرف رخ کر کے فرمایا اے ابو محمد! تم یا سلمہ یا ابوالمقدام جد ہر چاہو مشرق و مغرب میں چلے جاؤ، خدا کی قسم اس قوم سے زیادہ محکم کہیں نہ پاؤ گے جس کے گھر میں جبریل کا نزول ہوتا تھا۔ (رجال نجاشی 2 ص 261/967)۔

492۔ امام باقرؑ! ہم نے کتاب علیؑ میں رسول اکرم کا یہ ارشاد دیکھا ہے کہ جب لوگ زکوٰۃ روک لیں گے تو زمین بھی اپنی برکتوں کو روک لے گی۔ (کانی 3 ص 505/17 روایت ابو حمزہ)۔

493۔ محمد بن مسلم! مجھے حضرت امام باقرؑ نے وہ صحیفہ پڑھوایا جس میں میراث

کے مسائل درج تھے اور اسے رسول اکرم نے املاء کیا تھا اور حضرت علیؑ نے لکھا تھا اور اس میں یہ تصریح تھی کہ سہام میں عول واقع نہیں ہو سکتا ہے اور حصے اصل مال سے زیادہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ (تہذیب 9 ص 247/5959)۔

494۔ ابوالجارد نے امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کا آخری وقت آیا تو آپ نے اپنی دختر فاطمہ بنت الحسینؑ کو بلا کر ایک ملفوف کتاب اور ایک ظاہری وصیت عنایت کی اور اس وقت حضرت علی بن الحسینؑ شدید بیماری کے عالم میں تھے، اس لئے جناب فاطمہؑ نے بعد میں ان کے حوالہ کر دیا اور وہ بعد میں ہمارے پاس آ گئی۔

میں نے عرض کی میں آپ پر قربان، آخر اس کتاب میں ہے کیا؟ فرمایا ہر وہ شے جس کی اولاد آدم کو ابتدائے خلقت سے فناء دنیا تک ضرورت ہو سکتی ہے، خدا کی قسم اس میں تمام حدود کا ذکر ہے یہاں تک کہ خراش لگانے کا تاوان لکھ دیا گیا ہے۔ (کافی 1 ص 303/1، بصائر الدرجات 48/9، الامامة والتبصرہ 197/51، آخر الذکر و کتابوں میں وصیت ظاہر اور وصیت باطن کا ذکر ہے)۔

495۔ عبدالملک! امام محمد باقرؑ نے اپنے فرزند امام صادقؑ سے کتاب علیؑ کا مطالبہ کیا تو حضرت جا کر لے آئے، وہ کافی ضخیم لپیٹی ہوئی تھی اور اس میں لکھا بھی تھا کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اسے مرد کی جائیداد میں سے حصہ نہیں ملے گا..... اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ واللہ اس کتاب کو حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور رسول اللہ نے املاء کیا ہے۔ (بصائر الدرجات 165/14)۔

496۔ یعقوب بن میثم التمار (غلام امام زین العابدینؑ) کا بیان ہے کہ میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی، فرزند رسول! میں نے اپنے والد کی کتابوں

میں دیکھا ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے میرے والد میثم سے فرمایا تھا کہ میں نے محمد رسول اکرم سے سنا ہے کہ آپ نے آیت مبارکہ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریہ کے ذیل میں میری طرف رخ کر کرے فرمایا تھا کہ یا علی! یہ تم اور تمہاری شیعہ ہیں اور تم سب کا آخری موعود حوض کوثر ہے، جہاں سب روشن پیشانی کے ساتھ سرمہ لور لگائے، تاج کرامت سر پر رکھے ہوئے حاضر ہوں گے۔

تو حضرت نے فرمایا کہ بیشک ایسا ہی کتاب علیؑ میں بھی لکھا ہے۔ (امالی طوسی (ر)

405/909 تاویل الآیات الظاہرہ ص 801، البرہان 4 ص 490/2)۔

497۔ امام صادق! ہمارے پاس وہ علمی ذخیرہ ہے کہ ہم کسی کے محتاج نہیں ہیں

اور تمام لوگ ہمارے محتاج ہیں، ہمارے پاس ایک کتاب ہے جسے رسول اکرم نے املاء کیا ہے اور حضرت علیؑ نے لکھا ہے۔ یہ وہ صحیفہ ہے جس میں سارے حلال و حرام کا ذکر ہے اور تم ہمارے سامنے کوئی امر بھی لے آؤ، اگر تم نے لے لیا ہے تو ہمیں وہ بھی معلوم ہے اور اگر چھوڑ دیا ہے تو اس کا بھی علم ہے۔ (کافی 1 ص 241/6 روایت بکر بن کرب الصیرفی)۔

498۔ امام صادق! رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو ایک صحیفہ عنایت فرمایا جس پر

بارہ مہریں لگی ہوئی تھیں اور فرمایا کہ پہلی مہر کو توڑو اور اس پر عمل کرو پھر امام حسنؑ سے فرمایا کہ تم دوسری مہر کو توڑو اور اس پر عمل کرو، پھر حضرت حسینؑ سے فرمایا کہ تم تیسری مہر کو توڑو اور اس پر عمل کرو، پھر فرمایا کہ اولاد حسینؑ میں ہر ایک کا فرض ہے کہ ایک ایک کو توڑے اور اس پر عمل کرے۔ (الغیبۃ النعمانی 54/4 روایت یونس بن یعقوب)۔

499۔ معلیٰ بن خنیس! میں امام صادق کی خدمت میں حاضر تھا کہ محمد بن عبداللہ

بن الحسن بن الحسن بن علیؑ آگئے اور حضرت کو سلام کر کے چلے گئے تو حضرت کی آنکھوں میں

آنسو آگئے، میں نے عرض کی حضور آج تو بالکل نئی بات دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا مجھے اس لئے رونا آ گیا کہ آنکھوں ایسے امر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو ان کا حق نہیں ہے، میں نے کتاب علیؑ میں ان کا ذکر نہ خلفاء میں دیکھا ہے اور نہ بادشاہوں میں۔ (کافی 8 ص 395، 594، بصائر الدرجات 168 / 1) واضح رہے کہ بصائر میں ان کا نام محمد بن عبداللہ بن حسن درج کیا گیا ہے۔

500- عبدالرحمان بن ابی عبداللہ! میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا کہ اگر مرد و عورت دونوں کے جنازے جمع ہو جائیں تو کیا کرنا ہوگا؟ فرمایا کہ کتاب علیؑ میں یہ ہے کہ مرد کا جنازہ مقدم کیا جائے گا۔ (کافی 3 ص 175 / 6، استبصار 1 ص 472 / 1826-501- امام صادق! کتاب علیؑ میں اس امر کا ذکر ہے کہ کتے کی دیت 40 درہم ہوتی ہے، (خصال 539 / 9 روایت عبدالاعلیٰ بن الحسین)۔

5- مصحف فاطمہؑ

502- ابوبصیر نے امام صادقؑ کی زبانی نقل کیا ہے کہ ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے اور تم کیا جانو کہ وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی حضور یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ ایک صحیفہ ہے جو حتم میں اس قرآن کا تین گنا ہے اور اس قرآن کا کوئی حرف اس میں شامل نہیں ہے۔ (کافی 1 ص 239 / 1)۔

503- امام صادق! مصحف فاطمہؑ وہ ہے جس میں اس کتاب خدا کی کوئی شے نہیں ہے بلکہ یہ ایک صحیفہ ہے جس میں وہ الہامات الہیہ ہیں جو بعد وفات پیغمبر جناب فاطمہؑ کو عنایت کئے گئے تھے۔ (بصائر الدرجات 159 / 27 روایت ابو حمزہ)۔

504- امام صادقؑ نے ولید بن صبیح سے فرمایا کہ ولید! میں نے مصحف فاطمہؑ کو

دیکھا ہے۔ اس میں فلاں کی اولاد کے لئے جو تئوں کی گرد سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ (بصائر الدرجات 161/32)۔

505- حماد بن عثمان! میں نے امام صادقؑ سے سنا ہے کہ 128ء میں زندیقوں کا دور دورہ ہوگا اور یہ بات میں نے مصحف فاطمہؑ میں دیکھی ہے۔
میں نے عرض کی حضور یہ مصحف فاطمہؑ کیا ہے؟ فرمایا کہ رسول اکرم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہؑ بے حد محزون و مغموم تھیں اور اس غم کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا تھا تو پروردگار عالم نے ایک ملک کو ان کی تسلی اور تسکین کے لئے بھیج دیا جو ان سے باتیں کرتا تھا۔ انھوں نے اس امر کا ذکر امیر المومنینؑ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب جب کوئی آئے اور اس کی آواز سنائی دے تو مجھے مطلع کرنا۔ تو میں نے حضرت کو اطلاع دی اور آپ نے تمام آوازوں کو محفوظ کر لیا اور اس طرح ایک صحیفہ تیار ہو گیا۔ پھر فرمایا اس میں حلال و حرام کے مسائل نہیں ہیں بلکہ قیامت تک کے حالات کا ذکر ہے۔ (کافی 1 ص 240/2، بصائر الدرجات 157/18، کافی 1 ص 238، باب ذکر صحیفہ و جعفر و جامعہ و مصحف فاطمہؑ اور بصائر الدرجات، باب صحیفہ جامعہ و باب الکتب و باب اعطاء و جامعہ و مصحف فاطمہؑ، بحار الانوار 26 باب جہالت علوم ائمہ و کتب ائمہ، روضۃ الواعظین ص 232)۔

6- جامعہ

506- ابو بصیر امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا اے ابو محمد! ہمارے پاس جامعہ ہے اور تم کیا جانو کہ یہ جامعہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی حضور بتادیں کہ کیا ہے؟

فرمایا کہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول رسول اکرم کے ہاتھوں سے ستر ہاتھ ہے اور

اس میں وہ سب کچھ ہے جسے حضرتؑ نے فرمایا ہے اور حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، اس میں تمام حلال و حرام اور مسائل انسانیہ کا ذکر ہے یہاں تک کہ خراش کا تاوان تک درج ہے یہ جان قربان، آپ کو اجازت کی کیا ضرورت ہے، حضرت نے میرا ہاتھ دیا اور فرمایا کہ اس عمل کا تاوان بھی اس کے اندر موجود ہے۔

میں نے عرض کی حضور یہ تو واقعاً علم ہے!

فرمایا بیشک یہ علم ہے لیکن یہ وہ علم نہیں ہے؟ (کافی 1 ص 239 / 1، بصائر

الدرجات 143 / 4)۔

507۔ ابو عبیدہ! ایک شخص نے امام صادق سے علم جعفر کے بارے میں سوال کیا تو

آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بیل کی کھال ہے جس میں سارا علم بھرا ہوا ہے عرض کی اور جامعہ؟

فرمایا یہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول ستر ہاتھ ہے، کھال پر لکھا گیا ہے اور اس میں

لوگوں کے تمام مسائل حیات کا حل موجود ہے یہاں تک کہ خراش بدن کا تاوان تک لکھا ہوا

ہے۔ (کافی 1 ص 241 / 5، بصائر الدرجات 153 / 6)۔

508، امام صادق! جامعہ تک آ کے ابن شبرمہ کا علم بھٹک گیا، یہ رسول اللہ کا املاء

ہے اور امیر المؤمنین کی تحریر، جامعہ نے کسی شخص کے لئے مجال سخن نہیں چھوڑی ہے اور اس

میں سارا حلال و حرام موجود ہے۔

مولف! مذکورہ روایات میں جامعہ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں، یہی

اوصاف روایات میں کتاب علیؑ کے بھی ہیں لہذا عین ممکن ہے کہ جامعہ کتاب علیؑ ہی کا دوسرا

نام ہو۔ (واللہ العالم)۔

509۔ ابو بصیر! امام صادق نے فرمایا کہ ہمارے پاس جعفر ہے اور لوگ کیا جانیں

کہ جعفر کیا ہے؟ میں نے عرض کی حضور! ارشاد فرمائیں فرمایا ایک کھال کا ظرف ہے جس میں تمام انبیاء و اوصیاء کے علوم ہیں اور بنی اسرائیل کے علماء کا علم بھی ہے؟

میں نے عرض کی حضور یہ تو واقعاً علم ہے! فرمایا بیشک لیکن یہ وہ علم نہیں ہے جو ہمارے پاس ہے۔ (کافی 1 ص 239/1)۔

510- حسین بن ابی العلاء! میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ ہمارے پاس جعفر

ابيض ہے۔!

تو میں نے عرض کی کہ حضور! اس میں کیا ہے؟

فرمایا زبور داؤد، توریت موسیٰ، انجیل عیسیٰ، صحف ابراہیم اور جملہ حلال و حرام جو مصحف فاطمہ اور قرآن مجید نہیں ہیں، اس میں لوگوں کے ان تمام مسائل کا ذکر ہے جن میں لوگ ہمارے محتاج ہیں اور ہم کسی کے محتاج نہیں ہیں، اس میں کوڑا، نصف، ربح، خراش تک کا ذکر ہے۔ (کافی 1 ص 240/3، بصائر الدرجات 150/1)۔

511- امام رضاؑ نے علامات امام کے ذیل میں فرمایا کہ امام کے پاس جعفر اکبر و

اصغر ہوتا ہے جو بکری اور بھیڑ کی کھال پر ہے اور اس میں کائنات کے تمام علوم یہاں تک کہ خراش کے تاوان تک کا ذکر ہے اور کوڑے نصف، ربح کا بھی ذکر ہے اور امام کے پاس مصحف فاطمہ بھی ہوتا ہے۔ (الفقیہ 4 ص 419/5914 روایت حسن بن فضال)۔

7 حقیقت جعفر

علم جعفر کی حقیقت اور اس کے مفہوم کے بارے میں علماء اعلام میں سچید اختلاف پایا جاتا ہے اور ہر شخص نے ایک نئے انداز سے اسکی تشریح و تفسیر کی ہے جس کے تفصیلات کی یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے، خلاصہ روایات یہ ہے کہ علم جعفر اوصیاء پیغمبر اسلام کے علوی کی

بنیادوں میں شمار ہوتا ہے اور اس سے مراد وہ صندوق ہے جس میں تمام انبیاء سابقین کے صحیفے، رسول اکرم امیر المؤمنینؑ، جناب فاطمہؑ کے کتب و رسائل اور رسول اکرم کے اسلحے محفوظ ہیں، اس کو جفرا بیض اور جفرا حمر بھی کہا جاتا ہے اور درحقیقت یہ ایک کتب خانہ اور خزانہ ہے جو اہلبیتؑ کے خصوصیات میں ہے اور انھیں کو یکے بعد دیگرے وراثت میں ملتا ہے، اور آج ام حجت العصرؑ کے پاس محفوظ ہے۔ (کافی 1 ص 240/3، بحار 26 ص 18/1، 26/37، 47، 68/26، 52، 26/313/7)۔

کیفیت علوم اہلبیتؑ

1- اذ اشأوا علموا

520- امام صادق! امام جب جس چیز کو جاننا چاہتا ہے جان لیتا ہے (کافی 1 ص 258/1، بصائر الدرجات 3/315 روایات ابوالریح و روایت دوم از یزید بن فرقد النہدی)۔ 521- عمار الساباطی! میں نے امام صادق سے دریافت کیا کہ کیا امام کے پاس غیب کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا جب وہ کسی شے کو جاننا چاہتا ہے تو پروردگار اسے علم عطا کر دیتا ہے۔ (کافی 1 ص 217/4، بصائر الدرجات 4/315، اختصا ص 286)۔

522- امام ہادی! پروردگار نے کسی شخص کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کیا مگر جس رسول

کو اس نے پسند فرمایا، تو جو کچھ رسول اکرم کے پاس تھا وہ بھی عالم (امام) کے پاس ہے اور جس پر پروردگار نے اسے مطلع کیا اس کی اطلاع بھی ان کے اوصیاء کے پاس ہے تاکہ زمین حجت خدا سے خالی نہ رہے جس کا علم اس کے یہاں کی صداقت اور اس کی عدالت کے جواز کی دلیل ہے۔ (کشف الغمہ 3 ص 177 روایت فتح بن یزید البحر جانی)۔

2۔ بست و کشاد

523۔ امام صادقؑ۔ ہمارے علم و عدم علم کی بنیاد خدائی بست و کشاد پر ہے وہ جب چاہتا ہے ہم جان لیتے ہیں اور وہ نہ چاہے تو نہیں جان سکتے ہیں امام دوسرے افراد کی طرح پیدا بھی ہوتا ہے، صحت مند اور بیمار بھی ہوتا ہے۔ کھاتا پیتا بھی ہے، اس کے یہاں بول و براز بھی ہوتا ہے، وہ خوش اور رنجیدہ بھی ہوتا ہے، وہ ہنستا اور روتا بھی ہے، وہ مرتا اور دفن بھی ہوتا ہے اور اس کے علم میں اضافہ بھی ہوتا ہے لیکن اس کا امتیاز دو چیزوں میں ہے، ایک علم اور ایک قبولیت دعا، امام تمام حوادث کی ان کے وقوع سے پہلے اطلاع دے سکتا ہے کہ اس کے پاس رسول اکرم کا عہد ہوتا ہے جو اسے وراثت میں ملتا ہے۔ (خصال 528/3)۔

524۔ معمر بن خلاد! ایک مرد فارس نے امام ابوالحسنؑ سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرات غیب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا خدا ہمارے لئے علم کو کشادہ کر دیتا ہے تو سب کچھ جان لیتے ہیں لیکن وہ روک دے تو کچھ نہیں جان سکتے ہیں، یہ ایک راز خدا ہے جو اس نے جبریل کے حوالہ کیا اور جبریل نے پیغمبر اسلام تک پہنچا دیا اور انھوں نے جس کے چاہا حوالہ کر دیا۔ (کافی 1 ص 256/1)۔

3۔ اضافہ علم

525۔ زرارہ! میں نے امام محمدؑ باقر کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر پروردگار

ہمارے علم میں مسلسل اضافہ نہ کرتا رہتا تو وہ بھی ختم ہو جاتا۔ میں نے عرض کی تو کیا آپ حضرات کو رسول اکرم سے بھی زیادہ دیدیا جاتا ہے؟ فرمایا خدا جب بھی دینا چاہتا ہے تو پہلے رسول اکرم پر پیش کرتا ہے اس کے بعد ائمہ کو ملتا ہے اور اسی طرح ہم تک پہنچا ہے۔ (کافی 1 ص 255/3، اختصاص ص 312، بصائر الدرجات 8/394)۔

526۔ ابو بصیر! میں نے امام صادق کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر ہمارے علم میں مسلسل اضافہ نہ ہوتا تو اب تک خرچ ہو چکا ہوتا۔

میں نے عرض کی کہ کیا اس شے کا اضافہ ہوتا ہے جو رسول اکرم کے پاس نہ تھی؟ فرمایا کہ جب خدا کو دینا تھا تو پہلے رسول اکرم کو باخبر کیا، اس کے بعد حضرت علیؑ اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے ائمہ کو، یہاں تک کہ معاملہ صاحب الامر تک پہنچ گیا۔ (امالی طوسی 409/920، اختصاص ص 313، بصائر الدرجات 2/392 روایات یونس بن عبد الرحمان)۔

527۔ عبد اللہ بن بکیر! میں نے امام صادق سے دریافت کیا کہ میں نے ابو بصیر کو آپ کی طرف سے بیان کرتے سنا ہے کہ اگر خدا مسلسل ہمارے علم میں اضافہ نہ کرتا تو وہ بھی ختم ہو جاتا۔ فرمایا بیشک۔

میں نے عرض کی تو کیا کسی ایسی شے کا اضافہ ہوتا ہے جو رسول اکرم کے پاس نہ تھی؟ فرمایا ہر گز نہیں، رسول اکرم کو علم وحی کے ذریعہ دیا جاتا ہے اور ہمارے پاس بذریعہ حدیث آتا ہے۔ (امالی الطوسی (ر) 409/919)۔

528۔ امام صادق! خدا کی بارگاہ سے جو چیز بھی نکلتی ہے پہلے رسول اکرم کے پاس آتی ہے، اس کے بعد امیر المومنینؑ کے پاس، اس کے بعد یکے بعد دیگرے ائمہ کے پاس تاکہ ہمارا آخر اول سے علم نہ ہونے پائے، (کافی 1 ص 255/4، اختصاص ص

313، بصائر الدرجات 392/2 روایات یونس بن عبد الرحمان)۔

529- سلیمان الدیلمی! میں نے امام صادق سے عرض کیا کہ میں نے یہ فقرہ بار بار آپ سے سنا ہے کہ اگر ہمارے یہاں مسلسل اضافہ نہ ہوتا تو سب خرچ ہو گیا ہوتا تو سارا حلال و حرام تو رسول اکرم پر نازل ہو چکا ہے، اب اضافہ کس شے میں ہوتا ہے؟ فرمایا حلال و حرام کے علاوہ ہر شے میں۔

میں نے عرض کی تو کیا ایسی شے کا اضافہ ہوتا ہے جو رسول اکرم کے پاس نہ رہی ہو؟ فرمایا ہرگز نہیں، علم جب بھی خدا کے پاس سے نکلتا ہے تو پہلے ملک رسول اکرم کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے محمد! آپ کے پروردگار کا ایسا ایسا ارشاد ہے! اب آپ ہی اسے علیؑ کے حوالہ کر دیں، پھر علیؑ سے کہا جاتا ہے کہ حسنؑ کے حوالہ کر دیں اور اسی طرح یکے بعد دیگرے ائمہ کے پاس آتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کسی امام کے پاس کوئی ایسا علم ہو جو رسول اکرم یا سابق کے امام کے پاس نہ رہا ہو۔ (اختصاص ص 313، بصائر الدرجات 393/5 کافی 1 ص 254، بحار الانوار 26 ص 86 باب نمبر 3)۔

مدہب اہلبیتؑ

دین.....اہلبیتؑ کے نزدیک

530- ابوالجارود! میں نے امام باقر سے عرض کیا، فرزند رسول! آپ کو تو معلوم

ہے کہ میں آپ کا چاہنے والا، صرف آپ سے وابستہ آپ کا غلام ہوں؟ فرمایا۔ بیشک!

میں نے عرض کیا کہ مجھے ایک سوال کرنا ہے، امید ہے کہ آپ جواب عنایت فرمادیں گے، اس لئے کہ میں نابینا ہوں، بہت کم چل سکتا ہوں اور بار بار آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں، فرمایا بتاؤ کیا کام ہے؟ میں نے عرض کی آپ اس دین سے باخبر کریں جس سے آپ اور آپ کے گھر والے اللہ کی اطاعت کرتے ہیں تاکہ ہم بھی اس کو اختیار کر سکیں۔

فرمایا کہ تم نے سوال بہت مختصر کیا ہے مگر بڑا عظیم سوال کیا ہے خیر میں تمہیں اپنے اور اپنے گھر والوں کے مکمل دین سے آگاہ کئے دیتا ہوں دیکھو یہ دین ہے توحید الہی، رسالت رسول اللہ ان کے تمام لائے ہوئے احکام کا اقرار ہمارے اولیاء سے محبت ہمارے دشمنوں سے عداوت، ہمارے امر کے سامنے سزا تسلیم ہو جانا، ہمارا قائم کا انتظار کرنا اور اس راہ میں احتیاط کے ساتھ کوشش کرنا۔ (کافی 1 ص 21/10)

531۔ ابوبصیر! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ سے سلام نے عرض کیا کہ خیشمہ بن ابی خیشمہ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے آپ سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس نے بھی ہمارے قبلہ کا رخ کیا، ہماری شہادت کے مطابق گواہی دی، ہماری عبادتوں جیسی عبادت کی، ہمارے دوستوں سے جنت کی، ہمارے دشمنوں سے نفرت کی وہ مسلمان ہے۔

فرمایا خیشمہ نے بالکل صحیح بیان کیا ہے..... میں نے عرض کی اور ایمان کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ خدا پر ایمان، اس کی کتاب کی تصدیق اور ان کی نافرمانی نہ کرنا ہی ایمان ہے۔ فرمایا بیشک خیشمہ نے سچ بیان کیا ہے۔ (کافی 2 ص 38/5)۔

532۔ علی بن حمزہ نے ابوبصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوبصیر کو امام صادقؑ

سے سوال کرتے سنا کہ حضور میں آپ پر قربان، یہ تو فرمائیں کہ وہ دین کیا ہے جسے پروردگار نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اور اس سے ناواقفیت کو معاف نہیں کیا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی دین قبول کیا ہے؟

فرمایا، دوبارہ سوال کرو..... انھوں نے دوبارہ سوال کو دہرایا تو فرمایا لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی شہادت نماز کا قیام، زکوٰۃ کو ادائیگی، حج بیت اللہ استطاعت کے بعد، ماہ رمضان کے روزہ۔

یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور پھر دو مرتبہ فرمایا ولایت، ولایت (کافی 2 ص 22)

(11/-)

533- عمرو بن حریث 1 میں امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ اپنے بھائی عبداللہ بن محمد کے گھر پر تھے، میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان! یہاں کیوں تشریف لے آئے؟ فرمایا ذرا لوگوں سے دور سکون کے ساتھ رہنے کے لئے۔

میں نے عرض کی میں آپ پر قربان کیا میں اپنا دین آپ سے بیان کر سکتا ہوں، فرمایا بیان کرو۔

میں نے کہا کہ میرا دین یہ ہے کہ میں لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کلمہ پڑھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے، اور پروردگار سب کو قبروں سے نکالے گا، اور یہ کہ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی، ماہ رمضان کے روزے، حج بیت اللہ، رسول اکرم کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت، ان کے بعد امام حسنؑ، امام حسینؑ، امام علیؑ بن الحسینؑ، امام محمدؑ بن علیؑ اور پھر آپ کی ولایت ضروری ہے، آپ ہی حضرات ہمارے امام ہیں، اسی عقیدہ پر جینا ہے اور اسی پر مرنا ہے اور اسی کو لے کر خدا کی

بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

فرمایا واللہ یہی دین میرا اور میرے آباء و اجداد کا ہے جسے ہم علی الاعلان اور پوشیدہ ہر منزل پر اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ (کافی 1 ص 23/14)۔

534۔ معاذ بن مسلم! میں اپنے بھائی عمر کو لے کر امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یہ میرا بھائی عمر ہے، یہ آپ کی زبان مبارک سے کچھ سننا چاہتا ہے، فرمایا دریافت کرو کیا دریافت کرنا ہے۔

کہا کہ وہ دین بتا دیجیئے جس کے علاوہ کچھ قابل قبول نہ ہو اور جس سے ناواقفیت میں انسان معذور نہ ہو، فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی، پانچ نمازیں، ماہ رمضان کے روزے، غسل جنابت، حج بیت اللہ، جملہ احکام الہی کا اقرار اور ائمہ آل محمد کی اقتداء.....!

عمر نے کہا کہ حضور ان سب کے نام بھی بتا دیجئے؟ فرمایا امیر المؤمنین علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن الحسینؑ، محمد بن علیؑ، اور یہ خیر خدا جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

عرض کی کہ آپ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ امر امامت ہمارے اول و آخر سب کے لئے جاری و ساری ہے۔ (محاسن 1 ص 450/1037، شرح الاخبار 1 ص 224/209، اس روایت میں غسل جنابت کے بجائے طہارت کا ذکر ہے)۔

535۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ مامون نے فضل بن سہل ذوالریاستیں کو امام رضا کی خدمت میں روانہ کیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ حلال و حرام، فرائض و سنن سب کو ایک مقام پر جامع طور پر پیش کر دیں کہ آپ مخلوقات پر پروردگار کی حجت اور علم کا معدن ہیں۔

آپ نے قلم و کاغذ طلب فرمایا اور فضل سے فرمایا کہ لکھو ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ

ہم اس بات کی شہادت دیں کہ خدا کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے، وہ احد ہے، صمد ہے، اس کی کوئی زوجہ یا اولاد نہیں ہے وہ قیوم ہے، سمیع و بصیر ہے، قوی و قائم ہے، باقی اور نور ہے، عالم ہر شے اور قادر علیٰ کل شے ہے۔ ایسا غنی جو محتاج نہیں ہوتا ہے اور ایسا عادل جو ظلم نہیں کرتا ہے، ہر شے کا خالق ہے، اس کا کوئی مثل نہیں ہے، اس کی شبیہ و نظیر اور ضد یا مثل نہیں ہے اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

پھر اس بات کی گواہی دیں کہ محمدؐ اس کے بندہ، رسول، امین، منتخب روزگار، سید المرسلین، خاتم النبیین، افضل العالمین ہیں، اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، ان کے نظام شریعت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے، وہ جو کچھ خدا کی طرف سے لے کر آئے ہیں سب حق ہے، ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کے پہلے کے انبیاء و مرسلین اور حجج الہیہ کی تصدیق کرتے ہیں، اس کی کتاب صادق کی بھی تصدیق کرتے ہیں جہاں تک باطل کا گذر نہ سامنے سے ہے اور نہ پیچھے سے، وہ خدائے حکیم و حمید کی تنزیل ہے۔ (فصلت 42)۔

یہ کتاب تمام کتابوں کی محافظ اور اول سے آخر تک حق ہے، ہم اس کے محکم و متشابہ، خاص و عام، وعد و وعید، ناسخ و منسوخ، اور اخبار سب پر ایمان رکھتے ہیں، کوئی شخص بھی اس کا مثل و نظیر نہیں لاسکتا ہے۔

اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اکرم کے بعد دلیل اور حجت خدا، امور مسلمین کے ذمہ دار، قرآن کے ترجمان، احکام الہیہ کے عالم ان کے بھائی، خلیفہ، وصی، صاحب منزلت ہارون علیٰ بن ابیطالب امیر المؤمنین، امام المتقیم، قائد لغر المحجلین، یعسوب المؤمنین، افضل الوصیین ہیں اور ان کے بعد حسن و حسینؑ ہیں اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، یہ سب عترت رسول اور علم بالکتاب والسنة ہیں۔

سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے اور ہر زمانہ میں امامت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، یہی عروۃ الوثقیٰ ہیں اور یہی ائمہ ہدیٰ میں اور یہی اہل دنیا پر حجت پروردگار ہیں، یہاں تک کہ زمین اور اہل زمین کی وراثت خدا تک پہنچ جائے کہ وہی کائنات کا وارث و مالک ہے اور جس نے بھی ان حضرات سے اختلاف کیا وہ گمراہ اور گمراہ کن ہے، حق کو چھوڑنے والا اور ہدایت سے الگ ہو جانے والا ہے، یہی قرآن کی تعبیر کرنے والے اور اس کے ترجمان ہیں، جو ان کی معرفت کے بغیر اور نام بنام ان کی محبت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (تحف العقول ص 415)۔

536۔ عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی کا بیان ہے کہ میں امام علی نقیؑ بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور فرمایا کہ تم ہمارے حقیقی دوست ہو۔

میں نے عرض کی کہ حضور میں آپ کے سامنے اپنا پورا دین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر صحیح ہے تو میں اسی پر قائم رہوں؟
آپ نے فرمایا ضرور۔!

میں نے کہا کہ میں اس بات کا قائل ہوں کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی مثل نہیں ہے، وہ ابطال اور تشبیہ دونوں حدود سے باہر ہے، نہ جسم ہے نہ صورت، نہ عرض ہے نہ جوہر، تمام اجسام کو جسمیت دینے والا اور تمام صورتوں کا صورت گر ہے، عرض و جوہر دونوں کا خالق ہر شے کا پروردگار، مالک، بنانے والا اور ایجاد کرنے والا ہے۔

حضرت محمد اس کے بندہ، رسول اور خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور ان کی شریعت بھی آخری شریعت ہے جس کے بعد کوئی شریعت نہیں

ہے۔

اور امام و خلیفہ ولی امر آپ کے بعد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ اس کے بعد امام حسنؑ، پھر امام حسینؑ پھر علی بن الحسینؑ پھر محمد بن علیؑ پھر جعفر بن محمدؑ، پھر موسیٰ بن جعفرؑ، پھر علی بن موسیٰؑ، پھر اس کے بعد آپ!۔

حضرت نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسنؑ اور اس کے بعد ان کے نائب کے بارے میں لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

میں نے عرض کی کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ نظر نہ آئے گا اور اس کا نام لینا بھی جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ منظر عام پر آجائے اور زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیگا جس طرح ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

میں نے عرض کی حضور میں نے اس کا بھی اقرار کر لیا اور اب یہ بھی کہتا ہوں کہ جو ان کا دوست ہے وہی اپنا دوست ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہی اپنا بھی دشمن ہے، ان کی اطاعت اطاعت خدا اور ان کی معصیت معصیت خدا ہے۔

اور میرا عقیدہ یہ بھی ہے کہ معراج حق ہے اور قبر کا سوال بھی حق ہے اور جنت و جہنم بھی حق ہے اور صراط و میزان بھی حق ہے اور قیامت بھی یقیناً آنے والی ہے اور خدا سب کو قبروں سے نکالنے والا ہے۔

اور میرا کہنا یہ بھی ہے کہ ولایت اہلبیت کے بعد فرائض میں نماز۔

زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر سب شامل ہیں، حضرت نے فرمایا اے ابوالقاسم! خدا کی قسم یہی وہ دین ہے جسے خدا نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے اور تم اس پر قائم رہو، پروردگار تمہیں دنیا و آخرت میں اس پر ثوابت قدم رکھے۔

امالی (ر) صدوق 278/24، التوحید 81/37، کمال الدین 379، روضۃ الواعظین ص 39، کفایۃ الاثر ص 282، ملاحظہ ہو صفات الشیعہ 127/68)۔

صفات شیعہ

537- ہمارے شیعہ وہ ہیں جو راہ محبت میں ایک دوسرے پر خرچ کرنے والے، ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور ہمارے دین کو زندہ رکھنے کیلئے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے ہوتے ہیں، ان کی شان یہ ہے کہ غصہ آجائے تو کسی پر ظلم نہیں کرتے ہیں اور خوش حال ہوتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے ہیں، اپنے ہمسایہ کے لئے برکت اور اپنے ساتھیوں کے لئے مجسمہ سلامتی ہوتے ہیں۔ (کافی 2 ص 236/24 روایت ابوالمقدام عن الباقر، خصالی ص 397/154، صفات الشیعہ 91/23، تحف العقول ص 200، مشکوٰۃ الانوار ص 6، المحیص 69/68/168، شرح الاخبار 3 ص 504/1449)۔

538- امام علیؑ! ہمارے شیعہ اللہ کی معرفت رکھنے والے، اس کے حکم پر عمل کرنے والے، صاحبان فضائل سچ بولنے والے ہوتے ہیں، ان کا کھانا بقدر ضرورت، ان کا لباس درمیانی اور ان کی رفتار متواضع ہوتی ہے، دیکھنے میں مریض اور مدہوش نظر آتے ہیں حالانکہ ایسے ہوتے نہیں ہیں، انھیں عظمت پروردگار اور جلال سلطنت الہیہ ایسا بنا دیتی کہ دل بے قرار ہو جاتے ہیں اور ہوش و حواس اٹ جاتے ہیں، اس کے بعد جب ہوش آتا ہے تو نیک اعمال کی طرف دوڑ پڑتے ہیں، مختصر اعمال سے راضی نہیں ہوتے ہیں اور زیادہ اعمال کو کثیر نہیں سمجھتے ہیں۔ (مطالب السؤل ص 54 روایت نوف البرکالی)۔

539- نوف بن عبد اللہ البرکالی! مجھ سے ایک دن امام علیؑ نے فرمایا کہ نوف! ہم ایک پاکیزہ طینت سے پیدا ہوئے ہیں لہذا جب قیامت کا دن ہوگا تو ہمارے ساتھ ملا دیئے

جائیں گے۔

میں نے عرض کی حضور ذرا اپنے شیعوں کے اوصاف تو بیان فرمائیں؟ تو حضرت رونے لگے، اور پھر فرمایا، نوف! ہمارے شیعہ صاحبان عقل، خدا اور دین خدا کے عارف، اطاعت و امر الہی کے عامل، محبت الہی سے ہدایت یافتہ، عبادت گزار، زاہد مزاج، شب بیداری سے زرد چہرہ، گریہ سے دھنسی ہوئی آنکھیں، ذکر خدا سے خشک ہونٹ، فاقوں سے دھنسنے ہوئے پیٹ، خدا شناسی ان کے چہروں سے نمودار اور خوف خدا ان کے بشرہ سے نمایاں، تاریکیوں کے چراغ اور بدترین ماحول کے لئے گل و گلزار ہوتے ہیں.....۔

ان کی کمزوریاں پوشیدہ اور ان کے دل رنجیدہ، ان کے نفس عقیف اور ان کے ضروریات خفیف، ان کا نفس ہمیشہ رنج و تعب میں اور لوگ ان کی طرف سے ہمیشہ راحت و آرام میں، صاحبان عقل و خرد، خالص شریف، اپنے دین کو بچا کر نکل جانے والے ہوتے ہیں، محفلوں میں حاضر ہوتے ہیں تو کوئی انھیں پہچانتا نہیں ہے اور غالب ہو جاتے ہیں تو کوئی تلاش نہیں کرتا ہے، یہی ہمارے پاکیزہ کردار شیعہ، ہمارے محترم برادر ہیں، ہائے میں ان کا کس قدر مشتاق ہوں۔ (امالی طوسی (ر) 176/ 1189)۔

540۔ محمد بن الحنفیہ! امیر المؤمنینؑ جنگ جمل کے بعد بصرہ واپس آئے تو احنف بن قیس نے آپ کو دعوت میں بلایا اور کھانا تیار کیا اور اصحاب کو بھی مدعو کیا، آپ تشریف لے آئے تو فرمایا، احنف! میرے اصحاب کو بلاؤ؟ احنف نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک جماعت ہے جیسے:

احنف نے عرض کی حضور! انھیں کیا ہو گیا ہے؟ انھیں کھانا نہیں ملا ہے یا جنگ کے خوف نے ایسا بنا دیا ہے۔

فرمایا احف! ایسا کچھ نہیں ہے۔ اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو دار دنیا میں اس طرح عبادت کرتے ہیں جیسے انھوں نے روز قیامت کے ہول کو دیکھ لیا ہے اور اپنے نفس کو اس کی زحمتوں پر آمادہ کر لیا ہے۔ (صفات الشیعہ 63/ 118)۔

541۔ امام صادق! ہمارے شیعوں کو تین طرح آزماؤ! اوقات نماز کی پابندی کس قدر کرتے ہیں، ہمارے اسرار کو دشمنوں سے کس طرح محفوظ رکھتے ہیں اور اپنے اموال میں دوسرے بھائیوں سے کس قدر ہمدردی کرتے ہیں۔ (خصال 62/ 103، روضۃ الواعظین ص 321، مشکوٰۃ الانوار ص 78، قرب الاسناد 253/ 78)۔

542۔ امام صادق! یاد رکھو کہ جعفر بن محمد کے شیعہ بس وہ ہیں جن کا شکم اور جنسی جذبہ عقیف ہو، محنت زیادہ کرتے ہوں، پروردگار کے لئے عمل کرتے ہوں اور اس کے ثواب کے امیدوار ہوں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ ہوں، اگر ایسے افراد نظر آجائیں تو سمجھ لینا کہ یہی ہمارے شیعہ ہیں (صفات الشیعہ 21/ 89، کافی 2 ص 233/ 9، خصال 296/ 63 روایت مفصل بن عمر)۔

543۔ امام صادق! ہمارے شیعہ وہ ہیں جو اچھا کام کرتے ہوں، برے کاموں سے رک جاتے ہوں، ان کی نیکیاں ظاہر ہوں، مالک کی رحمت کے حصول کے لئے عمل خیر کی طرف سبقت کرتے ہوں، یہی لوگ ہیں جو ہم سے ہیں ان کی بازگشت ہمارے طرف ہے اور ان کی جگہ ہماری منزل ہے ہم جہاں بھی رہیں۔ (صفات الشیعہ 32/ 95 روایت مسعدہ بن صدقہ)۔

544۔ امام صادق! ہمارے شیعہ صاحبان تقویٰ و اجتهاد ہوتے ہیں، اہل وفا و امانتدار ہوتے ہیں، اہل زہد و عبادت ہوتے ہیں، دن رات میں اکیاون رکعت نماز پڑھنے

والے (17 رکعت فریضہ 34 - رکعت نوافل) راتوں کو قیام کرنے والے، دن میں روزہ رکھنے والے، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے والے حج بیت اللہ انجام دینے والے اور ہر حرام سے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ (صفات الشیعہ 81 / 1 روایت ابو بصیر)۔

545۔ امام صادق! ہمارے شیعہ مختلف خصلتوں سے پہچانے جاتے ہیں، سخاوت، برداران ایمان پر مال صرف کرنا، دن رات میں 51 رکعت نماز۔ (تحف العقول ص 303)۔

546۔ امام صادق! ہمارے شیعہ تین طرح کے ہیں (1) واقعی محبت کرنے والے، یہ ہم سے ہیں (2) ہمارے ذریعہ اپنی زینت کا انتظام کرنے والے، ان کے لئے ہم بہر حال باعث زینت ہیں (3) ہمارے ذریعہ مال دنیا کمانے والے، ایسے افراد ہمیشہ فقیر رہیں گے۔ (خصال 103 / 61 اعلام الدین ص 130 روایت معاویہ بن وہب، روضۃ الواعظین ص 321، مشکوٰۃ الانوار 78)۔

547۔ امام صادق! لوگ ہمارے سلسلہ میں تین حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، ایک جماعت ہم سے محبت کرتی ہے اور ہمارے قائم کا انتظار کرتی ہے تاکہ ہمارے ذریعہ دنیا حاصل کرے، یہ لوگ ہمارے کلام کو محفوظ رکھتے ہیں لیکن ہمارے اعمال میں کوتاہی کرتے ہیں، عنقریب خدا انہیں واصل جہنم کر دے گا۔

دوسری جماعت ہم سے محبت کرتی ہے، ہماری بات سنتی ہے اور عمل میں بھی کوتاہی نہیں کرتی ہے لیکن مقصد مال دنیا ہی کا حصول ہے تو خدا ان کے پیٹ کو آتش جہنم سے بھر دے گا اور ان پر بھوک پیاس کو مسلط کر دے گا۔

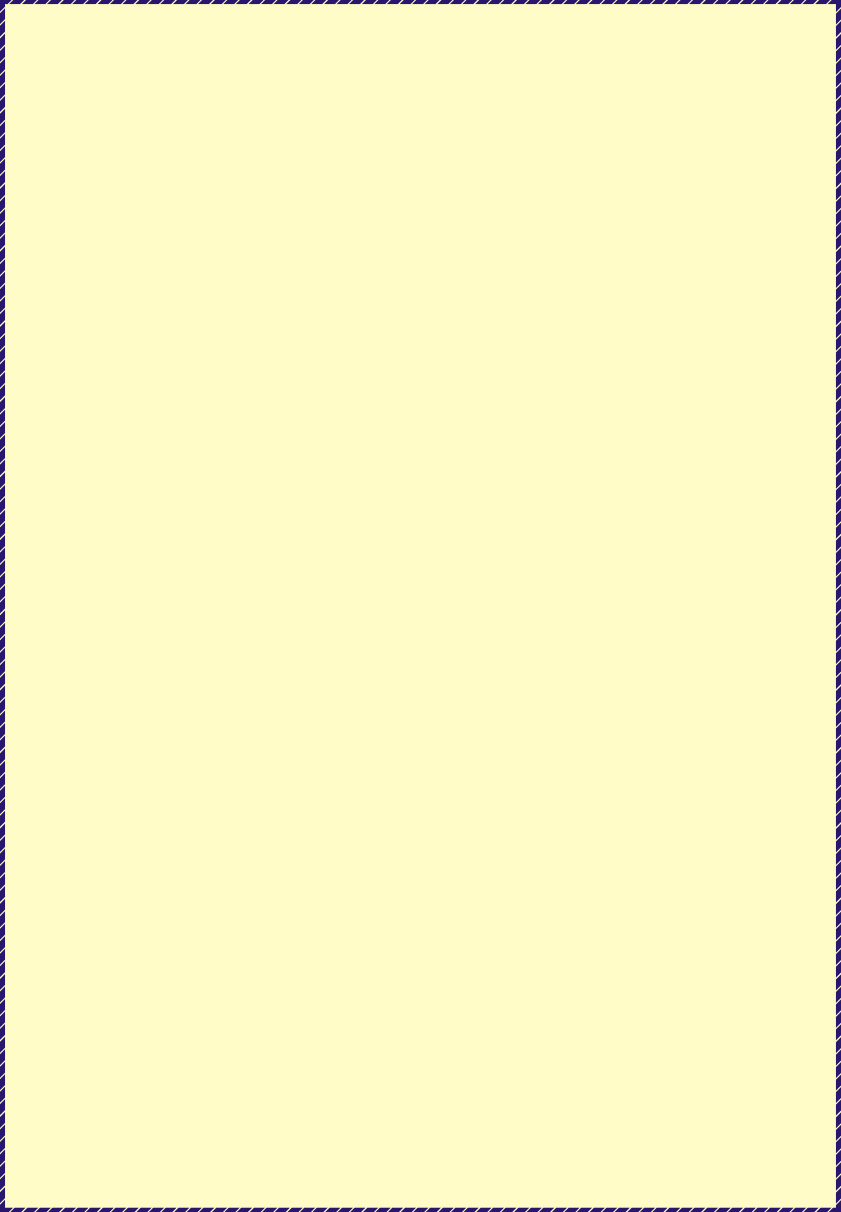
تیسری جماعت سے ہم سے محبت کرتی ہے، ہمارے اقوال کو محفوظ رکھتی ہے،

ہمارے امر کی اطاعت کرتی ہے اور ہمارے اعمال کے خلاف نہیں کرتی ہے، یہی لوگ ہیں جو ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں (تحف العقول 514 روایت مفصل)۔

548۔ امام صادق! ایک شخص نے محبت اہلبیت کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم ہمارے کیسے دوستوں میں ہو، وہ شخص خاموش ہو گیا تو سدیر نے کہا مولا، آپ کے دوستوں کی کتنی قسمیں ہیں؟ فرمایا ہمارے دوستوں کے تین طبقات ہیں۔

1۔ وہ طبقہ جو ہم سے بظاہر محبت کرتا ہے لیکن اندر سے محبت نہیں کرتا ہے، (2) وہ طبقہ جو اندر سے محبت کرتا ہے باہر سے اظہار نہیں کرتا ہے (3) وہ طبقہ جو ہر حال میں ہم سے محبت کرتا ہے، یہی تیسرا طبقہ قسم اعلیٰ ہے اور دوسرا طبقہ جو بظاہر محبت کرتا ہے بادشاہوں کی سیرت پر عمل کرتا ہے کہ زبان ہمارے ساتھ ہوئی ہے اور تلوار ہمارے خلاف اٹھتی ہے، یہ پست ترین طبقہ ہے اور تیسری قسم جہاں اندر سے محبت ہوتی ہے اگرچہ اس کا اظہار نہیں ہوتا ہے یہ درمیانی طبقہ کے چاہنے والے ہیں..... میری جان کی قسم اگر یہ لوگ اندر سے ہمارے چاہنے والے ہیں اور صرف باہر سے اظہار نہیں کرتے ہیں تو یہ دن میں روزہ رکھنے والے، راتوں کو نماز پڑھنے والے ہوں، ترک دنیا داری کا اثرات کے چہرہ سے ظاہر ہوگا اور مکمل طور پر تسلیم و اختیار والے ہوں گے۔

اس شخص نے عرض کی کہ میں تو ظاہر و باطن ہر اعتبار سے آپ کا چاہنے والا ہوں..... فرمایا ہمارے ایسے چاہنے والوں کی علامتیں معین ہیں، اس نے عرض کی وہ علامتیں کیا ہیں؟ فرمایا..... سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ توحید پروردگار کی مکمل معرفت رکھتے ہیں اور اس کے نشانات کو محکم رکھتے ہیں۔ (تحف العقول ص 325)۔



اخلاق اہلبیتؑ

ایثار

﴿وَيُطْعَمُونَ السَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝۸﴾ (سورہ دہر
 نُّطْعُمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا ۝۹) ﴿ (سورہ دہر
 - (9۰8)

﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۖ وَمَن يُوقِ شُحَّ
 نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝۹﴾ (سورہ حشر 9)

549۔ ابن عباس! حسن و حسینؑ بیمار ہوئے تو رسول اکرم ایک جماعت کے ساتھ
 عیادت کے لئے آئے اور فرمایا ابا الحسن! اگر تم اپنے بچوں کے لئے کوئی نذر کر لیتے؟ یہ سن کر
 علیؑ، فاطمہؑ و فضہ (کنیز خانہ) سب نے نذر کر لی کہ اگر بچہ صحتیاب ہو گئے تو تین دن روزہ
 رکھیں گے۔

خدا کے فضل سے بچہ صحتیاب ہو گئے لیکن گھر میں روزہ کیلئے کوئی سامان نہ تھا تو
 حضرت علیؑ شمعون یہودی کے یہاں سے تین صباغ جو قرض لے آئے اور فاطمہؑ نے ایک
 صاع پیس کر 5 روٹیاں تیار کیں۔

ابھی افطار کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ ایک سائل نے آواز دی۔ اہلبیت محمد! تم پر میرا
 سلام، میں مسلمانوں کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں، مجھے کھانا کھلاؤ، خدا تمہیں دستر

خوان جنت سے سیر کرے گا، سب نے ایثار کر کے روٹیاں اس کے حوالہ کر دیں اور پانی سے افطار کر لیا۔

دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور اسی طرح افطار کے لئے بیٹھے تو ایک سائل نے سوال کر لیا اور روٹیاں اس کے حوالہ کر دیں، تیسرے دن پھر یہی صورت حال پیش آئی۔

اب جو چوٹھے دن حضرت علیؑ بچوں کو لئے ہوئے پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ بچے بھوک کی شدت سے بچہ پرند کی مانند کانپ رہے ہیں، یہ دیکھ کر آپ کو سخت تکلیف ہوئی اور بچوں کو لے کر خانہ فاطمہؑ میں آئے، دیکھا کہ فاطمہؑ محراب عبادت میں ہیں، لیکن فاتحوں کی شدت سے شکم مبارک پیٹھ سے مل گیا ہے اور آنکھیں اندر کی طرف چلی گئی ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر آپ کو مزید تکلیف ہوئی کہ جبریل امین آگئے اور سورہ دہر دیتے ہوئے کہا کہ یا محمد! مبارک ہو، پروردگار نے تمہارے اہلبیتؑ کے لئے یہ تحفہ نازل فرمایا ہے۔ (کشاف 4 ص 169، کشف الغمہ 1 ص 302)۔

550۔ امام صادق! جناب فاطمہؑ کے پاس کچھ جو تھا جس کا حلوہ تیار کیا اور جب سب گھروالے کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک مسکین آگیا اور اس نے کہا کہ خدا آپ حضرات پر رحمت نازل کرے، حضرت علیؑ نے ایک تہائی حلوہ اس کے حوالہ کر دیا، چند لمحوں میں ایک یتیم آگیا اور آپ نے ایک تہائی اس کے حوالہ کر دیا اس کے بعد ایک اسیر آگیا اور باقی ماندہ اس کے حوالہ کر دیا اور خود کچھ نہیں کھایا تو پروردگار نے ان کی شان میں یہ آیات نازل کر دیں۔ (مجمع البیان 10 ص 612، تفسیر قمی 2 ص 398 روایت عبد اللہ بن میمون قداح)۔

نوٹ: اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورہ دہر کے نزول کے بعد بھی اہلبیت کا مستقل طریقہ رہا ہے کہ یتیم و مسکین و اسیر کو اپنے نفس پر مقدم کرتے رہے ہیں اور جب بھی یہ عمل انجام دیا ہے۔ سرکارِ دو عالم نے آیات دہر کی تلاوت فرمائی ہے نہ یہ کہ سورہ بار بار نازل ہوتا رہا ہے۔ (جوادی)۔

551۔ امام باقر! سورہ دہر کی شان نزول بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ ”علی حبہ“ سے مراد یہ ہے کہ انھیں خود بھی ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود مسکین و یتیم و اسیر کو مقدم کر دیا اور خدا نے ان آیات کو نازل کر دیا اور یاد رکھو کہ ”انما نطعمکم لوجه اللہ (ہم صرف رضائے الہی کے لئے کھلاتے ہیں اور نہ اس کی کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ شکر یہ) یہ قول اہلبیت نہیں ہے اور نہ ان کی زبان پر ایسے الفاظ آئے ہیں، یہ ان کے دل کی بات ہے جسے پروردگار نے اپنی طرف سے واضح کر دیا ہے اور ان کے ارادوں کی ترجمانی کر دی ہے کہ یہ نہ جزا کی زحمت دینا چاہتے ہیں اور نہ شکر یہ کی تعریف کے خواستگار ہیں، یہ اپنے عمل کے معاوضہ میں صرف رضائے الہی اور ثوابِ آخرت کے طلب گار ہیں اور بس! (امالی صدوق (ر) روایت سلمہ بن خالد ص 215)۔

552۔ ابن عباس! علی بن ابی طالب نے ایک رات صبح تک باغ کی سینچائی کا کام انجام دیا اور معاوضہ میں کچھ جو لے کر آئے جس کا ایک تہائی پیسا گیا اور حریرہ نام کی غذا تیار ہوئی کہ ایک مسکین نے آکر سوال کر دیا اور سب نے اٹھا کر اس کے حوالہ کر دیا، پھر دوسرے تہائی کا حریرہ تیار کیا اور اس کا یتیم نے سوال کر لیا اور اسے بھی دیدیا، پھر تیسرے تہائی کا تیار کیا اور اس کا اسیر نے سوال کر لیا تو اسے بھی اس کے حوالہ کر دیا اور بھوک ہی کے عالم میں سارا دن گزار دیا۔ (مجمع البیان 10 ص 612)۔

بظاہر یہ بھی سورہ دہر کی ایک تطبیق ہے ورنہ تزیل کی روایت ابن عباس ہی کی زبان سے اس سے پہلے نقل کی جا چکی ہے، جوادی

553۔ ابن عباس! ”یوشرون علیٰ افسھم“ کی آیت علیٰ وفاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (شواہد التنزیل 2 ص 332/973)۔

554۔ ابو ہریرہ! ایک شخص رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بھوک کی شکایت کی، آپ نے ازواج کے گھر دریافت کرایا، سب نے کہہ دیا کہ یہاں کچھ نہیں ہے تو فرمایا کوئی ہے جو آخر رات اسے سیر کرے؟ علیؑ بن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں۔! اور یہ کہہ کر خانہ زہراؑ میں آئے، فرمایا دختر پیغمبر! آج گھر میں کیا ہے؟ فرمایا کہ بچوں کا کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے..... لیکن اس کے بعد بھی ہم ایثار کریں گے، چنانچہ بچوں کو سلادیا، چراغ خانہ کو بجھا دیا اور آنے والے کو سارا کھانا کھلا دیا۔

صبح کو پیغمبر اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا قصہ بیان کیا تو فوراً آیت کریمہ نازل ہوئی ”یوشرون علیٰ افسھم ولوکان بھم خصاصہ (امالی الطوسی) (ر) 185/309، تاویل الآیات الظاہرہ ص 653، شواہد التنزیل 2 ص 331/972، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 74)۔

555۔ امام باقر! ایک دن رسول اکرم تشریف فرماتے تھے اور آپ کے گرد اصحاب کا حلقہ تھا کہ حضرت علیؑ ایک بوسیدہ چادر اوڑھ کر آگئے اور رسول اکرم کے قریب بیٹھ گئے، آپ نے تھوڑی دیر ان کے چہرہ پر نگاہ کی اور اس کے بعد آیت ایثار کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یا علیؑ تم ان ایثار کرنے والوں کے رئیس، امام اور سردار ہو۔

اس کے بعد فرمایا کہ وہ لباس کیا ہو گیا جو میں نے تم کو دیا تھا؟ عرض کی اصحاب میں

سے ایک فقیر آ گیا اور اس نے برہنگی کا شکوہ کیا تو میں نے رحم کھا کر ایثار کیا اور لباس اس کے حوالہ کر دیا اور مجھے یقین تھا کہ پروردگار مجھے اس سے بہتر عنایت فرمائے گا۔

فرمایا تم نے سچ کہا، ابھی جبریل نے یہ خبر دی ہے کہ پروردگار نے تمہارے لئے جنت میں ایک ریشم کا لباس تیار کر لیا ہے جس پر یاقوت اور زمرد کا رنگ چڑھا ہوا ہے اور یہ تمہاری سخاوت کا بہترین صلہ ہے جو تمہارے پروردگار نے دیا ہے کہ تم نے اس پرانی چادر پر قناعت کی ہے اور بہترین لباس سائل کے حوالہ کر دیا ہے، یا علی! یہ تحفہ جنت مبارک ہو۔ (تاویل الآیات النظارہ 255 روایت جابر بن یزید)۔

556- احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتب تفسیر میں دیکھا ہے کہ جب رسول اکرم نے ہجرت کا ارادہ کیا تو حضرت علیؑ کو مکہ میں یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ انھیں سرکار کے فرضے ادا کرنا ہیں اور لوگوں کی امانتوں کو واپس کرنا ہے، اور اس عالم میں چلے گئے کہ سارا گھر مشرکین سے گھرا ہوا تھا اور حضور کا حکم تھا کہ علیؑ چادر حضرمی اوڑھ کر بستر پر سو جائیں، انشاء اللہ پروردگار ہر شر سے محفوظ رکھے گا، چنانچہ آپ نے تعمیل ارشاد کی اور ادھر پروردگار نے جبریل و میکائیل سے کہا کہ میں نے تم دونوں کے درمیان برادری کا رشتہ قائم کر دیا ہے اور ایک کی عمر کو دوسرے سے زیادہ کر دیا ہے اب بتاؤ کون اپنی زیادہ عمر کو اپنے بھائی پر قربان کر سکتا ہے؟ جس پر دونوں نے زندہ رہنے کو پسند کیا تو پروردگار نے فرمایا کہ تم لوگ علیؑ جیسے کیوں نہیں ہو جاتے ہو، دیکھو میں نے ان کے اور محمد کے درمیان برادری قائم کر دی تو وہ کس طرح ان کے بستر پر لیٹ کر اپنی جان قربان کر رہے ہیں اور ان کا تحفظ کر رہے ہیں، اچھا اب دونوں افراد جاؤ اور تم ان کا تحفظ کرو۔

چنانچہ دونوں فرشتے نازل ہوئے، جبریل سرہانے کھڑے ہوئے اور میکائیل

پابندی اور دنوں نے کہنا شروع کیا، مبارک ہو مبارک ہو ابو طالبؑ کے لال تمہارا مثل کون ہے کہ خدا تمہارے ذریعہ ملائکہ پر مباحثات کر رہا ہے، اور راہ مدینہ میں رسول اکرمؐ پر یہ آیت کریمہ نازل کر دی ”من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ“ بقرہ 207 (اسد الغابہ 4 ص 98، العمدۃ 239 / 367، تذکرۃ الخواص 35، شاہد العزیزیل 1 ص 123 / 132، ارشاد القلوب ص 224، ینایح المودۃ 1 ص 274 / 3 الصراط المستقیم 1 ص 174، تمبیہ الخواطر 1 ص 173)۔

تواضع اہلبیتؑ

557۔ رسول اکرم! میرے پاس آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو اس سے پہلے کسی نبی کے پاس نہیں آیا تھا اور نہ اس کے بعد آنے والا ہے اور اس کا نام اسرافیل ہے، اس نے آ کر مجھے سلام کیا اور کہا کہ میں پروردگار کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کو یہ اختیار دوں کہ چاہے پیغمبر بندگی بن کر رہیں یا ملوکانہ زندگی گذاریں تو میں نے جبریل کی طرف نظر کی اور انھوں نے تواضع کی طرف اشارہ کیا تو میں نے اس اشارہ الوہیت کی بنیاد پر بندگی پروردگار کی زندگی کو ملوکانہ آن بان پر مقدم رکھا۔ (المعجم الکبیر 12 ص 267 / 13309 روایت ابن عمر)۔

558۔ امام محمد باقر! پیغمبر اکرم کے پاس جبریل تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لے کر تین مرتبہ حاضر ہوئے اور آپ کو خزانوں کا اختیار پیش کیا بغیر اس کے کہ اجر آخرت میں کسی طرح کی کمی واقع ہو لیکن آپ نے پرسکون زندگی پر تواضع کو مقدم رکھا۔ (کافی 8 ص 130 / 100، امالی الطوسی 692 / 1470 روایت محمد بن مسلم)۔

559۔ امام صادق! جبریل نے رسول اکرم کے پاس حاضر ہو کر آپ کو سارا

اختیار دے دیا لیکن آپ نے تواضع کو پسند فرمایا اور اسی بنیاد پر ہمیشہ غلاموں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور بارگاہ الہی میں تواضع کے اظہار کے لئے غلاموں ہی سے انداز سے بیٹھنا بھی پسند فرماتے تھے۔ (کافی ص 8/131 / 101 روایت علی بن المغیرہ، کافی ص 6/270، المحاسن ص 2/244)۔

560- حمزہ بن عبد اللہ بن عتبہ، پیغمبر اسلام میں وہ خصلتیں پائی جاتی تھیں جن کا جہادوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، آپ کو جو سیاہ و سرخ آدمی مدعو کر لیتا تھا اس کی دعوت قبول کر لیتے تھے اور بعض اوقات راستہ میں خرمہ پڑا دیکھ لیتے تھے تو اسے اٹھا لیتے تھے صرف اس بات سے خوفزدہ رہتے تھے کہ کہیں صدقہ کا نہ ہو، سواری کرتے وقت زین وغیرہ کا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ ص 1/370)۔

561- یزید بن عبد اللہ بن قسیط! اہل صفہ پیغمبر کے وہ اصحاب تھے جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اور مسجد ہی میں رہا کرتے تھے اور وہیں آرام کیا کرتے تھے رسول اکرم رات کے وقت انھیں بلا کر اصحاب کے گھر بھیج دیا کرتے تھے تاکہ ان کے یہاں جا کر کھانا کھالیں اور بہت سے افراد کو خود اپنے ساتھ شریک طعام فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ پروردگار نے اسلام کو مالدار بنا دیا۔ (طبقات کبریٰ ص 1/255)۔

562- ابو ذر! رسول اکرم اپنے اصحاب کے سامنے اس طرح بیٹھا کرتے تھے کہ باہر سے آنے والا نہیں سمجھ پاتا تھا کہ ان میں پیغمبر کون ہے، تو ہم لوگوں نے عرض کی کہ حضور کے لئے ایک جگہ معین کر دیں تاکہ مرد مسافر آپ سے سوال کر سکے چنانچہ ایک چبوترہ بنا دیا گیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ (سنن نسائی ص 8/101، مکارم الاخلاق ص 48/8)۔

563- ابو مسعود! رسول اکرم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے گفتگو شروع کی تو اس کے جوڑ بند کانپ رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میری والدہ گرامی بھی گوشت کے ٹکڑوں ہی پر گزارا کیا کرتی تھیں (سنن ابن ماجہ 2 ص 1100 / 3312، مکارم الاخلاق 1 ص 48 / 7)۔

564- مطرف! میں بنی عامر کے ایک وفد کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ ہمارے سید و سردار ہیں..... فرمایا کہ مالک و مختار پروردگار ہے۔ عرض کی کہ سرکار ہم سب سے افضل و برتر اور عظیم تر تو بہر حال ہیں، فرمایا کہ جو چاہو کہو لیکن خبردار شیطان تمہیں اپنے ساتھ نہ کھینچ لے جائے، (سنن ابی داؤد 4 ص 254 / 4806، الادب المفرد 72 / 211، مسند ابن جنبل 5 / 498 / 16307، 499 / 16311، کشف الخفاء 1 ص 462 / 1514)۔

565- امام صادق! پیغمبر اکرم نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا اور آپ بادشاہوں سے مشابہت کو سخت ناپسند فرماتے تھے اور ہم بھی ایسا کوئی کام نہیں کر سکتے ہیں۔ (کافی 6 ص 272 / 8 روایت معلیٰ بن خنیس)۔

566- زاذان! میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ بازار میں کسی شخص کے جوتے کا تسمہ گر جاتا تھا تو اٹھا کر کر دیدیتے تھے، ہر بھٹکے ہوئے مسافر کو راستہ بتاتے تھے اور مزدوروں کے سامان اٹھانے میں مدد فرمایا کرتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے، یہ دار آخرت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اس دنیا میں بلندی اور فساد کے طلب گار نہیں ہیں اور آخرت تو بہر حال صاحبان تقویٰ کے لئے ہے، (سورہ قصص ص 83)

اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت حکام اور صاحبان قدرت و اختیار کے بارے میں

نازل ہوئی ہے۔ (فضائل الصحابہ ابن جنبل ص 2/ 621 / 1064)۔

567- امام صادق! امیر المؤمنین! ایک دن سوار ہو کر نکلے تو کچھ لوگ آپ کے ہمراہ پیدل چلنے لگے..... فرمایا کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟

لوگوں نے عرض کی کہ آپ کی رکاب میں چلنا اچھا لگتا ہے۔

فرمایا کہ واپس جاؤ پیدل کا سوار کے ساتھ پیدل چلنا سوار کے لئے باعث فساد و غرور ہے اور پیدل کے لئے باعث ذلت و اہانت ہے۔ (کافی ص 6/ 540 / 16 روایت ہشام بن تحف العقول ص 209)۔

568- روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسنؑ مساکین کے پہلو میں بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے کہ خدا متکبر افراد کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ (تفسیر طبری ص 14 / 94، العمدۃ ص 400 / 812)۔

569- روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسنؑ فقراء کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے، وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے، انہوں نے آپ کو مدعو کر لیا، آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ خدا متکبرین کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ آپ نے سب کے ساتھ کھانا کھا لیا اور کھانے میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوئی، اس کے بعد سب کو اپنے گھر بلا کر کھانا بھی کھلا دیا اور کپڑا بھی عنایت فرمایا۔ (مناقب ابن شہر آشوب ص 4 / 23)۔

570- محمد بن عمرو بن حزم! امام حسینؑ مساکین کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو صفہ میں بیٹھے کھا رہے تھے، ان لوگوں نے آپ کو مدعو کر لیا، آپ شریک طعام ہو گئے اور فرمایا کہ خدا متکبرین کو دوست نہیں رکھتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ میں نے تمہاری دعوت قبولی کر لی، اب تم میرے یہاں آؤ، وہ لوگ آگئے، آپ نے گھر کے اندر جا کر فرمایا

رباب جو کچھ گھر میں ذخیرہ ہے سب ان لوگوں کے حوالہ کر دو۔ (تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 151 / 196، تفسیر عیاشی 2 ص 257 / 15)۔

571۔ ابو بصیر! امام جعفر صادقؑ حمام میں داخل ہوئے تو صاحب حمام نے کہا کہ آپ کے لئے خاص انتظام کر دیا جائے اور اسے خالی کر دیا جائے؟ فرمایا کوئی ضرورت نہیں ہے، مومن ان تکلفات سے سبکتر ہوتا ہے۔ (کافی 6 ص 503 / 37)۔

572۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام رضاؑ میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے پیٹھ رگڑنے کا مطالبہ کر دیا، آپ نے شروع کر دیا، ایک شخص نے اسے بتا دیا تو وہ معذرت کرنے لگا لیکن آپ اس کی تالیف قلب اور خدمت میں لگے رہے کہ انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 362)۔

عفو اہلبیتؑ

573۔ رسول اکرمؐ! ہم اہلبیتؑ کی مروت کا تقاضا یہ ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے اسے معاف کر دیں اور جو ہمیں محروم رکھے اسے عطا کر دیں۔ (تحف العقول ص 38)۔

574۔ ابو عبد اللہ المجدلی! میں نے حضرت عائشہ سے رسول اکرمؐ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت کوئی فحش بات نہ کہتے تھے اور نہ کوئی ایسا کام کرتے تھے، بازاروں کی طرح شور مچانا بھی آپ کا کام نہیں تھا اور برائی کا بدلہ برائی سے بھی نہیں دیتے تھے بلکہ عفو اور گذر سے کام لیا کرتے تھے۔ (سنن ترمذی 4 ص 369 / 2016، مسند ابن حنبل 9 ص 32 / 25472، 10 ص 75 / 26049، 94 / 26150)۔

575۔ عبد اللہ! میں نے پیغمبر اسلام کا یہ پیغمبرانہ طریقہ دیکھا ہے کہ لوگوں نے

آپ کو زخمی کر دیا تو آپ چہرہ سے خون صاف کرتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے، خدایا میری قوم کو معاف کر دینا کہ یہ جاہل ہیں۔ (صحیح بخاری 6 ص 2539 / 6530، 3 ص 1282 / 3290، صحیح مسلم 3 ص 1417 / 1792، سنن ابن ماجہ 2 ص 1335 / 2025، مسند ابن جنبل 2 ص 125 / 4017)۔

576۔ امام باقر! رسول اکرم کے پاس اس یہودی عورت کو حاضر کیا گیا جس نے آپ کو زہر دیا تھا..... تو آپ نے دریافت کیا کہ آخر تو نے ایسا قدم کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میرا خیال یہ تھا کہ اگر یہ نبی ہیں تو انھیں نقصان نہ ہوگا اور اگر بادشاہ ہیں تو لوگوں کو آرام مل جائے گا۔! یہ سن کر آپ نے اسے معاف کر دیا اور کوئی بدلہ نہیں لیا۔ (کافی 1 ص 108 / 9 روایت زرارہ)۔

577۔ معاذ بن عبداللہ تمیمی! خدا کی قسم میں نے اصحاب امیر المؤمنین کو دیکھا کہ وہ عائشہ کے اونٹ تک پہنچ گئے ہیں اور کسی نے آواز دی کہ اونٹ کے پیر کاٹ دیئے جائیں اور لوگوں نے کاٹ بھی دیئے اور اونٹ گر پڑا لیکن حضرت نے فوراً آواز بلند کر دی کہ جو اسلحہ رکھ دے گا وہ امان میں ہے اور جو میرے گھر میں آجائے گا وہ بھی امان میں ہے، خدا کی قسم میں نے ایسا کریم انسان نہیں دیکھا ہے۔ (الجمہل ص 365، مروج الذهب 2 ص 378، الاخبار الطوال ص 151، تاریخ یعقوبی 2 ص 182، شرح الاخبار 1 ص 395 / 334)۔

578۔ امام علی! اہل بصرہ پر فتح پانے کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا کہ بے شک پروردگار وسیع رحمت کا مالک اور دائمی مغفرت کا مختار ہے، اس کے پاس عظیم معافی بھی ہے اور دردناک عذاب بھی، اس نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کی

رحمت و مغفرت و معافی صاحبان اطاعت کیلئے ہے اور اس کی رحمت سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں..... اور اس کا عذاب، غضب، عقاب سب اہل معصیت کے لئے ہے اور ہدایت و دلائل کے بعد کوئی گمراہ نہیں ہو سکتا ہے۔

اہل بصرہ! اب تمہارا کیا خیال ہے جبکہ تم نے میرے عہد کو توڑ دیا ہے اور میرے خلاف دشمن کا ساتھ دیا ہے؟ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا کہ تو اچھا ہی خیال رکھتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے میدان جیت لیا ہے، اب اگر سزا دیں گے تو ہم اس کے حقدار ہیں اور اگر معاف کر دیں گے تو یہ طریقہ پروردگار کو پسند ہے۔ فرمایا جاؤ میں نے معاف کر دیا لیکن خبردار اب فتنہ برپا نہ کرنا کہ تم نے عہد شکنی بھی کی ہے اور امت میں تفرقہ بھی پیدا کیا ہے، یہ کہہ کر آپ بیٹھ گئے اور لوگوں نے بیعت کرنا شروع کر دی۔ (ارشاد 1 ص 257، انجمل 407 روایت حارث بن سربیع)۔

580۔ امام زین العابدینؑ! میں مروان بن الحکم کے یہاں گیا تو کہنے لگا کہ میں نے تمہارے دادا سے زیادہ کریم کوئی انسان نہیں دیکھا کہ انھیں روزِ جمل ہم پر غلبہ حاصل ہو گیا لیکن انھوں نے منادی کرادی کہ خبردار کسی بھاگنے والے کو قتل نہ کیا جائے اور کسی زخمی کا خاتمہ نہ کیا جائے۔ (السنن الکبریٰ 8 ص 214 / 16746 روایت ابراہیم بن محمد عن الصادق، المبسوط ص 264 عن الصادق)۔

581۔ ابن ابی الحدید! امیر المومنینؑ علم و درگزر کے معاملہ میں تمام لوگوں سے زیادہ معاف کرنے والے اور حلیم تھے جس کا صحیح مظاہرہ روزِ جمل ہوا ہے جب آپ نے مروان بن الحکم پر قابو حاصل کر لیا جو آپ کا شدید ترین اور بدترین دشمن تھا لیکن اس کے باوجود اسے چھوڑ دیا۔

یہی حال عبد اللہ بن زبیر کا تھا کہ برملا آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور روزِ جمل بھی اپنے خطبہ میں آپ کو لئیم اور ذلیل جیسا الفاظ سے یاد کیا تھا اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک یہ بد بخت جوان نہیں ہوا زبیر ہمارے ساتھ تھا اور اس کے بعد اس نے گمراہ کر دیا، لیکن اس کے باوجود جب قبضہ میں آ گیا تو اسے معاف کر دیا اور فرمایا کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ، میں تجھے دیکھنا نہیں چاہتا ہوں۔

یہی کیفیت جمل کے بعد سعید بن العاص کی تھی کہ جب وہ مکہ میں پکڑا گیا تو سخت ترین دشمن ہونے کے باوجود آپ نے کچھ نہیں کہا اور اسے نظر انداز کر دیا، پھر عائشہ کے بارے میں تو آپ کا سلوک بالکل واضح ہے کہ آپ نے انھیں بیس عورتوں کے ساتھ مدینہ واپس کر دیا اور عورتوں کو سپاہیوں کا لباس پنھا دیا اور تلواریں ساتھ کر دیں، لیکن آپ راستہ میں بھی تنقید کرتی رہیں کہ ہمیں مردوں کے لشکر کے حوالہ کر دیا، یہ تو جب مدینہ پہنچ کر ان عورتوں نے فوجی لباس اتارنا تو عائشہ کو علیؑ کے کرم کا اندازہ ہوا اور شرمندہ ہو گئیں۔

خود اہل بصرہ نے آپ سے جنگ کی، آپ کو اور آپ کی اولاد کو تلواروں کا نشانہ بنایا لیکن جب آپ نے فتح حاصل کر لی تو تلوار نہیں اٹھائی اور اعلان عام کر دیا کہ خبردار کسی بھاگتے ہوئے کا پیچھا نہ کیا جائے، کسی زخمی کو مارا نہ جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جو اسلحہ رکھدے یا میرے لشکر کی پناہ میں آجائے اسے پناہ دیدی جائے، مال غنیمت پر قبضہ نہ کیا جائے، بچوں کو اسیر نہ کیا جائے، حالانکہ آپ کو یہ سب کچھ کرنے کا حق اور اختیار حاصل تھا لیکن آپ نے عفو و درگزر کے علاوہ کوئی اقدام نہیں کیا اور روزِ فتح مکہ پیغمبر اسلام کی سیرت کو زندہ کر دیا کہ آپ نے بھی عفو و درگزر سے کام لیا تھا حالانکہ عداوتیں سرد نہیں ہوتی تھیں اور زیادتیاں بھلائی نہیں جاسکتی تھیں۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید 1 ص 22/23)۔

582- امام حسن! ابن ماجہ کو گرفتار کر کے امیر المؤمنینؑ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے باقاعدہ کھانے اور آرام کرنے کا انتظام کیا جائے اس کے بعد میں زندہ رہ گیا تو میں خود صاحب اختیار ہوں چاہے معاف کروں یا بدلہ لوں/ لیکن اگر میں نہ بچ سکا تو اسے بھی میرے پاس پہنچا دینا تاکہ خدا کی بارگاہ میں فیصلہ کرایا جاسکے۔ (اسد الغابہ 4 ص 113، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ ص 300/ 1400، روایت محمد بن سعد، انساب الاشراف 2 ص 495/ 529، الامامة والسياسة 1 ص 181-)

583- امام باقر! حضرت علیؑ نے زخمی ہونے کے بعد ابن ماجہ کے بارے میں فرمایا کہ اس کے کھانے پینے کا انتظام کرو اور اچھا برتاؤ کرو، اس کے بعد میں زندہ رہ گیا تو میں اپنے خون کا حقدار ہوں چاہے معاف کروں یا بدلہ لوں اور اگر نہ رہ گیا اور تم نے اسے قتل کر دیا تو خبر دار لاش کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا۔ (السنن الکبریٰ 8 ص 317/ 16759، روایت ابراہیم بن محمد عن الصادق، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 297/ 1398، روایت ابن عیاض، استیعاب 3 ص 219، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 213، الجعفریات ص 53، قرب الاسناد ص 143/ 515، روایت ابوالحتر عن الصادق)۔

584- روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسنؑ کے ایک غلام نے کوئی قابل سزا عمل انجام دیا تو آپ نے اسے مارنے کا حکم دیدیا، اس نے فوراً آیت شریفہ پڑھی ”والكاظمين الغيظ، صاحبان تقویٰ غصہ کو پی جاتے ہیں؟“

فرمایا میں نے ضبط کر لیا، اس نے کہا ”والعافين عن الناس“ اور لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دیتے ہیں، فرمایا میں نے معاف کر دیا۔

اس نے تیسرا ٹکڑا پڑھ دیا، ”والله يحب المحسنين“ اور اللہ احسان کرنے

والوں کو دوست رکھتا ہے؟ فرمایا کہ میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا اور پہلے سے دگنا مال بھی دے رہا ہوں۔ (الفرج بعد الشدۃ 1 ص 101)۔

585- روز عاشور حרב بن یزید نے امام حسینؑ کی خدمت میں آ کر عرض کی، خدا مجھے آپ کا فدیہ بنا دے، فرزند رسول! میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کا راستہ روکا تھا اور آپ کو ساتھ لے کر آیا تھا اور اس صحرائے بلاء میں روک دیا تھا، خدائے وحدہ لا شریک کی قسم مجھے نہیں معلوم تھا کہ قوم آپ کے مطالبہ کو ٹھکرا دے گی، خیر، اب میں اپنے گناہوں کی توبہ کے لئے حاضر ہوا ہوں اور آپ کے سامنے قربان ہونا چاہتا ہوں۔

فرمائیے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا بیشک خدا توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور معاف کرنے والا ہے، تیرا نام کیا ہے؟ حرنے کہا میں حرب بن یزید ہوں!..... فرمایا تو واقعا حرب ہے جس طرح تیری ماں نے تیرا نام رکھا ہے، واللہ تو دنیا و آخرت دونوں میں آزاد ہے! اب گھوڑے سے اتر آؤ، حرنے عرض کی کہ حضور اب اسی طرح جہاد کی اجازت دیدیں در اترنے کے لئے نہ فرمائیں یہاں تک کہ گھوڑے سے گرایا جاؤں۔

آپ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے، جو چاہو کرو خدا تم پر رحمت نازل کرے گا۔ (تاریخ طبری 5 ص 427، اعلام الوریٰ ص 239)۔

586- عبد اللہ بن محمد! میں نے عبد الرزاق کو یہ کہتے سنا ہے کہ امام ”زین العابدینؑ“ وضو کی تیاری میں تھے اور ایک کینز پانی انڈیل رہی تھی کہ لوٹا اس کے ہاتھ سے گر گیا اور حضرت کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، آپ نے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھنا چاہا، اس نے فوراً قرآن مجید کے اس کلمہ کی تلاوت کر دی ”والکاظمین الغیظ“..... فرمایا میں نے غصہ کو ضبط کر لیا۔

اس نے دوسرا ٹکڑا پڑھا ”والعافین عن الناس“..... فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا۔

اس نے کہا ”والله يحب المحسنين“..... فرمایا کہ جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

(تاریخ دمشق حالات امام زین العابدینؑ 58 / 89، امالی صدوق (ر) 168 / 12، ارشاد 2 ص 146، مجمع البیان 2 ص 838، اعلام الوریٰ ص 256، کشف الغمہ 2 ص 299، روایت زہری، شرح الاخبار 3 ص 259 / 1161، روضۃ الواعظین ص 220، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 157)۔

سیرت عبادت اہلبیتؑ

1- اخلاص عبادت

587- امام علیؑ! خدایا میں نے تیری عبادت نہ تیری جنت کی طمع میں کی ہے اور نہ تیرے جہنم کے خوف سے..... بلکہ تجھے عبادت کا اہل پایا ہے تو تیری عبادت کی ہے۔ (عوالی اللئالی 1 ص 404/ 63-2 ص 11/ 18، شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی 5 ص 361، شرح مآئیکلمہ ص 235)۔

واضح رہے کہ شرح نہج میں الفاظ اس طرح نقل ہوتے ہیں ”ما عبدتک خوفا من عتقک ولا طمعانی ثوابک.....“۔

588- امام علیؑ! ایک قوم نے اللہ کی عبادت رغبت کی بنا پر کی ہے اور یہ تاجروں کی عبادت ہے، دوسری قوم نے خوف کی بنا پر کی ہے تو یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک قوم نے اس کی عبادت شکر نعمت کی بنیاد پر کی ہے، یہی آزاد اور شریف لوگوں کی عبادت ہے۔ (نہج البلاغہ حکمت 237، تحف العقول ص 246 عن الحسنؑ، تاریخ دمشق حالات امام زین العابدینؑ ص 111/ 141، حلیۃ الاولیاء ص 134، روایت ابراہیم علوی از امام صادقؑ)۔

589- امام صادقؑ! عبادت گزاروں کی تین قسمیں ہیں، ایک قوم نے خوف کی بنیاد پر عبادت کی ہے تو یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک قوم نے ثواب کی خواہش میں عبادت کی ہے تو یہ مزدوروں کی عبادت ہے۔ البتہ ایک قوم نے اس کی محبت میں عبادت کی

ہے اور یہی آزاد مردوں کی عبادت ہے اور یہی بہترین عبادت ہے۔ (کافی 2 ص 84/5) روایت ہارون بن خارجہ۔

590- امام زین العابدینؑ! مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے کہ خدا کی عبادت کروں اور اس کا مقصد ثواب کے علاوہ کچھ نہ ہو اور اس طرح ایک لالچی بندہ بن جاؤں کے اسے طمع ہو تو عبادت کرے اور نہ ہو تو نہ کرے اور یہ بھی ناپسند ہے کہ میرا محرک صرف عذاب کا خوف ہو اور اس طرح بدترین بندہ بن جاؤں کہ خوف نہ ہو تو کام ہی نہ کرے۔

کسی نے دریافت کیا پھر آپ کیوں عبادت کرتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اہل ہے اور اس کے انعامات میری گردن پر ہیں۔ (تفسیر منسوب بہ امام عسکریؑ ص 328/180)۔

2- مشقت عبادت

591- امام محمد باقر! رسول اکرمؐ کے حجرہ میں تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس قدر زحمت عبادت کیوں برداشت کرتے ہیں جبکہ خدا نے آپ کے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے؟ فرمایا کیا میں خدا کا بندہ شکر گزار نہ بنوں!۔

آپ بچوں کے بھل کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ پروردگار نے سورہ طہ نازل فرمایا کہ ”ہم نے قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ (کافی 2 ص 95/2) روایت ابوبصیر، احتجاج 1 ص 520)۔

592- عائشہ! رسول اکرمؐ راتوں کو اس قدر قیام فرماتے تھے کہ پیر پھٹنے لگتے تھے تو میں نے عرض کی کہ آپ اس قدر زحمت کیوں کرتے ہیں جبکہ خدا نے آپ کے تمام اول و آخر گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار بننا پسند نہ کروں۔ (بخاری

4 ص 1830 / 3557، مسلم 4 ص 2172، 2820، صحیح بخاری 1 ص 380 / 1078،
 ص 2375 / 8106، 4 / 1830 / 4586، صحیح مسلم 4 ص 2171 / 2819، سنن
 ترمذی 2 ص 268، 412، سنن ابن ماجہ 1 ص 456 / 1419، سنن نسائی 3 ص 219،
 مسند ابن جنبل 6 ص 348 / 18366، الزہد ابن المبارک 35 / 4731 روایت مغیرہ
 تاریخ بغداد 4 ص 231 روایت انس 7، ص 265 روایت ابو جحیفہ، فتح الابواب ص
 170 روایت زہری)۔

593۔ بکر بن عبداللہ! عمر بن الخطاب پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر
 ہوئے جب حضرت بیمار تھے اور کہنے لگے کہ آپ کس قدر اپنے کو تھکاتے ہیں؟ فرمایا
 مجھے کون سی چیز مانع ہے کل شب میں تیس سوروں کی تلاوت کی ہے جن میں سور طوال بھی
 شامل تھے۔

کہنے لگے کہ خدا نے آپ کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے اس کے بعد بھی
 اس قدر زحمت کرتے ہیں؟ فرمایا کیا میں خدا کا بندہ شکر گزار نہ بنوں۔ (امالی طوسی (ر)
 ص 403 / 903)۔ 594۔ امام صادق! رسول اکرم مستحب نمازیں فرض نمازوں سے
 دو گنی ادا کیا کرتے تھے۔ (کافی 3 ص 443 / 3، تہذیب 2 ص 4 / 3، استبصار 1 ص
 218 / 7703 روایت فضیل بن یسار و فضل بن عبدالملک و بکیر)۔

595۔ عائشہ! رسول اکرم لمبی راتوں میں بھی کبھی کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتے
 تھے اور کبھی بیٹھ کر۔ (صحیح مسلم 1 ص 504 / 105، سنن ترمذی 2 ص 23 / 3751، سنن
 ابن ماجہ 1 ص 388 / 1228، سنن نسائی 3 ص 219، مسند ابن جنبل 9 ص 393
 24723 / 397، مستدرک 1 ص 397 / 976)۔

596- عائشہ! آیت کریمہ ”قم الليل الا قليلا“ کے نازل ہونے سے پہلے رسول اکرم بہت ہی کم آرام فرماتے تھے۔ (مسند ابویعلیٰ 4 ص 466/ 4918)۔

597- عائشہ! رسول اکرم ہر حال میں ذکر خدا کرتے رہتے تھے۔ (صحیح مسلم 1 ص 282/ 117، سنن ترمذی 5 ص 463/ 3384، سنن ابی داؤد 1 ص 5/ 18)۔

598- ام علیٰ! فاطمہؑ نے رسول اکرم سے خادمہ کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑی شے بتا سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سوتے وقت 34 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر (دن بھر کی تمام تھکن دور ہو جائے گی) جس کے بعد میں نے کبھی اس تسبیح کو ترک نہیں کیا۔

ایک شخص نے کہا کہ صفین کی رات بھی؟ فرمایا ہاں صفین کی رات بھی۔ (صحیح بخاری 5 ص 2041/ 5044، صحیح مسلم 4 ص 2091/ 2727، مسند الحمیدی 1 ص 24/ 43، تاریخ بغداد 3 ص 24 روایات عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ، مسند احمد 1 ص 332/ 1312 روایت ابن عبد)۔

599- عروہ بن الزبیر! ہم سب مسجد پیغمبر میں بیٹھے ہوئے اصحاب بدر و بیعت رضوان کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے تو ابن درداء نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتاؤں جو ساری قوم میں مال کے اعتبار سے سب سے کمزور، تقویٰ میں سب سے طاقتور اور عبادت میں سب سے زیادہ رحمت کرنے والا تھا، لوگوں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالب (امالی الصدوق (ر) 72/ 9، روضۃ الواعظین ص 125 مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 124)۔

600- حبہ عرفی! ہم نوف و حبة القصر میں سو رہے تھے کہ اچانک دیکھا

امیر المؤمنینؑ دیوار پر ہاتھ رکھے رات کے سناٹے میں ان فی خلق السموات والارض..... کی تلاوت کر رہے ہیں اور اس کے بعد اسی عالم استغراق میں میری طرف رخ کر کے فرمایا کہ حبیہ! جاگ رہے ہو یا سو رہے ہو؟

میں نے عرض کی کہ میں تو جاگ رہا ہوں لیکن جب آپ کی بیقراری کا یہ عالم ہے تو ہم گنہگاروں کا کیا حال ہوگا؟ یہ سن کر آپ نے زار و قطار روناشروع کر دیا، اور فرمایا کہ حبیہ! دیکھو ہمیں بھی پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اس سے کسی شخص کے اعمال پوشیدہ نہیں ہیں، وہ ہم سے اور تم سے رگ گردن سے زیادہ قریب تر ہے اور کوئی شے ہمارے اور اس کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد نوف کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ نوف نے عرض کی یا امیر المؤمنینؑ! ویسے تو میں بیدار ہوں لیکن آج کی شب آپ نے بہت رلایا، فرمایا۔ نوف! اگر اس شب میں تمہارا اگر یہ خوف خدا سے تھا تو کل روز قیامت تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔

نوف! یاد رکھو خوف خدا میں جو ایک قطرہ اشک آنکھوں سے نکل آتا ہے وہ جہنم کی آگ کے دریاؤں کو بجھا سکتا ہے، پروردگار کی نگاہ میں اس سے عظیم تر کوئی انسان نہیں ہے جو روئے تو خوف خدا میں روئے اور محبت یا دشمنی کرے تو وہ بھی خدا کے لئے کرے، دیکھو جو خدا کے لئے محبت کرتا ہے وہ اس کی محبت پر کسی محبت کو مقدم نہیں کرتا ہے اور جو برائے خدا دشمنی کرتا ہے اس کے دشمن کے لئے کوئی خیر نہیں ہے، اور ایسی ہی محبت اور عداوت سے انسان کا ایمان کامل ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضرت نے دونوں افراد کو موعظہ فرمایا اور آخر میں فرمایا کہ اللہ کی

طرف سے ہوشیار رہنا کہ میں نے تمہیں ہوشیار کر دیا ہے، اس کے بعد یہ مناجات کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے کہ خدایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ غفلتوں کی حالت میں بھی تیری نگاہ کرم رہتی ہے یا تو مجھ پھیر لیتا ہے؟ اور کاش مجھے یہ اندازہ ہوتا کہ اس طویل نیند اور قلیل شکر کے بعد بھی تو نعمتیں عطا فرما رہا ہے تو اب میرا کیا حال ہونے والا ہے۔

اس کے بعد اسی عالم میں آپ فریاد کرتے رہے یہاں تک طلوع فجر کا وقت آ گیا۔ (فلاح السائل ص 266)۔

601۔ ابوصالح! ضرار بن ضمیرہ کنانی معاویہ کے دربار میں وارد ہوئے تو اس نے کہا کہ ذرا علیؑ کے اوصاف تو بیان کرو؟ ضرار نے کہا مسلمانوں کے امیر! مجھے معاف کر دے تو بہتر ہے، معاویہ نے کہا ہرگز نہیں۔!

ضرار نے کہا کہ اگر بیان ضروری ہے تو سن! خدا گواہ ہے کہ میں نے بعض اوقات اندھیری رات میں جب ستارے ڈوب چکے تھے یہ دیکھا ہے کہ علیؑ عراب عبادت میں داڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے یوں تڑپ رہے تھے جس طرح مار گزیدہ تڑپتا ہے اور پھر بیقراری کے ساتھ گریہ کر رہے تھے۔

ایسا لگتا ہے کہ میں اس وقت بھی یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ وہ پروردگار کو رو کر پکار رہے ہیں اور پھر دنیا کو خطاب کر کے کہہ رہے ہیں..... اے دنیا! تیرا رخ میری طرف کیوں ہو گیا ہے، افسوس کہ تو بلا وجہ زحمت کر رہی ہے، جا کسی اور کو دھوکہ دینا، میں تجھے تین بار ٹھکرا چکا ہوں تیری عمر بہت مختصر ہے اور تیری منزل بہت حقیر ہے اور تیرا خطرہ بہت عظیم ہے، آہ، آہ، آہ! زاد سفر کس قدر کم ہے اور سفر کس قدر طولانی ہے اور راستہ بھی کس قدر وحشتناک ہے۔“

یہ سن کر معاویہ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اور اس نے آستینوں

سے آنسوؤں کو پونچھنا شروع کر دیا اور سارے دربار پر گریہ طاری ہو گیا اور معاویہ نے کہا کہ یقیناً ابوالحسنؑ ایسے ہی تھے۔

ضرار اب علیؑ کے بعد تمھارا کیا حال ہے! ضرار نے کہا کہ جیسے کسی ماں کا بچہ اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے کہ نہ اس کے آنسو رک سکتے ہیں اور نہ اس کے دل کو سکون مل سکتا ہے، یہ کہہ کر اٹھے اور باہر نکل گئے۔ (حلیۃ الاولیاء 1 ص 84، الصواعق المحرقة ص 131، مروج الذهب 2 ص 433، الاستیعاب 3 ص 209، خصائص الائمة ص 70، کنز الفوائد 2 ص 103، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 103، نوح البلاغہ حکمت ص 77 الفصول المہمہ ص 127)۔

602۔ امام حسنؑ! میں نے اپنی مادر گرامی کو دیکھا ہے کہ شب جمعہ محراب عبادت میں مصروف رکوع و سجود رہیں یہاں تک کہ فجر طالع ہو گئی اور یہ سنا کہ آپ مسلسل مومنین اور مومنات کے حق میں نام بنام دعا کرتی رہیں اور ایک حرف دعا بھی اپنے حق میں نہیں کہا۔

میں نے عرض کی کہ مادر گرامی! آپ دوسروں کے حق میں دعا کرتی ہیں، اپنے واسطے کیوں دعا نہیں کرتی ہیں؟ فرمایا بیٹا، پہلے ہمسایہ اس کے بعد اپنا گھر۔ (دلائل الامامة 152 / 65، علل الشرائع 181 / 1، کشف النعمہ 2 ص 94، ضیافتہ الاخوان ص 265 روایت فاطمہ صفری)۔

603۔ حسن بصری! اس امت میں فاطمہ زہرا سے زیادہ عبادت گزار کوئی نہیں گذرا ہے، وہ رات بھی مصلیٰ پر کھڑی رہتی تھیں یہاں تک کہ پیروں پر روم آجاتا تھا۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 341، ربیع الابرار 2 ص 104)۔

604- عبد اللہ بن زبیر نے شہادت امام حسینؑ کی خبر سن کر یہ کلمات زبان پر جاری کئے، خدا کی قسم تم نے اسے مارا ہے جو راتوں کو اکثر قیام کیا کرتا تھا اور دنوں میں اکثر روزے رکھا کرتا تھا۔ (تاریخ طبری 5 ص 375، مقتل ابو مخنف ص 247 روایت عبد الملک بن نوفل)۔

605- امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے والد محترم کی اولاد اس قدر کم کیوں ہے؟ فرمایا مجھے تو اتنی اولاد پر بھی تعجب ہے کہ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے تو انھیں گھر والوں کے ساتھ رہنے کا موقع کب ملتا تھا۔ (تاریخ یعقوبی 2 ص 247، العقد الفرید 2 ص 243، فلاح السائل ص 269)۔

606 - امام صادقؑ! حضرت علیؑ بن الحسینؑ عبادات میں بے حد زحمت برداشت کیا کرتے تھے، دنوں میں روزہ رکھتے تھے اور راتوں میں نمازیں پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ بیمار ہو گئے تو میں نے عرض کی بابا! کب تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا؟ فرمایا میں اپنے پروردگار سے قربت چاہتا ہوں شاید وہ اس طرح اپنی بارگاہ میں جگہ دیدے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 155 روایت معتب)۔

607- امام صادقؑ، حضرت علیؑ بن الحسینؑ جب حضرت علیؑ کی کتاب کا مطالعہ فرماتے تھے اور ان کی عبادتوں کا ذکر دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اس قدر عمل کون کر سکتا ہے، یہ کس کے بس کی بات ہے، اس کے بعد پھر عمل شروع کر دیتے تھے، مصلیٰ پر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور واضح طور پر اثرات ظاہر ہونے لگتے تھے اور امیر المؤمنینؑ جیسی عبادت ان کے گھرانہ میں بھی حضرت علیؑ بن الحسینؑ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکا۔ (کافی 8 ص 163/ 172 روایت سلمہ بیاع السابری)۔

608- عمرو بن عبد اللہ بن ہند الجمہلی، امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب فاطمہ بنت علیؑ نے اپنے بھتیجے زین العابدینؑ کو اس شدت اور کثرت سے عبادت کرتے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حزام انصاری کے پاس آئیں اور فرمایا کہ تم صحابی رسول ہو، ہمارے تمہارے اوپر حقوق ہیں اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو زحمت و مشقت سے ہلاکت ہوتے دیکھو تو اس کی زنگی کا بند و بست کرو، دیکھو یہ علیؑ بن الحسینؑ جو اپنے باپ کی تنہا یادگار ہیں، اس قدر عبادت کر رہے ہیں کہ پیشانی، ہتھیلی اور گھٹنوں پر گھٹے پڑ گئے ہیں اور اس کے بعد بھی مسلسل نمازیں پڑھتے چلے جا رہے ہیں؟

جابر بن عبد اللہ یہ سن کر امام زین العابدینؑ کے دروازہ پر آئے اور وہاں امام باقرؑ کو یعنی ہاشم کے نو جوانوں کے ساتھ دیکھا، جابر نے انھیں آگے بڑھتے دیکھا تو کہا کہ واللہ یہ بالکل رسول اکرم کی رفتار ہے۔ اور پوچھا کہ فرزند آپ کون ہیں؟

فرمایا میں محمد! بن علیؑ بن الحسینؑ ہوں! یہ سن جابر رونے لگے اور کہا کہ واللہ آپ ہی علوم کی باریکیاں ظاہر کرنے والے باقر ہیں، ذرا میرے قریب آئیے میرے ماں باپ آپ پر قربان! حضرت آگے بڑھے، جابر نے بند پیرا ہن کھولے، سینہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر سینہ مبارک کو بوسہ دیا اور اپنا رخسار اور چہرہ جسم مبارک سے مس کیا اور کہا کہ میں آپ کو آپ کے جد رسول اکرم کا سلام پہنچا رہا ہوں اور میں نے وہی سب کچھ کیا ہے جس کا حضرت نے مجھے حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم اس دنیا میں اس وقت تک زندہ رہو گے کہ میرے ایک فرزند محمد سے ملاقات کرو گے جو علمی مویشگافیاں کرنے والا ہوگا..... اور دیکھو تم نابینا ہو جاؤ گے تو وہ تمہاری بصارت کا انتظام کر دے گا۔

یہ کہہ کر امام سجادؑ کی خدمت میں حاضری کی درخواست کی، آپ گھر کے اندر گئے

اور بابا کو اطلاع دی کہ ایک بزرگ دروازہ پر ہیں اور انھوں نے میری ساتھ اس اندازہ کا برتاؤ کیا ہے، فرمایا فرزند یہ جابر بن عبد اللہ ہیں اور یہ سارے اعمال کیا انھوں نے خاندان کے بچوں کے سامنے انجام دیئے ہیں اور یہ ساری باتیں سب کے سامنے کی ہیں.....؟ عرض کی جی ہاں..... فرمایا انا اللہ..... انھوں نے کوئی برا قصد نہیں کیا لیکن تمھاری زندگی کو خطرہ میں ڈال دیا۔

اس کے بعد جابر کو داخلہ کی اجازت دیدی اور جب جابر گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ محراب عبادت میں ہیں اور جسم انتہائی لاغر ہو چکا ہے آپ نے اٹھ کر نحیف آواز میں جابر سے خیریت دریافت کی اور اپنے پہلو میں بٹھالیا۔

جابر نے گزارش شروع کی، فرزند رسول! کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ پروردگار نے جنت کو آپ ہی حضرات کے لئے خلق کیا ہے اور جہنم کو آپ کے دشمنوں ہی کے لئے بنایا ہے تو آخر اس قدر زحمت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

فرمایا اے صحابی رسول! کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ پروردگار نے میرے جد رسول اکرم کے جملہ محاسبات کو بخش دیا تھا لیکن اس کے بعد بھی انھوں نے عبادت کی مشقت کو نظر انداز نہیں کیا اور اس قدر عبادت کی کہ پیروں پر روم آ گیا اور جب ان سے یہی گزارش کی گئی کہ آپ کو عبادت کی کیا ضرورت ہے؟ تو فرمایا کہ کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ جابر نے جب یہ دیکھا کہ حضرت زین العابدینؑ پر میری بات کا اثر ہونے والا نہیں ہے اور وہ عبادات میں تخفیف کرنے والے نہیں ہیں تو عرض کی کہ فرزند رسول! اپنی زندگی کا خیال رکھیں کہ آپ ہی حضرات کے ذریعہ امت کی بلائیں دفع ہوتی ہے، مصیبتوں سے نجات ملتی ہے آسمان سے بارش ہوتی ہے؟

فرمایا، جابر؟ میں اس وقت تک اپنے اب وجد کے راستہ پر گامزن رہوں گا جب تک مالک کی بارگاہ میں نہ پہنچ جاؤں! جابر نے حاضرین کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اولاد انبیاء میں یوسف بن یعقوب کے علاوہ علی بن الحسینؑ جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ علی بن الحسینؑ کی ذریت یوسف کی ذریت سے کہیں زیادہ بہتر ہے، بلکہ ان میں تو ایک وہ بھی ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا ہے، بلکہ ان میں تو ایک وہ بھی ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا (امالی طوسی (ر) ص 236 / 1314، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 148، بشارۃ المصطفیٰ ص 66)۔

609۔ امام صادق! میرے پدر بزرگوار تاریکی شب میں نمازیں پڑھتے پڑھتے جب سجدہ میں طول دیتے تھے تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے نیند آگئی ہو۔ (قرب الاسناد 5 ص 15 روایت مسعدہ بن صدقہ)

610۔ امام صادق! میں پدر بزرگوار کے لئے بستر بچھا کر انتظار کیا کرتا تھا اور جب وہ آرام فرما لیتے تھے تو میں اپنے بستر پر جاتا تھا، ایک شب میں انتظار کرتا رہا اور جب دیر ہوگئی تو آپ کی تلاش میں مسجد کی طرف گیا، دیکھا کہ آپ تنہا مسجد میں سجدہ پروردگار میں پڑے ہیں اور نہایت کرب کے عالم میں مناجات کر رہے ہیں ”خدا یا تو مالک بے نیاز ہے اور یقیناً میرا پروردگار ہے، میں نے یہ سجدہ تیری بندگی اور عبدیت کے اقرار کے لئے کیا ہے، خدایا میرا عمل بہت کمزور ہے اب تو ہی اسے مضاعف کر دے، خدایا اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تمام بندوں کو قبروں سے نکالا جائیگا اور میری تو بہ کو قبول کر لینا کہ تو بہ کا قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ (کافی 3 ص 333 / 9 از اسحاق بن عمار)۔

611۔ امام صادق میرے والد بزرگوار بہت زیادہ ذکر خدا کیا کرتے تھے اور

میں جب بھی ان کے ساتھ چلتا تھا یا کھانا کھاتا تھا تو انھیں ذکر خدا کرتے ہی دیکھتا تھا، حد یہ ہے کہ لوگوں سے گفتگو بھی آپ کو ذکر خدا سے غافل نہیں بنا سکتی تھی، میں اکثر اوقات دیکھتا تھا کہ زبان تالو سے چپک جاتی تھی اور لا الہ الا اللہ کہتے رہتے تھے، ہم سب کو جمع کر کے طلوع آفتاب تک ذکر خدا کا حکم دیا کرتے تھے اور جو قرآن پڑھ سکتا تھا اسے تلاوت کا حکم دیتے تھے ورنہ ذکر خدا کا امر فرمایا کرتے تھے۔ (کافی 2 ص 499/1 از ابن القدرح)۔

612۔ یحییٰ العلوی! حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کو ان کی کثرت عبادت کی بنا پر عبد صالح کہا جاتا تھا اور ہمارے بعض اصحاب کا بیان ہے کہ انھوں نے مسجد پیغمبر میں جا کر اول شب میں سجدہ شروع کیا اور اس میں یہ مناجات شروع کی کہ خدایا تیرے بندہ کا گناہ عظیم ہے تو تیری معافی کو بھی عظیم ہونا چاہیئے۔ اے صاحب تقویٰ، اے صاحب مغفرت! اور اس طرح صبح تک دہراتے رہے۔ (تاریخ بغداد 13 ص 27)۔

613۔ حفص! میں نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے زیادہ نہ خدا کا خوف رکھنے والا دیکھا ہے اور نہ اس کی رحمت کا امیدوار دیکھا ہے، آپ کی تلاوت کا انداز بھی حرتیہ ہوتا تھا اور اس طرح پڑھتے تھے جیسے کسی انسان سے باتیں کر رہے ہو۔ (کافی 2 ص 606/10)۔

614۔ ثوبانی! حضرت موسیٰ بن جعفرؑ چند سال تک اسی انداز سے عبادت کرتے رہے کہ طلوع آفتاب سے زوال تک سجدہ ہی میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی..... بلندی پر جا کر قید خانہ میں روشندان سے دیکھتا تھا تو آپ کو سجدہ میں پاتا تھا اور پوچھتا تھا کہ اے ربیع (داروغہ زندان) یہ کیڑا کیسا پڑا ہے؟ تو وہ کہتا تھا کہ امیر المؤمنین! یہ کیڑا نہیں ہے،

یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں جو روزانہ طلوع آفتاب سے زوال تک سجدہ معبود میں پڑے رہتے ہیں۔ ہارون کہتا کہ بیشک یہ نبی ہاشم کے راہبوں میں سے ہیں تو میں کہتا کہ پھر آپ نے انھیں اس تنگی زندان میں کیوں رکھا ہے؟ تو کہتا کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 95، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 318 از یونانی)۔

615- عبد السلام بن صالح الہردی راوی ہے کہ میں مقام سرخس میں اس گھر تک پہنچا جہاں امام رضاؑ کو قید رکھا گیا تھا اور میں نے نگران زندان سے اجازت چاہی تو اس نے کہا کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور صرف ایک ساعت ابتدائے روز میں اور وقت زوال اور نزدیک غروب نماز روک دیتے ہیں لیکن مصلیٰ پر بیٹھ کر ذکر خدا کرتے رہتے ہیں۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 183/6)۔

3- نماز اہلبیتؑ

616- رسول اکرم! میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کے اندر رکھی گئی ہے (تاریخ بغداد 12 ص 372 از انس بن مالک، المعجم الکبیر 20/1023 از مغیرہ)۔

617- عبد اللہ بن مسعود! رسول اکرم تمام ذکر کرنے والوں میں نمایاں ذکر کرنے والے تھے اور تمام نمازیوں میں سب سے زیادہ نماز ادا کرنے والے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء 7 ص 112، تاریخ بغداد 10/94)۔

618- فضالہ بن عبید! رسول اکرم جب کسی منزل پر وارد ہوتے تھے یا گھر میں

داخل ہوتے تھے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء 5 ص 148)۔

619۔ عائشہ! رسول اکرم ہمارے ساتھ مصروف گفتگو رہتے تھے لیکن جیسے ہی نماز کا وقت آجاتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں کوئی جان پہچان ہی نہیں ہے۔ (عدۃ الداعی ص 139، عوالی اللئالیٰ 1 ص 324/61)۔

620۔ مطرف بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور شدت خوف خدا سے اس طرح لرز رہے جیسے پتیلی میں پانی کھول رہا ہو۔ (عیون اخبار الرضآء 2 ص 299، خصال ص 283، احتجاج 1 ص 519/127 فلاح السائل ص 161)۔

621۔ جعفر بن علی القمی، کتاب زہد النبی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم جب نماز کے لئے آمادہ ہوتے تھے تو اس طرح ساکت و ساکن نظر آتے تھے جیسے کوئی کپڑا زمین پر پڑا ہو۔ (فلاح السائل ص 161)۔

622۔ جابر بن عبد اللہ! رسول اکرم کھانے یا کسی دوسرے کام کے لئے نماز میں ہرگز تاخیر نہیں فرماتے تھے۔ (السنن الکبریٰ 3 ص 105/5043)۔

623۔ امام صادق! رسول اکرم غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب پر کسی کام کو مقدم نہیں فرماتے تھے۔ (علل الشرائع ص 350/5 تنبیہ الخواطر 2 ص 78)۔

624۔ مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر! میں نے اور عمران بن حصین نے کوفہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے رکوع و سجود کے موقع پر اس انداز سے تکبیر کہی کہ مجھ سے عمران نے کہا کہ میں نے اس نماز سے زیادہ کوئی نماز رسول اکرم کی نماز سے مشابہ

نہیں دیکھی ہے۔ (مسند ابن جنبل 7 ص 200 / 19881)۔

625۔ امام علیؑ میدان صفین میں مسلسل جہاد فرما رہے تھے اور آپ کی نگاہیں طرف آفتاب تھیں، ابن عباس نے کہا کہ یا علیؑ! فرمایا کہ وقت نماز دیکھ رہا ہوں تاکہ اول زوال نماز ادا کر لوں!

ابن عباس نے کہا کہ کیا یہ وقت نماز ہے جب کہ گھمسان کارن پڑ رہا ہے؟ فرمایا کہ ہم کس چیز کے لئے جہاد کر رہے ہیں؟ ہمارا جہاد سی نماز کیلئے ہے۔ (ارشاد القلوب ص 217)۔

626۔ امام صادق! امام علیؑ جب رکوع فرماتے تھے تو اس قدر پسینہ جاری ہوتا تھا کہ زمین تر ہو جاتی تھی۔ (فلاح السائل ص 109 از ابی الصباح)۔

627۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام علیؑ پر جب وقت نماز آتا تھا تو چہرہ کارنگ بدل جاتا تھا اور آپ کا نپنے لگتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس امانت کو ادا کرنے کا وقت آ گیا جسے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا تو اس کا بوجھ نہ اٹھا سکے اور انسان نے اٹھا لیا۔ اب خدا جانے میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے یا نہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 124)۔

عوالی اللہالی 1 ص 324 / 63، احقاق الحق 18 ص 4)۔

628۔ رسول اللہ! میری بیٹھیفاطمہ جب محراب عبادت میں خدا کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور ملائکہ آسمان کے سامنے اسی طرح جلوہ گر ہوتا ہے جس طرح ستاروں کا نور اہل زمین کے لئے، اور پروردگار ملائکہ سے فرماتا ہے کہ دیکھو یہ میری کنیز فاطمہ میری تمام کنیزوں کی سردار میرے سامنے کھڑی ہے اور اس کا جوڑ جوڑ کانپ رہا ہے اور وہ دل و

جان سے میری عبادت کی طرف متوجہ ہے۔ (امالی صدوق (ر) ص 100 / 2، الفضائل ابن شاذان ص 8 از ابن عباس)۔

629- ابن فہد الحلی، جناب فاطمہ نماز میں خوف خدا سے کانپنے لگتی تھیں۔ (عدۃ الداعی ص 139)۔

630- امام زین العابدین! امام حسن بن علیؑ اپنے دور میں سب سے زیادہ عابد، زاہد اور افضل تھے، پیادہ حج فرماتے تھے بلکہ بعض اوقات ننگے پیر چلتے تھے، جب موت کو یاد کرتے تھے یا قبر کا ذکر کرتے تھے، یا میدان حشر کا ذکر کرتے تھے، یا صراط پر گزرنے کا ذکر کرتے تھے یا خدا کی بارگاہ میں حاضری کا ذکر کرتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے اور جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ایک ایک جوڑ کا اپنے لگتا تھا اور جنت و جہنم کا ذکر کرتے تھے اور جہنم سے پناہ مانگتے تھے کتاب خدا میں کسی بھی ”یا ایہا الذین امنوا“ کی تلاوت کرتے تھے تو کہتے تھے ”لبیک اللہم لبیک“ اور ہر حال میں ہمیشہ ذکر خدا میں مصروف نظر آتے تھے۔ (امالی الصدوق (ر) 150 / 8، فلاح السائل ص 268، عدۃ الداعی ص 123 روایت مفصل عن الصادق)۔

631- امام زین العابدین! امام حسن نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص آپ کے سامنے سے گزر گیا تو بعض لوگوں نے اسے ٹوک دیا، نماز تمام کرنے کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ تم نے کیوں ٹوکا؟ اس نے کہا کہ یہ آپ کے اور محراب کے درمیان حائل ہو گیا تھا، فرمایا افسوس ہے تیرے حال پر بھلا میرے اور خدا کے درمیان کوئی حائل ہو سکتا ہے جو رگ گردن سے زیادہ قریب ہے۔ (التوحید ص 184 / 22 از منیف عن الصادق)۔

632- امام حسینؑ جب وضو کرتے تھے تو آپ کے چہرہ کارنگ بدل جاتا تھا اور

جوڑ بند کانپنے لگتے تھے، کسی نے دریافت کیا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ جو شخص خدائے جبار کے سامنے کھڑا ہوا اس کا حق ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اس کے جوڑ بند کانپنے لگیں۔ (جامع الاخبار ص 166 / 397، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 14 روایات قتال، مناقب میں یہ روایت امام حسن کے بارے میں وارد ہوئی ہے)۔

633- امام باقر! میرے پدر بزرگوار امام علی بن الحسین کے لئے جب وقت نماز آتا تھا تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور جوڑ بند کانپنے لگتے تھے، آنسوؤں کا ایک سیلاب امنڈ آتا تھا اور فرماتے تھے کہ اگر بندہ کو معلوم ہو جائے کہ کس سے راز و نیاز کر رہا ہے تو کبھی مصلیٰ سے الگ نہ ہو۔ (مقتل الحسین خوارزمی 2 ص 24 از حنان بن سدید)۔

634- امام صادق! امام زین العابدین جب وضو فرماتے تھے تو آپ کے چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا، پوچھا گیا کہ آپ کا کیا عالم ہو جاتا ہے؟ فرمایا تمہیں کیا خبر کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

(اعلام الوریٰ ص 255 از سعید بن کلثوم، ارشاد 2 ص 143، کشف الغمہ 2 ص 298 روایت عبد اللہ بن محمد القرشی، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 148، مکارم الاخلاق 2 ص 79 / 2277)۔

635- امام صادق! میرے پدر بزرگوار کہا کرتے تھے کہ حضرت علی بن الحسین جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو جیسے درخت کا تنہ کہ جب ہوا ہلا دیگی تبھی ہلے گا۔ (کافی 3 ص 200 / 4، فلاح السائل ص 161 از جہم بن حمید)۔

636- ابان بن تغلب! میں نے امام صادق سے عرض کیا کہ امام سجاد کو دیکھا کہ

جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے آخر اس کا راز کیا تھا؟ فرمایا انھیں معلوم تھا کہ کس کی بارگاہ میں کھڑے ہیں۔

637- ابو ایوب! امام باقرؑ اور امام صادقؑ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کے چہرہ کا رنگ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہو جاتا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ کوئی سامنے ہے جس سے راز و نیاز کر رہے ہیں۔ (فلاح السائل ص 161، دعائم الاسلام 1 ص 159)۔

638- امام صادقؑ! امام باقرؑ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے سر پر کوئی شے گڑ پری اور آپ نے اس کو الگ نہیں کیا یہاں تک کہ خود جعفر نے اسے جدا کر دیا کہ آپ اس حرکت کو تعظیم پروردگار کے خلاف سمجھتے تھے کہ اس نے حکم دیا ہے کہ اپنے رخ کو خدا کی طرف رکھو اور سب سے کتر کر رکھو (الاصول الستہ عشر جعفر بن محمد الحضرمی ص 70 از جابر)۔

639- امام صادقؑ، حضرت امام باقرؑ تلاوت کر رہے تھے کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی، جب بیدار ہوئے تو دریافت کیا گیا کہ آخر یہ کیا ماجرا تھا؟ فرمایا میں آیات الہی کی تکرار کر رہا تھا کہ اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے مالک مجھ سے ہمکلام ہے اور پھر وقت بشریت جلال الہی کے مکاشفہ کی تاب نہ لاسکی۔ (فلاح السائل ص 107)۔

4- نماز شب

640- امام باقرؑ و امام صادقؑ! من اللیل فسبح وادبار النجوم کے ذیل میں فرماتے تھے کہ رسول اکرم رات کو تین مرتبہ اٹھ کر آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آخر میں سورہ آل عمران کی پانچ آیات ”انک لاتخلف المیعاد“ (آیت 194) تک پڑھ کر نماز شب شروع فرماتے تھے (مجمع البیان 9 ص 257 از زراره و حمران و محمد بن مسلم، عوالی اللئالی 2 ص 26/62)۔

641- عائشہ! رسول اکرم آخر شب میں آرام فرماتے تھے اور آخر شب تک بیدار رہتے تھے۔ (صحیح مسلم 1 ص 510/739، سنن نسائل 3 ص 218، سنن ابن ماجہ 1 ص 1365/234)۔

642- عائشہ! رسول اکرم نماز شب کو ترک نہیں فرماتے تھے اور جب مریض یا خستہ حال ہوتے تھے تو بیٹھ کر ادا فرماتے تھے (سنن ابی داؤد 2 ص 32/1307، مسند احمد بن حنبل 10 ص 98/26174، السنن الکبریٰ 3 ص 21/4722 از عبداللہ بن ابی موسیٰ النصری)۔

643- ابن عباس! رسول اکرم نماز شب کو یاد کرتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے ”تجانی جنوہم عن المضاجع، سورہ سجدہ 16“ ان کے پہلو بستر سے نہیں لگتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء 5 ص 87، تفسیر طبری 21 ص 103)۔

644- عبداللہ بن عباس! میں ایک شب پیغمبر اسلام کی خدمت میں تھا تو دیکھا کہ جب نیند سے بیدار ہوئے تو عبادت فرمائی، مسواک فرمائی سورہ آل عمران کی آیت ص 190 کی تلاوت فرمائی اور پھر وضو کر کے مصلیٰ پر آ کر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بستر پر آ گئے، تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے اور پھر یہی عمل کیا اور پھر لیٹ گئے اور پھر بیدار ہو کر یہی عمل کیا، یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا۔ (سنن ابی داؤد 1 ص 15/58، مسند احمد بن حنبل 1 ص 3541/798)۔

645- امام صادقؑ پیغمبر اسلام کی نمازوں کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ پانی سرہانے رکھا رہتا ہے اور مسواک بھی حاضر رہتی تھی، تھوڑی دیر سو کر اٹھتے تھے۔ آسمان کو دیکھ

کرسورہ آل عمران آیت 190 کی تلاوت فرماتے تھے اور وضو کر کے مصلیٰ پر آجاتے تھے اور چہار رکعت نماز اس طرح ادا کرتے تھے کہ رکوع کرتے تھے تو لوگ سوچتے تھے کہ یہ کب سر اٹھائیں گے اور سجدہ کرتے تھے تو جیسے اب سر نہ اٹھائیں گے، پھر بستر پر آ کر لیٹ جاتے تھے اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر دوبارہ یہی عمل انجام دیتے تھے اور پھر سو جاتے تھے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور پھر نماز صبح کے لئے نکل جاتے تھے۔ (تہذیب 2/334/1377 از معاویہ بن وہب)۔

646- امام علیؑ! میں نے جب سے سرکارِ دو عالم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ نماز شب ایک نور ہے کبھی نماز شب ترک نہیں کی ہے یہ سن کر ابن الکواء نے کہا کہ کیا صفین میں لیلۃ الہیر بھی؟ فرمایا ہاں لیلۃ الہیر بھی (مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 123)۔

647- امام زین العابدینؑ نماز شب میں وتر میں تین سو مرتبہ العفو العفو کہا کرتے تھے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ 1 ص 489/1408)۔

648- ابراہیم بن العباس! امام رضاؑ راتوں کو بہت کم آرام فرماتے تھے اور زیادہ حصہ بیدار رہا کرتے تھے۔ (عیون اخبار الرضاؑ ص 184/7، اعلام الوریٰ ص 314)۔

649- روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام علیؑ نئی رات کے وقت ہمیشہ رو بقبلہ رہتے تھے، ایک ساعت بھی آرام نہیں کرتے تھے جبکہ آپ کا جبہ اون کا تھا اور مصلیٰ چٹائی کا۔ (الخرائج والجرائح 2 ص 901)۔

5- صیام اہلبیتؑ

650- حماد بن عثمان نے امام صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے روزہ شروع کیا تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اب روزہ ہی رکھتے رہیں گے اور اس کے بعد

جب افطار کیا تو افطار کے بارے میں یہی کہنے لگے یہاں تک کہ آپ نے صوم داؤد شروع کر دیا کہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے، اس کے بعد آخر حیات میں مہینہ میں تین روز کی پابندی فرماتے رہے تین روزے ایک ماہ کے برابر ہیں اور ان سے وسوسہ نفس کا علاج ہوتا ہے۔

حماد نے عرض کی کہ حضور یہ تین دن کونسے ہیں؟ فرمایا مہینہ کی پہلی جمعرات، دوسرے عشرہ کا پہلا بدھ اور مہینہ کی آخری جمعرات۔

دوبارہ سوال کیا کہ ان ایام میں کیا خصوصیت ہے؟ فرمایا کہ گذشتہ امتوں میں انھیں دنوں میں عذاب نازل ہوا تھا تو آپ اس عذاب کے خوف سے روزہ رکھتے تھے کہ یہ امت محفوظ رہے۔ (کافی 4 ص 89 / 1 / الفقیہ 2 ص 82 / 1786، تہذیب 4 ص 302 / 913، استبصار 2 ص 136 / 444، ثواب الاعمال 6 / 105، الدرر والواقیہ ص 55)۔

651۔ ابو سلمہ! میں نے عائشہ سے رسول اکرم کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ حضرت اس قدر روزے رکھتے تھے کہ لگتا تھا ابن افطار نہ کریں گے اور پھر افطار کرتے تھے تو اس طرح جیسے روزہ نہ رکھیں گے اور سب سے زیادہ روزے ماہ شعبان میں رکھتے تھے بلکہ تقریباً پورہ ماہ شعبان، بلکہ حقیقتاً پورا ماہ شعبان۔ (مسند ابن حنبل 9 ص 474 / 25155، صحیح مسلم 2 ص 810 / 1156، مسند ابویعلیٰ 4 ص 339 / 4613)۔

652۔ امام علیؑ! مجھے گرمیوں کے روزے زیادہ محبوب ہیں۔ (مستدرک الوسائل، ص 505 / 8758 نقل عن لب اللباب راوندی)۔

653- امام صادق! امیر المؤمنین گھر میں آ کر سوال فرماتے تھے کہ کھانے کا کوئی سامان ہے یا نہیں۔ اگر کوئی چیز ہوتی تھی تو کھا لیتے تھے ورنہ یونہی روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ (تہذیب 4 ص 188 / 531، عوالی اللئالی 3 ص 135 / 15 از ہشام بن سالم)۔

654- امام صادق! امام زین العابدینؑ جب روزہ رکھتے تھے تو ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت پکواتے تھے اور وقت افطار صرف اس کی خوشبو سونگھ کر سارا گوشت مختلف غریب گھرانوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے اور خود روٹی اور کھجور کھا لیا کرتے تھے خدا ان پر اور ان کے آباء طاہرینؑ پر رحمتیں نازل کرے۔ (کافی 4 ص 68 / 3، المحاسن 2 ص 158 / 1432، از حمزہ بن حرمان)۔

655- ابراہیم بن عباس! امام رضاؑ اکثر ایام میں روزے سے رہا کرتے تھے، خصوصیت کے ساتھ مہینہ میں تین دن کے روزے کبھی ترک نہیں فرماتے تھے اور اسی کو سارے سال کا روزہ قرار دیتے تھے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 184 / 7، اعلام الوریٰ ص 314)۔

656- علی بن ابی حمزہ! میں نے امام علیؑ بن الحسینؑ کی کنیز سے آپ کے انتقال کے بعد دریافت کیا کہ حضرت کے روزمرہ کے بارے میں بیان کرو تو انھوں نے کہا کہ مفصل یا مختصر؟ میں نے کہا مختصر!! انھوں نے کہا کہ میں نے دن میں کبھی آپ کے سامنے کھانا پیش نہیں کیا اور نہ رات میں کبھی بستر بچھایا ہے۔ (علل الشرائع ص 232 / 9 خصال ص 518 / 14 از حرمان بن اعین عن الباقر، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 155)۔

6- حج اہلبیتؑ

657- عبد اللہ بن عبید بن عمیر! امام حسنؑ بن علیؑ نے 25 حج پیدل ادا فرمائے ہیں

جبکہ ناقے آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ (مستدرک حاکم 3 ص 185 / 4788، تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 142 / 236، السنن الکبریٰ 4 ص 542 / 8645، روایت ابن عباس، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 14 از امام صادق، تہذیب 5 ص 11 / 29، 12 ص 33 استبصار 2 ص 141 / 261 - ص 142 / 465، علل الشرائع ص 447 / 6، قرب الاسناد 170 / 624)۔

658- مصعب بن عبد اللہ! امام حسینؑ نے پیدل 25 حج فرمائے ہیں۔ (المعجم الکبیر 2 ص 115 / 2844)۔

659- امام حسینؑ کو دیکھا گیا کہ طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر مقام ابراہیمؑ پر رخسار رکھ کر رونا شروع کیا اور برابر اس کلمہ کی تکرار فرما رہے تھے یا تیرا سائل تیرے دروازہ پر ہے، تیرا مسکین تیرے دروازہ پر ہے، تیرا بندہ تیرے دروازہ پر حاضر ہے۔ (ربیع الابرار 2 ص 149)۔

660- امام باقرؑ! حضرت علیؑ بن الحسینؑ کے پاس ایک ناقہ تھا جس پر آپ نے 23 مرتبہ سفر حج کیا لیکن ایک تازیانہ بھی نہیں مارا یہاں تک کہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو ہمیں خبر بھی نہیں ہوئی کہ ناقہ پر کیا اثر ہوا کہ نوکرنے آ کر خبر دی کہ وہ قبر پر بیٹھا ہوا اپنے سینہ کو رگڑ رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے، میں نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ قبل اس کے لوگوں کو اس امر کی اطاع ہو، اور ناقہ قبر تک اس عالم میں پہنچ گیا کہ اس نے کبھی قبر کو دیکھا بھی نہیں تھا۔

661- سفیان بن عیینہ! امام علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ نے حج فرمایا تو جب احرام باندھ چکے اور ناقہ پر سوار ہوئے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اور جسم کا پنے یہاں تک کہ لبیک کہنا دشوار ہو گیا، لوگوں نے عرض کی حضور لبیک کیوں نہیں کہتے ہیں فرمایا کہ ڈرتا ہوں

کہ میں لبیک کہوں اور ادھر سے آواز آئے مجھے قبول نہیں ہے۔

لوگوں نے کہا کہ حضور یہ تو ضروری ہے آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے، اس کے بعد جیسے ہی لبیک کہا بیہوش ہو گئے اور ناقہ سے گر پڑے اور یہی کیفیت آخروج تک برقرار رہی۔ (تاریخ دمشق حالات امام زین العابدینؑ ص 40 ص 63، کفایت الطالب ص 450، سیر اعلام النبلاء ص 4 ص 392، تہذیب الکمال ص 20 ص 390، عوالی اللئالی ص 4 ص 121/35)۔

662۔ فلاح غلام امام محمد باقر! میں حضرت کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو آپ جب مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کو دیکھا تو گریہ کرنا شروع کر دیا، میں نے عرض کی حضور لوگوں کی نظریں آپ پر ہیں، ذرا آواز کم کریں، آپ نے مزید رونا شروع کر دیا اور فرمایا افسوس! میں کس طرح نہ روؤں جبکہ خیال ہے کہ شاہد مالک اس گریہ پر رحم فرما دے تو میں کامیاب ہو جاؤں۔

اس کے بعد آپ نے طواف کیا، نماز طواف ادا کی اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو تمام سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی (تذکرۃ النحوص ص 339 صفحہ الصفوۃ 2 ص 64، الفصول المهمہ ص 209، مطالب السؤل ص 80، کشف الغمہ 2 ص 360 نور الابصار ص 158)۔

663۔ قاسم بن حسین نیشاپوری! میں نے امام باقرؑ کو دیکھا کہ آپ نے میدان عرفات میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اسی طرح اٹھائے رہے یہاں تک کہ شام ہو گئی، اور میں نے آپ سے زیادہ اس طرح کے اعمال پر قدرت رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں دیکھا ہے۔ (اقبال الاعمال 2 ص 73)۔

664۔ مالک بن انس! میں جب بھی امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا

آپ میرا احترام فرماتے تھے اور مجھے مسند عطا فرمادیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں، میں اس بات سے خوش ہو کر شکر خدا ادا کیا کرتا تھا۔

میں دیکھتا تھا کہ حضرت یاروزہ سے رہتے تھے یا نمازیں پڑھتے رہتے تھے یا ذکر خدا کرتے رہتے تھے، آپ اپنے دور کے عظیم ترین عابد اور بلند ترین زاہد تھے، مسلسل حدیثیں بیان کرتے تھے، بہترین اخلاق کے مالک تھے اور بہت منفعت بخش شخصیت کے مالک تھے، اور جب رسول اکرم کا کوئی قول نقل کرتے تھے تو نام لیتے ہی چہرہ کا رنگ اس طرح سبز و زرد ہو جاتا تھا کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔

ایک سال میں نے حضرت کے ساتھ حج کیا تو احرام کے موقع پر جب ناقہ پر سوار ہوئے اور تلبیہ کا ارادہ کیا تو آواز گلو گلو ہو گئی اور قریب تھا کہ ناقہ سے گر جائیں، میں نے عرض کی کہ فرزند رسول! تلبیہ تو ضروری ہے۔ فرمایا یا بن عامر! کیسے جسارت کروں کہ میں لبیک کہوں اور یہ خوف ہے کہ وہ اسے رد کر دے۔ (خصال ص 167 / 219، علل الشرائع ص 235، امالی الصدوق (ر) 123 / 3، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 275)۔

665- علی بن مہزیار! میں نے امام ابو جعفر ثانی کو 225ھ میں حج کے موقع پر دیکھا کہ آپ نے سورج نکلنے کے بعد جب خانہ کعبہ کو وداع کرنا چاہا تو پہلے طواف کیا اور ہر چکر میں رکن یمانی کو بوسہ دیا، پھر آخری چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود دونوں کو بوسہ دیا اور اپنے ہاتھوں سے مس کر کے ہاتھوں کو چہرہ پر مل لیا اور پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر پشت کعبہ پر جا کر ملترم سے یوں لپٹ گئے کہ شکم مبارک سے کپڑا ہٹا کر اسے بھی مس کیا اور تاویر کھڑے دعائیں کرتے رہے اور پھر باب الحناطین سے باہر نکل گئے۔

یہی صورت حال میں نے 217ھ میں رات کے وقت کعبہ کو وداع کرنے

میں دیکھی کہ ہر چکر میں رکن یمانہ اور حجر اسود کو مس کر رہے تھے اور پھر ساتویں چکر میں پشت کعبہ پر رکن یمانہ کے قریب شکم مبارک کو کعبہ سے مس کیا، پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور ہاتھوں سے مس کیا اور پھر مقام ابراہیم پر نماز ادا کی اور باہر تشریف لے گئے، ملتزم پر آپ کا توقف اتنی دیر رہا کہ بعض اصحاب نے طواف کے سات شوط پورے کر لئے یا آٹھ ہو گئے (کافی 4 ص 532 / 3، تہذیب 5 ص 281 / 959 تہذیب میں واقعہ کا 219ء نقل کیا گیا ہے)۔

666- محمد بن عثمان العمری! خدا گواہ ہے کہ امام عصرؑ ہر سال موسم حج میں تشریف لاتے ہیں اور تمام لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں لیکن لوگ نہ انھیں دیکھتے ہیں اور نہ پہچانتے ہیں۔

(الفقیہ 2 ص 520، کمال الدین ص 440 / 8، الغیۃ الطوسی (ر) ص 363 / 329، اثبات الہدایۃ 3 ص 452 / 68)۔

سیرت صبر و رضا

667- امام حسین! عراق کے لئے نکلتے ہوئے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا کہ موت کا نشان اولاد آدم کی گردن سے یونہی وابستہ ہے جس طرح عورت کے گلے میں ہار، میں اپنے اسلاف کا اسی طرح اشتیاق رکھتا ہوں جس طرح یعقوب کو یوسف کا اشتیاق تھا میری بہترین منزل وہ ہے جس کی طرف میں جا رہا ہوں اور میں وہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ نواویس اور کربلا کے درمیان نبی امیہ کے درندے میرے جوڑ جوڑ کو الگ کر رہے ہیں اور اپنی عداوت کا پیٹ بھر رہے ہیں، قلم قدرت نے جو دن لکھ دیا ہے وہ بہر حال پیش آنے والا ہے ”اللہ کی مرضی ہی ہم اہلبیت کی رضا ہے، ہم اس کی بلا پر صبر کرتے

ہیں اور وہ ہمیں صابروں کا اجر دینے والا ہے رسول اکرم سے ان کے پارہ ہائے جگر الگ نہیں رہ سکتے ہیں، خدا سب کو جنت میں جمع کرنے والا ہے جس سے ان کی آنکھوں کو خنکی نصیب ہوگی اور ان سے کتے گئے وعدہ کو پورا کیا جائے گا، دیکھو جو ہمارے ساتھ اپنی جان قربان کر سکتا ہے اور لقاۃ الہی کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کر چکا ہے وہ ہمارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جائے، ہم کل صبح نکل رہے ہیں۔ (کشف الغمہ 2 ص 241، ملہوف ص 126، نثر الدر ص 333)۔

668۔ امام زین العابدین! جب امام حسینؑ کے حالات انتہائی سخت ہو گئے تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے حالات تمام لوگوں کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔ سب کے رنگ بدل رہے ہیں، اعضاء لرز رہے ہیں، دل کانپ رہے ہیں لیکن امام حسینؑ اور ان کے مخصوص اصحاب کے چہرے دمک رہے ہیں، اعضاء ساکن ہیں اور نفس مطمئن ہیں۔

لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو یہ کس قدر مطمئن نظر آتے ہیں جیسے موت کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے، آپ نے فرمایا، شریف زادو! صبر کرو صبر، یہ موت صرف ایک پل ہے جس کے ذریعہ سختی اور پریشانی سے نکل کر جنت النعیم کے محلول تک پہنچا جاتا ہے، تم میں کون ایسا ہے جو اس بات کو برا سمجھتا ہے کہ زندان سے نکل کر قصر میں چلا جائے، مصیبت تمہاری دشمنوں کے لئے ہے جنھیں محل سے نکل کر زندان کی طرف جاتا ہے، میرے پدربزرگوار نے رسول اکرم سے روایت کی ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت اور موت ایک پل ہے جو مومن کو جنت تک پہنچا دیتا ہے اور کافر کو جہنم تک، میں نہ غلط بیانی سے کام لیتا ہوں اور نہ کسی نے یہ بات مجھ سے غلط بیان کی ہے۔ (معانی الاخبار 3/288)۔

669- ابوحنفہ! امام حسینؑ تین ساعت تک تن تنہا خون میں ڈوبے ہوئے

آسمان کی طرف دیکھ کر یہ مناجات کرتے رہے، خدایا میں تیرے امتحان پر صابر ہوں اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، اے فریادیوں کے فریادرس! جس دیکھ کر چالیس سو اربڑھے کہ آپ کے سر مبارک و مقدس و منور کو قلم کر لیں اور عمر سعد یہ آواز دیتا رہا کہ ان کے قتل میں عجلت سے کام لو۔ (ینابیع المودۃ 2 ش 82)۔

670- عبید اللہ بن زیاد کا دربان بیان کرتا ہے کہ ابن زیاد نے حضرت علیؑ بن

الحسینؑ اور خواتین کو طلب کیا اور سر حسینؑ بھی سامنے لا کر رکھ دیا، خواتین کے درمیان حضرت زینبؑ بنت علیؑ بھی تھیں، ابن زیاد نے انھیں دیکھ کر کہا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہیں رسوا کیا، قتل کیا اور تمہاری باتوں کو جھوٹا ثابت کر دیا، آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو حضرت محمد کے ذریعہ کرامت عطا فرمائی اور ہمیں پاک و پاکیزہ قرار دیا، رسوائی فاسق کا حصہ ہے اور جھوٹ فاجر کا مقدر ہے۔

اس نے کہا کہ تم نے اپنے ساتھ پروردگار کا برتاؤ کیسا پایا؟ فرمایا ہمارے گھر والوں پر شہید ہونا فرض تھا تو وہ گھروں سے نکل کر اپنے مقتل کی طرف آگئے اور عنقریب خدا تیرے اور ان کے درمیان اجتماع کر کے دونوں کا فیصلہ کر دے گا۔ (امالی صدوق ص 140 / 3، روضۃ الواعظین ص 210، ملہوف ص 200، اعلام الوریٰ ص 247)۔

671- امام حسینؑ کے ایک فرزند کا انتقال ہو گیا اور لوگوں نے چہرہ پر رنج و غم کے

اثرات نہ دیکھے تو اعتراض کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ خدا سے سوال کرتے ہیں تو وہ عطا کر دیتا ہے اور پھر جب وہ کوئی ایسی چیز چاہتا ہے جو بظاہر ناگوار ہوتی ہے تو ہم اس کی رضا سے راضی ہو جاتے ہیں۔ (مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 147)۔

672- ابراہیم بن سعدت! امام سجادؑ نے گھر کے اندر نالہ و شیون کی آواز سنی تو اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور پھر واپس آگئے کسی نے دریافت کیا کیا کوئی حادثہ ہو گیا ہے؟ یقیناً لوگوں نے پرسہ دیا لیکن آپ کے صبر پر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیت جس چیز کو پسند کرتے ہیں اس میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور جس بات کو ناپسند کرتے ہیں اس پر بھی اس کا شکر ہی کرتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء 3 ص 138، تاریخ دمشق حالات امام سجادؑ 5/88، کشف الغمہ 2 ص 314 عن الباقر)۔

673- امام باقر! جب جس چیز کو پسند کرتے ہیں اس کے بارے میں دعا کرتے ہیں، اس کے بعد اگر ناخوشگوار امر پیش آجاتا ہے تو خدا کی مخالفت نہیں کرتے ہیں، (حلیۃ الاولیاء 3 ص 187 از عمرو بن دینار، کشف الغمہ 2 ص 363 از احمد بن حمون)۔

674- علاء بن کامل! میں امام صادق کی خدمت میں حاضر تھا کہ گھر سے نالہ و فریاد کی آواز بلند ہوئی، آپ اٹھے اور پھر بیٹھ گئے اور اناللہ کہہ کر گفتگو میں مصروف ہو گئے اور آخر میں فرمایا کہ ہم خدا سے اپنے لئے اپنی اولاد اور اپنے اموال کے لئے عافیت چاہتے ہیں لیکن جب قضاء واقع ہو جاتی ہے تو یہ ممکن نہیں ہوتا ہے کہ جس کو خدا چاہتا ہے اس کو ناپسند کر دیں۔ (کافی 3 ص 226/13)۔

675- قتیبۃ العشی! میں امام صادق کے گھر آپ کے ایک فرزند کی عیادت کیلئے حاضر ہوا تو دروازہ پر آپ کو مخزون و رنجیدہ دیکھا اور پوچھا بچہ کا کیا حال ہے، فرمایا وہی حال ہے، اس کے بعد گھر کے اندر گئے اور ایک ساعت کے بعد مطمئن برآمد ہوئے، میں سمجھا کہ شائد صحت ہو گئی ہے، میں نے کیفیت دریافت کی؟ فرمایا مالک کی بارگاہ میں چلا گیا۔

میں نے عرض کی، میری جان قربان، جب وہ زندہ تھا تو آپ رنجیدہ تھے، اب

جب مر گیا ہے تو وہ حالت نہیں ہے؟ فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے تک پریشان رہتے ہیں، اس کے بعد جب امر الہی واقع ہو جاتا ہے تو اس کے فیصلہ پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس کے امر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ (کافی 3 ص 11/225)۔

طلب معاش میں سیرت اہلبیتؑ

676۔ امام صادق! خبردار طلب معاش میں سستی اور کاہلی سے کام مت لینا کہ ہمارے آباء و اجداد اس راہ میں تگ و دو کیا کرتے تھے۔ (الفقیہ 3 ص 157/3576 روایت حماد لحام)۔

677۔ جابر بن عبد اللہ! ہم رسول اکرم کے ساتھ دادی مڑ الظہر ان میں اراک کے پھل چنا کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ سیاہ دانے چنوکہ یہ جانور کیلئے زیادہ لذیذ ہوتے ہیں، ہم نے عرض کی کہ کیا حضور کو بھی بکریاں چرانے کا تجربہ ہے؟ فرمایا بیشک اور کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (صحیح بخاری 5 ص 2077/5138، صحیح مسلم 3 ص 1621/2050، مسند ابن جنبل 5 ص 14504/75/مسند ابویعلیٰ 2 ص 3058/404)۔

478۔ عبد اللہ بن حزم! ایک مرتبہ اونٹ اور بکری کے چراوہوں میں بحث ہو گئی تو رسول اکرم نے فرمایا کہ بکریاں جناب موسیٰ، جناب داؤد نے بھی چرائی ہیں اور بکریاں میں نے بھی چرائی ہیں! اپنے گھر کی بکریاں مقام اجیاد ہیں۔ (الادب المفرد 577/175)۔

679۔ امام صادق! رسول اکرم نے مال غنیمت تقسیم کیا تو حضرت علیؑ کے حصہ میں

ایک زمین آئی جس میں زمین کو دی گئی تو ایک چشمہ نکل آیا جس کا پانی باقاعدہ آسمان کی طرف جوش مار رہا تھا اور اسی بنیاد پر اس کا نام پینچ رکھ دیا گیا اور جب بشارت دینے والے نے حضرات کو اس کی بشارت دی تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ عام ہے تمام حجاج بیت اللہ اور مسافروں کے لئے، نہ اس کی خرید و فرخت ہوگی نہ ہبہ نہ وراثت اور اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور اس سے روز قیامت نہ کوئی صرف قبول کیا جائے گا اور نہ بدل۔ (کافی 7 ص 54 / 9، تہذیب 9 ص 128 / 609 روایت ایوب بن عطیہ الحداء)۔

680۔ امام علی! ایک مرتبہ مدینہ میں شدید بھوک کا ماحول پیدا ہو گیا تو میں تلاش عمل میں عموالی کی طرف نکل پڑا، اتفاق سے دیکھا کہ ایک عورت چند مٹی کے ڈھیلے جمع کئے ہوئے ہے، میں نے خیال کیا کہ یہ اسے تر کنا چاہتی ہے، میں نے سودا طے کر لیا کہ ایک ڈول پانی ایک کھجور کے عوض! اور اس کے بعد سولہ ڈول کھینچے جس کے نتیجے میں ہتھیلی میں گھٹے پڑ گئے اور پھر اس عورت کو جا کر ہاتھ دکھلائے اور کام بتلایا تو اس نے سولہ کھجوریں دیدیں اور میں انھوں لے کر رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا بیان کیا تو آپ بھی اس کے کھانے میں شریک ہو گئے (مسند ابن جنبل 1 ص 286 / 1135، فضائل الصحابہ ابن جنبل 2 ص 17 / 1229، صفۃ الصفوہ 1 ص 135 روایات مجاہد)۔

681۔ امیر المؤمنینؑ سخت گرمی میں بھی کام کرنے کے لئے نکل پڑتے تھے تاکہ خدا خود دیکھ لے کہ بندہ طلب حلال کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ (الفقیہ 3 ص 163 / 3596، عموالی اللئالی 3 ص 200 / 24)۔

282۔ امام صادق! خدا کی قسم حضرت علیؑ نے راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کئے ہیں

اور سب اپنے ہاتھ کی کمائی سے کیا ہے۔ (کافی 8 ص 165 / 175 روایت معاویہ بن وہب 5 / 74 / 2 روایت فضل بن ابی قرظہ، الغارات 1 ص 92۔

683۔ امام صادق! محمد بن المنکدر کا بیان ہے کہ میرے خیال میں امام سجادؑ کے بعد ان کی اولاد میں کوئی ان سے بہتر نہیں ہو سکتا ہے لیکن جب امام باقرؑ کو دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ میں انھیں موعظہ کرنا چاہتا تھا لیکن انھوں نے مجھے موعظہ کر دیا۔

لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا موعظہ کر دیا؟ ابن المنکدر نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ سخت گرمی میں بیرون مدینہ نکلا تو امام باقرؑ کو دیکھا کہ بھاری جسم کے باوجود دو غلاموں پر تکیہ گئے ہوئے نکل پڑے ہیں، میں نے کہا اے سبحان اللہ نبی ہاشم کا ایک بزرگ آدمی طلب دنیا میں اس طرح مبتلا ہو جائے کہ اس گرمی میں اس طرح گھر سے نکل پڑے، یہ سوچ کر قریب گیا، سلام کیا آپ نے جھڑک کر جواب دی اور پسینہ میں تر تھے، میں نے اپنی بات دہرائی اور کہا کہ اس حال میں اگر موت آگئی تو کیا کریں گے؟

فرمایا اگر اس وقت موت آگئی تو اس حال میں آئے گی کہ میں اطاعت خدا میں ہوں گا، خدا نہ کرے کہ اس وقت آئے گی کہ میں اطاعت خدا میں ہوگا، خدا نہ کرے کہ اس وقت آئے جب کوئی معصیت خدا کر رہا ہو، تو اس وقت اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو لوگوں کے احسانات سے بچا رہا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ ابن المنکدر نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، خدا آپ پر رحمت نازل کرے، میں نے آپ کو نصیحت کرنا چاہی تھی مگر آپ نے مجھ ہی کو موعظہ فرما دیا۔ (کافی 5 ص 73 / 1، تہذیب 6 ص 325 / 894، ارشاد 2 ص 161 روایت عبدالرحمان بن الحجاج)۔

685، ابو عمرو الشیبانی! میں نے امام صادق کو موٹا کپڑا پہنے بیچہ لئے اپنے باغ میں یوں کام کرتے دیکھا کہ پسینہ پیروں سے بہ رہا تھا، میں نے عرض کی میری جان قربان، یہ بیچہ مجھے دیدیجئے، میں یہ کام کروں گا، فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ انسان طلب معاش میں حرارت آفتاب کی اذیت برداشت کرے۔ (کافی 5 ص 76/13)۔

686۔ عبدالاعلیٰ اغلام آل سام! میں نے شدید گرمی کے زمانہ میں مدینہ کے ایک راستہ پر امام صادق کو دیکھ کر عرض کی، حضور میری جان قربان ایک تو خدا کی بارگاہ میں آپ کا مرتبہ پھر رسول اکرم سے آپ کی قرابت، اس کے بعد بھی آپ اس گرمی میں مشقت برداشت کر رہے ہیں۔

فرمایا عبدالاعلیٰ! میں طلب رزق میں نکلا ہوں تاکہ تم جیسے افراد سے بے نیاز ہو جاؤں۔ (کافی 5 ص 74/3)۔

687۔ علی بن ابی حمزہ! میں نے حضرت ابوالحسن (رضاً) کو اپنی ایک زمین میں اس طرح کام کرتے دیکھا کہ پسینہ پیروں سے بہ رہا تھا تو میں نے عرض کی میری جان قربان، کام کرنے والے سب کیا ہو گئے؟ فرمایا کہ دیکھو اپنے ہاتے سے ان لوگوں نے بھی کام کیا ہے جو مجھ سے اور میرے والد سے بھی بہتر تھے۔

میں نے عرض کی یہ کون حضرات ہیں؟ فرمایا رسول اکرم، امیر المؤمنین اور میرے تمام آباء و اجداد اور یہ کام تو جملہ انبیاء، مرسلین، اوصیاء اور صالحین نے کیا ہے۔ (کافی 5 ص 75/10، الفقیہ 3 ص 163/3593، عوالی اللئالی 3 ص 200)۔

سیرت اہلبیت^۴ در عطا یا و ہدایا

688- رسول اکرم! ہم غیر مستحق کو بھی دیدیا کرتے ہیں کہ کہیں کوئی مستحق محروم نہ رہ جائے۔ (عدۃ الداعی ص 91)۔

689- محمد بن الحنفیہ! میرے بابا جان رات کی تاریکی میں قبر کے کاندھے پر آٹا اور کھجور لاد کر ان گھروں تک پہنچایا کرتے تھے جنہیں وہ خود جانتے تھے اور کسی کو باخبر نہیں ہونے دیتے تھے، ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ یہ کام تو دن میں بھی ہو سکتا ہے فرمایا ”مخفی صدقہ غضب پروردگار کی آگ کو سرد کر دیتا ہے۔ (مناقب الامام امیرالمومنینؑ الکوفی 2 ص 69 / 552، رنج الابرار 2 ص 148)۔

690- امام صادق! امام حسنؑ نے اپنے پروردگار کی راہ میں سارا مال تین مرتبہ برابر برابر تقسیم کیا تھا یہاں تک لباس، دینار کے ساتھ نعلین میں بھی غریبوں کو برابر کا حصہ دیا تھا۔ (تہذیب 5 ص 11 / 29، استبصار 2 ص 141 / 461، حلیۃ الابرار 3 ص 56 / 5، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 142 / 236- (24)، السنن الکبریٰ 4 ص 542 / 8645، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 14)۔

691- حسن بصری! حضرت حسینؑ بن علیؑ ایک سی زاہد، متقی صالح و ناصح اور بہترین اخلاق کے مالک تھے، ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے ایک باغ میں گئے جہاں آپ کا غلام ”صافی“ رہا کرتا تھا، باغ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ غلام بیٹھا ہوا روٹی کھا رہا ہے، آپ ایک خرمہ کے درخت کی آڑ میں ٹھہر گئے، دیکھا کہ غلام آدھی روٹی کھاتا ہے اور آدھی کتے کو دیدیتا ہے، کھانا ختم کرنے کے بعد اس نے کہا کہ شکر ہے خدائے رب العالمین کا پروردگار مجھے اور میرے مولیٰ کو بخش دینا اور انہیں اسی طرح برکت عطا فرمانا جس طرح ان کے والدین کو عطا فرمائی تھی کہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے۔

آپ نے سامنے کر غلام کو آواز دی، وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور کانپنے لگا، کہنے لگا اے میرے اور جملہ مومنین کے سردار میں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا اب مجھے معاف فرما دیجیئے؟ فرمایا تم مجھے معاف کر دینا کہ میں تمہارے باغ میں بغیر اجازت کے داخل ہو گیا، اس نے کہا سرکار! یہ تو آپ بر بنائے شفقت و کرم فرما رہے ہیں ورنہ میں خود ہی آپ کا غلام ہوں۔

فرمایا یہ بتاؤ کہ آدھی روٹی کتے کو کیوں ڈال رہے تھے؟ عرض کی یہ میری طرف دیکھ رہا تھا تو مجھے حیا آئی کہ میں اکیلے کھالوں اور پھر یہ آپ کا کتا ہے اور میں آپ کا غلام اور دونوں کا کام باغ کی حفاظت ہے لہذا دونوں نے برابر سے مل کر کھا لیا۔

حضرت یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا اور دو ہزار درہم بھی عطا کئے، غلام نے کہا جب حضور نے آزاد کر دیا ہے تو کم از کم باغ میں رہنے کی اجازت تو دیجیئے؟ فرمایا مرد وہی ہے جس کے قول و فعل میں فرق نہ ہو، جب میں نے تجھ سے کہہ دیا کہ تیرے باغ میں بلا اجازت داخل ہو ہوں تو اب یہ باغ بھی تیرا ہے۔

صرف یہ میرے اصحاب میرے ساتھ پھل کھانے آئے ہیں تو انھیں اپنا مہمان بنا لے اور ان کا اکرام کرتا کہ خدا روز قیامت تیرا اکرام کرے اور تیرے حسن اخلاق میں برکت عنایت کرے۔

غلام نے عرض کی جب آپ نے باغ مجھے ہبہ کر دیا ہے تو میں نے اسے آپ کے شیعوں اور چاہنے والوں کے لئے وقف کر دیا ہے۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ مرد مومن کا کردار ایسا ہی ہونا چاہیئے اور اولاد رسول کے نفیض قدم پر چلنا چاہیئے۔ (مقتل الحسین خوارزمی 1 ص 153)۔

692- ابو حمزہ الثمالی! میں نے امام زین العابدینؑ کو اپنی کنیز سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے دروازہ سے جو سائل بھی گذر جائے اسے کھانا کھلا دینا کہ آج جمعہ کا دن ہے، تو میں نے عرض کی کہ تمام سائل مستحق نہیں ہوتے ہیں، فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کسی مستحق کو دروازہ سے واپس کر دوں اور وہ بلاء نازل ہو جائے جو حضرت یعقوب پر نازل ہوئی تھی۔ (علل الشرائع 45/1)۔

493- امام باقر! ہم اہلبیتؑ قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحم کرتے ہیں اور برائی کرنے والوں کے ساتھ احسان کرتے ہیں اور اس میں حسن عاقبت سمجھتے ہیں۔ (کافی 2 ص 488/1 از احمد بن محمد بن ابی نصر عن الرضا)۔

694- امام صادق! میرے والد کے پاس مال بہت کم تھا اور ذمہ داریاں بہت زیادہ تھیں اور ہر جمعہ کو ایک دینار صدقہ میں دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن کا صدقہ اسی اعتبار سے فضیلت رکھتا ہے جس طرح جمعہ کو باقی دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (ثواب الاعمال 20/1 روایت عبداللہ بن بکیر)۔

695- سلمیٰ کنیز امام محمد باقر! جب حضرت کے پاس برادرانِ مؤمنین آتے تھے تو بہترین کہائے بغیر اور بہترین لباس پہنے بغیر نہیں جاتے تھے، اور دراہم اوپر سے دیے جاتے تھے، میں نے حضرت سے گزارش کی کہ اس بخشش میں کچھ کمی کر دیں تو فرمایا سلمیٰ، دنیا کی نیکی صرف اس میں ہے کہ اس سے برادرانِ ایمانی اور جان پہچان والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ (کشف الغمہ 2 ص 330، الفصول المہمہ ص 212)۔

696- حسن بن کثیر! میں نے امام ابو جعفر محمد بن علیؑ سے بعض ضروریات کے لئے شکایت کی تو فرمایا بدترین بھائی وہ ہے جو دولت مندی میں تمہارا خیال رکھے اور غربت میں

قطع تعلق کر لے، اس کے بعد غلام کو اشارہ کیا اور وہ سات سو درہم کی تھیلی لے کر آیا، آپ نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں انھیں دراہم کو استعمال کرو، اس کے بعد جب یہ خرچ ہو جائیں تو اطلاع کرنا۔ (ارشاد 2 ص 166، روضۃ الواعظین ص 225، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 207)۔

697۔ ہشام بن سالم! امام جعفر صادقؑ رات کا ایک حصہ گذر جانے کے بعد ایک ظرف میں روٹی، گوشت اور کچھ درہم اپنے کاندھے پر رکھ کر نکلتے تھے اور مدینہ کے تمام مساکین کے دروازہ پر جا کر تقسیم کر دیا کرتے تھے اور کسی کو علم بھی نہ ہوتا تھا، یہاں تک کہ جب حضرت کا انتقال ہو گیا اور کوئی دروازہ پر نہ آیا تو اندازہ ہوا کہ یہ شخص امام جعفر صادقؑ تھے۔ (کافی 4 ص 1/8)۔

698۔ معلیٰ بن خنیس! امام جعفر صادقؑ ایک رات میں بیت الشرف سے برآمد ہوئے، بارش ہو رہی تھی اور آپ بنی ساعدہ کے چھتہ کی طرف جا رہے تھے اتفاق سے راستہ میں کوئی چیز گر گئی، آپ نے دعا کی خدایا، ہماری چیز کو ہم تک پلٹا دینا، میں نے سلام کیا، فرمایا معلیٰ؟

میں نے عرض کی سرکار! حاضر ہوں میری جان قربان، فرمایا ذرا ہاتھوں سے تلاش کرو اور جو کچھ مل جائے میرے حوالہ کر دو۔

میں نے دیکھا کہ بہت سی روٹیاں بکھری پڑی ہیں، میں نے سب اٹھا کر حضرت کو دیدیں، مگر دیکھا کہ ٹوکری کا بوجھ اتنا ہے کہ میں نہیں اٹھا سکتا ہوں، میں نے عرض کیا لائیے میں اسے سر پر اٹھا لوں، فرمایا نہیں، یہ میرا اپنا کام ہے، بس تم میرے ساتھ رہو۔

میں ساتھ چلا، جب بنی ساعدہ کے چھتہ میں پہنچا تو دیکھا کہ فقراء کی ایک جماعت

سورہی ہے، آپ نے سب کے سرہانے روٹیاں رکھنا شروع کر دیں اور جب کام تمام ہو گیا تو میں نے سوال کیا: کیا یہ لوگ حق کو پہچانتے ہیں، فرمایا اگر حق کو پہچانتے ہوتے تو اس سے زیادہ ہمدردی کرتا۔ (کافی 4 ص 8/3، ثواب الاعمال 173/2 مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 75)۔

699۔ ابو جعفر الخفعمی! امام جعفر صادقؑ نے ایک تھیلی میں پچاس دینار رکھ کر مجھے دیے کہ بنی ہاشم میں فلاں شخص کو پہنچا دینا لیکن یہ نہ بتانا کہ کس نے دیے ہیں، میں لے کر گیا اور دیدیا تو اس شخص نے کہا کہ یہ کس نے بھیجے ہیں۔ خدا اسے جزائے خیر دے کہ برابر تم بھیجتا رہتا ہے اور میرا گذرا ہو رہا ہے۔ ورنہ جعفر کے پاس اس قدر پیسہ ہے اور مجھے کچھ نہیں دیتے ہیں؟ (امالی الطوسی ص 677/1433، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 273)۔

700۔ الہیاج بن بسطام! حضرت جعفر بن محمدؑ اس قدر لوگوں کو کھلاتے تھے کہ گھر والوں کے لئے کچھ نہ بچتا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء 3 ص 194، تذکرۃ الخواص ص 342، سیر اعلام النبلاء 6 ص 262، کشف الغمہ 2 ص 369، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 273، احقاق الحق 1 ص 510)۔

701۔ امام کاظمؑ! ہم سب علم اور شجاعت میں ایک جیسے ہیں اور عطا یا میں بقدر امر الہی عطا کرتے ہیں۔ (کافی 1 ص 275/2، بصائر الدرجات ص 480/3 روایت علی بن جعفر)۔

702۔ لیسع بن حمزہ! ہم لوگ امام رضاؑ کی محفل میں باتیں کر رہے تھے اور بے شمار لوگ حلال و حرام کے مسائل دریافت کر رہے تھے کہ ایک لمبا سانو لا شخص وارد ہوا اور اس نے کہا السلام علیک یا بن رسول اللہ! میں آپ کا اور آپ کے آباء و اجداد کا دوست ہوں، حج

سے واپس آ رہا ہوں میرا سارا سرمایہ ختم ہو گیا ہے۔ اب گھر تک پہنچنے کا وسیلہ بھی نہیں ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ مجھے شہر تک پہنچا دیں۔ میں اس قدر رقم خیرات کر دوں گا جتنی آپ مجھ پر صرف کریں گے اس لئے کہ میں مستحق صدقہ نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، خدا تم پر رحم کرے۔

اس کے بعد آپ لوگوں سے باتیں کرنے لگے، یہاں تک تمام لوگ اپنا کام ختم کر کے چلے گئے، صرف امام، سلیمان، جعفر بن خدیثمہ اور میں باقی رہ گئے آپ نے فرمایا، اجازت ہے کہ میں گھر کے اندر جاؤں! سلیمان نے کہا کہ آپ خود صاحب اختیار ہیں۔

آپ اٹھ کر حجرہ میں تشریف لے گئے اور ایک ساعت کے بعد دروازہ سے ہاتھ نکال کر فرمایا وہ خراسانی کہاں ہے، اس نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں! فرمایا یہ دوسو دینار لے لے اور اپنے ضروریات میں صرف کر اور اسے برکت قرار دے اور اس کے مقابلہ میں صدقہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اب گھر سے باہر چلا جاتا کہ نہ میں تجھے دیکھوں اور نہ تو مجھے دیکھے۔ اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے تو سلیمان نے کہا کہ حضور اس قدر کثیر رقم دینے کے بعد منہ چھپانے کی کیا وجہ ہے! فرمایا کہ میں اس کے چہرہ پر سوال کی ذلت کا اثر نہیں دیکھ سکتا ہوں، کیا تم لوگوں نے رسول اکرم کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے کہ چھپا کر ایک نیکی کرنا ستر حج کے برابر ہے اور برائی کا اعلام کرنے والا سوا ہوتا ہے لیکن اسے بھی چھپا کر کرنے والا مغفرت کا امکان رکھتا ہے (کیا تم نے بزرگوں کا یہ مقولہ نہیں سنا ہے کہ جب میں کسی ضرورت سے ان کے دروازہ پر جاتا ہوں تو اس شان سے واپس آتا ہوں کہ میری آبرو برقرار رہتی ہے۔) (کافی 4 ص 23 /

703- محمد بن عیسیٰ بن زیاد! میں نے ابن عباد کے دربار میں پہنچ کر دیکھا کہ ایک کتاب نقل کر رہے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ یہ کونسی کتاب ہے؟
 کہا یہ امام رضاؑ کا مکتوب ہے ان کے فرزند کے نام۔! میں نے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ یہ مجھے بھل مل جائے، ان لوگوں نے دیدیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ فرزند! خدا تمہیں طول عمر عنایت کرے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے، میں تمہارے قربان! میں نے اپنی زندگی میں اپنا سارا مال تمہارے حوالہ کر دیا ہے کہ شائد خدا تم پر یہ کرم کرنے کے تم قرابتداروں کے ساتھ صلہ رحم کرو اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت جعفرؑ کے غلاموں کے کام آؤ؟ پروردگار کا ارشاد ہے، کون ہے جو خدا کو فرض حسنہ دے گا کہ وہ دگنا چوگنا کر دے۔ (بقرہ 245)۔

جس کے پاس وسعت ہے اس پر فرض ہے کہ اس میں سے انفاق کرے اور جو تنگی کا شکار ہے اسے بھی چاہیے کہ جس قدر ہے اس میں سے انفاق کرے۔ (سورہ طلاق ص 7)۔

خدا نے تمہیں وسعت دی ہے..... فرزند تم پر تمہارا باپ قربان..... (تفسیر عیاشی 1 ص 131/436)۔

704- احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی، میں نے امام رضاؑ کا وہ مکتوب پڑھا ہے جو امام جوادؑ کے نام تھا اور جس کا مضمون یہ تھا ”ابو جعفر! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے موالی تمہیں چھوٹے دروازہ سے باہر لے جاتے ہیں تاکہ لوگ تم سے استفادہ نہ کر سکیں، یہ ان کے بغل کا نتیجہ ہے، خبردار، تمہیں میرے حق کا واسطہ جو تمہارے ذمہ ہے کہ آئندہ تمہارا داخلہ اور خارجہ بڑے دروازہ سے ہونا چاہیے اور جب سواری باہر نکلے تو تمہارے ساتھ سونے چاندی کے سکہ

ہونے چاہئیں ورنہ کوئی بھی آدمی سوال کرے تو اسے محروم نہ کرنا، اور اگر رشتہ داروں میں کوئی مرد سوال کرے تو پچاس دینار سے کم نہ دینا، زیادہ کا تمہیں اختیار ہے اور اگر کوئی خاتون سوال کرے تو 25 دینار سے کم نہ دینا اور زیادہ تمہارے اختیار میں ہے، میرا مقصد یہ ہے کہ خدا تمہیں بلندی عنایت فرمائے، دیکھو راہ خدا میں خرچ کرو اور خدا کی طرف سے کسی افلاس کا خوف نہ پیدا ہونے پائے (کافی 4 ص 43/5، عیون اخبار الرضا 2 ص 8/20، شکوۃ الانوار ص 233)۔

705۔ عبد اللہ علی بن عیسیٰ۔ امام جوادؑ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اپنی مروت کے برابر عنایت فرمائیے، فرمایا یہ میرے امکان سے باہر ہے، اس نے کہا پھر میری اوقات کے برابر عنایت فرمائیے؟ فرمایا یہ ممکن ہے اور یہ کہہ کر غلام کو آواز دی کہ اسے سو دینار دیدو۔ (کشف الغمہ 3 ص 158)۔

سیرت اہلبیتؑ خدام کے ساتھ

706۔ انس! جب رسول اکرم وارد مدینہ ہوئے تو آپ کے پاس کوئی خاتم نہ تھا، ابو طلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور حضور کے پاس لے گئے، کہا کہ سرکار! یہ انس ہوشیار بچہ ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا، جس کے بعد میں سفر و حضر میں ہمیشہ حضور کے ساتھ رہا لیکن نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ ایسا کیوں کیا..... اور نہ ترک کرنے پر فرمایا کہ ایسا کیوں نہیں کیا؟ (صحیح مسلم 4 ص 1805/2309، مسند ابن جنبل 4 ص 203/1988، الطبقت الکبریٰ 7 ص 19)۔

واضح رہے کہ صحیح بخاری 3 ص 1018/2616 میں دس سال خدمت کرنے کا ذکر ہے اور صحیح مسلم میں 9 سال۔

707- بکیر! میں نے ام سلمہ کے غلام مہاجر کی زبان سے سنا ہے کہ میں نے دس سال، یا پانچ سال، رسول اکرم کی خدمت کی ہے، لیکن نہ کسی کام کے کرنے پر ٹوکا اور نہ ترک کرنے پر۔! (اسد الغابہ 5 ص 266/1537)۔

708- انس! رسول اکرم اخلاق کے اعتبار سے ساری کائنات سے بہتر تھے۔ ایک دن مجھے ایک کام سے بھیجا تو میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤ گا حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ جب رسول خدا نے حکم دیا ہے تو بہر حال جانا ہے۔

میں گھر سے نکلا تو راستہ میں بچے کھیل رہے تھے، میں ادھر چلا گیا ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت پشت سے میری گردن پکڑے ہوئے ہیں، میں نے مڑ کر دیکھا تو مسکرا رہے تھے، فرمایا میں نے جہاں بھیجا تھا گئے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، اب جا رہا ہوں۔ (صحیح مسلم 4 ص 23101805)۔

709- زیاد بن ابی زیاد نے رسول اکرم کے ایک خادم کے حوالہ سے نقل کیا ہے، کہ حضور نوکروں سے بھی پوچھا کرتے تھے کوئی ضرورت تو نہیں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل 5 ص 239/16076، مجمع الزوائد 2 ص 515/3503)۔

710- ابوالنوار، کرباس بیچنے والا راوی ہے کہ حضرت علیؑ ایک غلام کو لے کر میری دکان پر آئے اور دو پیرا ہن دکھلا کر فرمایا کہ جو پسند ہو وہ لے لو، اس نے ایک لے لیا اور دوسرا بچا ہوا حضرت نے لے لیا، اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر کہا کہ آستین جس قدر لمبی ہے اسے کم کر دیجئے، آپ نے کم کر دی اور وہ پہن کر چلا گیا، (فضائل الصحابہ ابن حنبل 1 ص 544/919، اسد الغابہ 4 ص 97) شرح نخب البلاغہ معتزلی 9 ص 235)۔

711- ابو مطر البصری! امیر المؤمنینؑ سوق الکرائب میں داخل ہوئے اور ایک

دکاندار سے پوچھا پانچ درہم میں دو کپڑے مل سکتے ہیں، اس نے مڑ کر دیکھا کہا یا امیر المؤمنینؑ بیشک مل سکتے ہیں، آپ نے دیکھا کہ اس نے پہچان لیا ہے تو آگے بڑھ گئے اور نہیں لیا، دوسری جگہ ایک غلام کو بیچتے دیکھا اس سے سوال کیا، اس نے کہا بیشک ممکن ہے، ایک اچھا ہے وہ تین درہم کا ہے اور دوسرا قدرے معمولی ہے وہ دو درہم کا ہے آپ نے قببر سے فرمایا کہ تین درہم والا تم لے لو، قببر نے عرض کی حضور! یہ آپ کا حق ہے، فرمایا تم جو ان ہو اور جوانی میں زینت کی خواہش ہوتی ہے، مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ تم سے بہتر لباس پہنوں جبکہ رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ، غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو، اس کے بعد آپ نے دوسرا والا پہن لیا اور جب آستین لمبی نظر آئی تو اسے کٹوا دیا لیکن کنارہ سلوانے کی زحمت نہیں کی اور فرمایا کہ معاملہ اس سے زیادہ عجلت کا ہے۔ (الغارات 1 ص 106)۔

712- ابو مطر البصری! حضرت علیؑ نے ایک غلام کو کئی بار آواز دی لیکن اس نے لبیک نہیں کہی اور جب گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہ دروازہ پر موجود ہے، فرمایا کہ تو نے میری آواز پر آواز کیوں نہیں دی؟ اس نے کہا کہ ایک تو کاہلی تھی اور دوسرے یہ آواز پر آواز کیوں نہیں دی؟ اس نے کہا کہ ایک تو کاہلی تھی اور دوسرے یہ کہ آپ سے سزا کا کوئی خطرہ نہیں تھا، یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ لوگ میری طرف سے اپنے کو محفوظ تصور کرتے ہیں اور اس کے بعد اسے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 133، الفخری ص 19)۔

713- انس! میں امام حسینؑ کی خدمت میں تھا آپ کی ایک کنیز نے ایک پھولوں کا گلہ دستہ آپ کو تحفہ میں پیش کیا اور آپ نے اسے راہ خدا میں آزاد کر دیا، میں نے عرض کیا

کہ ایک گلدستہ کی قیمت اس قدر نہیں ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے، فرمایا یہ پروردگار کا سکھلایا ہوا ادب ہے کہ جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر واپس کرو اور ظاہر ہے کہ اس بہتر اس کی آزادی ہی ہو سکتی تھی۔

(نثر الدرر 1 ص 33، نزہۃ الناظر 83 / 8، کشف الغمہ 2 ص 243، احقاق

الحق 11 ص 444)۔

714- امام صادق! میں نے رسول اکرم کی کتاب میں دیکھا ہے کہ جب اپنے غلام سے کوئی ایسا کام لو جو اس کے بس کا نہیں ہے تو خود بھی اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ اور میرے پدر بزرگوار کا یہی طریقہ تھا کہ وہ غلاموں کو کام دینے کے بعد صورت حال کا جائزہ لیتے تھے، اگر دیکھا کام مشکل ہے تو شریک ہو جاتے تھے ورنہ الگ ہو جاتے تھے۔ (اللزہد للحسین بن سعید 44 / 117 روایت بدو دین فرقد)۔

715- حفص بن ابی عائشہ! امام صادق نے کسی غلام کو کسی کام کے لئے بھیجا اور

اس نے دیر لگائی تو آپ اس کی تلاش میں نکل پڑے، دیکھا کہ ایک مقام پر سو رہا ہے، آپ اس کے سرہانے کھڑے رہے اور پنکھا جھلتے رہے یہاں تک کہ اس کی آنکھ کھل گئی، وہ دہشت زدہ ہو گیا، حضرت نے فرمایا کہ دیکھو دن رات سونا اصول کے خلاف ہے، رات تمہارے لئے ہے اور دن ہمارے لئے۔ (کافی 8 ص 78 / 50، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 274)۔

716- سفیان ثوری امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے

چہرہ کارنگ بدلا ہوا ہے، سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے گھروالوں کو چھت پر جانے سے منع کیا تھا لیکن میری ایک کنیز ایک بچہ کو لے کر اوپر چڑھ گئی اور جب دیکھنے گیا تو اس قدر

گھبرائی کہ بچہ اس کے ہاتھ سے گر کر مر گیا۔

اس وقت میری پریشانی بچہ کی موت کی طرف سے نہیں ہے، اپنے رعب کی طرف سے ہے کہ لوگ مجھ سے اس قدر خوف کھاتے ہیں، حالانکہ حضرت اس سے پہلے اس کنیز کو اطمینان دلا چکے تھے اور اسے راہ خدا میں آزاد کر چکے تھے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 274)۔

717- یا سر خادم امام رضا! امام رضا کا طریقہ تھا کہ لوگوں کے جانے کے بعد تمام چھوٹے بڑے خدام کو مع کرتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے بلکہ سانس اور حجام کو بھی اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھالیا کرتے تھے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 159، حلیۃ الابرار 3 ص 266)۔

718- نادر خادم! امام رضا کا دستور تھا کہ ہم لوگ جب تک کھانا کھاتے رہتے تھے ہم سے کسی کام کے لئے نہیں فرماتے تھے (کافی 6 ص 298/11)۔

719- یا سر و نادر! امام رضا کا حکم تھا کہ اگر میں تمہارے سامنے اس وقت آ جاؤں جب تم کھانا کھا رہے ہو تو اس وقت تک کھڑے نہ ہونا جب تک کھانا ختم نہ ہو جائے بلکہ بعض اوقات آپ کسی کو آواز دیتے تھے اور اگر کہہ دیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے، تو فرماتے تھے رہنے دو جب تم تمام نہ ہو جائے۔ (کافی 6 ص 298/10، المحاسن 2 ص 199/1583)۔

720- عبد اللہ بن المصطیٰ ایک مرد بلخی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں سفر خراسان میں امام رضا کے ساتھ تھا، ایک دن دسترخوان پر آپ نے تمام سیاہ و سفید غلاموں کو جمع کر لیا تو میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان، کاش آپ انہیں الگ کھلا دیتے، فرمایا خبردار، خدا سب کا ایک ہے اور مادر و پدر (آدم و حوا) بھی ایک ہیں اور جزا کا تعلق صرف اعمال سے ہے۔

کافی 8 ص 230 / 296)۔

جامع مکارم اخلاق

721- امام علیؑ! رسول اکرم کی توصیف کرتے ہوئے..... آپ سب سے زیادہ سخی و کریم، سب سے زیادہ وسیع الصدر، سب سے زیادہ صادق اللہجہ، سب سے زیادہ نرم دل اور سب سے بہتر معاشرت رکھنے والے تھے، انسان پہلی مرتبہ دیکھتا تو ہیبت زدہ ہو جاتا تھا اور ساتھ رہ جاتا تھا تو محبت کرنے لگتا تھا۔ (سنن ترمذی 5 ص 599 / 3638 از ابراہیم بن محمد)۔

722- امام حسنؑ! میں نے اپنے خال ہند بن ابی ہالہ التیمی سے دریافت کیا کہ پیغمبر اسلام کی گفتگو کے بارے میں کچھ بتائیں تو انھوں نے کہا کہ حضرت ہمیشہ رنجیدہ رہتے تھے، فکر میں غرق رہتے تھے، کبھی آپ کے لئے راحت نہ تھی لیکن بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے اور دیر تک ساکت رہا کرتے تھے، کلام اس طرح کرتے تھے کہ پورا منہ نہیں کھولتے تھے، نہایت جامع کلمات استعمال کرتے تھے جس میں ہر کلمہ حرف آخر ہوتا تھا کہ نہ فضول اور نہ کوتاہ، اخلاق انتہائی متوازن کہ نہ بالکل خشک اور نہ بالکل جبروت نعمتیں معولی بھی ہوں تو ان کا احترام کرتے تھے اور کسی شے کی مذمت نہیں کرتے تھے، کسی ذائقہ کی نہ مذمت کرتے تھے اور نہ تعریف، دنیا اور امور دنیا کے لئے غصہ نہیں کرتے تے لیکن حق پر آنچ آجاتی تھی تو پھر کوئی آپ کو نہیں پہنچاتا تھا اور جب کسی غضب کیلئے اٹھ جاتے تھے تو بغیر کامیابی کے بیٹھتے بھی نہیں تھے، لیکن اپنے معاملہ میں نہ غصہ کرتے تھے اور نہ بدلہ لیتے تھے، جب کسی کی طرح اشارہ کرتے تھے تو پوری ہتھیلی سے، تعجب کا اظہار کرتے تھے تو اسے الٹ دیتے اور بات کرتے تھے تو اسے ملا لیتے تھے اور داہنی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے دبا

تے تھے، ناراض ہوتے تھے تو بالکل قطع تعلق کر لیتے تھے اور خوش ہوتے تھے تو نظریں نیچی کر لیتے تھے، خوشی میں اکثر اوقات صرف تبسم فرماتے تھے اور دندان مبارک موتیوں کی طرح نظر آتے تھے۔ (دلائل النبوة بیہقی 1 ص 286، شعب الایمان 2 ص 154 / 1430، الطبقات الکبریٰ 1 ص 222، تہذیب الکمال 1 ص 214، عیون اخبار الرضا 1 ص 317 / 1، معانی الاخبار 81 / 1 روایت اسماعیل بن محمد بن اسحاق، مکارم الاخلاق 1 ص 43 / 1 از کتاب محمد بن ابراہیم بن اسحاق، حلیۃ الابرار 1 ص 171)۔

723۔ امام حسین! میں نے اپنے پدر بزرگوار سے رسول اکرم کی مجلس کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ آپ کا اٹھنا بیٹھنا ہمیشہ ذکر خدا کے ساتھ ہوتا تھا، جہاں دوسروں کو رہنے سے منع کرتے تھے وہاں خود بھی نہیں رہتے تھے، کسی قوم کیساتھ بیٹھ جاتے تھے تو آخر مجلس تک بیٹھ رہتے تھے اور اسی بات کا حکم بھی دیتے تھے، تمام ساتھ بیٹھنے والوں کو ان کا حق دیتے تھے اور کسی کو یہ احساس نہیں ہونے دیتے تھے کہ دوسرے کا مرتبہ زیادہ ہے۔ کسی کی ضرورت میں اس کے ساتھ اٹھتے یا بیٹھتے تھے تو جب تک وہ خود نہ چلا جائے آپ الگ نہیں ہوتے تھے، اگر کوئی شخص کسی حاجت کا سوال کرتا تھا تو اسے پورا کرتے تھے یا خوبصورتی سے سمجھا دیتے تھے، کشادہ روئی اور اخلاق میں تمام لوگوں کو حصہ دیتے تھے یہاں تک کہ آپ کی حیثیت ایک باپ کی تھی اور تمام لوگ حقوق میں برابر کی حیثیت کے مالک تھے، آپ کی مجلس حلم، حیا، صبر اور امانت کی مجلس تھی جہاں نہ آوازیں بلند ہوتی تھیں، نہ کسی کو برا بھلا کہا جاتا تھا، نہ کسی غلطی کا مذاق اڑایا جاتا تھا، سب برابر کا درجہ رکھتے تھے فضیلت صرف تقویٰ کی بنا پر تھی، سب متواضع افراد تھے، بزرگوں کا احترام ہوتا تھا، بچوں پر مہربانی ہوتی تھی، حاجت مندوں کو مقدم کیا جاتا تھا اور مسافروں کا تحفظ کیا جاتا تھا۔

میں نے عرض کی کہ ہمنشینوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ کیسا تھا؟ فرمایا ہمیشہ کشادہ دل رہتے تھے، اخلاق میں سہل، طبیعت میں نرم، نہ ترش و بدخلق، نہ حرف بد کہنے والے، نہ عیب نکالنے والے، نہ بے نکا مذاق کرنے والے، جس چیز کو نہیں چاہتے تھے اس سے چشم پوشی فرماتے تھے، نہ مایوس ہوتے تھے اور نہ اظہار محبت فرماتے تھے، تین چیزوں کو اپنے سے الگ رکھتے تھے، بیجا بحث، زیادہ گفتگو، بے مقصد کلام، اور تین چیزوں سے لوگوں کے بارے میں پرہیز فرماتے تھے، نہ کسی کی مذمت اور سرزنش کرتے تھے، نہ کسی کے اسرار کی جستجو فرماتے تھے اور نہ امیدِ ثواب کے بغیر کسی موضوع میں گفتگو فرماتے تھے، جب بولتے تھے تو لوگوں اس طرح خاموش سر جھکا لیتے تھے جیسے سروں پر طائر بیٹھے ہوں اور جب خاموش ہو جاتے تھے تو لوگ بات کرتے تھے لیکن جھگڑا نہیں کر سکتے تھے، کوئی شخص کوئی بات کرتا تھا وہ سب سنتے تھے جب تک بات ختم نہ ہو جائے، ہر ایک کو بات کہنے کا موقع ملتا تھا اور سب ہنستے تھے تو آپ بھی مسکراتے تھے اور سب تعجب کرتے تھے تو آپ بھی اظہار تعجب کرتے تھے، کوئی اجنبی بے تکی بات کرتا تھا یا غلط سوال کرتا تھا تو اسے برداشت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب کی حاجت مند کو سوال کرتے دیکھو تو عطا کرو، مسلمان کے علاوہ کسی سے تعریف پسند نہیں فرماتے تھے کسی کی بات کو قطع نہیں فرماتے تھے اور جب وہ حد سے تجاوز کرتا تو منع فرماتے یا کھڑے ہو کر بات ختم کر دیتے تھے۔ (دلائل النبوة بیہقی 1 ص 290)۔

724- معاویہ بن وہب امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور نے ابتدائے بعثت سے آخر عمر تک کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا اور نہ کسی شخص کے سامنے پیر پھیلا کر بیٹھے، مصافحہ کرتے تھے تو اس وقت تک ہاتھ نہیں کھینچتے تھے جب تک وہ خود نہ کھینچ لے، کسی کی

برائی پر اسے برائی سے بدلہ نہیں دیا کہ پروردگار نے فرمادیا تھا کہ برائی کا دفاع اچھائی سے کرو، کسی سائل کو رد نہیں فرمایا، کچھ تھا تو دیدیا ورنہ کہا انتظار کرو واللہ دے گا، اللہ کے نام پر جو کہہ یا خدا نے اسے پورا کر دیا یہاں تک کہ جنت کا بھی وعدہ کر لیتے تو خدا پورا کر دیتا۔ (کافی 8 ص 164/175)۔

725- خارجه بن زید! ایک جماعت میرے والد زید بن ثابت کے پاس آئی اور اس نے سوال کیا کہ ذرا رسول اکرم کے اخلاق پر روشنی ڈالیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں آپ کے ہمسایہ میں تھا، جب وحی کا نزول ہوتا تھا تو مجھے لکھنے کے لئے طلب فرمایا کرتے تھے اور میں لکھ دیا کرتا تھا، اس کے بعد ہم لوگ دینا، دین یا کھانے پینے کی جو گفتگو کرتے تھے آپ ہمارے ساتھ شریک کلام رہا کرتے تھے..... (السنن الکبریٰ 7 ص 83/13340)۔

726- ابن شہر آشوب! رسول اکرم کے پاس جب بھی کوئی شخص آتا تھا اور آپ نماز میں مصروف ہوتے تھے تو نماز کو مختصر کر کے اس سے دریافت کرتے تھے کیا کوئی ضرورت ہے؟ (مناقب 1 ص 147)۔

727- جابر بن عبد اللہ! رسول اکرم سفر میں ہمیشہ پیچھے رہا کرتے تھے تاکہ کمزور کو سہارا دے سکیں اور اپنے ساتھ سوار کر سکیں۔ (السنن الکبریٰ 5 ص 422/10352)۔

728- ابو امامہ سہل بن حنیف الانصاری، بعض اصحاب رسول کی زبان سے نقل کرتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کے مریضوں کی عیادت اور کمزوروں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے، جنازہ میں شرکت کرتے تھے اور خود نماز جنازہ ادا کرتے تھے، ایک مرتبہ عوالیٰ کی ایک غریب عورت بیمار ہو گئی آپ برابر اس کا حال دریافت کرتے رہے اور فرمایا کہ اگر اس کا انتقال ہو جائے تو میرے بغیر دفن نہ کرنا، میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں گا۔

اتفاق سے اس کا انتقال رات میں ہوا اور لوگ جنازہ کو مسجد رسول کے پاس لے آئے لیکن جب دیکھا کہ حضور آرام فرما رہے ہیں تو جگانے کے بجائے نماز پڑھ کر دفن کر دیا، دوسرے دن جب رسول اکرم نے خیریت پوچھی تو صورت حال بیان کی گئی، آپ نے فرمایا کہ ایسا کیوں کیا؟ اچھا اب میرے ساتھ چلو، سب کو لے کر قبرستان پہنچے اور قبر باقاعدہ نماز جنازہ ادا فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔ (السنن الکبریٰ 4 ص 79/7019)۔

729- انس! رسول اکرم سب سے زیادہ لوگوں پر مہربان تھے، سردی کے زمانہ میں بھی چھوٹے بڑے، غلام و کنیز سب کے لئے پانی فراہم کرتے تھے تاکہ سب منہ ہاتھ دھولیں، جب کوئی شخص کوئی سوال کرتا تھا تو سنتے تھے اور اس وقت تک منہ نہ پھیرتے تھے جب تک وہ خود نہ چلا جائے، جب کسی شخص نے ہاتھ پکڑنے کا ارادہ کیا تو ہاتھ دیدیا اور اس وقت تک نہ چھڑایا جب تک اس نے خود نہ چھوڑ دیا۔ (حلیۃ الاولیاء 3 ص 26)۔

730- امام علی! پروردگار کریم، حلیم، عظیم اور رحیم ہے اس نے اپنے اخلاق کی رہنمائی کی ہے اور اس اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور لوگوں کو آمادہ کیا ہے تو ہم نے اس امانت کو لوگوں تک پہنچا دیا اور بلا کسی نفاق کے اس پیغام کو ادا کر دیا اور اس کی تصدیق کی اور بلا کسی شک و شبہ کے اسے قبول کر لیا (تحق العقول ص 175، بشارۃ المصطفیٰ ص 29 روایت کمیل)۔

731- امام علی! رسول اکرم وہ مظلوم تھے جن کے احسانات کا شکر یہ نہیں ادا کیا جاتا تھا حالانکہ آپ کے احسانات قریش، عرب، عجم سب کے شامل حال تھے، اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والے تھے، یہی حال ہم اہلبیت علیہم السلام کا ہے کہ ہمارے احسانات کا شکر یہ نہیں ادا کیا جاتا ہے اور یہی حال تمام نیک مومنین کا ہے کہ وہ نیکی کرتے ہیں لیکن لوگ قدر دانی نہیں

کرتے ہیں۔ (علل الشرائع 560 / 3 از حسین بن موسیٰ عن الکاظم)۔

732۔ امام علیؑ! ہم اہلبیتؑ کے سامنے جب بھی حق آجاتا ہے ہم اس سے متمسک ہو جاتے ہیں۔ (مقاتل الطالبین ص 76 از سفیان بن اللیل)۔

734۔ مصعب بن عبد اللہ! جب دشمنوں نے چاروں طرف سے امام حسینؑ کو گھیر لیا تو آپ رکاب فرس پر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خاموش رہنے کی دعوت دی، اس کے بعد حمد و ثناء الہی کر کے فرمایا کہ مجھے ایک نا تحقیق باپ کے نا تحقیق بیٹے نے دورا ہے پر کھڑا کر دیا ہے کہ یا تلوار کھینچ لوں یا ذلت برداشت کروں اور ذلت برداشت کرنا میرے امکان میں نہیں ہے، اسے نہ خدا پسند کرتا ہے اور نہ رسول اور نہ صاحبان ایمان، نہ پاک و پاکیزہ گودیاں اور طیب و طاہر آباء و اجداد کسی کو یہ برداشت نہیں ہے کہ میں آزاد مردوں کی طرح جان دینے پر ذلیلوں کو اطاعت کو مقدم کروں۔ (احتجاج 2 ص 97 / 167)۔

735۔ امام زین العابدینؑ! پروردگار نے ہمیں حلم، علم، شجاعت، سخاوت اور مومنین کے دلوں میں محبت کا انعام عنایت فرمایا۔ (مجمع احادیث المہدیؑ 3 ص 200، منتخب الاثر 172 / 96)۔

736۔ ابوبصیر! میں نے امام باقرؑ سے عرض کی کہ رسول اکرمؐ ہمیشہ بخل سے پناہ مانگا کرتے تھے؟ فرمایا بیشک ہر صبح و شام ہم بھی بخل سے پناہ مانگتے ہیں کہ پروردگار نے فرمایا ہے کہ جو نفس کے بخل سے محفوظ ہو گیا وہی کامیاب ہے۔ (علل الشرائع 548 / 4، قصص الانبیاء 118 / 118)۔

737۔ امام صادقؑ! ہم اہلبیتؑ جب کسی شخص کے خیر کو خود جان لیتے ہیں تو پھر ہمارے خیال کو لوگوں کی باتیں تبدیل نہیں کر سکتی ہیں۔ (بصائر الدرجات ص 1362 از داؤد

بن فرقد)۔

738- حریز! امام صادق کی خدمت میں جہینہ کی ایک جماعت وارد ہوئی، آپ نے باقاعدہ ضیافت فرمائی اور چلتے وقت کافی سامان اور ہدایا بھی دیدیے لیکن غلاموں سے فرما دیا کہ خبردار سامان باندھنے، سمیٹنے میں ان کی مدد نہ کرنا، ان لوگوں نے گزارش کی کہ فرزند رسول! اس قدر ضیافت کے بعد غلاموں کو امداد سے کیوں روک دیا؟ فرمایا، ہم اپنے مہمانوں کی جانے میں امداد نہیں کرتے ہیں۔ (ہمارا منشاء یہی ہوتا ہے کہ مہمان مقیم رہے تاکہ صاحب خانہ میزانی کی برکتوں سے مستفید ہوتا رہے) (امالی صدوق 437/9، روضۃ الواعظین ص 233)۔

739- اللہ کے صالح اور متقی بندوں کے اخلاق میں تکلف اور تصنع شامل نہیں ہوتا ہے، پروردگار نے پیغمبر سے فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اپنی زحمتوں کا کوئی اجر نہیں چاہتا اور میں تکلف کرنے والوں میں نہیں ہوں اور رسول اکرم نے بھی فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیاء و اقیاء و امنا ہر طرح کے تکلف سے بری اور بیزار رہتے ہیں۔ (مصباح الشریعہ ص 208)۔

840- حماد بن عثمان! ایک مرتبہ مدینہ میں قحط پڑا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ بڑے بڑے دولت مند بھی مجبور ہو گئے کہ گند میں جو ملا کر کھائیں یا اسے بیچ کر طعام فراہم کریں، تو امام صادق نے اپنے غلاموں سے فرمایا کہ جو گندم ابتدائے فصل میں خرید لیا ہے اس میں جو ملا دیا اسے بیچ ڈالو کہ ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ عوام الناس جو ملا ہوا گیہوں کھائیں اور ہم خالص کبھوں استعمال کریں۔ (کافی 5 ص 166/1)۔

741- امام کاظم! جب سندی بن شاہک نے آپ سے کفن دینے کی بات کی تو آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیت اپنے ذاتی حج، اپنی عورتوں کا مہر اور اپنا کفن اپنے خالص پاکیزہ مال سے

فراہم کرتے ہیں۔ (الفقیہ 1 ص 189 / 577، ارشاد 2 ص 243، تحق العقول ص 412، روضۃ الواعظین ص 243، فلاح السائل ص 72، الغیۃ للطوسی (ر) 30 / 6)۔

742۔ امام رضاؑ، ہم اہلبیتؑ کو وراثت میں آل یعقوبؑ سے عفو ملا ہے اور آل داؤد سے شکر! (کافی 8 ص 308 / 480 از محمد بن الحسین بن یزید)۔

743۔ امام رضاؑ! آپ نے بن سہل کے خط میں تحریر فرمایا کہ ائمہ کے کردار میں تقویٰ، عفت، صداقت، صلاح، جہاد، اداء امانت صالح و فاسق، طول سجدہ، نماز شب، محرمات سے پرہیز، صبر کے ذریعہ کشائش احوال کا انتظار، حسن معاشرت، حسن سلوک ہمسایہ، نیکیوں کا عام کرنا، اذیتوں کا روکنا، کشادہ روی سے ملنا، نصیحت کرنا اور مومنین پر مہربانی کرنا شامل ہے۔ (تحف العقول ص 416)۔

744۔ امام رضاؑ ہم اہلبیتؑ جب کوئی وعدہ کر لیتے ہیں تو اسے اپنے ذمہ ایک قرض تصور کرتے ہیں جیسا کہ سرکارِ دو عالم کے کردار میں تھا۔ (تحف العقول ص 246 مشکوٰۃ الانوار ص 173)۔

745۔ امام رضاؑ، ہم اہلبیتؑ سوتے وقت دس کام انجام دیتے ہیں، طہارت، داہنے ہاتھ پر تکیہ، 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، 34 مرتبہ اللہ اکبر، استقبال قبلہ، سورہ حمد کی تلاوت، آیۃ الکرسی کی تلاوت، شہد اللہ انہ لا الہ الا ہوا الخ تو جو شخص بھی اس طریقہ کو اپنالے گا وہ اس رات کی فضیلتیں حاصل کر لے گا۔ (فلاح السائل ص 280 روایت حسن بن علی العلوی)۔

نوٹ! بظاہر روایت میں قل ہو اللہ یا انا انزلناہ کا ذکر رہ گیا ہے ورنہ مذکورہ اشیاء صرف نو ہیں۔

746- عبید بن ابی عبد اللہ البغدادی! امام رضاؑ کی خدمت میں ایک مہمان آیا اور رات گئے تک حضرت سے باتیں کرتا رہا، یہاں تک کہ چراغ ٹمٹانے لگا، اس نے چاہا کہ ٹھیک کر دے، آپ نے روک دیا اور خود ٹھیک کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم وہ قوم ہیں جو اپنے مہمانوں سے کام نہیں لیتے ہیں۔ (کافی 6 ص 283/2)۔

747- ابراہیم بن عباس! میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ امام رضاؑ نے کسی شخص سے بھی ایک نامناسب لفظ کہا ہو یا کسی کی بات کاٹ دی ہو جب تک وہ اپنی بات تمام نہ کرے، یا کسی کی حاجت برآری کا امکان ہوتے ہوئے اس کی بات کو رد کر دیا ہو یا کسی کے سامنے پیر پھیلا کر بیٹھے ہوں، یا ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں یا کسی نوکر اور غلام کو برا بھلا کہا ہو یا تھوک دیا ہو یا سنے میں تہقہہ لگایا ہو بلکہ ہمیشہ تبسم سے کام لیتے تھے، جب گھر میں دسترخوان لگتا تھا تو تمام نوکروں اور غلاموں کو ساتھ بٹھالیتے تھے، رات کو بہت کم سوتے تھے اور زیادہ حصہ بیدار رہتے تھے، اکثر راتوں میں تو شام سے فجر تک بیدار رہی رہتے تھے، روزے بہت رکھتے تھے، ہر مہینہ تین روزے تو بہر حال رکھتے تھے اور اسے سارے سال کا روزہ قرار دیتے تھے، نیکیاں بہت کرتے تھے اور چھپا کر صدقہ بہت دیتے تھے خصوصیت کے ساتھ تاریک راتوں میں اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ایسا کوئی دوسرا شخص بھی دیکھا ہے تو خبردار اس کی تصدیق نہ کرنا۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 184/7)۔

748- امام ہادیؑ زیارت جامعہ میں فرماتے ہیں، اے اہلبیتؑ آپ کا کلام نور، آپ کام ہدایت، آپ کی وصیت تقویٰ، آپ کا عمل خیر، آپ کی عادت احسان آپ کی طبیعت کرم اور آپ کی شان حق و صداقت و نرم دلی ہے۔ (تہذیب 6 ص 177/100)۔

وصایای اہلبیتؑ

مشقت عمل

749- امام علیؑ! میرے شیعو! اس عمل کے سلسلہ میں زحمت برداشت کرو جس کے ثواب سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ہو اور اس عمل سے پرہیز کرنے کی کوشش کرو جس کے عذاب کو برداشت نہیں کر سکتے ہو میں یہ جانتا ہوں کہ عمل کی راہ میں زحمت برداشت کر لینا عذاب الہی برداشت کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہے، یاد رکھو کہ اس دنیا کی مدت محدود ہے اور اس کی امیدیں دراز ہیں، یہ صرف چند روزہ ہے اور اسے ایک دن ختم ہو جانا ہے جب خواہشیں بھی لپیٹ دی جائیں گی اور سانسیں بھی تمام ہو جائیں گی، یہ فرما کر آپ نے رونا شروع کر دیا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی ”تم پر کراما کاتبین کو نگران معین کر دیا گیا ہے جو تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہیں، سورہ الفطاز 12 (امالی صدوق (ر) 96/5) روایت مسعدہ بن صدقہ عن الصادق، روضۃ الواعظین ص 535، شرح نہج البلاغہ 20 ص 223/281۔

750- امام زین العابدینؑ! میرے اصحاب میں تمہیں آخرت کی وصیت کر رہا ہوں دنیا کی نہیں، اس لئے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، اس کی حرص تم خود ہی رکھتے ہو اور اس سے تم خود ہی وابستہ ہو۔

میرے اصحاب! یہ دنیا گذرگاہ ہے اور آخرت قرار کی منزل ہے لہذا اس گذرگاہ

سے وہاں کے لئے فراہم کر لو، اپنے پردہ حیا کو اس کے سامنے چاک نہ کرو جو تمہارے اسرار سے بھی باخبر ہے، اس دنیا سے اپنے دلوں کو نکال لو قبل اس کے کہ تمہارے جسموں کو نکالا جائے (امالی صدوق (ر) روایت طاؤس یمانی)۔

751- عمرو بن سعید بن بلال! میں امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ ایک جماعت اور تھی، آپ نے فرمایا کہ تم لوگ معتدل امت بنو کہ آگے بڑھ جانے والے تمہاری طرف پلٹ کر آئیں اور پیچھے رہ جانے والے تمہاری طرف پلٹ کر آئیں اور پیچھے رہ جانے والے تم سے ملحق ہو جائیں۔

شیعیان آل محمد! عمل کرو عمل! کہ ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے اور نہ ہمارا خدا پر کوئی حق ہے، اس کا تقرب صرف اطاعت سے حاصل ہوتا ہے، جو اس کی اطاعت کرے گا اسے ہماری محبت فائدہ پہنچائے گی اور جو اس کی معصیت کرے گا اسے ہماری محبت سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اس کے بعد حضرت نے ہماری طرف رخ کر کے فرمایا خبردار دھوکہ میں نہ رہنا اور عمل میں سستی نہ کرنا!

میں نے عرض کیا کہ حضور یہ نمرقہ وسطیٰ (معتدل امت) کیا ہے؟ فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ حد اعتدال کو ایک مخصوص فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ الانوار ص 60، شرح الاخبار 3 ص 502/1440)۔

752- جابر امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے مجھے سے فرمایا، جابر! کیا ہمارے شیعہ بننے والے لوگ اس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ ہماری محبت کا دعویٰ کر دیں، خدا گواہ ہے کہ ہمارا شیعہ صرف وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اس کی اطاعت

کرے۔

جاہر! ہمارے شیعہ تواضع، خضوع و خشوع، امانتداری، کثرت ذکر خدا، روزہ، نماز، احسان والدین، ہمسایہ کے فقراء و مساکین کے حالات کی نگرانی، قرضداروں کے خیال، ایتم کی سرپرستی، سچائی، تلاوت قرآن، حرف غلط سے پرہیز اور سارے قبیلہ کے امین ہونے کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہیں۔

جاہر نے عرض کی مولا پھر تو آج کل کوئی شیعہ نہیں ہے، فرمایا جاہر! تمہارا خیال ادھر ادھر نہ جانے پائے، سوچو کیا یہ بات کافی ہو سکتی کہ کوئی شخص محبت علیؑ کا دعویٰ کر دے اور عمل نہ کرے، اس سے بہتر تو یہ ہے کہ محبت رسولؐ کا دعویٰ کر دے جن کا مرتبہ علیؑ سے بالاتر ہے، تو کیا سنت و سیرت پیغمبر سے انحراف کرنے والوں کو یہ دعویٰ محبت فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اللہ سے ڈرو اور خدا کے لئے عمل کرو، خدا کی کسی سے قرابتداری نہیں ہے، اس کی نظر میں محبوب ترین اور محترم ترین انسان وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور اطاعت گزار ہو۔

جاہر! خدا کی قسم تقرب الہی عمل کے بغیر ممکن نہیں ہے، ہمارے پاس جہنم سے بچنے کا کوئی پروانہ نہیں ہے اور نہ ہمارا خدا پر کوئی حق ہے، جو اللہ کا اطاعت گزار ہوگا ہمارا دوست ہوگا، اور جو اس کی معصیت کرے گا وہ ہمارا دشمن ہوگا، ہماری ولایت و محبت عمل اور تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ (کافی 2 ص 74 / 3، امالی صدوق (ر) 499 / 3، صفات الشیعہ 90 / 422، تنبیہ الخواطر 2 ص 185 امالی طوسی (ر) 296 / 582)۔

753۔ امام باقرؑ! دیکھو تقویٰ کے ذریعہ ہماری مدد کرو اس لئے کہ جو تقویٰ لے کر

خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اسے کشائش احوال مل جاتی ہے، پروردگار کا ارشاد ہے، جو خدا اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں، انبیاء و مرسلین، شہداء، صدیقین اور یہ سب بہترین رفیق ہیں۔ (نساء 69) اور ہمارے گھرانے میں نبی، صدیق، شہداء اور صالحین سب پائے جاتے ہیں۔ (کافی 2 ص 78 / 12 روایت ابوالصباح الکلثانی)۔

754۔ امام باقرؑ نے فضیل سے فرمایا کہ ہمارے چاہنے والوں سے ہمارے اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ تقویٰ کے بغیر تمہارے کام آنے والے نہیں ہیں لہذا اپنی زبانوں کی حفاظت کرو، اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو اور صبر اور صلوة سے وابستہ رہو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 68 / 123، دعائم الاسلام 1 ص 133، مستطرفات السرائر 74 / 517 مشکوٰۃ الانوار ص 44)۔

755۔ امام صادق یا بن جنبد! ہمارے شیعوں کو ہمارا اسلام پہنچا دینا اور کہنا کہ خبردار ادھر ادھر کے چکر میں نہ رہنا، خدا کی قسم ہماری محبت تقویٰ اور کوشش عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے، برادران ایمانی سے ہمدردی علامت محبت ہے، وہ ہمارا شیعہ ہرگز نہیں ہے جو لوگوں پر ظلم کرے۔ (تحف العقول ص 303)۔

756۔ امام صادق! تمہارا فرض ہے کہ تقویٰ الہی، احتیاط، مشقت عمل، صدق حدیث، اداء امانت، حسن اخلاق، حسن جوار کا راستہ اختیار کرو، لوگوں کو اپنی طرف زبان کے بغیر دعوت دو، ہمارے لئے زینت بنو اور باعث عیب نہ بنو، رکوع و سجود میں طول دو کہ جب کوئی شخص رکوع و سجود میں طول دیتا ہے تو شیطان فریاد کرتا ہے کہ صدحیف اس نے اطاعت کی اور میں نے معصیت کی، اس نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کر دیا تھا۔ (کافی 2 ص 77)

/9 از ابواسامہ۔

757- امام صادق! ہمارے شیعو! ہمارے لئے زینت بنو، عیب نہ بنو، لوگوں سے اچھی باتیں کرو، زبانوں کو محفوظ رکھو اور اسے فضول و بیہودہ باتوں سے روک کر رکھو۔ (امالی صدوق 336 / 17، امالی طوسی (ر) 440 / 987، بشارۃ المصطفیٰ 10 ص 70 از سلیمان بن مہران)۔

758- امام صادق! لوگوں کو زبان کے بغیر دعوت خیر دو، وہ تمہارے کردار میں تقویٰ، سعی عمل، نماز اور خیرات کو دیکھیں کہ یہ بات خود دعوت خیر دیتی ہے۔ (کافی 2 ص 78 / 14، از ابن ابی یعفور)۔

759- امام صادق نے مفضل سے فرمایا کہ میرے شیعوں سے کہہ دینا کہ ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں اس طرح کہ محرمات سے پرہیز کریں، معصیت نہ کریں اور رضائے الہی کا اتباع کریں کہ اگر وہ ایسے ہو جائیں گے تو لوگ دوڑ کر ہماری طرف آئیں گے۔ (دعائم الاسلام 1 ص 58، شرح الاخبار 3 ص 506 / 1453)۔

760- امام صادق! خبردار تم لوگ کوئی ایسا عمل نہ کرنا جس کی بنا پر لوگ ہمیں برا کہیں، اس لئے کہ نالائق بیٹے کے اعمال پر باپ ہی کو برا کہا جاتا ہے، جن کے درمیان رہتے ہو ان کے لئے ہمارے واسطے زینت بنو، باعث عیب نہ بنو (کافی ص 219 / 11، روایت ہشام کندی)۔

حسن معاشرت

761- رسول اکرم، جس کے ساتھ رہو اس سے اچھا سلوک کرو تا کہ مسلمان کہے جاسکو۔ (امالی صدوق (ر) 168 / 13، امالی مفید (ر) 350 / 1 مناقب الامام امیر

المومنینؑ، الکوئی 2 ص 276 / 744 روایت اسماعیل بن ابی زیاد عن الصادقؑ، روضۃ
الواعظین ص 474، مشکوٰۃ الانوار ص 68)۔

762۔ امام علیؑ! وقت آخراولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا، دیکھو لوگوں کیساتھ
اس طرح معاشرت کرو کہ غائب ہو جاؤ تو تلاش کریں اور مر جاؤ تو گریہ کریں (اعلام الدین
ص 215، تنبیہ الخواطر 2 ص 75)۔

763۔ امام علیؑ! اپنے بھائی کے لئے جان و مال دیدو، دشمن کو عدل و انصاف دو،
اور عام لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ (تحف العقول ص 212)۔

764۔ امام علیؑ اپنے دوست کو نصیحت کرو، جان پہچان والوں کی مدد کرو اور عام
لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ (غرر الحکم 2466)۔

765۔ امام صادقؑ! منافق کے ساتھ زبان سے احسان کرو، مومن کے ساتھ دل
سے محبت کرو اور اگر یہودی کا ساتھ ہو جائے جب بھی حسن معاشرت کا مظاہرہ کرو۔ (الفقہ 4
ص 404 / 5872، امالی صدوق 502 / 8، اختصاص ص 230 روایت اسحاق بن عمار،
امالی مفید 58 / 10) الزہد حسین بن سعید 22 ص 49 روایت سعد بن طریف عن الباقرؑ
تحف العقول ص 292 عن الباقرؑ، مشکوٰۃ الانوار ص 82)۔

766۔ امام صادقؑ! کوفہ سے آئی ہوئی ایک جماعت کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا
، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تقویٰ الہی اختیار کرو اس کی اطاعت کرو، معصیت سے پرہیز
کرو، جو امانت رکھے اس کی امانت کو واپس کرو، جس کے ساتھ بیٹھ جاؤ اچھی معاشرت کرو،
ہمارے حق میں خاموش داعی بنو۔

ان لوگوں نے عرض کی کہ حضور خاموش رہیں گے تو دعوت کیسے دیں گے، فرمایا کہ

ہم نے جس اطاعت خدا کا حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اور جس معصیت سے روک دیا ہے اس سے روک جاؤ، لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، امانتوں کو واپس کرو، نیکیوں کا حکم دو، برائیوں سے روکو، لوگ تمہارے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ نہ جانیں، جب لوگ یہ صورت حال دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ فلاں کی جماعت ہے، خدا اس کے قائد پر رحمت کرے کس قدر حسین ادب سکھایا ہے اور اس طرح ہمارے فضل و شرف کو پہچان لیں گے اور ہماری طرف دوڑ کر آجائیں گے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میرے پدر بزرگوار (ان پر اللہ کی رحمت و برکت و مرضات) فرمایا کرتے تھے کہ ایک زمانہ تھا، جب ہمارے دوست اور ہمارے شیعہ بہترین افراد تھے کہ اگر مسجد کا امام ہوتا تھا تو انھیں میں سے اگر قبیلہ کا موذن ہوتا تھا تو انھیں میں سے اگر کسی کے پاس امانتیں رکھوائی جاتی تھیں تو انھیں میں سے، اگر کوئی امانت دار ہوتا تھا تو انھیں میں سے، اگر کوئی عالم و مبلغ ہوتا تھا تو انھیں میں سے۔ اب تمہارا فرض ہے کہ تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ اور لوگوں کے درمیان ہمیں محبوب بناؤ لوگوں کو ہم سے بیزار نہ بناؤ (دعائم الاسلام 1 ص 56)۔

767- امام عسکری نے اپنے شیعوں سے فرمایا کہ میں تمہیں تقویٰ الہی، دین میں احتیاط، عمل میں جدوجہد، گفتگو میں صداقت، امانت میں واپسی (چاہے صاحب امانت نیک ہو یا فاسق و فاجر) سجدوں میں طول اور ہمسایہ کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں یہی وہ دین ہے جو پیغمبر اسلام لے کر آئے تھے، قبیلہ والوں کے ساتھ نماز پڑھو، ان کے جنازوں کی مشایعت کو، ان کے مریضوں کی عیادت کرو، ان کے حقوق کو ادا کرو کہ جب تمہارا کوئی شخص دین میں محتاط ہوگا، باتوں میں سچا ہوگا، امانت کو ادا کرے گا، لوگوں سے اچھے برتاؤ کرے گا تو کہا جائے گا کہ یہ شیعہ ہے اور اس طرح مجھے مسرت ہوگی، دیکھو اللہ سے ڈرو،

ہمارے واسطے زینت بنو، باعث عیب نہ بنو، ہماری طرف مودتوں کو بھیج کر لے آؤ اور ہم سے ہر برائی کو دور رکھو ہمارے بارے میں جو بھی اچھی بات کہی جائے گی ہم اس کے اہل ہوں گے اور جو بری بات کہی جائے گی ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، ہمارا کتاب خدا میں ایک حق اور رسول خدا سے ایک قرابت ہے، ہم صاحبانِ تطہیر ہیں، ہمارے علاوہ جو اس بات کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا، اللہ کا ذکر زیادہ کرو، موت کو برابر یاد رکھو، تلاوت قرآن کرتے رہو، صلوات پڑھتے رہو کہ صلوات دس نیکیوں کے برابر شمار ہوتی ہے، میری وصیتوں کو یاد رکھنا، میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ والسلام (تحف العقول ص 487)۔

مسوٰ لیت علماء

768- امام علی! آگاہ ہو جاؤ۔ اس مالک کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور زندگی کو ایجاد کیا ہے، اگر حاضرین موجود نہ ہوتے اور انصار کی موجودگی سے حجت قائم نہ ہوگی ہوتی اور پروردگار نے علماء سے یہ عہد نہ لیا ہوتا کہ خبردار ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی بھوک پیاس پر خاموش نہ رہیں تو میں خلافت کی باگ ڈور پھر اسی کی گردن پر ڈال دیتا اور آخر کو بھی پہلے ہی جام سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری یہ دنیا میری نظر میں ایک بکری کی چھینک سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے لیکن کیا کروں۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر 3)۔

769- امام علی، متقین اور فاسقین کے صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے عترت پیغمبر کے صحیح مرتبہ کا تعارف کرا کے لوگوں کی غلط فہمیوں کا اس طرح ازالہ فرماتے ہیں، بندگانِ خدا! خدا کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جس کی خدا خود اس کے نفس کے مقابلہ میں مدد کر دے اور وہ حزن کو شعاع بنا لے اور خوفِ خدا کی چادر اوڑھ لے، ہدایت کا چراغ اس کے دل کے اندر روشن ہو جائے اور آنے والے دن کے لئے سامان فراہم کر لے، ایسا ہی شخص دینِ خدا کا

معدن اور زمین خدا کا مرکز ہوتا ہے، جس نے اپنے نفس پر عدل کو لازم کر لیا ہے اور عدل کا آغاز، یہاں سے کیا ہے کہ خواہشات نفس کو ختم کر دیا ہے، حق بیان بھی کرتا ہے اور اسی پر عمل بھی کرتا ہے، خیر کی کوئی منزل نہیں ہے جس کا ارادہ نہ کرتا ہو اور اس کا کوئی احتمال نہیں ہے جس کا قصد نہ کرتا ہو، اپنی زمام کتاب خدا کے ہاتھ میں دیدی ہے، وہ ہی اس کی قائد اور راہنما ہے، جہاں اس کا حکم ہوتا ہے ٹھہر جاتا ہے اور جس جگہ وہ نازل ہو جائے وہیں نازل ہو جاتا ہے۔

دوسرا شخص وہ ہے جسے لوگوں نے عالم کہہ دیا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں ہے، ادھر ادھر سے جہالتوں کو جاہلوں سے اور گمراہیوں کو گمراہوں سے حاصل کر لیا ہے اور لوگوں کے لئے دھوکہ کے جال بچھا دیے ہیں اور مکر و زور کے پھنے تیار کر لئے ہیں، کتاب خدا کو اپنے خیالات پر محمول کرتا ہے اور حق کو اپنی خواہشات کی طرف موڑ دیتا ہے، لوگوں کو بڑے بڑے جرائم کی طرف سے مطمئن کر دیتا ہے اور عظیم کبار کو آسان بنا کر پیش کر دیتا ہے، لوگوں سے کہتا ہے کہ میں تو شبہات میں بھی احتیاط کرتا ہوں حالانکہ شبہات ہی میں پڑا ہوا ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بدعتوں سے الگ رہتا ہوں حالانکہ اسی کے پہلو میں پڑا رہتا ہے، اس کی صورت انسان جیسی ہے اور دل جانور جیسا، نہ راہ ہدایت کو جانتا ہے کہ اس کا اتباع کرے اور نہ باب گمراہی کو پہچانتا ہے کہ اس سے پرہیز کرے، یہ زندوں میں ایک مردہ ہے۔

لہذا اب تم لوگ کدھر جا رہے ہو اور کہاں بھٹک رہے ہو؟ جبکہ نشانباں قائم ہیں، علامات واضح ہیں، منارہ ہدایت نصب ہو چکا ہے تو اب تمہیں کدھر لے جایا جا رہا ہے اور کیسے اندھے ہوئے جا رہے ہو جبکہ تمہارے درمیان عترت پیغمبر موجود ہے اور یہی لوگ حق

کی زمام، دین کے پرچم اور صداقت کی زبان ہیں، انھیں قرآن کی بہترین منزلوں پر رکھو اور ان کے پاس اس طرح وارد ہو جس طرح پیسا چشمہ پر وارد ہوتا ہے۔

ایہا الناس! خاتم النبیین کے ارشاد گرامی پر اعتماد کرو کہ ہم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو وہ مردہ نہیں ہوتا اور کہ نہ سال ہوتا ہے تو سال خوردہ نہیں ہوتا ہے جو بات نہیں جانتے ہو اسے منہ سے مت نکالو کہ حق کا بیشتر حصہ وہی ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو، اسے معذور قرار دو جس پر تمھاری کوئی حجت نہیں ہے یعنی میں..... دیکھو کیا میں نے نقل اکبر پر عمل نہیں کیا ہے اور نقل اصغر کو تمھارے درمیان نہیں رکھا ہے، میں نے تمھارے درمیان ایمان کا پرچم نصب کر دیا ہے اور تمھیں حلال و حرام کے حدود سے آگاہ کر دیا ہے، اپنے عدل کی بنا پر لباس عافیت پہنا دیا ہے اور اپنے قول و فعل سے نیکیوں کا فرش بچھا دیا ہے اور اپنے نفس سے بلند ترین اخلاق کا مشاہدہ کر دیا ہے، خبردار ان چیزوں میں اپنی رائے استعمال مت کرو جن کی گہرائیوں تک نگاہیں نہیں جاسکتی ہیں ہے اور جن کے اندر نفوذ کرنے کا یا ر فکر کو بھی نہیں ہے۔ (نسخ البلاغہ خطبہ نمبر 87)۔

770۔ امام حسین! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں ان کلمات کو امیر المؤمنینؑ سے بھی نقل کیا گیا ہے ”ایہا الناس ان کلمات سے عبرت حاصل کرو جن کی نصیحت پروردگار نے اپنے دوستوں کو کی ہے اور ان میں یہودی علماء کی مذمت کی ہے کہ یہ لوگ لوگوں کو بری باتوں سے منع نہیں کرتے تھے، اور اسی بنا پر قابل لعنت قرار پائے تھے اور یہ ان کا بدترین طرز عمل تھا۔ یہ مذمت اس لئے کی گئی تھی کہ وہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ظالم لوگ منکرات اور فساد میں مبتلا ہیں لیکن انھیں منع نہیں کرتے تھے یا اس لالچ میں کہ ان سے منافع حاصل کرنا چاہتے تھے یا اس خوف سے کہ وہ صاحبان اقتدار تھے جبکہ پروردگار رکھ رہا تھا کہ“

لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو۔“ (مانندہ آیت 44)۔

”صاحبان ایمان آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔“ (توبہ آیت ص 71)

پروردگار نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فریضہ قرار دیا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ اگر یہ کام ہو جائے تو سارے فرائض قائم ہو سکتے ہیں، یہ مسئلہ اسلام کی طرف دعوت، مظالم کی روک تھام، ظالم کی مخالفت حقوق شرعیہ کی صحیح تقسیم، صدقات کے بر محل صرف کا ذریعہ ہے۔

پھر تم لوگ تو علم کے ساتھ شہرت رکھتے ہیں اور تمہارا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہے، نصیحت کرنے والے ہو، لوگوں کے دلوں میں ہیبت رکھتے ہو، شریف تم سے مرعوب رہتے ہیں، ضعیف تمہارا احترام کرتے ہیں، وہ لوگ بھی تمہیں مقدم کرتے ہیں جن پر نہ تمہیں کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ تمہارا کوئی احسان ہے، لوگوں کے ضروریات میں سفارش کر کے کام کرا دیتے ہو اور لوگوں کے درمیان بادشاہ بن کے رعب و داب اور بزرگوں کی ہیبت کے ساتھ چلتے ہو۔

کیا تمہاری یہ ساری حیثیت و شخصیت اس لئے نہیں ہے کہ لوگ تم سے امید رکھتے ہیں کہ تم حق الہی کے ساتھ قیام کر سکتے ہو اگرچہ تم اکثر حقوق میں کوتاہی کر رہے ہو، تم نے ائمہ کے حق میں کوتاہی کی ہے کمزوروں کے حقوق کو ضائع کیا ہے، صرف اپنا حق طلب کرتے رہتے ہو نہ کوئی مال خرچ کرتے ہو اور نہ نفس کے لئے کوئی خطرہ مول لیتے ہو اور نہ خدا کے لئے اپنی قوم سے کوئی مول لیتے ہو، صرف یہ آرزو رکھتے ہو کہ جنت مل جائے، انبیاء کرام کے ہمسایہ میں رہیں اور عذاب سے نجات حاصل کر لیں۔

اے خدا سے بیجا آرزوئیں وابستہ کرنے والو! مجھے تمہارے بارے میں عذاب کے نازل ہو جانے کا خطرہ ہے کہ تم خدا کی مہربانی سے اس منزل تک پہنچ گئے ہو جہاں بہترین فضیلت دی جاتی ہے، تم خدا شناسوں کا احترام نہیں کرتے ہو اور بندگان خدا تمہارا احترام کرتے ہیں، تم عہد الہی کو ٹوٹتے دیکھتے ہو تو بیچین نہیں ہوتے ہو حالانکہ اپنے عہدوں کیلئے ہمیشہ بیچین رہتے ہو، دیکھو پیغمبر اسلام کا عہد حقیر بنایا جا رہا ہے، شہروں میں اندھے پن، گونگے پن اور لنج کی بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں مگر نہ تمہیں رحم آتا ہے اور نہ تم اپنے مقام پر عمل کرتے ہو اور نہ عمل کرنے والوں کی مدد کرتے ہو، صرف ظالموں کی خوشامد اور ان کے ساتھ اچھے تعلقات کی پناہ تلاش کرتے رہتے ہو، پروردگار نے تمہیں برائیوں سے رکنے اور روکنے کا حکم دیا ہے مگر تم سب سے غافل ہو، تمہاری مصیبت سب سے زیادہ عظیم تر ہے کہ تم علماء کی جگہ لئے ہوئے ہو، اگر تمہیں اس بات کا شعور ہو۔

یاد رکھو کہ تمام امور دنیا اور احکام کے تنفیذی راستے ان علماء کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں جو حلال و حرام کے امین ہوتے ہیں، اور تمہارے پاس یہ منزلت نہیں ہے، اس لئے کہ تم نے حق سے انحراف کیا ہے اور واضح دلائل کے باوجود سنت میں اختلاف کیا ہے، حالانکہ اگر تم اذیتوں پر صبر کر لیتے اور خدا کے معاملہ میں دشواریوں کو برداشت کر لیتے تو تمام مذہبی امور تمہارے ہی پاس وارد ہوتے اور تمہارے ہی گھر سے برآمد ہوتے اور پھر بازگشت بھی تمہاری ہی طرف ہوتی۔

لیکن افسوس کہ تم نے ظالموں کو اپنے سارے اختیارات دیدئے اور امور الہیہ کو ان کے حوالہ کر دیا کہ وہ شہادت پر عمل کرتے ہیں اور خواہشات کی راہ میں آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں، انھیں سارا اختیار تمہارے موت سے فرار اور دنیا پسندی نے دیدیا ہے، اگرچہ یہ

دنیا ساتھ دینے والی نہیں ہے، تم نے اللہ کے کمزور بندوں کو ظالموں کو رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے کہ اب کوئی وطن سے دور مقہور ہے اور کوئی کمزور اور روٹی سے محروم ہے اور یہ سب ساری حکومت میں انھیں کی مرضی سے الٹ پلٹ کرتے ہیں اور ذلت و رسوائی کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں کہ انھوں نے اشرار کی اقتداء کر لی ہے اور خدائے جبار کے مقابلہ میں جرمی ہو گئے ہیں، ہر شہر کے منبر پر انھیں کا خطیب گرج رہا ہے، زمین انھیں کے زیر تصرف ہے اور ان کے ہاتھ بالکل کھلے ہوئے ہیں، لوگ ان کے غلام ہو چکے ہیں اور کسی کے ہاتھ کو روک نہیں سکتے ہیں۔

ان ظالموں میں کوئی دشمن ترین جابر ہے اور کوئی کمزوروں پر ظلم ڈھانے والا صاحب اختیار ہے، ایسا حکمراں ہے جو اس خدا کو پہچانتا ہی نہیں ہے جس نے ایجاد کیا ہے اور پھر واپس بلانے والا ہے۔

کس قدر تعجب کی بات ہے اور کس طرح تعجب نہ کیا جائے کہ زمین خدا خیانت کار منحوسوں اور صدقہ دینے والے ظالموں اور مومنین کے حق میں بے رحموں سے بھری ہوئی ہے خیر اب خدا ہی ہمارے اختلاف کا فیصلہ کرے گا اور وہی ان مسائل میں اپنے فیصلہ کو جاری کرے گا۔

خدایا تجھے معلوم ہے کہ میرا اقدام نہ کسی اقتدار کے حصول کے لئے تھا اور نہ مال دنیا کی تلاش کے لئے، میں صرف یہ چاہتا تھا کہ تیرے دین کے نشانات واضح ہو جائیں، تیرے شہروں میں اصلاح نمایاں ہو جائے، تیرے مظلوم بندے مطمئن ہو جائیں اور تیرے فرائض، سنن، اور احکام پر عمل ہونے لگے۔

یاد رکھو کہ تم لوگ اگر اب بھی میری مدد نہ کرو گے اور انصاف نہ کرو گے تو ظالم مزید

قوی ہو جائیں گے اور تمہارے پیغمبر کے چراغ ہدایت کو خاموش کر دیں گے، اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف ہماری توجہ ہے اور اسی کی بارگاہ میں ہماری بازگشت ہے۔ (تحف العقول ص 237)۔

771- امام زین العابدینؑ! آپ نے محمد بن مسلم الزہری کو نصیحت فرماتے ہوئے ایک خط ارسال فرمایا، اللہ ہمیں اور تمہیں فتنوں سے بچائے اور آتش جہنم سے محفوظ رکھے، تم نے اس حال میں صبح کی ہے کہ جوھی تمہیں پہچان لے گا تمہارے حال پر رحم کرے گا، تمہارے اوپر اللہ کی نعمتوں کا ایک بوجھ ہے، اس نے تمہارے بدن کو صحت دی ہے، زندگی کو طویل بنایا ہے، کتاب دے کر حجت تمام کر دی ہے، دین فہمی کا شعور دیا ہے، سنت پیغمبر کا عرفان عطا فرمایا ہے اور پھر ہر نعمت کے مقابلہ میں اور ہر اتمام حجت کے نتیجے میں ایک فرض قرار دیا ہے اور وہ فرض یہ ہے کہ ہر فضل و کرم اور ہر نعمت و احسان پر اس کا شکریہ ادا کرو، ارشاد ہوتا ہے ”اگر تم میرا شکریہ ادا کرو گے تو میں اضافہ کر دوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہوگا۔

تو اب دیکھو کہ کل تمہارا کیا حال ہوگا جب اس مالک کے سامنے کھڑے ہو گے اور وہ ہر نعمت کے بارے میں سوال کرے گا کہ اس کا کس طرح تحفظ کیا تھا اور ہر حجت کے بارے میں سوال کرے گا کہ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کیا تھا اور یہ یاد رکھو کہ خدا نہ کسی بے ربط عذر کو قبول کر سکتا ہے اور نہ کسی تقصیر سے راضی ہو سکتا ہے، افسوس، افسوس، یہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے، اس نے اپنی کتاب میں علمائے سے عہد لے لیا ہے کہ اسے لوگوں کے لئے واضح کرو گے اور اس کے مطالب کو چھپاؤ گے نہیں۔“ (آل عمران 187)۔

یاد رکھو کہ کم سے کم نعمت خدا کا کتمان اور معمولی سے معمولی تمہاری مسؤلیت یہ ہے

کہ تم نے ظالم کی وحشت کو انس میں تبدیلی کیا ہے اور اس کی گمراہی کے راستہ کو آسان کر دیا ہے کہ جب اس نے چاہا اس سے قریب ہو گئے اور جب اس نے پکارا البیک کہہ دی۔
مجھے کس قدر خوف ہے کہ کل تم منزل عتاب میں اس گناہ کی بنا پر خائنوں کے ساتھ
محسور ہو اور تم سے ظالموں کی اس اعانت کا حساب لیا جائے کہ تم نے ظالم کے غلط عطیہ کو قبول
کر لیا اور حقدار کو حق نہ دینے والے سے قرب اختیار کر لیا، اس کے باطل کو رد نہیں کیا اور خدا
سے مقابلہ کرنے والے کے مطالبہ کو قبول کر لیا۔

کیا ظالم کا تمہیں بلا کر ایسا قطب قرار دیدینا جس پر وہ ظلم کی چکی چلا سکے اور ایسا
پل بنا دینا جس سے گذر کر مظالم تک پہن سکے اور ایسی سیڑھی کا درجہ دیدینا جس سے گمراہی
تک جاسکے..... اور مسلسل ضلالت کی دعوت دیتے ہوئے اپنے راستہ پر چلتا رہے جس کا
مقصد یہ تھا کہ تمہارے ذریعہ علماء کو مشکوک بنائے اور پھر جہلاء کے دلوں کو ان کی طرف کھینچ
کر لے جائے، تو ظالم کے مخصوص ترین وزیر اور مقرب ترین مددگار نے بھی وہ نہیں کیا جو
تمہارے ذریعہ ہو گیا کہ ان کے فساد کی تائید کر دی اور ان کے پاس عوام و خواص کی آمد و
رفت کا ذریعہ بن گئے۔

بھلا کس قدر وہ دولت کم ہے جو انھوں نے تمہیں اس برے کام کے معاوضہ میں
دی ہے اور کس قدر معمولی وہ تعمیر تمہارے لئے کی ہے اس تخریب کے مقابلہ میں جو تمہاری
آخرت کے سلسلہ میں کر دی ہے، اب تم اپنے بارے میں خود غور کرو کہ دوسرا غور کرنے والا
نہیں ہے اور تم اپنا حساب اس شخص کی طرح کرو جسے کل حساب دینا ہے۔

اور یہ بھی دیکھو کہ تم نے اس کا کیسا شکر یہ ادا کیا ہے جس نے صبح و شام چھوٹی بڑی
نعمتوں کی غذا دی ہے، مجھے تو بیحد خوف ہے کہ تمہارا حال ان لوگوں جیسا نہ ہو جائے جن کے

بارے میں ارشاد الہی ہوتا ہے، ان کے بعد وہ لوگ کتاب کے وارث ہو گئے جنہیں صرف اس دنیا کے مال و متاع کی فکر تھی اور آخرت کے بارے میں کہتے تھے کہ عنقریب ہمارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے“ (اعراف 169)۔

تم قیام والے گھر میں نہیں ہو، تم ایسی منزل میں ہو جہاں سے کوچ کا اعلام ہو چکا ہے اور آدمی اپنے ساتھیوں کے بعد رہ بھی کس قدر سکتا ہے خوشحال جو اس دنیا میں خوف آخرت کے ساتھ زندہ رہیں، اور بدبختمی ان کے لئے ہے جو خود تو مرجائیں لیکن ان کے گناہ باقی رہ جائیں۔

ہوشیار ہو جاؤ کہ تمہیں خبردار کر دیا گیا ہے اور جلدی عمل کرو کہ وقت کم رہ گیا ہے، تمہارا معاملہ اس سے ہے جو جاہل نہیں ہے اور تمہارے اعمال کا محافظ وہ ہے جو غافل نہیں ہے، تیاری کرو کہ طولانی سفر قریب آ گیا ہے اور اپنے گناہوں کا علاج کرو کہ شدید بیماری کا سامنا ہے۔

خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ میں تمہیں تنبیہ اور سرزنش کرنا چاہتا ہوں، میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تمہاری چورائے مردہ ہو چکی ہے وہ زندہ ہو جائے اور تمہارا جو دین گم ہو گیا ہے وہ پلٹ کر چلا آئے، تمہیں تو پروردگار کا یہ ارشاد یاد ہے ”یاد دلاتے رہو کہ یاد دہانی صاحبان ایمان کے حق میں مفید ہوتی ہے“ (زیارات 55)۔

کیا تمہیں وہ ساتھی، ہمسن یا دشمن ہیں جو یہاں سے چلے گئے اور تمہیں اکیلا چھوڑ گئے، اور تمہیں اکیلا چھوڑ گئے، دیکھو کیا وہ بھی اس مصیبت میں مبتلا تھے جس میں تم مبتلا ہو یا اس مسئلہ میں گر پڑے تھے جس میں تم گرے ہو، یا تمہیں کوئی ایسا خیر یاد آ گیا ہے جسے انہوں نے چھوڑ دیا تھا یا ایسی چیز معلوم ہو گئی ہے جس سے وہ ناواقف تھے..... تمہیں تو یہ

نعمت بھی حاصل ہوگئی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں تمہاری مخصوص جگہ ہے اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں، تمہاری رائے کا اتباع ہوتا ہے، تمہارے احکام پر عمل ہوتا ہے، تمہارے حلال و حرام کی پابندی کی جاتی ہے۔

اور عوام کو تمہارے اس اتباع پر صرف اس چیز نے آمادہ کر دیا ہے کہ علماء ختم ہو گئے ہیں اور جہل تم پر اور ان پر دونوں پر غالب آ گیا ہے اور ریاست کی محبت نے غلبہ کر لیا ہے اور یہ تم سے اور حکام سے دنیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اب کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تم کس جہالت اور فریب میں مبتلا ہو اور عوامل کس بلا اور فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ان کو سارا شوق ہے کہ تمہارا جیسا علم حاصل ہو جائے اور تمہاری جیسی منزل حاصل کر لیں اور اس کے نتیجہ میں اسی سمندر میں گڑ پڑے ہیں جس کی تھاہ نہیں مل سکتی ہے اور اسی بلاء میں مبتلا ہو گئے ہیں جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے، اللہ ہم دونوں کا نگہبان ہے اور اسی سے مدد کی امید ہے۔

اچھا دیکھو اب ان حالات سے کنارہ کش ہو جاؤ تا کہ صالحین سے ملحق ہو جاؤ جو قبروں میں دفن ہو چکے ہیں، اس عالم میں کہ پیٹھ اور پیٹ ایک ہو گئے ہیں اور اب خدا اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہ گیا ہے، نہ دنیا انھیں دھوکہ دے سکتی ہے اور نہ وہ دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ انھوں نے آخرت کی رغبت پیدا کی، اسے تلاش کیا اور بالآخر منزل تک پہنچ گئے۔

اگر دنیا تمہیں اس قدر بہکا سکتی ہے جبکہ بوڑھے ہو گئے ہو اور شعور پختہ ہو چکا ہے اور موت سامنے آچکی ہو تو نو جوان کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں جو علم کے اعتبار سے جاہل، فکر کے اعتبار سے کمزور اور عقل کے اعتبار سے مشکوک ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

بھلا کس پر بھروسہ کیا جائے اور کس کے پاس فریاد کی جائے، اور کس کے پاس فریاد کی جائے، ہم خدا کی بارگاہ میں اپنے غم اور تمہاری حالت کے بارے میں فریاد کرتے ہیں اور اسی کے یہاں اپنی مصیبتوں کا حساب کرتے ہیں۔

اب تم دیکھو کہ جس نے چھوٹی بڑی نعمتوں سے نوازا ہے اس کا شکر یہ کس قدر ادا کرتے ہو اور اس کی عظمت کا کس قدر خیال رکھتے ہو جس نے اپنے دین کے ذریعہ تمہیں لوگوں میں جمیل بنا دیا ہے اس کے لباس عافیت کو کس قدر محفوظ رکھتے ہو جس کے ذریعہ اس نے تمہاری پردہ پوشی کی ہے، اس سے کس قدر قریب یادور ہو جس نے تمہیں اپنے سے قریب رہنے کا حکم دیا ہے۔

آخرت تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس غفلت سے ہوشیار نہیں ہوتے ہو ان لغزشوں سے سنبھلتے نہیں ہو کہ یہ اقرار کرو کہ بخدا میں نے ایک مقام پر بھی خدا کے لئے ایسا قیام نہیں کیا ہے جس سے اس کے دین کو زندہ کیا جاسکے یا کسی باطل کو مردہ بنایا جاسکے..... اور اسی اقرار کو اس معبود کی نعمتوں کا شکر یہ قرار دو، مجھے کس قدر خوف ہے کہ تم ان لوگوں جیسے ہو جاؤ جن کے بارے میں پروردگار نے فرمایا ہے کہ ”ان لوگوں نے نمازوں کو برباد کر دیا اور خواہشات کا اتباع کر لیا تو اب عنقریب اپنی گمراہی کا سنا منا کریں گے۔ (مریم 59)۔

خدا نے تمہیں اپنی کتاب کا حامل اور اپنے علم کا امانتدار بنایا تھا اور تم نے اسے ضائع کر دیا ہے، ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اس بلا سے محفوظ رکھا ہے جس میں تمہیں مبتلا کر دیا ہے۔ والسلام (تحف العقول ص 274)۔

772- یزید بن عبداللہ نے اپنے راوی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ امام ابو جعفرؑ نے سعد الخیر کے نام لکھا، ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اما بعد میں تمہیں تقویٰ الہی کی وصیت

کرتا ہوں کہ اسی میں بربادی سے نجات اور آخرت میں فائدہ کی امید ہے، پروردگار نے تقویٰ کے ذریعہ بندوں کو عقل کے گم ہو جانے سے بچایا ہے اور ان کی جہالت اور گمراہی کا علاج کیا ہے۔ تقویٰ ہی کے ذریعہ نوح اور ان کے اہل سفینہ نے نجات پائی تھی اور صالح اور ان کے ساتھیوں نے بجلی سے امان حاصل کی تھی، تقویٰ ہی کے ذریعہ صابرین اور ان کی جماعت نے ہلاکتوں سے نجات حاصل کی تھی اور ان کے ساتھی اسی راستہ پر چل کر اسی فضیلت کے طلب گار تھے، انھوں نے شبہات میں گرنے کی سرکشی کو چھوڑ دیا تھا کہ کتاب خدا کا پیغام ان تک پہنچ گیا تھا، انھوں نے رزق الہی پر اس کا شکر یہ ادا کیا کہ وہ شکر یہ کا حقدار تھا اور اپنی کوتاہیوں پر اپنے نفس کی مذمت کی کہ نفس مذمت کے قابل تھا، انھیں یہ معلوم تھا کہ خدا علیم اور حلیم ہے اس کا غضب صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کی رضا کو قبول نہیں کرتے ہیں اور وہ نعمتوں سے محروم بھی انھیں کو رکھتا ہے جو اس کے عطایا کو قبول نہیں کرتے ہیں، وہ گمراہی میں انھیں کو چھوڑ دیتا ہے جو ہدایت کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس نے گناہگاروں کو توبہ کا موقع دیا تاکہ گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر لیں اور اپنی تاب میں بلند آواز سے بندوں کو اس امر کی طرف دعوت دی، اس نے بندوں کو دعاؤں سے روکا نہیں ہے لیکن ملعون وہ لوگ ہیں جنہوں نے تنزیل الہی کو چھپا دیا ہے۔

پروردگار نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم قرار دے لیا ہے، اس کی رحمت غضبت پر سبقت رکھتی ہے اور صدق و عدالت کے ساتھ مکمل ہے وہ بندوں پر اس وقت تک غضبناک نہیں ہوتا ہے جب تک وہ خود غضبناک نہ ہوں، یہ علم الیقین ہے اور یہی علم التقویٰ ہے، ہر قوم کا انجام یہی ہوا ہے کہ جب اس نے کتاب کو چھوڑ دیا ہے تو خدا نے علم الکتاب کو چھین لیا ہے اور

جب دشمنان خدا کو اپنا ولی امر بنا لیا ہے تو انھیں کے حوالہ کر دیا ہے۔ کتاب کو چھوڑ دینے کا مطلب یہ تھا کہ اس کے حروف کو باقی رکھا اور حد و د میں ترمیم کر دی۔ اس کی روایت تو برابر کرتے رہے لیکن رعایت نہیں کی، جاہلوں کو ان کی روایت ہی اچھی لگتی ہے اور علماء رعایت و حفاظت کو نظر انداز کر دینے کی بنا پر ہمیشہ رنجیدہ رہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ کتاب کو چھوڑنے کا یہ تھا کہ جاہلوں کو کتاب کا ولی امر بنا دیا اور انھوں نے خواہشات کی منزل میں وارد کر دیا اور ہلاک کی طرف پہنچا دیا، دین کے احکام کو تبدیل کر دیا اور پھر کتاب کا وارث جاہلوں اور نادان بچوں کو بنا دیا، اب امت امر الہی کے بجائے انھیں کے احکام لے کر جاتی ہے اور انھیں کے پاس آتی ہے، ہائے ظالموں نے کس قدر غلط بدل تلاش کیا ہے، ولایت خدا کے بعد ولایت بشر اور ثواب الہی کے بدلے معاوضہ انسان اور رضائے الہی کے بجائے رضائے مردم۔

اب امت کا یہ حال ہو گیا ہے کہ انھیں میں وہ بھی ہیں جو اس گمراہی میں کوشش عبادت کئے چلے جا رہے ہیں اپنے حال پر خوش ہیں اور دھوکہ مین مبتلا ہیں، ان کی عبادت خود ان کے واسطے بھی فتنہ ہے اور ان کا اتباع کرنے والوں کے واسطے بھی وجہ گمراہی ہے۔

دیکھو! مرسلین کے زندگی میں عبادت گزاروں کے لئے بہترین نصیحت موجود ہے جب کوئی نبی اطاعت کے درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد اگر ایک مرتبہ ترک اولی کر دیتا تھا تو کبھی جنت سے باہر نکل آتا تھا اور کبھی مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا جاتا تھا، اس کے بعد توبہ اور اعتراف کے بغیر اس مصیبت سے نجات نہیں پاتا تھا۔

اس کے بعد علماء یہود اور راہبوں کی مثالوں کو دیکھو جو کتاب الہی کو چھپاتے بھی تھے اور اس میں تحریف بھی کرتے تھے لیکن اس تجارت سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور ہدایت یافتہ بھی نہ ہو سکے۔

اس کے بعد اس امت کے ان افراد کو دیکھو جنہوں نے کتاب کے حروف کو باقی رکھا اور حدود میں ترمیم کر دی، اپنے حکام اور شخصیات کے ساتھ لگے رہے اور جب حکام کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو ان کے ساتھ لگ گئے جن کے پاس دنیا زیادہ تھی، یہی ان کے علم کی انتہاء تھی اور اسی طرح دلوں پر مہر لگ گئی اور لالچ میں زندگی گزارتے رہے، اہلبیس کے حرف باطل کی آواز ہمیشہ انھیں کی زبانوں سے سنائی دیتی رہی۔

علماء برحق ہمیشہ ان احبار اور بہان جیسے علماء سے اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے رہے اور یہ علماء برحق کو حق کی تکلیف دینے پر عیب دار قرار دیتے رہے۔

یاد رکھو یہ علماء خود بھی خائن ہیں اگر نصیحت کو مخفی رکھیں، گمراہ کو دیکھ کر ہدایت نہ دیں، مردہ دل کو دیکھ کر زندہ نہ بنائیں، یہ بدترین اعمال انجام دینے والے ہیں کہ پروردگار نے اپنی کتاب میں ان سے عہد لیا ہے کہ نیکیوں کا حکم دیتے رہیں اور برائیوں سے روکتے رہیں، نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کریں اور گناہ اور ظلم پر تعاون نہ کریں۔

علماء جہلاء کی طرف سے ہمیشہ زحمت و مصیبت میں رہتے ہیں۔ نصیحت کریں تو کہتے ہیں کہ تم اونچے ہو رہے ہو، جس حق کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اس کی تعلیم دیں تو کہتے ہیں کہ جھگڑا ڈال رہے ہو، الگ ہو جائیں تو کہتے ہیں کہ لا پرواہ ہو گئے ہو، ان کی باتوں پر دلیل کا مطالبہ کریں تو کہتے ہیں کہ یہ منافقت ہے اور ان کی اطاعت بھی کر لیں تو کہتے ہیں کہ تم خدا کی معصیت کر رہے ہو۔

یہ جہلاء اپنی جہالت کی بنا پر ہلاک ہو گئے کہ تلاوت کے بارے میں اُمّی محض ہیں، تعریف کے وقت کتاب کی تصدیق کرتے ہیں اور تحریف کے وقت تکذیب کر دیتے ہیں اور کوئی انکار کر نیوالا بھی نہیں ہے۔

ان لوگوں کی مثال احبار اور رہبان جیسی ہے جو خواہشات کے میدان کے قائد اور گمراہیوں کے سردار تھے۔

دوسری قسم وہ ہے جو ہدایت اور گمراہی کے درمیان میں ہے اور ایک گروہ کو دوسرے سے الگ نہیں کر پاتی ہے، وہی کہتے ہیں جسے لوگ پہچانتے ہیں اور خود نہیں جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں کی شریعت پیغمبر کو چھوڑنے پر بھی تصدیق کر دیتے ہیں، ان پر نہ کوئی بدعت ظاہر ہوتی ہے اور نہ کوئی سنت تبدیل ہوتی ہے نہ کوئی خلاف ہے نہ اختلاف، مگر جب لوگوں پر غلطیوں کی تاریکی چھا جاتی ہے تو دو طرح کے امام پیدا ہو جاتے ہیں، ایک اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور ایک جہنم کی طرف، یہی وقت ہوتا ہے جب شیطان کا بیان ظاہر ہوتا ہے اور اس کی آواز اس کے چاہنے والوں کی زبان سے بلند ہو جاتی ہے، اس کے سوار اور پیادہ بکثرت جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جاتا ہے، وہ لوگ اس کی بدعتوں پر عمل کرتے ہیں اور کتاب و سنت کو چھوڑ دیتے ہیں، ہاں اولیاء خدا حجت کے ساتھ بولتے ہیں اور کتاب و حکمت کو اختیار کر لیتے ہیں، اور اس طرح اہل حق اور اہل باطل الگ الگ ہو جاتے ہیں، اہل ہدایات کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور اہل ضلالت سے تعاون کیا جاتا ہے یہاں تک کہ جماعت فلاں اور اس کے امثال کے ساتھ ہو جاتی ہے لہذا ان دونوں قسموں کو نگاہ میں رکھو اور جو شریف میں ان کے ساتھ رہو یہاں تک کہ منزل پر پہنچ جاؤ، بیشک خسارہ والے وہی ہیں جنہوں نے اپنے نفس اور اپنے اہل سب کو روز قیامت

خسارہ میں مبتلا کر دیا اور یہی کھلا ہوا خسارہ ہے، سورہ رمز آیت 5- (کافی 8 ص 52 / 16)۔

جامع وصیتیں

773- عبدالرحمان بن حجاج! میرے پاس امام موسیٰ کاظمؑ نے ایک نسخہ امیر المومنینؑ کی وصیت کا ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ یہ علیؑ بن ابی طالبؑ کا وصیت نامہ ہے، علیؑ اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ خدا وحدہ لا شریک ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں، انھیں پروردگار نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام ادیان عالم پر غالب بنا سکیں چاہے یہ بات مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔ (پروردگار ان پر اور ان کی آل پر رحمت نازل کرے) اس کے بعد میری نماز میری عبادتیں، میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے اطاعت گزار بندوں میں ہوں۔

میرے فرزند حسن! میں تمہیں اور اپنے تمام اہل خانہ، تمام اولاد اور جہاں تک میرا یہ پیغام پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کرو اور خبردار بغیر اسلام کے دنیا سے نہ جانا، ریسمان الہی سے وابستہ رہو آپس میں تفرقہ نہ ہونے پائے کہ میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ آپس کی اصلاح تمام نماز روزہ سے بہتر ہے اور دین کو تباہ و برباد کرنے والی شے آپس کی لڑائی اور مخالفت ہے، کوئی طاقت خدائے علی و عظیم کے بغیر نہیں ہے۔

اپنے قریب و دوروں پر نگاہ رکھنا اور ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا تاکہ پروردگار

تمہارے حساب کو آسان کر دے۔

دیکھو یتیموں کے بارے میں خدا کو یاد رکھنا، وہ بھوکے نہ رہنے پائیں اور تمہارے سامنے برباد نہ ہو جائیں، میں نے رسول اکرم کی زبان سے سنا ہے کہ جو شخص کسی یتیم کی کفالت کرے گا یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے پروردگار اس کے لئے جنت کو لازم قرار دیدے گا جس طرح کہ مال یتیم کھانے والے کے لئے جہنم لازم ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا قرآن کے بارے میں، کہ اس پر عمل کرنے میں دوسرے لوگ تم سے آگے نہ نکل جائیں۔

اور اللہ کو یاد رکھنا ہمسایہ کے بارے میں کہ رسول اکرم نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے اور آپ برابر اس قدر زور دیتے تھے کہ یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید انہیں میراث میں بھی حصہ دلوادیں گے۔

اللہ کو یاد رکھنا اس کے گھر کے بارے میں کہ جب تک تم باقی رہو کہ جب تم سے خالی نہ ہونے پائے کہ اگر وہ نظر انداز ہو گیا تو تمہاری کوئی اوقات نہ رہ جائے گی۔

اس کا ارادہ کرنے والا کم سے کم یہ برکت لے کر واپس ہوتا ہے کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ کو یاد رکھنا نماز کے بارے میں کہ یہ بہترین عمل ہے اور تمہارے دین کا ستون ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا زکوٰۃ کے بارے میں کہ اس سے غضب پروردگار سرد پڑ جاتا ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا ماہ رمضان کے بارے میں کہ اس کے روزے جہنم کی سپر ہیں۔

اللہ کو یاد رکھنا فقراء اور مساکین کے بارے میں کہ انہیں اپنی معیشت میں شریک

رکھنا۔

اللہ کو یاد رکھنا مال اور جان اور زبان سے جہاد کے بارے میں کہ جہاد کرنے والے دوہی طرح کے لوگ ہوتے ہیں یا امام برحق یا اس کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے۔
اللہ کو یاد رکھنا اپنے رسول کی ذریت کے بارے میں کہ تمہارے سامنے ان پر ظلم نہ ہونے پائے جبکہ تم ان سے دفاع کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔

اللہ کا خیال رکھنا اپنے رسول کے ان اصحاب کے بارے میں جنہوں نے دین میں کوئی بدعت ایجاد نہیں کی اور نہ کسی بدعتی کو پناہ دی ہے کہ رسول اکرم نے ایسے اصحاب کے بارے میں وصیت فرمائی ہے اور بدعتیں ایجاد کرنے والے اور ان کا اتباع کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا عورتوں اور کنیزوں کے بارے میں کہ رسول اکرم کے آخری کلمات یہی تھے کہ تمہیں دو کمزوروں کے بارے میں وصیت کر رہا ہوں ایک عورت اور ایک کنیز۔
الصلوة، الصلوٰۃ، دین خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرنا، اللہ تمہیں ہر اذیت کرنے والے اور ظالم کے شر سے محفوظ رکھے گا، لوگوں سے اچھی باتیں کرنا جس طرح کہ پروردگار نے حکم دیا ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نظر انداز نہ کرنا کہ خدا تمہارے اوپر اشرار کو مسلط کر دے اور پھر تم فریاد بھی کرو تو کوئی سننے والا نہ ہو۔

میرے فرزندو! آپس میں تعلقات رکھنا، ایک دوسرے پر مال صرف کرنا، ایک دوسرے کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور خبردار قطع تعلق، تفرقہ اور منہ پھیر لینے کی پالیسی پر عمل نہ کرنا، نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، گناہ اور تعدی پر ہرگز تعاون نہ کرنا، اللہ

سے ڈرو کہ اس کا عذاب بہت سخت ہے خدا تم سب گھر والوں کو سلامت رکھے اور تمہارے درمیان نبی کی یادگار کو زندہ رکھے، میں تمہیں خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور آخری سلام کر رہا ہوں، اللہ کی رحمت و برکت تمہارے شامل حال ہے۔ (کافی 7 ص 51/7)۔

774۔ امام باقرؑ جابر بن یزید الجعفی کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم اس وقت تک میرے دوست نہیں ہو سکتے ہو جب تک اس قدر استقلال نہ پیدا ہو جائے کہ سارے شہر والے اس راہ میں تمہاری مذمت کریں تو کوئی تکلیف نہ ہو اور تعریف کریں تو کوئی مسرت نہ ہو، دیکھو اپنے نفس کو تعریفوں پر نہیں، کتاب خدا پر رکھو، اگر دیکھو کہ اس کی راہ پر چل رہے ہو، اس کے فرمان پر دنیا سے کنارہ کش ہو جاتے ہو اور اس کے ثواب کی رغبت رکھتے ہو اور اس کے ڈرانے سے ڈرتے ہو تو اسی راہ پر قائم رکھو اور خوش ہو کہ اب کسی کا قول تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے، لیکن اگر قرآن سے الگ ہو گئے تو کون سی شے ہے جو تمہارے نفس کو مغرور بنائے ہوئے ہے۔ (تحف العقول ص 284)۔

775۔ امام باقرؑ اپنے بعض شیعوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اے میرے شیعو! سنو اور سمجھو! ان وصیتوں کو جو ہمارے دوستوں کے لئے ہمارے عہد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

دیکھو، قول میں صداقت سے کام لو معاملات میں دوست اور دشمن دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، آپس میں لوگوں کے ساتھ مالی ہمدردی کرو، دلوں سے ایک دوسرے کو دوست رکھو، فقراء پر مال خرچ کرو، امور میں اتحاد و اتفاق رکھو، کسی کے بارے میں خیانت اور فریب سے کام نہ لو، یقین کے بعد شک پیدا مت کرو، اقدام کے بعد بزدلی کا مظاہرہ مت کرو، خبردار کوئی اہل مودت سے پیٹھ نہ پھرائے، اغیار کی محبت کی خواہش مت رکھو اور نہ ان

سے دوستی کی فکر کرو، اللہ کے علاوہ کسی کے لئے عمل نہ کرو اور نبی کے علاوہ کسی پر ایمان نہ رکھو اور نہ اس کا قصد کرو، اللہ سے مدد طلب کرو اور پھر صبر کرو " زمین اللہ کی ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور عاقبت صرف صاحبان تقویٰ کے لئے ہے، یاد رکھو خدا اپنی زمین کا وارث نیک بندوں کے علاوہ کسی کو نہ بنائے گا۔

دیکھو ہمارے شیعوں میں اللہ اور رسول کا دوست وہی ہے جو بات میں سچا ہو، وعدہ کو وفا کرتا ہو، امانت کو پہنچا دیتا ہو، حق کا بوجھ اٹھالیتا ہو واجب مطالبات پر عطا کرتا ہو، حق کے احکام پر عمل کرتا ہو، ہمارا شیعہ وہی ہے جس کی سماعت اس کے علم سے آگے نہیں جاتی ہے۔ ہمارے بارے میں عیب لگانے والوں کی تعریف نہیں کرتا ہے، ہمارے دشمن سے تعلقات نہیں رکھتا ہے، ہم سے بیزار رہنے والوں کے ساتھ بیٹھتا نہیں ہے، مومن سے ملاقات کرتا ہے تو اس کا اکرام کرتا ہے۔ جاہل سے ملتا ہے تو اسے نظر انداز کر دیتا ہے ہمارا شیعہ کتوں کی طرح شور نہیں مچاتا ہے اور نہ کتوں کی طرح لالچی ہوتا ہے، ہمیشہ صرف اپنے برادران ایمانی سے سوال کرتا ہے اور اغیار سے سوال نہیں کرتا ہے چاہے بھوکا ہی کیوں نہ مر جائے، ہمارا شیعہ ہماری جیسی بات کرتا ہے اور ہمارے معاملہ میں اپنے دوستوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور ہماری محبت میں دور والوں کو قریب بنا لیتا ہے اور ہماری دشمنی کی بنا پر قریب والوں کو بھی دور کر دیتا ہے۔ (دعائے الاسلام 1 ص 64)۔

776- عبد اللہ بن بکیر ایک شخص کے حوالہ سے امام باقر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت کے پاس ہماری ایک جماعت وارد ہوئی اور ہم نے گزارش کی کہ ہم لوگ عراق جارہے ہیں ہمیں کچھ نصیحتیں فرمائیں؟

فرمایا کہ تمہارے طاقتور کا فرض ہے کہ کمزور کو قوی بنائے اور غنی، فقیر کا خیال

رکھے، خبردار ہمارے اسرار کو نشر نہ کرنا اور ہمارے خاص معاملات کا اعلان نہ کرنا! اگر تمہارے پاس ہماری طرف سے کوئی خبر آئے اور اس پر کتاب خدا میں ایک یا دو شاہد مل جائیں تو فوراً لے لینا ورنہ تمہرے جاننا اور ہماری طرف واپس کر دینا تاکہ ہم تمہارے واسطے اس کی وضاحت کریں۔ (کافی 2 ص 222/4)۔

777- خطاب کوفی، مصعب بن عبداللہ الکوفی کہتے ہیں کہ سدیدر صیرنی امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کے پاس اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی آپ نے فرمایا، سدیدر! ہمارے شیعہ ہمیشہ ہماری نگاہ میں، ہماری حفاظت میں، ہر طرح سے مامون و محفوظ رہیں گے جب تک اپنے اور اپنے خالق کے درمیان تعلقات ٹھیک رکھیں گے اور ائمہ کے ساتھ نیت صحیح رکھیں گے، اپنے بھائیوں کے ساتھ اس طرح اچھا برتاؤ کریں گے کہ کمزوروں پر مہربانی کریں گے اور فاقہ کشوں کو مال عطا کریں گے، ہم کسی کو ظلم کا حکم نہیں دیتے ہیں، صرف احتیاط تقویٰ اور ورع کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مواسات اور ہمدردی کرو کہ روز اول اور دور آدمؑ سے اللہ کے دوست ہمیشہ قلیل اور کمزور رہے ہیں، ان میں آپس میں ہمدردی بیحد ضروری ہے۔ (محاسن برقی (ر) 1 ص 492/258)۔

778- اسماعیل بن جابر امام صادقؑ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے اصحاب کو یہ خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ اس پر نظر رکھیں، اسے یاد رکھیں، اس پر عمل کریں اور آپس میں اس پر مذاکرہ کرتے رہیں، چنانچہ وہ حضرات اس وصیت نامہ کو اپنے گھر کی جائے نماز پر رکھتے تھے اور ہر نماز کے بعد اس کا مطالعہ کرتے تھے۔

اما بعد، اپنے پروردگار سے عافیت طلب کرو، سکون، وقار اور اطمینان نفس کو اپنا

شعار بناؤ، حیات وغیرت کو اختیار کرو اور ان تمام چیزوں سے دور رہو جن سے تمہارے پہلے اللہ کے نیک بندوں نے دوری اختیار کی ہے، خبردار بہتان، الزام تراشی، گناہ اور ظلم سے زبان کو آشنا نہ کرو کہ تم نے ان مکروہ اور ناپسندیدہ اقوال سے زبان کو بچا لیا تو اس میں پروردگار کے نزدیک تمہارے لئے خیر ہے۔

ایسی ناپسندیدہ باتوں سے زبان کو آشنا کرنا بندہ کے لئے تباہی کا سبب اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اور خدا سے گونگا، بہرا اور اندھا بنا دیتا ہے جس کے بعد سورہ بقرہ کی آیت 18 کا مصداق ہو جاتا ہے ”یہ لوگ بہرے، گونگے اور انڈھے ہیں کہ اب پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں یعنی بولنے کے لائق نہیں ہے اور پھر انھیں اجازت بھی نہ دی جائے گی کہ معذرت کر سکیں“ (سورہ مسلمات آیت 36)۔

خبردار جن چیزوں سے خدا نے روکا ہے ان کا ارتکاب نہ کرنا اور ان باتوں کے علاوہ خاموش رہنا جن میں آخرت کا فائدہ ہو اور خدا اجر و ثواب دے سکے، تسبیح و تقدیس و تہلیل و ثنائے پروردگار کرتے رہتا، اس کی بارگاہ میں تضرع و زاری کرنا اور ان چیزوں میں رغبت پیدا کرنا جو اس کے پاس ہیں اور جن کی قدر و منزلت اور حقیقت کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے، اپنی زبان کو ان باتوں سے دور رکھو جن کلمات باطل سے خدا نے روکا ہے اور جن کا انجام ہمیشہ کا عذاب جہنم ہے اگر انسان تو بہ نہ کر لے اور ان سے بالکل الگ نہ ہو جائے۔

دعا کرتے رہو کہ مسلمانوں نے کوئی کامیابی اور کامرانی دعا سے بہتر اور تضرع و زاری سے بالاتر وسیلہ سے حاصل نہیں کی ہے، جس چیز کی خدا نے رغبت دلائی ہے اس کی رغبت رکھو اور جس چیز کی طرف دعوت دی ہے ادھر قدم آگئے بڑھاؤ کہ کامیابی حاصل کر لو اور

عذاب الہی سے نجات پا جاؤ۔

خبردار تمہارا نفس کسی حرام کی لالچ میں نہ پڑ جائے کہ جس نے دنیا میں محرمات الہیہ کی پرواہ نہیں کی خدا آخرت میں اس کے اور جنت و نعمات و لذات جنت کے درمیان حائل ہو جائے گا اور اسے اہل جنت کی دائمی اور ابدی کرامت و عظمت سے محروم کر دے گا۔

یاد رکھو، بدترین اور خطرناک ترین حصہ اس کا ہے جس نے اطاعت الہی کو ترک کر کے معصیت کا راستہ اختیار کیا اور دنیا کی چند روزہ زائل ہو جانے والی لذتوں کو آخرت کی دائمی نعمت و لذت و کرامت پر مقدم کر کے محرمات الہی کو پامال کر دیا، افسوس ہے ایسے افراد کے لئے کیا بدترین حصہ ان کو ملا ہے اور کیا خسارہ آمیز واپسی ہوئی ہے اور کیا بدترین حال روز قیامت ہوا ہے۔

اللہ سے پناہ طلب کرو کہ تمہیں ایسا نہ ہونے دے اور ایسی بلاء میں مبتلا نہ کرنے کہ اس کی طاقت و قوت کے علاوہ کوئی طاقت و قوت نہیں ہے، دعاؤں میں کثرت پیدا کرو کہ پروردگار اپنے بندگانِ مومنین سے کثرت دعا کو پسند کرتا ہے اور اس نے قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے اور خدا روز قیامت ان دعاؤں کو بھی ایک ایسا عمل خیر بنا دے گا جس سے جنت کے درجات میں اضافہ ہو جائے گا۔

جہاں تک ممکن ہو دن رات کی تمام ساعتوں میں ذکر خدا کرتے رہو کہ اللہ نے تمہیں کثرت ذکر کا حکم دیا ہے اور وہ بھی اپنا ذکر کرنے والوں کو یاد رکھتا ہے اور یاد رکھو کہ جب بھی کوئی بندہ مومن اسے یاد کرتا ہے تو وہ بھی اسے خیر سے یاد کرتا ہے، اپنی طرف سے خدا کی بارگاہ میں کثرت عبادت کا ہدیہ پیش کرو کہ اس کی بارگاہ میں کسی بھی خیر کا حصول اس کی اطاعت اور ان تمام محرمات سے اجتناب کے بغیر جن کا ذکر ظاہر یا باطن قرآن میں کیا

گیا ہے..... ممکن نہیں ہے۔

یاد رکھو کہ خدا نے جس شے سے اجتناب کا حکم دیا ہے اسے حرام قرار دیا ہے لہذا سنت و سیرت پیغمبر اکرم کا اتباع کرو اور اس کے مقابلہ میں اپنے افکار اور خواہشات کا اتباع نہ کرو کہ گمراہ ہو جاؤ، جہاں تک ممکن ہو اپنے نفس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کہ تم جو نیکی بھی کرو گے وہ اپنے لئے کرو گے اور تمھاری برائی بھی تمھارے ہی لئے ہوگی۔

اے وہ جماعت جس کے امور کا خدا محافظ ہے! تمھارا فرض ہے کہ سنت رسول اور آثار ائمہ ہدی و اہلبیت رسول اللہ کا خیال رکھو کہ جس نے ان چیزوں کو اختیار کر لیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے انھیں چھوڑ دیا اور ان سے کنارہ کشی کر لی وہ گمراہ ہو گیا، یہی وہ حضرات ہیں جن کی ولایت اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور ہمارے پدر بزرگوار رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ اتباع سنن و آثار میں مختصر عمل کی پابندی بھی روز قیامت بدعتوں اور خواہشات کی پیروی سے کہیں زیادہ مفید اور پروردگار کو خوش کرنے والی ہے۔

یاد رکھو کہ خواہشات اور بدعات کا اتباع خدا کی ہدایت کے بغیر کھلی ہوئی گمراہی ہے اور ہر گمراہی بدعت ہے اور بدعت کا انجام جہنم ہے خدا کی بارگاہ میں کسی خیر کا حصول اطاعت اور صبر و رضا کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ صبر و رضا خود ہی اطاعت پروردگار ہے۔

اور یاد رکھو کہ کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک ایمان نہیں کہا جاسکتا ہے جب تک وہ خدا کے برتاؤ سے راضی نہ ہو اور اس کے برتاؤ کو اپنی پسند و ناپسند پر مقدم نہ رکھے اور خدا صبر و رضا والوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرے گا جس کے وہ اہل ہوں گے اور وہ برتاؤ ان کی اپنی پسند سے یقیناً بہتر ہوگا۔

تمھارا فرض ہے کہ تمام نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو بالخصوص نماز ظہر کی اور

اللہ کی بارگاہ میں دعا گور ہو جس طرح اس نے تم سے پہلے والوں کو بھی حکم دیا ہے اور تمہیں بھی حکم دیا ہے۔

اور تمہارا فرض ہے کہ غریب مسلمانوں سے محبت کرو کہ جس شخص نے بھی انہیں حقیر سمجھا اور ان کے سامنے غرور کا مظاہرہ کیا وہ دین خدا سے پھسل گیا اور پروردگار اسے ذلیل بھی کرے گا اور سزا بھی دے گا، ہمارے پدر بزرگوار رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ پروردگار نے مجھے غریب مسلمانوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور یاد رکھو کہ جو بھی ان میں سے کسی ایک کو بھی ذلیل کرے گا، خداوند اس پر عذاب اور حقارت آمیز عذاب نازل کرے گا کہ لوگ اس سے بیزار رہیں گے اور خدائی سزا اس سے زیادہ سخت ہوگی، اپنے مسلمان غریب بھائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کہ تمہارے اوپر ان کا حق ہے کہ ان سے محبت کرو، پروردگار نے اپنے رسول کو ان کی محبت کا حکم دیا ہے، اب اگر کسی شخص نے ان سے محبت نہ کی جن کی محبت کا خدا نے حکم دیا ہے تو اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اور جس نے ایسا کیا اور اسی حال میں مر گیا وہ گمراہ دنیا سے جائے گا۔

دیکھو اپنی بڑائی اور تکبر سے دور رہو کہ کبریائی پروردگار کی ردا ہے اور جو اس میں خدا سے مقابلہ کرے گا وہ اسے روز قیامت ذلیل کر دے گا اور دنیا میں اس کی کمر توڑ دے گا، خبردار ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا کہ یہ نیک بندوں کا طریقہ نہیں ہے، جو شخص بھی کسی پر ظلم کرے گا اس کا مظلمہ خود اس کی گردن پر ہوگا اور خدا اس کے خلاف مظلوم کی مدد کرے گا اور جس خدا مدد کر دے گا وہی کامیاب ہوگا اور غالب آجائے گا۔

خبردار ایک دوسرے سے حسد بھی نہ کرنا کہ کفر کی اصل حسد ہی ہے اور خبردار کسی مظلوم مسلمان کے خلاف کسی کی امداد نہ کرنا کہ وہ بددعا کر دے گا تو اس کی دعا قبول ہو جائے

گی، رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ مظلوم مسلمان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔
 اور ایک دوسرے کی امداد کرتے رہنا کہ ہمارے جد رسول اکرم فرمایا کرتے تھے
 کہ مسلمان کی امداد ایک کار خیر ہے اور اس کا ثواب ایک ماہ کے روزہ اور مسجد الحرام میں
 اعتکاف سے زیادہ ہے۔

اور خبردار کسی مسلمان بھائی پر غربت میں دباؤ مت ڈالنا کہ اگر تمھارا کوئی حق ہے تو
 زبردستی وصول کرو کہ ہمارے جد رسول اکرم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کو مسلمان پریشانی
 کرنے کا حق نہیں ہے اور جو شخص غریب مسلمان کو مہلت دیدے گا خدا اس دن اسے سایہ
 رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس کے علاوہ کسی کا سایہ نہ ہوگا۔

اور یاد رکھو کہ اسلام سپردگی کا نام ہے، جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا وہ مسلمان
 ہو گیا اور جو ایسا نہ کر سکا وہ واقعا مسلمان نہیں ہے جو اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے
 اس کا فرض ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے کہ جو اللہ کی اطاعت کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا۔
 اور خبردار معصیت سے دور رہنا کہ جو معصیت کا ارتکاب کرے گا وہ اپنے ہی
 ساتھ برائی کرے گا اور اچھائی اور برائی کے درمیان کوئی تیسری قسم نہیں ہے، اچھائی کرنے
 والوں کے لئے پروردگار کے یہاں جنت ہے اور برائی کرنے والوں کے لئے جہنم ہے لہذا
 اطاعت پر عمل کرو اور معصیت سے پرہیز کرو۔

اور یاد رکھو خدا سے کوئی شے بھی بے نیاز نہیں بنا سکتی ہے نہ ملک مقرب اور نہ نبی مرسل
 نہ کوئی اور..... جو شخص چاہتا ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے فائدہ اٹھائے اس کا
 فرض ہے کہ رضائے خدا کو طلب کرے اور یہ بھی معلوم رہے کہ رضائے خدا اس کی اطاعت اور
 رسول و آل رسول کی معصیت ہے اور ان کے چھوٹے بڑے کسی بھی فضل کا انکار کے بعد رضائے

خدا کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اللہ سے عافیت کا سوال کرو اور اسی کو تلاش کرتے رہو کہ کوئی قوت و طاقت اس کے علاوہ نہیں ہے، اپنے نفس کو دنیا کی بلاؤں کے برداشت کرنے پر آمادہ کرو کہ ولایت و اطاعت خدا و رسول و آل رسول میں مسلسل بلاؤں کا نزول بھی آخرت میں تمام دنیا کے اقتدار اور اس کی ان مسلسل نعمتوں اور لذتوں سے بہتر ہے جس میں ان لوگوں سے محبت رکھی جائے جن کی محبت اور اطاعت سے خدا نے منع کیا ہے۔

یاد رکھو پروردگار نے صرف ان ائمہ کی محبت کا حکم دیا ہے جن کا ذکر سورہ انبیاء آیت نمبر 73 میں کیا ہے اور جن کی محبت و اطاعت سے منع کیا ہے، وہ سب ائمہ ضلال میں جن کا کام جہنم کی طرف دعوت دینا ہے۔

اور یاد رکھو کہ پروردگار جب بندہ کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جب یہ نعمت دیتا ہے تو اس کی زبان پر حق جاری کر دیتا ہے اور اس کے دل میں حق کو جاگزیں کر دیتا ہے اور وہ اسی پر عمل کرنے لگتا ہے اور جب ایسا کر دیتا ہے تو اس کا اسلام مکمل ہو جاتا ہے اور وہ اسی حال میں مرجائے تو حقیقی مسلمان مرتا ہے، لیکن اگر وہ کسی کو خیر نہیں دینا چاہتا ہے تو اس کو اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور اس کا سینہ بالکل تنگ ہو جاتا ہے کہ اگر حق زبان پر جاری بھی ہو جائے تو دل میں جاگزیں نہیں ہوتا ہے اور جب ایسا نہیں ہوتا ہے تو اس پر عمل کرنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے اور اس حال میں مرجانے والا منافقین میں شمار ہوتا ہے اور جو وہ حق زبان پر جاری ہو کر دل کی گہرائیوں میں نہ اتر سکے اور اس پر عمل نہ ہو سکے وہ روز قیامت ایک حجت بن جاتا ہے۔

اللہ سے ڈرو اور دعا کرو کہ تمہارے دلوں کو اسلام کے لئے کشادہ کر دے اور

تمھاری زبانوں کو حق کے ساتھ گویا بنادے تاکہ اسی حال میں دنیا سے جاؤ اور تمھاری بازگشت نیک بندوں جیسی ہو کہ اللہ کی طاقت کے علاوہ کوئی طاقت نہیں ہے اور ساری حمد اسی رب العالمین کے لئے ہے۔

اور جو شخص بھی یہ جاننا چاہتا ہے کہ خدا اس سے محبت کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے اور ہماری پیروی کرے، کیا اس نے پیغمبر اکرم کا یہ خطاب نہیں سنا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو تاکہ خدا تم سے محبت کرے اور تمھارے گناہوں کو معاف کر دے۔ (آل عمران 31)۔

خدا کی قسم کوئی شخص بھی خدا کی اطاعت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ خدا ہمارے اتباع کو شامل کر دیتا ہے اور کوئی شخص ہمارا اتباع نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ خدا اسے محبوب بنا لیتا ہے اور پھر جو شخص ہمارا اتباع چھوڑ دیتا ہے وہ ہمارا دشمن ہو جاتا ہے اور جو ہمارا دشمن ہو جاتا ہے وہ خدا کا نافرمان شمار کیا جاتا ہے اور جو ایسا ہو جاتا ہے خدا اسے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اور منہ کو بھل جہنم میں ڈال دیتا ہے والحمد للہ رب العالمین۔ (کافی 8 ص 4)۔

779۔ عبد السلام بن صالح الہروی! میں نے امام رضا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو ہمارے امر کو زندہ کرتے تو عرض کیا کہ آپ کا امر کس طرح زندہ کیا جاتا ہے؟ فرمایا ہمارے علوم سیکھا جاتا ہے اور پھر لوگوں کو سکھایا جاتا ہے کہ لوگ ہمارے کلام کے محاسن سے آگاہ ہو جائیں تو خود بخود ہمارا اتباع کرنے لگیں گے، (عیون اخبار الرضا 1 ص 307/69، معانی الاخبار ص 180/1)۔

780۔ امام رضا نے عبد العظیم الحسنی سے فرمایا کہ ہمارے دوستوں تک ہمارا اسلام پہنچا دینا اور کہنا کہ خبردار شیطان کو اپنے نفس پر کوئی راستہ نہ دیں اور ان کو حکم دینا کہ سچ بولیں،

امانتیں ادا کریں اور سکوت اختیار کریں بلاوجہ بحث نہ کریں، ایک دوسرے کی طرف متوجہ رہیں، ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہیں کہ اسی میں ہماری قرابت ہے اور آپس میں پھوٹ نہ پیدا کریں کہ میں نے قسم کھالی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا اور میرے کسی دوست کو ناراض کرے گا تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ اس پر دنیا میں بھی بدترین عذاب کرے اور آخرت میں تو بہر حال وہ خسارہ والوں میں ہوگا۔

انھیں یہ بھی بتادینا کہ خدا ان کے نیک کرداروں کو بخش دے گا اور برے اعمال والوں سے بھی درگزر کر دے گا لیکن شرک کرنے والوں اور ہمارے دوستوں کو اذیت کرنے والوں یا ان کے ساتھ برائی چاہنے والوں کو ہرگز معاف نہیں کرے گا جب تک اپنے عمل سے باز نہ آجائیں..... ہاں اگر اپنی حرکت سے باز آگئے تو خیر ہے، ورنہ وہ ان کے دل سے ایمان کی روح نکال لے گا اور اسے ہماری ولایت سے نکال باہر کرے گا اور اس کا ہماری محبت میں کوئی حصہ نہ ہوگا، اللہ اس دن سے پناہ دے۔ (الاختصاص ص 247)۔

حقوق اہلبیتؑ

معرفت حقوق

781- رسول اکرم، قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہمارے حق کی معرفت کے بغیر کسی بندہ کا کوئی عمل مفید نہیں ہو سکتا ہے۔ (المعجم الاوسط 2 ص 360 / 2230 روایت ابن ابی لیلیٰ از امام حسنؑ ینابیح المودہ 2 ص 272 / 775 روایت جابر، مجمع الزوائد 0 ص 272 / 15007، امالی مفید 44 / 2، محاسن 1 ص 134 / 169، الغدیر 2 ص 301 / 10 ص 280، احقاق الحق 9 ص 428)۔

782- رسول اکرم! مومن کا چراغ ہمارے حق کی معرفت ہے اور بدترین اندھا پن ہمارے فضل سے آنکھیں بند کر لینا ہے۔ (جامع الاخبار ص 505 / 1399، الخصال ص 633 / 60 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم عن الصادقؑ، تفسیر فرات ص 368 / 499 از امام علیؑ)۔

783- امام علیؑ! ہمارا ایک حق ہے جو دید یا گیا تو خیر ورنہ ہم پشت ناقہ پر سوار ہی رہیں گے چاہے سفر کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو جائے۔ (نہج البلاغہ حکم نمبر 22)۔

784- امام علیؑ! جو شخص اپنے خدا، رسول اور اہلبیتؑ کے حق کی معرفت کے ساتھ اپنے بستر پر مر جائے وہ بھی شہید ہی مرتا ہے اور اس کا اجر پروردگار کے ذمہ ہوتا ہے اور وہ اپنے نیک اعمال کی نیت کے ثواب کا بھی حقدار ہوتا ہے اور اس کی نیت جہاد کے مانند ہوتی ہے کہ ہر شے کی ایک مدت معین ہے، اس سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے، دوام صرف نیک

میں ہوتا ہے۔ (غرر الحکم ص 9061)۔

785- جابر بن یزید الجعفی امام محمد باقر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سے آیت ”ثم اورثنا الكتاب“ کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ظالم وہ ہے جو حق امام سے نا آشنا ہو، مقتصد حق امام کا جاننے والا ہے اور سابق بالخیرات خود امام ہے۔ ”جنات عدن یدخلونها“ یہ انعام صرف سابق اور میانہ رو کے لئے ہے، ظالم کے لئے نہیں ہے۔ (معانی الاخبار ص 104، کافی 1 ص 214)۔

786- امام صادق! پروردگار عالم نے ائمہ ہدیٰ کے ذریعہ اپنے دین کو واضح کر دیا ہے اور اپنے راستہ کو روشن کر دیا ہے اور علم کے مخفی چشموں کے نمایاں کر دیا ہے لہذا امت محمد میں جو شخص بھی امام کے واجب حق کو پہچان لے گا وہی ایمان کی حلاوت اور اسلام کی طراوت و تازگی سے آشنا ہو سکے گا۔ (کافی 1 ص 203، الغیۃ للنعمانی ص 224 / 7، مختصر بصائر الدرجات ص 89 روایت اسحاق بن غالب، بصائر الدرجات 413 / 2 روایت ابن اسحاق غالب)۔

تاکید محافظت حقوق

787- رسول اکرم۔ میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ (صحیح مسلم 4 / 1873 / 2480، سنن دارمی 2 ص 890 / 3198، مسند ابن حنبل 7 ص 75 / 19285، السنن الکبریٰ 10 ص 194 / 20335، تہذیب تاریخ دمشق 5 ص 439، درمنثور 7 ص 349 نقل از ترمذی و نسائی، فرائد السمطین 2 ص 234 از زید بن ارقم، احقاق 9 ص 391)۔

788- رسول اکرم! تمہارے سامنے اہلبیت کے بارے میں خدا کو گواہ بناتا ہوں

(المجمع الکبیر 5 ص 183 / 5027، کنز العمال 13 / 640 / 37619 روایت زید بن ارقم، احقاق الحق 9 ص 434۔

789۔ رسول اکرم! میں تمھیں اپنی عمرت کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ (متدرک حاکم 2 ص 131 / 2559، مجمع الزوائد 90 ص 257 / 14960 روایت عبدالرحمان بن عوف، کفایۃ الاثر ص 41 روایت سلمان فارسی ص 129 روایت حدیفہ اسید ص 132 روایت عمران بن حصین ص 104 روایت زید بن ارقم، احقاق الحق 9 ص 432۔

790۔ رسول اکرم! میں سب سے پہلے خدائے عزیز و جبار کی بارگاہ میں بروز قیامت قرآن و اہلبیتؑ کے ساتھ وارد ہوں گا، اس کے بعد امت وارد ہوگی تو میں سوال کروں گا کہ تم لوگوں نے کتاب و عمرت کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ (کافی 2 ص 600 / 4 روایت ابوالجارود، مختصر بصائر الدرجات ص 89 روایت شعیب الحداد)۔

791۔ رسول اکرم! لوگو! اللہ کو یاد رکھنا میرے اہلبیتؑ کے بارے میں کہ یہ دین کے ارکان، تاریکیوں کے چراغ اور علم کے معدن ہیں۔ (خصائص الائمہ ص 75 روایت عینی الضریع عن اکاظم، بحار 22 ص 487 / 31)۔

792۔ رسول اکرم! خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں اور میں انھیں ہر مومن کے حوالہ کر کے جا رہا ہوں تہذیب تاریخ دمشق 4 ص 322 روایت انس، ینابیع المودہ 2 ص 71 / 11، احقاق الحق 9 ص 435۔

793۔ رسول اکرم! جو میرے اہلبیتؑ کے بارے میں میری حفاظت کرے گا اس نے گویا خدا کے نزدیک عہد لے لیا ہے (ذخائر العقبیٰ ص 18 روایت عبدالعزیز، ینابیع

المودۃ 2 ص 114 / 323، احقاق الحق 9 ص 918)۔

794- رسول اکرم! میری عترت کے بارے میں میری حفاظت کرو، (مسند

الشہاب 1 ص 419، 474 روایت انس، احقاق الحق 9 ص 434)۔

795- رسول اکرم! میرے اہلبیت کے بارے میں مجھے باقی رکھنا (الصواعق

المحرقة ص 150، الجامع الصغیر 1 ص 50 / 302، مجمع الزوائد 9 ص 257 / 14961،

ینابیح المودۃ 1261 / 62، احقاق الحق 9 ص 448)۔

796- رسول اکرم! میری امت کے مومنین اہلبیت کے بارے میں میری امانت

کی قیامت تک حفاظت کرتے رہی۔ (کافی 2 ص 46 / 3 از عبد العظیم الحسینی)۔

797- رسول اکرم! جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی مدت حیات بابرکت ہو اور

اللہ اسے نعمتوں سے بہرہ اندوز کرے اس کا فرض ہے کہ میرے بعد میرے اہلبیت کے

ساتھ بہترین برتاؤ کرے۔ (کنز العمال 12 ص 99 / 34171 روایت عبد اللہ بن

بدر الحظمی)۔

798- رسول اکرم! تم عنقریب میرے بعد میرے اہلبیت کے بارے میں

آزمائے گے۔ (المعجم الکبیر 192 / 4111 روایت خالد بن عرفطہ)۔

799- ابن عباس! رسول اکرم منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کے اجتماع عام

میں خطبہ ارشاد فرمایا، مومنو! پروردگار نے مجھے اشارہ دیا ہے کہ میں عنقریب یہاں سے جانے

والا ہو..... تم میری بات سنو اور میری نصیحت کا حق پہچانو اور میرے اہلبیت کے ساتھ وہی

برتاؤ کرنا جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، انہیں محفوظ رکھنا کہ وہ میرے خواص، قرابتدار،

برادران اور اولاد ہیں اور تم ایک دن جمع کئے جاؤ گے جب تم سے ثقلین کے بارے میں سوال

کیا جائے گا تو یہ دیکھتے رہنا کہ تم نے میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، دیکھو! یہ سب میرے اہلبیت ہیں۔ (امالی صدوق (ر) ص 62/111 التحصین ص 598 باب 4)۔

800۔ ابن عباس! جب ہم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو ایک دن رسول اکرمؐ کے پاس ان کی مسجد میں بیٹھے تھے..... کہ آپ نے فرمایا ایھا الناس! میری عمرت اور میرے اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد رکھنا، فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑا ہے، حسنؑ و حسینؑ میرے بازو ہیں اور میں اور فاطمہؑ کے شوہر دونوں روشنی کے مانند ہیں، خدا یا! جو ان پر رحم کرے اس پر رحم کرنا اور جو ان پر ظلم کرے اسے ہرگز معاف نہ کرنا۔ (بحار الانوار ص 23/143/97 نقل از الفضائل و کتاب الروضہ، اتحاق الحق 9 ص 198)۔

801۔ امام علیؑ! دیکھو اللہ کو یاد رکھنا اپنے نبی کی ذریت کے بارے میں، تمہارے ہوتے ہوئے ان پر ظلم نہ ہونے پائے جبکہ ان سے دفاع کی طاقت بھی رکھتے ہو۔ (کافی 7 ص 52/7 روایت عبدالرحمان بن ججاج عن اکاظم، تہذیب 9 ص 177/714، روایت جابر عن الباقر، الفقیہ

4 ص 191/433، روایت سلیم بن قیس، تحف العقول ص 198 کتاب سلیم بن قیس 2 ص 926)۔

802۔ امام علیؑ! محمد بن بکر کو والی مقرر دیتے ہوئے فرمایا، بندگان خدا! اگر تم نے تقویٰ اختیار کیا اور اہلبیت کے ذریعہ اپنے نبی کا تحفظ کیا تو تم نے خدا کی بہترین عبادت کی اور اس کا بہترین ذکر کیا اور بہترین شکر ادا کیا اور صبر و شکر دونوں کو جمع کر لیا اور بہترین کوشش سے کام لیا ہے چاہے تمہارے اغیار تم سے زیادہ طولانی نمازیں پڑھیں اور زیادہ روزے رکھیں لیکن تمہارا تقویٰ ان سے بالاتر ہے اور تم صاحبان امر کے زیادہ مخلص ہو۔)

امالی طوسی (ر) 27 ص 31 از ابواسحاق الہمدانی)۔

803۔ امام صادق! ہمارے بارے میں اسی طرح تحفظ سے کام لینا جس طرح بندہ صالح خضر نے دو بیٹیوں کے مال کا تحفظ کیا تھا کہ ان کا باپ صالح اور نیک تھا۔ (امالی طوسی (ر) ص 273 / 514 روایت برزون بن شیبیب)۔

عناوین حقوق

1۔ مودت

ارشاد حدیث ہوتا ہے، پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں رسالت کا اجر قربا کی مودت کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا ہوں اور جو شخص ایک نیکی اختیار کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کر دیں گے کہ خدا غفور بھی ہے اور شکور بھی ہے، سورہ شوریٰ آیت 23۔

”آپ کہہ دیجئے کہ میں نے جس اجر کا سوال کیا ہے اس کا فائدہ تمہیں کو ہے ورنہ میرا واقعی اجر تو خدا کے ذمہ ہے اور وہی ہر شے کا نگران اور گواہ ہے“ سورہ سبأ آیت 47۔

”کہہ دیجئے کہ میں اس رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا مگر جو شخص اپنے پروردگار تک جانے کا راستہ اختیار کرنا چاہے، سورہ فرقان آیت 57۔

804۔ امام صادق! انصار، رسول اکرم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہم سب گمراہ تھے آپ نے ہمیں ہدایت دی، ہم مفلس تھے خدا نے آپ کے ذریعہ غنی بنا دیا، لہذا اب ہمارے اموال میں سے جو چاہیں طلب کر لیں۔ ہم حاضر ہیں، جس کے بعد آیت مودت نازل ہوئی۔

یہ کہہ کر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور رونے لگے یہاں تک کہ ریش

مبارک تر ہوگئی اور فرمایا شکر ہے اس پروردگار کا جس نے ہمیں یہ فضیلت عنایت فرمائی ہے۔ (دعائے الاسلام 1 ص 67)۔

805۔ طاؤس نے آیت مودت کے بارے میں ابن عباس سے سوال کیا تو انھوں نے کہا کہ سعید بن جبیر کا کہنا تھا کہ اس سے آل محمد کے قرابتدار مراد ہیں۔ (صحیح بخاری 4 ص 1819 / 4541، 3 ص 1289 / 3306، اس مقام پر محمد کے قرابتداروں کا ذکر ہے، سنن ترمذی 5 ص 377 / 3251، مسند ابن حنبل 1 ص 614 / 2599، احقاق الحق 3-3، متدرک حاکم 2 ص 482 / 3659)۔

806۔ ابن عباس! جب آیت مودت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ قرابتدار کون ہیں جن کی مودت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ فرمایا علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے دونوں فرزند۔ (فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 669 / 1141، المعجم الکبیر 3 ص 47 / 2641، کشاف 3 ص 402، درمنثور 7 ص 348 نقل از ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، تفسیر فرات 389، 516 / 520..... شواہد التزیل 2 ص 189، الغدیر 2 ص 307 / 1)۔

807۔ ابن عباس! رسول اکرم نے آیت مودت کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ اہلبیتؑ کے ذیل میں میری حفاظت کرو اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو۔ (درمنثور 7 ص 348 نقل از ابو نعیم، دیلمی، مجمع البیان 9 ص 43)۔

808۔ جابر! ایک اعرابی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی حضور مجھے اسلام سکھائیں؟ فرمایا کہ خدا کی وحدانیت اور میری بندگی اور رسالت کی گواہی دو..... کہا اس کا کوئی اجر درکار ہے، فرمایا مودت اقرباء کے علاوہ کچھ نہیں۔

اس نے کہا کہ میرے اقربا آپ کے؟ میرے اقربا..... اس نے کہا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں، جو آپ اور آپ کے اقربا سے محبت نہ کرے، اس پر خدا کی لعنت ہو..... آپ نے فرمایا، آمین۔ (حلیۃ الاولیاء 3 ص 201، کفایۃ الطالب ص 90)۔

809۔ ابن عباس! رسول اکرم نے مجھے ایک ضرورت سے بھیجتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی حاجت درکار ہو تو علیؑ اور ان کی اولاد سے محبت کرنا کہ ان کی محبت پروردگار کی طرف سے تمام بندوں پر واجب ہے۔ (ینایح المودۃ 2 ص 292 / 842)۔

810۔ رسول اکرم، جو شخص چاہتا ہے کہ عروۃ الوثقیٰ سے تمسک کرے اسے چاہئے کہ علیؑ..... اور میرے تمام اہلبیتؑ، سے محبت کرے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 58 / 216 روایت ابو محمد اسمعیلی از امام رضاؑ، ینایح المودۃ 2 ص 268 / 761)۔

811۔ رسول اکرم! جو اللہ کی مضبوط رسی سے متمسک رہنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ اور حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرے کہ اللہ بھی عرض اعظم پر ان سے محبت کرتا ہے۔ (کامل الزیارات ص 51 از جابر عن الباقرؑ)۔

812۔ امام علیؑ! تمہارا فرض ہے کہ آل نبی سے محبت کرو، یہ خدا کا حق ہے جسے اس نے تم پر واجب بنایا ہے، کیا تم نے آیت مودت کی تلاوت نہیں کی ہے۔ (غرر الحکم ص 6169)۔

813۔ زاذان نے حضرت علیؑ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آل حم ہمارے درمیان ہے اور ہماری محبت کی حفاظت صرف مومن ہی کر سکتا ہے اور اس کے بعد آپ نے آیت مودت کی تلاوت فرمائی۔ (تاریخ اصفہان 2 ص 134 / 1309، کنز العمال 2 ص 290 /

4030 از ابن مردویہ وابن عساکر، صواعق محرقة ص 170، شواہد التزیل 2 ص 205 /
838 مجمع البیان 9 ص 43، الغدیر 2 ص 308 / 6)۔

814۔ امام علیؑ العروة الوثقی مودت آل محمد کا نام ہے۔ (ینایع المودۃ 1 ص 331 /
2 روایت حصین بن مخارق عن الکاظم)۔

815۔ امام زین العابدینؑ! حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ نے
خطبہ دیا تو حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا، ہم ان اہلبیتؑ میں ہیں جن کی موت کو اللہ نے
واجب قرار دیا ہے اور آیت مودت ہی ہے۔ (مستدرک حاکم 3 ص 189 / 4803،
روایت عمر بن علی، مجمع الزوائد 1 ص 203 / 14798 روایت ابوالطفیل عن الحسنؑ
، تاویل الآیات الظاہرہ ص 530 روایت حسن بن زید)۔

816۔ امام حسینؑ! آیت مودت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن
قرابتداروں سے ارتباط کا حکم دیا گیا ہے اور ان کا حق عظیم ہے اور سارا خیر انھیں میں ہے وہ
ہم اہلبیتؑ ہیں کہ ہمارا حق ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (تاویل الآیات الظاہرہ ص 531
روایت عبدالملک بن عمیر)۔

817۔ حکیم بن جبیر! میں نے امام سجادؑ سے اس آیت موت کے بارے میں
دریافت کیا تو فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ پیغمبر کی قرابت ہے۔ (تفسیر فرات کوفی ص 392 /
523)۔

818۔ ابوالدلیلم! جب حضرت علیؑ بن الحسینؑ کو قیدی بنا کر لایا گیا اور دمشق کے
دروازہ پر کھڑا کر دیا گیا تو ایک مرد شامی نے آکر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں قتل کیا
اور تمہارا خاتمہ کر دیا اور فتنہ کی سینگ توڑ دی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟

اس نے کہا بیشک۔

فرمایا کیا آل حم پڑھا ہے؟ کہا کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص قرآن پڑھے اور اس سورہ کو نہ پڑھے۔

فرمایا مگر تو نے آیت مودت کو نہیں پڑھا ہے، اس نے کہا کہ یہ قرابتدار آپ ہی ہیں؟ فرمایا، بیشک (تفسیر طبری 13/ 25، العمدۃ ص 51/ 46، الغدیر 2 ص 409/ 8)۔

819- سلام بن المستعیر! میں نے امام باقر سے پوچھا کہ آیت مودت کا مفہوم کیا ہے؟ تو فرمایا کہ یہ مودت اہلبیت پیغمبر کے لئے خدا کی طرف سے ایک فریضہ ہے۔ (محاسن 1 ص 240/ 441 دعائم الاسلام 1 ص 68)۔

820- عبداللہ بن عجلان نے امام باقر سے آیت مودت کی تفسیر میں یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ قربی سے مراد ائمہ ہیں۔ (کافی 1 ص 413/ 17 محاسن 1 ص 241/ 2)۔

821- امام باقر "قل ما سئلتکم من اجوفہم لکم" کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اجر سے مراد اقربا کی محبت ہے جس کے علاوہ کسی شے کا سوال نہیں کیا گیا ہے اور اس میں بھی تمہارا ہی فائدہ ہے کہ اس سے ہدایت حاصل کرتے ہو، اس کے طفیل میں نیک بخت بنتے ہو اور عذاب روز قیامت سے نجات پاتے ہو۔ (ینابیع المودۃ 1 ص 316/ 5)۔

822- فضیل نے امام باقر سے نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ طواف تو جاہلیت میں بھی ہو رہا تھا، مسلمانوں کا فرض تھا کہ طواف کرنے کے بعد ہمارے پاس آ کر اپنی ولایت و مودت کا ثبوت دیتے اور اپنی نصرت پیش کرتے جیسا کہ پروردگار نے کہا ہے "خدا یا لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دے، سورہ ابراہیم ص 37 (کافی 1 ص 392/ 1)۔

823- امام باقرؑ! جب رسول اکرم کا انتقال ہوا تو آل محمد نے انتہائی سخت رات گزاری اور اسی عالم میں ایک آنے والا آیا جس کی آواز سنی گئی لیکن اسے نہیں دیکھا گیا اور اس نے کہا کہ سلام ہو تم پر اے اہلبیتؑ اور رحمت و برکت الہی تم پر، تم وہ امانت ہو جسے امت کے حوالہ کیا گیا ہے اور تمہارے لئے واجب مودت اور فریضہ اطاعت ہے۔ (کافی 1 ص 445 / 19 روایت یعقوب بن سالم)۔

824- اسماعیل بن عبدالحق! میں نے امام صادقؑ کو ابو جعفر احوال سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے، کیا تم بصرہ گئے تھے؟ عرض کی جی ہاں!
فرمایا وہاں لوگوں کی رفتار ہماری جماعت میں داخلہ کی کیا تھی؟ عرض کی بہت تھوڑی، لوگ آپ کی طرف آرہے ہیں مگر بہت کم۔
فرمایا نوجوانوں پر توجہ دو کہ یہ ہر نیکی کی طرف تیزی سے دوڑتے ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ وہاں لوگ آیت مودت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟
عرض کی کہ میں آپ پر قربان، ان کا خیال ہے کہ رسول اکرم کے تمام قرابتدار مراد ہیں!

فرمایا جھوٹے ہیں، اس سے مراد صرف ہم اہلبیتؑ اصحاب کساء علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ (کافی 8 ص 93 / 66، قرب الاسناد ص 128 / 450)۔

825- امام صادق! بعض اوقات انسان ایک شخص کو دوست رکھتا ہے اور اس کی اولاد سے نفرت کرتا ہے تو پروردگار نے چاہا کہ ہماری محبت کو واجب قرار دیدے کہ جو لیے اس نے ایک واجب کو لیا ہے اور جس نے چھوڑ دیا ہے اس نے ایک واجب کو چھوڑا ہے۔ (محاسن 1 ص 240 / 440 روایت محمد بن مسلم)۔

826- امام ہادیؑ! زیارت جامعہ میں فرماتے ہیں، تم پر میرے ماں باپ قربان تمہاری محبت کے ذریعہ ہی پروردگار نے ہمیں آثار دین کی تعلیم دی ہے اور ہماری تباہ ہو جانے والی دنیا کی اصلاح کی ہے، آپ کی محبت ہی سے کلمہ کی تکمیل ہوئی ہے، نعمت با عظمت ہوئی ہے اور افتراق میں اجتماع پیدا ہوا ہے آپ کی محبت ہی سے واجب اطاعت قبول ہوئی ہے اور خود آپ کی موت بھی واجبات میں ہے۔ (تہذیب 6 ص 100 / 177)۔

827- دعائے ندبہ! خدا یا اس کے بعد تو نے پیغمبر کا اجر اپنی کتاب میں اہلبیتؑ کی محبت کو قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں ”مودت القرابی“ کے علاوہ کوئی اجر نہیں چاہتا ہوں“ اور ”میں نے جو اجر مانگا ہے وہ تمہارے ہی لئے ہے“ اور ”میں جس اجر کا سوال کرتا ہوں وہ صرف ان کیلئے ہے جو خدا کے راستہ کو اختیار کرنا چاہیں“ اہلبیتؑ ہی تیرا راستہ اور تیری رضا کا مسلک ہی ہے۔ (بحار ص 102 / 105 نقل از مصباح الزائر)۔

نوٹ! اس دعا کی سند یوں نقل کی گئی ہے کہ محمد بن علی بن ابی قرہ کا بیان ہے کہ میں نے اسے محمد بن الحسین بن سفیان بزوفری کی کتاب سے نقل کیا ہے اور یہ دعا حضرت صاحب العصرؑ کی ہے جسے چاروں عیدوں کے دن پڑھا جاتا ہے۔

2- تمسک

828- رسول اکرم! میں اور میرے اہلبیتؑ جنت کے ایک شجر کے مانند ہیں جس کی شاخیں اس دنیا میں بھی ہیں لہذا اگر کوئی شخص ہم سے متمسک ہو گیا تو گویا اس نے پروردگار کے راستہ کو پالی۔ (ذخائر العقبیٰ ص 16 از عبدالعزیز باسنادہ ینایع المودۃ 2 ص 113 / 366 / 439 / 209)۔

829- رسول اکرم! جو میرے بعد میری عمرت سے وابستہ رہے گا اس کا شمار کامیاب لوگوں میں ہوگا۔ (کفایۃ الاثرص 22 روایت ابن عباس)۔

830- رسول اکرم! میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن میں سے نوحسینؑ کے صلب سے ہوں گے اور ہمیں میں سے اس امت کا مہدی بھی ہوگا، جو میرے بعد ان سے متمسک رہے گا وہ ریسمان ہدایت خدا سے متمسک ہوگا اور جو ان سے الگ ہو جائے گا وہ پروردگار سے الگ ہو جائے گا۔ (کفایۃ الاثرص 94 از عثمان بن عفان)۔

381- رسول اکرم! اپنے ائمہ کی اطاعت سے وابستہ رہو اور ان کی مخالفت نہ کرو کہ ان کی اطاعت اطاعتِ خدا ہے اور ان کی معصیت معصیتِ پروردگار ہے۔ (المعجم الکبیر 22/ 374/ 935/ 936، تہذیب تاریخ دمشق 7 ص 197، السنۃ لابن ابی عاصم 499/ 1080 درمنثور 5 ص 178 نقل از ابن مردویہ روایت ابویلیسی اشعری، احقاق الحق 18 ص 522/ 112 نقل از مودۃ القرنی)۔

832- رسول اکرم! جو شخص سفینہ نجات پر سوار ہونا چاہتا ہے اور عروۃ الثقیٰی سے متمسک ہونا چاہتا ہے اور خدا کی مضبوط رسی کو پکڑنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ میرے بعد علیؑ سے محبت کرے اور ان کے دشمن سے دشمنی رکھے اور ان کی اولاد کے ائمہ کی اقتدا کرے کہ یہ سب میرے خلفاء اوصیاء اور میرے بعد مخلوقات پر اللہ کی حجت ہیں، یہی میری امت کے سردار اور جنت کی طرف اتقیاء کے قائد ہیں، ان کا گروہ میرا گروہ ہے اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ (امالی صدوق (ر) ص 26/ 5، عیون اخبار الرضا)۔

833- ابوذر! میں نے رسول اکرم کو حضرت علیؑ سے یہ فرماتے سنا ہے کہ جو تم سے

محبت کرے گا اور وابستہ رہے گا وہ عروۃ الوثقی سے متمسک رہے گا۔ (کفایہ الاثر ص 71، ارشاد القلوب ص 215)۔

834۔ امام علیؑ! مجھ سے رسول اکرم نے فرمایا ہے، یا علیؑ! تم تمام مخلوقات پر اللہ کی حجت اور عروۃ الوثقی ہو کہ جو اس سے متمسک جائے گا ہدایت پا جائے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا گمراہ ہو جائے گا۔ (امالی مفید (ر) ص 110 / 9 روایت محمد بن عبد اللہ بن علی بن الحسین بن زید بن علی بن الحسینؑ از امام رضا)۔

835۔ امام علیؑ! جو ہم سے متمسک ہوگا وہ ہم سے ملحق ہو جائے گا اور جو ہم سے الگ ہو جائے گا وہ ڈوب مرے گا۔ (امالی الطوسی (ر) ص 654 / 1354، مناقب ابن شہر 1 شوب 4 ص 206، کمال الدین ص 206 / 20 روایت نحشیمہ عن الباقرؑ، تحف العقول ص 116، غرر الحکم 7891، 8792)۔

836۔ امام علیؑ! تم لوگ کدھر جا رہے ہو اور کہاں بہک رہے ہو جبکہ نشانیاں قائم ہیں اور آیات واضح ہیں، منارہ ہدایت نصب ہو چکا ہے، تمہیں کدھر بہکایا جا رہا ہے اور تم کیسے گمراہ ہوئے جا رہے ہو جبکہ تمہارے درمیان تمہارے نبی کی عترت موجود ہے جو حق کے زمان دار، دین کے پرچم اور صداقت کی زبان میں، انھیں قرآن کی بہترین منزلوں پر رکھو اور ان کے پاس اس طرح وارد ہو جس طرح پیاسے چشمہ پر وارد ہوتے ہیں۔ (نہج البلاغہ خطبہ 87)۔

837۔ امام علیؑ! تمہارا فرض ہے کہ تقویٰ الہی اختیار کرو اور ان اہلبیتؑ کی اطاعت کرو جو پروردگار کے اطاعت گزار ہیں، وہ تمہاری اطاعت کے ان لوگوں سے کہیں زیادہ حقدار ہیں اور ہم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ ہمارے ہی فضل سے فضیلت حاصل

کرتے ہیں اور پھر ہمیں سے مقابلہ کرتے ہیں اور ہمارے حق کو چھین کر ہم کو الگ کر دینا چاہتے ہیں، بہر حال ان لوگوں نے اپنے کئے کا مزہ چکھ لیا ہے اور عنقریب اپنی گمراہی کا سامنا کریں گے۔ (وقعتہ صفین ص 4، شرح نہج البلاغہ ابن الحدید ص 1030)۔

838۔ امام علیؑ! اپنے نبی کے اہلبیتؑ پر نگاہ رکھو، انھیں کے راستہ کو اختیار کرو اور انھیں کے آثار کا اتباع کرو، یہ تمھیں نہ ہدایت سے باہر لے جاسکتے ہیں اور نہ ہلاکت میں واپس کر سکتے ہیں، یہ ٹھہر جائیں تو ٹھہر جاؤ اور یہ اٹھ جائیں تو اٹھ جاؤ، خبردار ان سے آگے نہ نکل جانا کہ گمراہ ہو جاؤ اور پیچھے بھی نہ رہ جانا کہ ہلاک ہو جاؤ۔ (نہج البلاغہ خطبہ 97)۔

839۔ امام علیؑ! ہمارے پاس پرچم حق ہے جو اس کے زیر سایہ آجائے گا محفوظ ہو جائے گا اور جو اس کی طرف سبقت کرے گا کامیاب ہو جائے گا اور جو اس سے الگ ہو جائے گا ہلاک ہو جائے گا۔ اس سے جدا ہو جانے والا گڑھے میں گرا اور اس سے تمسک کرنے والی نجات پا گیا۔ (خصال 633/10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم عن الصادق)۔

840۔ امام علیؑ! جو ہم سے متمسک ہوگا وہ لاحق ہو جائے گا اور جو کسی دوسرے راستہ پر چلے گا غرق ہو جائے گا، ہمارے دوستوں کے لئے رحمت الہی کی فوجیں ہیں اور ہمارے دشمنوں کے لئے غضب الہی کی افواج ہیں، ہمارا راستہ درمیانی ہے اور ہمارے امور میں حکمت و دانائی ہے۔ (خصال 627/10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم عن الصادق)۔

841۔ ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ وغیرہ کا بیان ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے لوگوں سے بیعت لینے کے بعد پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔

یاد رکھو کہ میری عترت کے پاکیزہ کردار اور میری اصل کے بزرگ ترین افراد جوانی میں سب سے زیادہ حلیم اور بڑھاپے میں سب سے زیادہ عالم ہوتے ہیں، ہم وہ

اہلبیتؑ ہیں جن کا علم علم خدا سے نکلا ہے اور ہمارا حکم بھی حکم الہی سے پیدا ہوتا ہے، ہم قول صادق کو اختیار کرتے ہیں لہذا اگر تم نے ہمارے آثار کا اتباع کیا تو ہماری بصیرتوں سے ہدایت پا جاؤ گے اور اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ تمہیں ہمارے ہی ہاتھ سے ہلاک کر دے گا، ہمارے ساتھ پرچم حق ہے جو اس کے ساتھ رہے گا وہ ہم سے مل جائے گا اور جو ہم سے الگ ہو جائے گا وہ غرق ہو جائے گا، ہمارے ہی ذریعہ ہر مومن کا خون بہا لیا جاتا ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے گردنوں سے ذلت کا طوق اتارا جاتا ہے۔

خدا نے ہمیں سے آغاز کیا ہے نہ کہ تم سے اور ہمیں پر اختتام کرے گا نہ کہ تم پر۔ (ارشاد مفید (ر) 1 ص 240 شرح الاخبار 3 ص 562 / 1231، ینایع المودۃ 1 ص 80 / 19، العقد الفرید 3 ص 119، احقاق الحق 9 ص 476، کنز العمال 14 ص 592 / 39679، کتاب سلیم بن قیس 2 ص 716)۔

842- جابر بن عبد اللہ امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ آل محمد ہی وہ ریسمان ہدایت ہیں جن سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے اور واعتصموا... کی آیت نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 123/194)۔

843- امام صادق! واعتصموا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جبل اللہ ہم ہیں (امالی طوسی (ر) 272 / مجمع البیان 2 ص 805، ینایع المودۃ 1 ص 356، احقاق الحق 13 ص 84)۔

844- امام صادق! تمہارے لئے کیا مشکل ہے کہ جب لوگ تم سے بحث کریں تو صاف کہہ دو کہ ہم اس طرح گئے ہیں جدھر خدا ہے اور انہیں اختیار کیا ہے جنہیں خدا نے اختیار کیا ہے، خدا نے حضرت محمد کو اختیار کیا ہے تو ہم نے انہیں کی آل کو اختیار کیا ہے اور ہم اسی

انتخاب الہی سے وابستہ ہیں۔ (امالی طوسی (ر) 227 / 397) بشارۃ المصطفیٰ ص 11
روایت کلیب بن معاویہ الصید اوی)۔

845- امام صادق! جو ہمارے غیر سے وابستہ ہو کر ہماری معرفت کا دعویٰ کرے
وہ جھوٹا ہے۔ (معانی الاخبار ص 399 / 57 روایت ابراہیم بن زیاد، صفات الشیعہ 82 /
4 روایت مفصل بن عمر)۔

846- یونس بن عبدالرحمان! میں نے امام ابوالحسن الاول سے عرض کی کہ توحید
الہی کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا کہ دین میں بدعت مست ایجاد کرنا کہ اپنی رائے سے فیصلہ کرنے
والا ہلاک ہو جاتا ہے اور اہلبیت پیغمبر سے انحراف کرنے والا گمراہ ہو جاتا ہے اور کتاب خدا
اور قول رسول کو چھوڑ دینے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (کافی 1 ص 56 / 10)۔

847- سوید السائی! حضرت ابوالحسن اول نے میرے پاس خط بھیجا کہ میں سب
سے پہلے اپنے مرنے کی خبر دے رہا ہوں اور اس مرحلہ پر نہ پریشان ہوں اور نہ پشیمان اور نہ
قضا و قدر الہی میں کسی طرح کا شک کرنے والا، لہذا تم دین کی مضبوطی آل محمد سے وابستہ
رہو کہ عروۃ الوثقیٰ یہی اوصیاء کا سلسلہ ہے لہذا تم ان کے احکام کے آگے سراپا تسلیم رہو۔
قرب الاسناد 333 / 1335)۔

3- ولایت

848- زید بن ارقم! جب رسول اکرم ”حجۃ الوداع“ سے واپس ہوتے ہوئے
مقام غدیر خم پر پہنچے تو آپ نے زمین کو صاف کرنے کا حکم دیا اور پھر اعلان فرمایا کہ اللہ میرا
مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں اور اس کے بعد علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جس کا میں
ولی ہوں اس کا یہ بھی ولی ہے، خدا یا اسے دوست رکھنا جو اس سے محبت کرے اور اس سے

دشمنی کرنا جو اس سے دشمنی رکھے۔ (مستدرک حاکم 3 ص 118 / 2576، 2589،
 4578، 4579، 4610، 4652، 5477، 5594، سنن ترمذی 5 ص 633 /
 3713، سنن ابن ماجہ 1 ص 43 / 116، خصائص نسائی 42، 47 / 150، 163، مسند
 ابن جنبل 641، 950، 961، 1310، 23090، 23168، 23204، 23633،
 25751، 25752، فضائل الصحابہ ابن جنبل 595، 989، 991، 992، 1007،
 1016، 1017، 1021، 1022، 1048، 1168، 1177، 1206، المعجم الکبیر 5
 ص 166 / 4969، تاریخ دمشق حالات امام علی ص 5 / 90، البدایہ والنہایہ 5 ص
 210، ص 7214 ص 335، الغدیر 1 ص 14-152)۔

واضح رہے کہ صاحب الغدیر علامہ امینی طاب ثراہ نے اس مقام پر حدیث غدیر
 کے روایت کرنے والے 110 صحابہ کرام 48 تابعین اور 36 علماء و حفاظ کے اسماء
 گرامی کا ذکر کیا ہے جنہوں نے دوسری صدی سے چودھویں تک اس حدیث شریف کو اپنی
 کتابوں میں جگہ دی ہے۔

849۔ رسول اکرم، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری طرح زندہ رہے اور میری ہی
 طرح دنیا سے جائے اور اس جنت میں داخل ہو جائے جس کا وعدہ میرے پروردگار نے کیا
 ہے، اس کا فرض ہے کہ علیؑ اور ان کے وارث ائمہ ہدیٰ اور مصابیح الدرجی سے جنت کرے کہ یہ
 لوگ ہدایت سے نکال کر گمراہی کی طرف ہرگز نہیں لے جاسکتے ہیں۔ (امالی شجرى 1 ص
 136، کنز العمال 11 ص 611 / 32960، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 291)۔

850۔ رسول اکرم! جو شخص میری جیسی حیات و موت کا خواہش مند ہے اور اس
 گلشن عدن میں داخلہ چاہتا ہے جسے میرے پروردگار نے اپنے دست قدرت سے سجایا ہے

اس کا فرض ہے کہ علیؑ کو ولی تسلیم کرے اور ان کے دوستوں سے دوستی رکھے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور اس کے بعد اوصیاء کے لئے سراپا تسلیم رہے کہ یہ سب میری عزت اور میرا گوشت اور خون ہیں، انھیں پروردگار نے میرا علم و فہم عنایت فرمایا ہے اور میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اس امت کی فریاد کروں گا جو ان کے فضل کی منکر اور ان سے میری رشتہ کی قطع کر دینے والی ہے، خدا کی قسم یہ لوگ میرے فرزند قتل کریں گے اور انھیں میری شفاعت ہرگز نہیں مل سکتی ہے۔ (کافی 1 ص 209/5 روایت ابان بن تلعب از امام صادق)۔ 851۔ رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو شخص پروردگار سے محفوظ و مامون، پاک و پاکیزہ اور ہول قیامت سے مطمئن ملاقات کرنا چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ تم سے محبت کرے اور تمہارے فرزند حسنؑ و حسینؑ، علیؑ بن الحسینؑ، محمد بن علیؑ، جعفر بن محمدؑ، موسیٰ بن جعفرؑ، علی بن موسیٰؑ، محمد بن علیؑ، علیؑ، حسنؑ اور مہدیؑ سے محبت کرے جو ان سب کا آخری ہوگا (الغیۃ طوسی (ر) ص 136/100 روایت عیسیٰ بن احمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور العسکریؑ، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 293، الصراط المستقیم 2 ص 151۔

852۔ ابن عباس نے رسول اکرم سے ائمہ کے بارے میں یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ان کی ولایت میری ولایت ہے اور میری ولایت اللہ کی ولایت ہے، ان کی جنگ میری جنگ ہے اور میری جنگ خدا کی جنگ ہے، ان کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح اللہ کی صلح ہے۔ (کفایۃ الاثر ص 18)۔

853۔ رسول اکرم۔ میری اور میرے اہلبیتؑ کی ولایت جہنم سے امان کا وسیلہ ہے۔ (امالی صدوق ص 383/8، بشارۃ المصطفیٰ ص 186 روایت ابن عباس)۔

854۔ رسول اکرمؐ۔ ان اقوام کو کیا ہو گیا ہے کہ ان کے سامنے آل ابراہیم کا ذکر

آتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور آل محمد کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل بھڑک جاتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر کوئی بندہ روز قیامت ستر انبیاء کے اعمال کے برابر اعمال لے کر آئے تو بھی خدا اس کے اعمال کو قبول نہیں کرے گا جب تک میری اور میرے اہلبیتؑ کی ولایت لے کر نہ آئے۔ (امالی الطوسی (ر) ص 140/229، بشارۃ المصطفیٰ ص 81، 123، کشف الغمہ 2/10، امالی مفیدہ (ر) 8/115)۔

855۔ امام علیؑ! اہلبیتؑ اساس دین اور عماد یقین ہیں، انھیں کی طرف غالی پلٹ کر آتا ہے اور انھیں سے پیچھے رہنے والا ملحق ہوتا ہے، ان کے لئے حق ولایت کے خصوصیات ہیں اور انھیں میں پیغمبر اکرم کی وراثت و وصیت ہے۔ (نسخ البلاغہ خطبہ نمبر 2)۔

856۔ امام علیؑ! لوگوں پر ہمارا حق ولایت بھی ہے اور حق اطاعت بھی اور ان کے لئے خدا کی طرف سے بہترین جزا بھی ہے۔ (غرر الحکم 7628)۔

857۔ امام باقرؑ! اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے، قیام نماز، ادائے زکوٰۃ، صوم رمضان، حج بیت اللہ اور ولایت اہلبیتؑ۔ (امالی طوسی (ر) ص 124/192، خصال 278/21، امالی مفیدہ 353/4، بشارۃ المصطفیٰ ص 69، روایت ابو حمزہ الثمالی، کافی 2 ص 18، تہذیب 4 ص 151)۔

858۔ امام باقرؑ پروردگار نے اہلبیتؑ پیغمبر کو پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے، ان کی محبت کا سوال کیا ہے اور ان میں پیغمبر کی ولایت کو جاری رکھا ہے، انھیں امت میں پیغمبر کا محبوب اور وصی قرار دیا ہے، لوگوں! میرے بیان سے عبرت حاصل کرو، جہاں پروردگار نے اپنی ولایت، اطاعت، مودت اور اپنے احکام کے علم و استنباط کو رکھا ہے، اسے قبول کر لو اور اسی سے وابستہ رہو تا کہ نجات حاصل کر لو اور یہ روز قیامت تمہارے لئے حجت کا کام دیں،

اور یاد رکھو کہ خدا تک کوئی ولایت ان کے بغیر نہیں پہنچ سکتی ہے اور جو ان سے وابستہ رہے گا پروردگار کا فرض ہے کہ اس کا احترام کرے اور اس پر عذاب نہ کرے اور جو اس کے بغیر وارد ہوگا خدا پر لازم ہوگا کہ اسے ذلیل کرے اور بتلائے عذاب کر دے (کافی 8 ص 120 / 92 روایت ابو حمزہ)۔

859- ابو حمزہ! مجھ سے امام باقرؑ نے فرمایا کہ حق کی عبادت وہی کر سکتا ہے جو اس کی معرفت رکھتا ہو ورنہ معرفت کے بغیر عبادت گمراہوں کی جیسی عبادت ہوگی میں نے عرض کی حضور معرفت خدا کا مقصد کیا ہے! فرمایا خدا اور اس کے رسول کی تصدیق اور علیؑ کی محبت اور اقتدا اور ائمہ ہدیٰ کی اطاعت اور ان کے دشمنوں سے برائت، یہ تمام باتیں جمع ہو جائیں تو معرفت خدا کا حق ادا ہوتا ہے۔ (کاف 1 ص 180 / 1، تفسیر عیاشی 2 ص 116 / 155)۔

860- امام باقرؑ! جو شخص آل محمد کی ولایت میں داخل ہو گیا گویا جنت میں داخل ہو گیا اور جو ان کے دشمن کی ولایت میں داخل ہو گیا گویا جہنم میں داخل ہو گیا (تفسیر عیاشی 2 ص 160 / 66)۔

861- محمد بن علی الحلیمی نے امام صادقؑ سے ”رب اغفر لی ولوالدی ومن دخل بیتی آمنًا“ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس گھر سے مراد ولایت ہے کہ جو اس میں داخل ہو گیا گویا انبیاء کے گھر میں داخل ہو گیا، اور آیت تطہیر سے مراد بھی ائمہ طاہرین اور ان کی ولایت ہے کہ اس میں داخل ہونے والا گویا پیغمبر کے گھر میں داخل ہو گیا۔ (کافی 1 ص 423 / 54)۔

862- امام صادقؑ! پروردگار نے ہماری ولایت کو قرآن کا مرکز اور تمام کتب

سماویہ کا محور قرار دیا ہے جس پر تمام محکمتاں گردش کرتے ہیں اور تمام کتب نے اسی کا ارشاد دیا ہے اور اسی سے ایمان واضح ہوتا ہے، رسول اکرم نے قرآن اور آل محمد دونوں کی اقتدا کا حکم دیا تھا جب آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم میں تقلید کو چھوڑے جاتا ہوں جن میں نقل اکبر کتاب خدا ہے اور نقل اصغر میری عزت اور میرے اہلبیت ہیں، دیکھو ان دونوں کے ذیل میں میری حفاظت کرنا کہ جب تک ان سے متمسک رہو گے گمراہ نہیں ہو سکتے ہو۔ (تفسیر عیاشی روایت مسعدہ بن صدقہ)۔

863- امام کاظم! جو ہماری ولایت کی طرف قدم آگے بڑھائے گا وہ جہنم سے دور ہو جائے گا اور جو اس سے دور ہو جائے گا وہ جہنم کی طرف بڑھ جائیگا۔ (کافی 1 ص 434 / 91 روایت محمد بن الفضیل، مجمع البیان 10 / 591)۔

864- عبدالسلام بن صالح ہروی! میں امام رضا کے ہمراہ تھا جب آپ نیشاپور میں سواری پر سوار وارد ہوئے اور تمام علماء نیشاپور آپ کی زیارت کیلئے جمع ہو گئے اور لجام پکڑ کر سواری کو روک لیا اور گزارش کی کہ فرزند رسول! آپ کو آپ کے آباء طاہرین کا واسطہ، ان کی کوئی حدیث بیان فرمائیں۔

آپ نے مجھ سے سر نکالا اور فرمایا مجھ سے میرے پدر بزرگوار موسیٰ بن جعفر نے، اپنے والد جعفر بن محمد ان کے والد محمد بن علی ان کے والد علی بن الحسین ان کے والد حسین سردار جوانان اہل جنت، ان کے والد امیر المومنین کے حوالہ سے رسول اکرم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ مجھے خدائے قدوس جل جلالہ کی طرف سے جبریل نے خبر دی ہے کہ ”میں خدائے وحدہ لا شریک ہوں، میرے بندو! میری عبادت کرو اور جو شخص بھی مجھ سے لا الہ الا اللہ کے اخلاص کے ساتھ ملاقات کرے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا اور جو میرے قلعہ میں

داخل ہو جائیگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا۔

لوگوں نے عرض کی یا بن رسول اللہ! یہ لا الہ الا اللہ کا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا خدا و رسول کی اطاعت اور اہلبیت کی ولایت، امالی الطوسی (ر) ص 589/1220، تنبیہ الخواطر 2 ص 75 روایت ابو الصلت عبد السلام)۔

865۔ امام رضا! دین کا کمال ہم اہلبیت کی ولایت اور ہمارے دشمنوں سے برائت ہے۔ (مستطرفات السرائر 3/149)۔

886۔ امام ہادی! (زیارت جامعہ) اے اہلبیت زمین تمہارے نور سے روشن ہوئی ہے اور کامیاب لوگ تمہاری ولایت کے طفیل کامیاب ہوئے ہیں، تمہارے ہی ذریعہ رضاء الہی کا راستہ طے ہوتا ہے اور تمہاری ولایت کے منکر ہی کے لئے رحمان کا غضب ہے۔ (تہذیب 6 ص 100/177)۔

4۔ تقدیم

867۔ رسول اکرم! ایہا الناس میں تم سے آگے آگے جا رہا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہو، یاد رکھو کہ میں تم سے وہاں ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا لہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو، مجھے خدائے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کریں اور میں نے ہی اس بات کی دعا کی تھی جو خدائے مجھے عنایت کر دی یاد رکھو کہ میں نے تمہارے درمیان کتاب خدا اور اپنے عترت و اہلبیت کو چھوڑا ہے لہذا ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ تفرقہ پیدا ہو جائے اور نہ پیچھے رہ جانا کہ ہلاک ہو جاؤ۔ انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کہ یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں (ارشاد 1 ص 180، تفسیر عیاشی 1 ص

4/3-

868- رسول اکرم! ایہا الناس، میں نے تم پر واضح کر دیا ہے کہ میرے بعد تمھاری پناہ گاہ، تمھارا امام، راہنما، ہادی میرا بھائی علی بن ابی طالب ہے، وہ تمھارے درمیان ایسا ہی ہے جیسا کہ میں ہوں، اپنے دین میں اس پر اعتماد کرو اور تمام معاملات میں اس کی اطاعت کرو، اس کے پاس وہ تمام علوم ہیں جو خدا نے مجھے دیئے ہیں اور میری حکمت بھی ہے۔ اس سے دریافت کرو، سیکھو اور اس کے بعد اوصیاء سے تعلیم حاصل کرنا اور خبردار انھیں تعلیم مت دینا اور ان سے آگے نہ نکل جانا اور پیچھے بھی نہ رہ جانا کہ یہ سب حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے، نہ یہ حق سے جدا ہوں گے اور نہ حق ان سے جدا ہونے والا ہے۔ (کمال الدین 277/25 کتاب سلیم بن قیس 2 ص 646)۔

869- رسول اکرم! پروردگار نے ہر نبی کی ذریت کو اس کے صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو علی کے صلب میں قرار دیا ہے لہذا انھیں آگے رکھنا اور ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ یہ بچپن میں سب سے زیادہ ہوشمند اور بڑے ہونے کے بعد سب سے زیادہ صاحب علم ہیں، ان کا اتباع کرو کہ یہ نہ تمھیں گمراہی میں داخل کریں گے اور نہ ہدایت سے باہر لے جائیں گے۔ (فضائل ابن شاذان ص 130 عن الصادق)۔

870- عثمان حنیف! میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت زمین والوں کے لئے ستاروں کی طرح ہیں لہذا ان سے آگے نہ نکل جانا اور انھیں ہمیشہ آگے رکھنا کہ یہ میرے بعد حاکم ہیں۔

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور یہ اہلبیت کون حضرات ہیں؟ فرمایا علی اور ان کی پاکیزہ اولاد۔ (احتجاج 1 ص 198/11، الیقین ص 341)۔

871- امام علیؑ - رسول اکرم کے فضائل بیان کرتے ہیں "پروردگار نے انھیں بھیجا تا کہ اس کے امر کی وضاحت کریں، اس کے ذکر کا اظہار کرتے رہیں تو انھوں نے نہایت امانتداری سے پیغام کو پہنچا دیا اور کمال ہدایت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے اور ہمارے درمیان ایک پرچم حق چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے نکل جائے وہ دین سے نکل گیا اور جو پیچھے رہ جائے وہ ہلاک ہو گیا اور جو وابستہ ہو جائے وہی ان سے ملحق ہو گیا۔ (نہج البلاغہ خطبہ 100)۔

872- امام علیؑ! جب ابو بکر نے خطبہ پڑھا تو ابی بن کعب نے کھڑے ہو کر یہ سوال کر لیا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں، لہذا انھیں آگے رکھنا اور ان سے آگے نہ نکل جانا اور انھیں حاکم بنا کے رکھنا خود ان کے حاکم نہ بن جانا۔

یہ منظر دیکھ کر انصار کی ایک جماعت کھڑی ہو گئی اور کہنے لگے بیٹھ جائیے، آپ نے جو سنا اسے پہنچا دیا اور اپنے عہد کو پورا کر دیا۔

(یہ واقعہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ روز جمعہ کا ہے) احتجاج 1 ص 297 / 52
روایت محمد و یحییٰ فرزند ان عبد اللہ بن الحسن، الیقین ص 448 باب 170 روایت یحییٰ بن عبد اللہ بن الحسن)۔

873- امام صادقؑ! جس نے آل محمد سے محبت کی اور انھیں تمام لوگوں پر قربت رسول اکرم کی بنیاد پر مقدم رکھا اس کا شمار بھی آل محمد کے ساتھ ہو جائے گا کہ اس نے آل محمد سے محبت کی ہے۔ نہ یہ کہ واقعاً آل محمد ہوگا، بلکہ ان میں شمار ہو جائے گا کہ ان سے محبت کی ہے اور ان کا اتباع کیا ہے، جس طرح قرآن مجید نے اعلان کیا

ہے کہ ”جوان سے محبت کرے گا وہ انھیں میں شمار ہوگا“ (ماندہ 51)۔
 دوسرے مقام پر حضرات ابراہیم کا ارشاد نقل کیا ہے ”جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ
 سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا، خدایا تو غفور و رحیم ہے۔ سورہ ابراہیم 36 (تفسیر
 عیاشی ص 231/34 روایت ابو عمر و الزبیری)۔

5- افتداء

874- رسول اکرم! جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ میری طرح کی حیات و موت
 نصیب ہو اور جنت عدن میں ساکن ہو جائے جسے میرے پروردگار نے تیار کیا ہے تو اسے
 چاہیے کہ میرے بعد علیؑ اور ان کے چاہنے والوں سے محبت کرے اور میرے بعد ائمہ کی افتداء
 کرے کہ یہ سب میری عترت ہیں اور میری ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں انھیں مالک کی
 طرف سے علم و فہم عطا ہوا ہے اور وہی ہے میری امت کے ان افراد کے لئے جو ان کے فضل
 کا انکار کریں اور ان کے ساتھ میرے رشتہ قرابت کا خیال نہ رکھیں، اللہ ان لوگوں کو میری
 شفاعت نصیب نہ کرے۔ (حلیۃ الاولیاء 1 ص 86، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ ص 2/95
 /596، فراند السمطین 1 ص 53/18، کنز العمال 12 ص 103/34198، امالی طوسی
 (ر) ص 578/1195، روایت ابی ذر، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 292، بصائر
 الدرجات ص 48-52 روایت سعد بن طریف)۔

875- رسول اکرم! جسے یہ بات پسند ہے کہ انبیاء کی طرح زندہ رہے اور شہداء کی
 طرح مرجائے اور اس گلزار عدن میں قیام کرے جسے خدائے رحمان نے سجایا ہے تو اسے
 چاہئے کہ علیؑ اور ان کے دوستوں سے محبت کرے اور ان کے بعد ائمہ کی افتداء کرے کہ یہ
 سب میری عترت ہیں اور میری ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔ (خدایا انھیں میرے علم و فہم

سے بہرہ ور فرما۔

اور ویل ہے میری امت کے ان افراد کے لئے جو ان کی مخالفت کریں۔ خدا انہیں میری شفاعت نصیب نہ کرے۔ (کافی 1 ص 208/3 از سعد بن طریف)۔

876۔ رسول اکرم میرے اہلیت وہ ہیں جو حق و باطل میں امتیاز قائم کرتے ہیں اور یہی وہ ائمہ ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ (خصال 4/464، احتجاج 1 ص 197/8 روایت خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین، الیقین ص 341، اثبات الہدایۃ 1 ص 247/730 روایت ابی بن کعب)۔

877۔ رسول اکرم، سکون، آرام، رحمت، نصرت، سہولت، سرمایہ، رضا، مسرت، نجات، کامیابی، قرب الہی، محبت خدا و رسول ان افراد کے لئے ہے جو علی سے محبت کریں اور ان کے بعد اوصیاء کی اقتداء کریں، (تفسیر عیاشی 1 ص 169/32، المحاسن 1 ص 235، 432، روایت ابو کلدہ عن الباقر)۔

878۔ رسول اکرم، خوشحال ان کا جو ہمارے قائم کو درک کر لیں اور ان کے قیام سے پہلے ہی ان کی اقتداء کر لیں، ان کے اور ان سے پہلے کے ائمہ ہدی کے نقش قدم پر چلیں اور خدا کی بارگاہ میں ان کے دشمنوں سے برائت کریں، یہی افراد میں رفقا ہیں اور میری امت میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محترم ہیں، کمال الدین ص 286/3 روایت سدی عن الصادق الغیبتہ طوسی (ر) ص 456/466 روایت رفاعہ بن موسیٰ و معاویہ بن وہب عن الصادق، الخراج ص 1148/57)۔

879۔ جابر بن عبد اللہ انصاری! ایک دن رسول اکرم نے نماز صبح پڑھائی اور پھر ہماری طرف رخ کر کے یہ ارشاد فرمایا شروع کیا، ایہا الناس اگر آفتاب غائب

ہو جائے تو چاند سے وابستہ ہو جانا اور اگر وہ بھی غائب ہو جائے تو دونوں ستاروں سے وابستہ رہنا۔

جس کے بعد ہم نے، ابو ایوب انصاری اور انس نے عرض کی کہ حضور یہ آفتاب کون ہے؟ فرمایا: میں

اس کے بعد حضور نے مثال بیان کرنا شروع کی کہ پروردگار نے ہمارے گھرانے کو خلق کر کے ستاروں کی مانند قرار دیدیا ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا طالع ہو جاتا ہے، میں آفتاب کے مانند ہوں لہذا جب میں نہ رہ جاؤں تو ماہتاب سے تمسک کرنا۔

ہم نے عرض کی کہ حضور یہ ماہتاب کون ہے؟ فرمایا میرا بھائی، وصی، وزیر، میرے قرض کا ادا کرنے والا، میری اولد کا باپ، میرے اہل میں میرا جانشین علی بن ابی طالب! ہم نے عرض کی کہ پھر یہ دو ستارے کون ہیں؟ فرمایا حسن و حسینؑ اس کے بعد ذرا توقف کر کے فرمایا کہ اور فاطمہؑ بمنزلہ زہرہ ہے اور دیکھو میرے عزت و اہلبیت قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے، یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں۔ (امالی طوسی (ر) 516/1131)۔

880۔ امام رضا! جسے یہ بات پسند ہو کہ خدا کے جلوہ کو بے حجاب دیکھتے اور خدا بھی اس کی طرف بے حجاب نگاہِ رحمت کرے اس چاہئے کہ آل محمد سے محبت کرے اور ان کے دشمنوں سے برات کرے، ان میں کہ ائمہ کی اقتدا کرے کہ ایسے افراد کی طرف خدا روز قیامت براہ راست نگاہِ رحمت کرے گا اور ایسے لوگ اس کے جلوہ کو بلا حجاب دیکھیں گے۔ (محاسن 1 ص 133/165 روایت بکر بن صالح)۔

6۔ اکرام و احترام

”یہ نور خدا ان گھروں میں ہے جن کے احترام کا حکم دیا گیا ہے اور ان میں صبح و شام ذکر خدا ہوتا رہتا ہے۔ (نور۔ آیت نمبر 36)۔

881۔ انس بن مالک و بریدہ! رسول اکرم نے آیت مذکورہ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کون سے گھر ہیں؟ فرمایا یہ انبیاء کے گھر ہیں تو ابو بکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ حضور کیا یہ علیؑ و فاطمہؑ کا گھر بھی انھیں میں شامل ہے؟ فرمایا بیشک، ان گھروں میں سب سے افضل و برتر ہے۔ (درمنثور 6 ص 203 نقل از ابن مردویہ، شواہد العزیز 1 ص 534/568، مجمع البیان 7 ص 227، العمدہ 291/478)۔

882۔ رسول اکرم۔ چار قسم کے افراد ہیں جن کی شفاعت میں روز قیامت کروں گا، میری ذریت کے احترام کرنے والے، ان کے ضروریات کو پورا کرنے والے، وقت ضرورت ان کے معاملات میں دوڑ دھوپ کرنے والے اور ان سے قلب و زبان سے محبت کرنے والے۔ (کنز العمال 12 ص 100/34180 نقل از دیلمی، امالی طوسی (ر) ص 366/779، روایت علی بن علی بن رزین برادر دعبیل خزاعی عن الرضا، عیون اخبار الرضا 1 ص 254/2 روایت دعبیل 2 ص 25/4 روایت داؤد بن سلیمان و احمد بن عبد اللہ الہروی، بشارۃ المصطفیٰ ص 36، فراند السمطین 2 ص 277/541 روایت احمد بن عامر الطائی)۔

883۔ رسول اکرم، ایہا الناس! میری زندگی میں اور میرے بعد میرے اہلبیتؑ کا احترام کرنا، ان کی بزرگی اور فضیلت کا اقرار رکھنا، (کتاب سلیم 2 ص 687، احقاق الحق 5 ص 42 نقل از درر بحر المناقب روایت ابو ذر و مقداد و سلمان عن علیؑ)۔

884- امام حسن! رسول اکرم نے انصار کے پاس ایک شخص کو بھیج کر سب کو طلب کیا اور جب آگئے تو فرمایا اے گروہ انصار! کیا میں تمہیں ایسی شے کا پتہ بتاؤں جس سے متمسک رہو تو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی بیشک، فرمایا یہ علیؑ ہیں، ان سے محبت کرو اور میری کرامت کی بناء پر ان کا احترام کرو کہ جہریل نے مجھے یہ حکم پہنچایا ہے کہ میں پروردگار کی طرف سے اس حقیقت کا اعلان کر دوں۔ (المعجم الکبیر 3 ص 88 / 2749، حلیۃ الاولیاء 1 ص 63 روایت ابن ابی لیلیٰ، امالی طوسی (ر) ص 223 / 386، بشارۃ المصطفیٰ ص 109 روایت سلمان فارسی)۔

885- ابن عباس- رسول اکرم منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کے اجتماع میں خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس، تم سب روز قیامت جمع کئے جاؤ گے اور تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کیا جائے گا لہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو، دیکھو یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے ان پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے انہیں ذلیل کیا اس نے مجھے ذلیل کیا اور جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی اور جس نے ان کا احترام کیا اس نے میرا احترام کیا اور جس نے ان کی مدد کی اس نے میری مدد کی اور جس نے انہیں چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ (امالی صدوق (ر) 62 / 11، التحصین ص 599، مشارق انوار الیقین ص 53)۔

886- رسول اکرم! روز قیامت خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے والی امتوں میں میری امت سے بہتر کوئی امت نہ ہوگی اور میرے اہلبیتؑ سے بہتر کسی کے اہل بیت نہ ہوں گے لہذا احذر! ان کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا (جامع الاحادیث ص 261 روایت

ابن عباس)۔

887- رسول اکرم! پروردگار کی طرف سے تین محترم اشیاء ہیں، جو ان کو محفوظ رکھے گا خدا اس کے امور دین و دنیا کی حفاظت کرے گا اور جو انہیں محفوظ نہ رکھے گا خدا اس کا تحفظ نہ کرے گا، حرمت اسلام، میری حرمت اور میری عترت کی حرمت۔ (خصال ص 146 / 173، روایت ابوسعید خدری روضة الواعظین ص 297، المعجم الکبیر 3 ص 126 / 2881، المعجم الاوسط 1 ص 72 / 203، مقتل الحسین خوارزمی 2 ص 97، احقاق الحق 9 ص 18511 ص 442۔

888- امام باقر! رسول اکرم نے منی میں اصحاب کو جمع کر کے فرمایا، ایہا الناس میں تمہارے درمیان تمام محترم اشیاء کو چھوڑے جا رہا ہوں، کتاب خدا، میری عترت اور کعبہ جو بیت الحرام ہے۔ (بصائر الدرجات ص 413 / 3 روایت جابر، مختصر بصائر الدرجات ص 90 روایت جابر بن یزید الجعفی)۔

889- امام صادق! پروردگار کے لئے اس کے شہروں میں پانچ محترم اشیاء ہیں، حرمت رسول اکرم، حرمت آل رسول اکرم، حرمت کتاب خدا، حرمت کعبہ اور حرمت مومن۔ (کافی 8 ص 107 / 82 روایت علی بن شجرہ)۔

890- امام صادق! پروردگار کے لئے تین حرمتیں بے مثل و بے نظیر ہیں، کتاب خدا جو سراپا حکمت و نور ہے، خانہ خدا جو قبلہ خاص و عام ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی طرف رخ کرنا قبول نہیں ہے اور عترت پیغمبر اسلام (امالی صدوق (ر) ص 339 / 13، معانی الاخبار 1 / 117 روایت عبداللہ بن سنان۔ خصال ص 146 / 174 روایت ابن عباس)۔

7- خمس

”یاد رکھو کہ تم نے جو بھی فائدہ حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ، رسول، قرابتداران رسول، ایتام، مساکین اور مسافران غربت زدہ کے لئے ہے۔“ (انفال ص 41)۔

891۔ ابن الدیلمی! امام زین العابدینؑ نے ایک مرد شامی سے فرمایا کہ کیا تو نے سورہ انفال کی یہ آیت پڑھی ہے؟ اس نے کہا یقیناً پڑھی ہے مگر کیا یہ قرابتدار آپ ہی ہیں؟ فرمایا بیشک۔ (تفسیر طبری 6/10/5)۔

892۔ منہال بن عمرو! میں نے عبداللہ بن محمد بن علی اور علی بن الحسینؑ سے خمس کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ ہمارا حق ہے تو میں نے علیؑ سے کہا کہ پروردگار تو ایتام و مساکین اور مسافروں کی بات کرتا ہے..... فرمایا اس سے مراد ہمارے ہی ایتام و مساکین ہیں۔ (تفسیر طبری 5-10/8)۔

893۔ امام باقرؑ، آیت خمس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ذوی القربی سے مراد قرابتداران رسول ہیں اور خمس اللہ، رسول اور ہم اہلبیتؑ کے لئے ہے، (کافی 1 ص 529/2 روایت محمد بن مسلم)۔

894۔ امام کاظمؑ! پروردگار نے یہ خمس صرف اولاد رسول کے ایتام و مساکین کے لئے رکھا ہے نہ کہ عام ایتام و مساکین کے لئے اور یہ صدقات کے بدلے میں ہے تاکہ انھیں قرابت رسول اور کرامت الہی کی بنیاد پر لوگوں کے ہاتھوں کے میل سے پاک رکھے اور انھیں یہ حق اس لئے عنایت فرمایا ہے کہ اس طرح انھیں دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ذلت و رسوائی کے مقامات سے لوگ رکھے۔ (کافی 1 ص 540/4 روایت حماد بن عیسیٰ)۔

8- حسن سلوک

895- رسول اکرم! جو ہمارے اہلبیتؑ میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی اچھا برتاؤ کرے گا میں روز قیامت اس کا بدلہ ضرور دوں گا۔ (کافی 4 ص 60 / 8) تہذیب 4 ص 110 / 312 روایت عیسیٰ بن عبداللہ عن الصادق، الفقیہ 2 ص 65 / 1725، ذخائر العقبیٰ ص 19، ذخائر العقبیٰ ص 19، کنز العمال 12 ص 95 / 34152، الجامع الصغیر 2 ص 619 / 8821 از ابن عساکر۔

896- رسول اکرم! جو شخص بھی مجھ سے ارتباط چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا کوئی حق میرے ذمہ رہے اور میں روز قیامت اس کی شفاعت کر سکوں اس کا فرض ہے کہ میرے اہلبیتؑ سے رابطہ رکھے اور انھیں خوش کرتا رہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 424 / 947، امالی صدوق (ر) ص 310 / 5 روایت ابان بن تغلب، کشف الغمہ 2 ص 25، روضۃ الواعظین ص 300، ینایج المودۃ 2 ص 379 / 75، احتق الحق 9 ص 424 / 31-18 ص 475 / 52)۔

897- رسول اکرم! ائمہ اولاد علیؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک پر ظلم کرے گا وہ میرا ظالم ہوگا اور جو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس نے گویا میرے ساتھ بہترین سلوک کیا۔ (کمال الدین ص 413 / 13 روایت محمد بن افضیل)۔

898- امام صادقؑ! اپنے اموال میں آل محمد کے ساتھ حسن سلوک کو نظر انداز مت کرو، اگر غنی ہو تو بقدر دولت اور اگر فقیر ہو تو بامکان فقیری، اس لئے کہ جو شخص بھی یہ چاہتا ہے کہ پروردگار اس کی اہم ترین حاجت کو پورا کر دے اس کا فرض ہے کہ آل محمد اور

ان کے شیعوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے چاہے اسے خود اپنے مال کی کسی قدر ضرورت کیوں نہ ہو۔ (بشارۃ المصطفیٰ ص 6 روایت عمران بن معقل)۔

899- امام صادق! جو ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہ کر سکے اسے چاہئے کہ ہمارے نیک کردار دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، پروردگار اسے ہمارے ساتھ سلوک کا ثواب عنایت فرمادے گا اور اسی طرح جو ہماری زیارت نہ کر سکے وہ ہمارے چاہنے والوں کی زیارت کرے، پروردگار اسے ہماری زیارت کا ثواب عنایت کر دے گا۔ (ثواب الاعمال ص 124 / 1 روایت احمد بن محمد بن عیسیٰ، الفقیہ 2 ص 73 / 1765، کامل الزیارات ص 219 روایت عمرو بن عثمان عن الرضا)۔

900- عمر بن مریم! میں نے امام صادق سے آیت ”الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل“ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ صلہ رحم کے بارے میں ہے اور اس کی آخری تاویل تمہارا برتاؤ ہمارے ساتھ ہے۔ (تفسیر عیاشی 2 ص 208 / 30)۔

9- صلوات

901- ابوسعید خدری! ہم نے رسول اکرم سے گزارش کی کہ تسلیم تو معلوم ہے یہ صلوات کا طریقہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ اس طرح کہو ”خدا یا اپنے بندہ اور رسول محمد پر اس طرح رحمت نازل کرنا جس طرح آل ابراہیم پر نازل کی ہے اور انہیں اس طرح برکت دینا جس طرح ابراہیمؑ کو دی ہے۔ (صحیح بخاری 4 ص 1802 / 4520، صحیح مسلم 1 ص 305 / 405، سنن دارمی 1 ص 330 / 1317، سنن ابی داؤد 1 ص 257 / 978، سنن نسائی 3 ص 49)۔

902- عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ! مجھ سے کعب بن عجرہ نے ملاقات کے دوران بتایا

کہ میں تمہیں ایک بہترین تحفہ دینا چاہتا ہوں جو رسول اکرم نے ہمیں دیا ہے میں نے کہا وہ کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضور سے سوال کیا کہ آپ اہلبیتؑ پر صلوات کا طریقہ کیا ہے، سلام کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے؟ فرمایا کہ اس طرح کہو ”خدا یا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر نازل کی ہے کہ تو قابل حمد بھی ہے اور بزرگ بھی ہے، اور محمد و آل محمد کو برکت عنایت فرما جس طرح کہ ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کو دی ہے کہ تو حمید بھی ہے اور مجید بھی ہے۔ (صحیح بخاری ص 3/1233، صحیح مسلم ص 1/3190، صحیح سنن ابی داؤد ص 1/406، سنن ابی داؤد ص 1/257، سنن دارمی ص 1/329، سنن نسائی ص 3/45)۔

903۔ امام صادق! میرے والد بزرگوار نے ایک شخص کو خانہ کعبہ سے لپٹ کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ خدا یا محمد پر رحمت نازل فرما..... تو فرمایا کہ ناقص صلوات مت پڑھ اور ہم پر ظلم نہ کر، پڑھنا ہے تو اس طرح پڑھ ”خدا یا محمد اور ان کے اہلبیتؑ پر رحمت نازل فرما۔ (کافی ص 2/495، 21، عدۃ الداعی ص 149 روایت ابن اقداح)۔

904۔ رسول اکرم! جو شخص بھی ایسی نماز پڑھے گا جس میں مجھ پر اور میرے اہلبیتؑ پر صلوات نہ ہوگی تو اس کی نماز قابل قبول نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ص 1/355، 6/ عوالی اللئالی ص 2/40، 101، احقاق الحق ص 18/310، مستدرک الوسائل ص 5/15/ 5256 روایت ابو مسعود انصاری)۔

905۔ شافعی! اے اہلبیتؑ رسول آپ کی محبت پروردگار کی طرف سے فرض ہے اور اس کا حکم قرآن میں نازل ہوا ہے۔

آپ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص بھی آپ پر صلوات نہ پڑھے اس

کی نماز، نماز نہیں ہے۔ (الصواعق المحرقة ص 148، نور الابصار 127)۔
واضح رہے کہ نور الابصار میں ”عظیم القدر“ کے بجائے ”عظیم الفخر“ نقل کیا گیا ہے۔

10۔ ذکر فضائل

906۔ رسول اکرم جب بھی کوئی قوم ایک مقام پر جمع ہو کر محمد و آل محمد کے فضائل کا تذکرہ کرتی ہے تو آسمان سے ملائکہ نازل ہو کر اس گفتگو میں شامل ہو جاتے ہیں اور جب یہ لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تب واپس جاتے ہیں اور دوسرے ملائکہ انھیں دیکھ کر کہتے ہیں کہ آج تو تمہارے بدن سے ایسی خوشبو آرہی ہے جو ہم نے کبھی نہیں دیکھی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ایسی قوم کے پاس تھے جو محمد و آل محمد کے فضائل کا ذکر کر رہی تھی اور ان لوگوں نے ہمیں یہ خوشبو عنایت کی ہے۔

تو دوسرے ملائکہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی وہاں لے چلو اور وہ کہتے ہیں کہ اب تو مجلس ختم ہو چکی، تو گزارش کرتے ہیں کہ اس چگہ پر لے چلو جہاں یہ مجلس تھی۔ (احقاق الحق ص 18 ص 522، بیابج المودۃ 2 ص 271 / 773 نقل از مودۃ القربی، بحار 38 ص 199 / 38)۔

907۔ امام علی! ہم اہلبیت کا ذکر جملہ امراض و استقام اور وسوسہ قلب کا علاج ہے۔ (نخال ص 625 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم عن الصادقؑ تفسیر فرات ص 367 / 499 روایت عبید بن کثیر)۔

908۔ امام باقر! ہمارا ذکر اللہ کا ذکر ہے اور ہمارے دشمنوں کا ذکر شیطان کا ذکر ہے، (کافی 2 ص 496 / 2 روایت ابو بصیر عن الصادقؑ)۔

909۔ امام صادق! ہمارا ذکر اللہ کے ذکر کا ایک حصہ ہے لہذا جب ہمارا ذکر ہوگا

تو گویا خدا کا ذکر ہوگا اور جب ہمارے دشمن کا ذکر ہوگا تو گویا شیطان کا ذکر ہوگا۔ (کافی 2 ص 186 / 1 روایت علی بن ابی حمزہ)۔

910۔ معتب غلام امام نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے داؤد بن سرحان سے فرمایا، داؤد! ہمارے چاہنے والوں تک ہمارا سلام پہنچا دینا۔ اور کہنا کہ اللہ اس بندہ پر رحم کرتا ہے جو دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر ہمارے امر کا ذکر کرتا ہے اور ان کا تیسرا فرشتہ ہوتا ہے جو ان دونوں کے لئے استغفار کرتا ہے اور جب بھی دو افراد ہمارے ذکر کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پروردگار ملائکہ پر مباحثات کرتا ہے لہذا جب بھی تمہارا اجتماع ہو تو ہمارا ذکر کرنا کہ اس اجتماع اور اس مذاکرہ میں ہمارے امر کا احیاء ہوتا ہے اور ہمارے بعد بہترین افراد وہی ہیں جو ہمارے امر کا ذکر کریں اور لوگوں کو ہمارے ذکر کی دعوت دیں۔ (امالی طوسی (ر) ص 224 / 390، بشارۃ المصطفیٰ ص 110)۔

911۔ امام صادقؑ! آسمان کے ملائکہ جب ان ایک یا دو یا تین افراد پر نگاہ کرتے ہیں جو آل محمد کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں ذرا دیکھو یہ اپنی اس قدر قلت اور دشمنوں کی اس قدر کثرت کے باوجود آل محمد کے فضائل کا ذکر کر رہے ہیں تو دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ اللہ کا فضل و کرم وہ جسے چاہتا ہے عنایت فرمادیتا ہے اور وہ صاحب فضل عظیم ہے۔ (کافی 8 ص 334 / 521، 2 ص 187 / 4، تاویل الآیات الظاہرۃ ص 667)۔

11۔ ذکر مصائب

912۔ احمد بن یحییٰ الاودی نے اپنے اسناد کے ساتھ مندر کے واسطے سے امام حسینؑ سے نقل کیا ہے کہ جس بندہ کی آنکھ سے ہمارے غم میں ایک قطرہ اشک بھی

گر جاتا ہے پروردگار اسے جنت میں عظیم منزل عنایت فرماتا ہے..... اور اس کے بعد امام حسینؑ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ مجھ سے مخول بن ابراہیم نے ربيع بن منذر نے اپنے والد کے حوالہ سے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟ تو فرمایا کہ بیشک صحیح ہے۔ (امالی مفید ص 340/6، امالی طوسی (ر) ص 117/181 بشارۃ المصطفیٰ ص 62، کامل الزیارات ص 100)۔

913۔ الحسین بن ابی فاخنتہ! میں اور ابوسلمہ السراج و یونس بن یعقوب و فضل بن یسار سب امام جعفر صادقؑ کے پاس حاضر تھے تو میں نے عرض کی حضور میں آپ پر قربان! میں لوگوں کے اجتماعات میں شرکت کرتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو کیا کہا کروں؟ تو فرمایا۔ حسین! جب ان کی مجالس میں شرکت کرو تو دعا کرو کہ خدایا ہمیں آسانی اور سرور عنایت فرما، پروردگار تمہارے مقصد کو عطا کر دے گا۔

پھر میں نے عرض کیا کہ اگر امام حسینؑ کو یاد کروں تو کیا کہوں؟ فرمایا تین مرتبہ کہو ”صلی اللہ علیک یا ابا عبد اللہ“ اے ابو عبد اللہ! خدا آپ پر رحمت نازل کرے..... اس کے بعد فرمایا کہ شہادت امام حسینؑ پر ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات اور جنت و جہنم کی تمام مخلوقات نے گریہ کیا ہے، صرف تین مخلوقات نے گریہ نہیں کیا ہے، میں نے عرض کیا وہ کون ہیں؟

فرمایا، زمین بصرہ، دمشق، اور آل الحکم بن ابی العاص۔ (امالی الطوسی ص 54/73)۔

واضح رہے کہ آل حکم کا تذکرہ علامت ہے کہ بصرہ اور دمشق سے مراد زمین بصرہ و دمشق ہے، اہل بصرہ و دمشق نہیں ہیں۔ (جوادی)

914- امام صادق! جب بھی کسی آنکھ سے ایک آنسو اس غم میں نکل آتا ہے کہ ہمارا خون بہایا گیا ہے یا حق چھینا گیا ہے یا تک حرمت کی گئی ہے یا ہمارے کسی شیعہ پر ظلم کیا گیا ہے تو پروردگار اسے جنت میں مستقل قیام عنایت فرماتا ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 194 / 330، امالی مفید (ر) 175 / 5 روایت محمد بن ابی عمارہ کوفی)۔

915- بکر بن محمد زدی امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے دریافت کیا کہ تم لوگ آپس میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہو؟ میں نے عرض کی بیشک! فرمایا میں ان مجالس کو دوست رکھتا ہوں لہذا میرے امر کا احیاء کرو کہ اگر کوئی شخص ہمارا ذکر کرتا ہے یا اس کے سامنے ہمارا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کی آنکھ سے مکھی کے پر کے برابر آنسو نکل آتا ہے تو پروردگار اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے چاہے سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔ (ثواب الاعمال 223 / 1، بشارۃ المصطفیٰ 275، مستطرفات السرائر 125، المحاسن! ص 136 / 174، کامل الزیارات ص 104، تفسیر قمی 2 ص 292)۔

916- امام صادق! جس کے سامنے ہمارا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھ سے آنسو نکل آئیں تو اللہ اس کے چہرہ کو آتش جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔ (کامل الزیارات ص 104)۔

917- ابان بن تغلب! امام صادق فرماتے ہیں کہ جو ہماری مظلومیت سے رنجیدہ ہو اس کی سانس بھی تسبیح کا ثواب رکھتی ہے اور اس کا ہم و غم بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور ہمارے راز کا محفوظ رکھنا ایک جہادِ راہِ خدا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھنا چاہئے، (امالی طوسی (ر) ص 115 / 178، امالی مفید (ر) 338 / 2، بشارۃ المصطفیٰ ص 257، کافی 2 ص 226 / 16)۔

918- سمع بن عبد الملک! مجھ سے امام صادق نے فرمایا کہ جس دن سے امیر المؤمنینؑ کی شہادت ہوئی ہے، آسمان وزمین ہمارے غم میں رورہے ہیں اور ملائکہ کا گریہ اور ان کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو اس سے زیادہ ہیں اور جب بھی کوئی ملک یا انسان ہمارے حال پر مہربان ہو کر گریہ کرتا ہے تو آنسو نکلنے سے پہلے ہی پروردگار اس کے حال پر مہربان ہو جاتا ہے اور جب یہ آنسو رخسار پر جاری ہو جاتے ہیں تو ان کا مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ ایک قطرہ بھی جہنم میں گر جائے تو آگ سرد ہو جائے اور جس کا دل ہمارے غم میں دکھنے لگتا ہے، پروردگار وقت مرگ ہماری زیارت سے وہ فرحت عنایت کرتا ہے جس کا سلسلہ موت سے حوض کوثر تک برقرار رہتا ہے۔ (کامل الزیارات ص 101)۔

919- امام رضا! جو ہماری مصیبت کو یاد کر کے ہمارے غم میں آنسو بہائے وہ روز قیامت ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوگا اور جس کے سامنے ہماری مصیبت کا ذکر کیا جائے اور وہ گریہ کرے یا دوسروں کو رولائے اس کی آنکھ اس دن نہ روئے گی جس دن تمام آنکھیں گریہ کنناں ہوں گی اور جو کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں ہمارے امر کا احیاء کیا جاتا ہے اس کا دل اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن تمام دل مردہ ہو جائیں گے۔ (امالی صدوق (ر) ص 68 / 4 روایت علی بن فضال، عیون اخبار الرضا 1 ص 394 / 48، مکارم الاخلاق 2 ص 93 / 2663)۔

920- دعبل خزاعی! میں امام علی بن موسی الرضا کی خدمت میں ایام غم میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ محزون ورنجیدہ بیٹھے ہیں اور اصحاب بھی آپ کے گرد اسی عالم میں ہیں حضرت نے مجھے آتے دیکھ کر استقبال فرمایا اور فرمایا کہ آؤ آؤ تم زبان اور ہاتھ سے ہماری مدد کرنے والے ہو، اس کے بعد مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا کہ یہ دن ہم اہلبیت کے حزن

وغم کے دن میں، ہماری خواہش ہے کہ تم کوئی غم کا شعر سناؤ کہ آج کل بنی امیہ ہمارے غم سے خوشی منارہے ہیں۔

دیکھو دعبیل! اگر کوئی شخص ہمارے غم میں روئے گا یا ایک آدمی کو بھی رلائے گا تو اس کے اجر کی ذمہ داری پروردگار پر ہوگی اور جس کی آنکھ سے ہمارے غم میں آنسو نکل آئیں گے خدا سے ہمارے زمرہ میں محشور کرے گا اور جو ہمارے جد کے غم میں گریہ کرے گا خدا اس کے گناہوں کو یقیناً معاف کر دے گا۔ (بحار الانوار 45 ص 257/15)۔

921۔ ائمہ طاہرین! جو ہمارے غم میں روئے یا سو آدمیوں کو رلائے گا اس کے لئے جنت ہے، اور جو پچاس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو تیس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو بیس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو دس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو ایک کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو حزن و غم طاری کرے گا اس کے لئے بھی جنت ہے۔ (طہوف ص 86)۔

واضح رہے کہ ان روایات کا مقصد بے عملی کی ترویج نہیں ہے بلکہ گریہ کی تاثیر کا بیان ہے، اس کے بعد پروردگار ہر اچھے برے عمل کا حساب کرنے والا ہے۔ (جوادی)

محبت اہلبیتؑ

فضائل محبت اہلبیتؑ

1- اساس الاسلام

- 922- رسول اکرم! اسلام کی اساس میری اور میرے اہلبیتؑ کی محبت ہے۔ (کنز العمال 12 ص 105/34206، درمنثور، ص 350)۔
- 923- رسول اکرم! ہر شے کی ایک بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہلبیتؑ کی محبت ہے۔ (محاسن 1 ص 247/461 روایت مدرک بن عبد الرحمن)۔
- 924- امام علیؑ! رسول اکرم نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اسلام سادہ ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے اور اس کے بال و پر ہدایت ہیں اور اس کی زینت حیاء ہے اور اس کا ستون ورع ہے اور اس کا معیار عمل صالح ہے اور اس کی بنیاد میری اور میرے اہلبیتؑ کی محبت ہے۔ (کنز العمال 13 ص 645/37631)۔
- 925- امام باقر! رسول اکرم حجۃ الوداع کے مناسک ادا کر چکے تو سواری پر بلند ہو کر ارشاد فرمایا کہ جنت میں غیر مسلم کا داخلہ ناممکن ہے!
- ابو ذرؓ نے عرض کی حضور پھر اسلام کی بھی وضاحت فرمادیں؟ فرمایا کہ اسلام ایک جسم عریان ہے جس کا لباس تقویٰ، زینت حیاء معیار ورع، جمال دین، ثمرہ عمل صالح اور ہر شے کی ایک اساس ہے، اور اسلام کی اساس ہم اہلبیتؑ کی محبت ہے۔ (امالی طوسی (ر) 84)

ص 126 روایت جابر بن یزید، کافی 2/ ص 46، 2/، امالی صدوق (ر) ص 221/ 16،
محاسن! ص 445/ 1031، شرح الاخبار 3 ص 8/ 927، الفقیہ 4 ص 364/ 5762
روایت حماد بن عمرو انس بن محمد، تحف العقول ص 52)۔

926۔ رسول اکرم! آیت مودت کے نزول بعد جبریلؑ نے کہا کہ اے محمد! ہر
دین کی ایک اصل اور اس کا ایک ستون اور ایک شاخ اور ایک عمارت ہوتی ہے اور اسلام کی
اصل اور اس کا ستون لا الہ الا اللہ ہے اور اس کی فرع اور تعمیر آپ اہلبیتؑ کی محبت ہے جس
میں حق کی ہم آہنگی اور دعوت پائی جاتی ہے۔ (تفسیر فرات کوفی 397/ 528 روایت علی
بن الحسین بن سمط)۔

927۔ امام باقر! ہم اہلبیتؑ کی محبت ہی دین کا نظام ہے۔ (امالی طوسی (ر) 296
/ 582 روایت جابر بن یزید الجعفی)۔

2۔ محبت اہلبیتؑ محبت خدا ہے

928۔ امام علی! میں نے رسول اکرم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ میں اولاد
آدم کا سردار ہوں اور یا علیؑ تم اور تمھاری اولاد کے ائمہ میری امت کے سردار ہیں جس نے
ہم سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے ہم سے دشمنی کی اس نے اللہ سے
دشمنی کی، جو ہمارا چاہنے والا ہے وہ اللہ کا چاہنے والا ہے اور جو ہم سے عداوت کرنے والا
ہے، وہ اللہ سے عداوت رکھنے والا ہے، ہمارا مطیع اللہ کا اطاعت گزار ہے اور ہمارا
نافرمان اللہ کا نافرمان ہے۔ (امالی صدوق (ر) 384/ 16، بشارۃ المصطفیٰ ص 151
روایت اصبح بن نباتہ)۔

929- امام صادق! جو ہمارے حق کو پہچانے اور ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے وہ پروردگار سے محبت کرنے والا ہے۔ (کافی 8 ص 129 / 98 روایت حفص بن غیاث، تنبیہ الخواطر 2 ص 137)۔

930- امام ہادیؑ، زیارت جامعہ، جس نے آپ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے آپ حضرات سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی، آپ کا موالی اللہ کا چاہنے والا ہے اور آپ سے بغض رکھنے والا اللہ سے بغض رکھنے والا ہے۔ (تہذیب 6 ص 177 / 97)۔

3- محبت اہلبیتؑ محبت رسول اکرم ہے۔

931- رسول اکرم! اللہ سے محبت کرو کہ تمہیں اپنی نعمتوں سے فیضیاب فرمایا ہے، اس کے بعد اس کی محبت کی بنا پر ہم سے محبت کرو اور ہماری محبت کی بنا پر ہمارے اہلبیتؑ سے محبت کرو۔ (سنن ترمذی 5 ص 622 / 3789، تاریخ بغداد 4 ص 160، مستدرک حاکم 3 ص 162 / 4716، المعجم الکبیر 3 ص 46 / 2639، 10 ص 281 / 10664، شعب الایمان 1 ص 366 / 408، 2 ص 130 / 1378، اسد الغابہ 2 ص 18، امالی صدوق (ر) ص 298 / 6، علل الشرائع 139 / 1، بشارۃ المصطفیٰ ص 61، 237 روایت ابن عباس، امالی طوسی (ر) ص 278 / 531 روایت عیسیٰ ابن احمد بن عیسیٰ، صواعق محرقة ص 230)۔

932- زید بن ارقم! میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا جب فاطمہؑ ایک ادنیٰ چادر اوڑھے ہوئے اپنے گھر سے حضور کے حجرہ کی طرف جا رہی تھیں اور ان کے ساتھ دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ تھے اور پیچھے پیچھے علیؑ بن ابی طالبؑ چل رہے تھے کہ آپ نے ان سب کو

دیکھ کر فرمایا کہ جس نے ان سب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (تاریخ دمشق حالات امام حسین ص 91/126)۔

933- امام باقرؑ! خدا سے محبت کرو اور اس کی وجہ سے رسول خدا سے محبت کرو اور ان کی وجہ سے ہم سے محبت کرو۔ (مناقب امیر المومنینؑ الکوفی ص 2/160 / 637 روایت عبید اللہ بن عمر بن علیؑ ابی طالب)۔

4- محبت اہلبیت تحفہ الہی ہے

934- رسول اکرم! پروردگار نے اسلام کو خلق کرنے کے بعد اس کا ایک میدان قرار دیا اور ایک نور۔ ایک قلعہ بنایا اور ایک مددگار، اس کا میدان قرآن مجید ہے اور نور حکمت، قلعہ نیکی ہے اور انصار ہم اور ہمارے اہلبیت اور شیعہ، لہذا ہمارے اہلبیت، ان کے شیعہ اور ان کے اعوان و انصار سے محبت کرو کہ مجھے معراج کی رات جب آسمان پر لے جایا گیا تو جبریلؑ نے آسمان والوں سے میرا تعارف کرایا اور پروردگار نے میری محبت، میرے اہلبیت اور شیعوں کی محبت ملائکہ کے دل میں رکھ دی جو قیامت تک امانت رہے گی، اس کے بعد مجھے واپس لا کر زمین والوں میں متعارف کرایا کہ میری اور میرے اہلبیت اور ان کے شیعوں کی محبت میری امت کے مومنین کے دلوں میں امانت پروردگار ہے جس کی تاقیامت حفاظت کرتے رہیں گے۔ (کافی ص 2/46 / 3، بشارة المصطفیٰ ص 157 روایت عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی عن الجواد)۔

935- امام باقرؑ میں جانتا ہوں کہ تم لوگ جو ہم سے محبت کر رہے ہو یہ تمہارا کارنامہ نہیں ہے، پروردگار نے ہماری محبت تمہارے دلوں میں پیدا کی ہے۔ (محاسن) ص 246/457 روایت ابو بصیر۔

936- امام صادق! ہم اہلبیت کی محبت کو پروردگار اپنے عرش کے خزانوں سے اس طرح نازل کرتا ہے جس طرح سونے چاندی کے خزانے نازل ہوتے ہیں، اور اس کا نزول بھی ایک مخصوص مقدار میں ہوتا ہے اور مالک اسے صرف مخصوص افراد کو عنایت کرتا ہے، محبت کا ایک مخصوص ابرکرم ہے جب پروردگار کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس پر اس ابرکرم کو برسا دیتا ہے اور اس سے شکم مادر میں بچہ بھی فیضیاب ہو جاتا ہے۔ (تحف العقول ص 313 روایت جعفر محمد بن النعمان الاحوال)۔

5- محبت اہلبیت افضل عبادت ہے

937- رسول اکرم! آل محمد سے ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور اس پر مرنے والا جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (الفردوس 2 ص 142 / 2721، ینایح المودۃ 3 ص 191 روایت ابن مسعود)۔

938- رسول اکرم! ابوذر کو وصیت فرماتے ہیں، دیکھو سب سے پہلی عبادت پروردگار معرفت الہی ہے، اس کے بعد مجھ پر ایمان اور اس امر کا اقرار کہ پروردگار نے مجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر ارسال کیا ہے، اس کے بعد میرے اہلبیت کی محبت جن سے خدا نے ہر جس کو دور رکھا ہے اور کمال طہارت کی منزل پر فائز کیا ہے۔ (امالی طوسی (ر) 526 / 1162، مکارم الاخلاق 2 ص 363 / 2661، تنبیہ الخواطر 2 ص 51) اعلام الدین ص 189)۔

939- امام علی! تمام نیکیوں میں سب سے بہتر ہماری محبت ہے اور تمام برائیوں میں سب سے بدتر ہماری عداوت ہے۔ (غرر الحکم ص 3363)۔

940- امام صادق! ہر عبادت سے بالاتر ایک عبادت ہے لیکن ہم اہلبیت کی

محبت تمام عبادات سے افضل و برتر ہے۔ (المحاسن 1 ص 247 / 462 روایت حفص الدہان)۔

941- فضیل! میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ قرب خدا کے لئے سب سے بہتر فریضہ کون سا ہے؟ فرمایا بہترین وسیلہ تقرب خدا کی اطاعت، اس کے رسول کی اطاعت اور اس کے رسول اور اولی الامر کی محبت ہے۔ (المحاسن 1 ص 227 / 463، کافی 1 ص 187 / 12 روایت محمد بن الفضیل)۔

6- محبت اہلبیتؑ باقیات صالحات میں ہے

942- محمد بن اسماعیل بن عبد الرحمان الجعفی! میں اور میرے چچا حصین بن عبد الرحمان امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انھیں قریب بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ یہ کس کے فرزند ہیں؟ انھوں نے عرض کی کہ میرے بھائی اسماعیل کے فرزند ہیں!۔

فرمایا خدا اسماعیل پر رحمت نازل کرے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے تم نے انھیں کس عالم میں چھوڑا ہے، انھوں نے عرض کی کہ بہترین حال میں کہ خدا نے ہمیں آپ کی محبت عنایت فرمائی ہے۔

فرمایا حصین! دیکھو ہم اہلبیتؑ کی مودت کو معمولی مت سمجھنا یہ باقی رہ جانے والی نیکیوں میں ہے، انھوں نے کہا کہ حضور ہم اسے معمولی نہیں سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس پر شکر خدا کرتے ہیں کہ اس سے فیضیاب فرمایا۔ (اختصاص ص 86، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 215)۔

خصائصِ محبتِ اہلبیتؑ

1- علامتِ ولادتِ صحیح

943- رسول اکرم۔ لوگو! اپنی اولاد کا امتحان محبتِ علیؑ کے ذریعہ لو کہ علیؑ کسی گمراہی کی دعوت نہیں دے سکتے ہیں اور کسی ہدایت سے دور نہیں کر سکتے ہیں جو اولاد ان سے محبت کرے وہ تمھاری ہے ورنہ پھر تمھاری نہیں ہے۔ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 225 /730)۔

944- امام علیؑ! رسول اکرم نے ابوذر سے فرمایا کہ جو ہم اہلبیتؑ سے محبت رکھتا ہے اسے شکر خدا کرنا چاہیئے کہ اس نے پہلی ہی نعمت عنایت فرمادی ہے ابوذر نے عرض کی حضور یہ پہلی نعمت کیا ہے؟ فرمایا حلال زادہ ہونا کہ ہماری محبت حلال زادہ کے علاوہ کسی کے دل میں نہیں ہو سکتی ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 455 / 1918 روایت حسین بن زید و عبداللہ بن ابراہیم الجعفری عن الصادق)۔

945- رسول اکرم! یا علیؑ! جو مجھ سے تم سے اور تمھاری اولاد کے ائمہ سے محبت کرے اسے حلال زادہ ہونے پر شکر خدا کرنا چاہیئے کہ ہمارا دوست صرف حلال زادہ ہی ہو سکتا ہے اور ہمارا دشمن صرف حرام زادہ ہی ہو سکتا ہے، (امالی صدوق ص 384 / 14، معانی الاخبار 161 / 3، بشارہ المصطفیٰ ص 150 روایت زید بن علیؑ)۔

946- رسول اکرم! یا علیؑ! عرب میں تمھارا کوئی دشمن نا تحقیق کے علاوہ نہیں

ہوسکتا ہے۔ (مناقب خوارزمی 323 / 330، روایت ابن عباس، فرائد السمطين 1 ص 135 / 97، خصال 577 / 1، علل الشرائع 143 / 7، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 267۔

947۔ امام علیؑ! کوئی کافر یا حرامزادہ مجھ سے محبت نہیں کر سکتا ہے۔ (شرح نہج البلاغہ 4 ص 110، روایت ابن مریم انصاری، شرح الاخبار 1 ص 152 / 92، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 208۔

948۔ امام باقرؑ! جو شخص اپنے دل میں ہماری محبت کی خنکی کا احساس کرے اسے ابتدائی نعمت پر شکر خدا کرنا چاہیے کسی نے سوال کیا کہ یہ ابتدائی نعمت کیا ہے؟ فرمایا حلال زادہ ہونا۔ (امالی صدوق (ر) 384 / 13، علل الشرائع 141 / 2، معانی الاخبار 161 / 2 روایت ابو محمد الانصاری)۔

949۔ امام صادقؑ! جو شخص اپنے دل میں ہماری محبت کی خنکی کا احساس کرے اسے اپنی ماں کو دعائیں دینا چاہئیں کہ اس نے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی ہے۔ (معانی الاخبار 161 / 4، بشارۃ المصطفیٰ ص 9 روایت مفضل بن عمر)۔

950۔ ابن بکیر! امام صادقؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہم سے محبت کرے اور محل عیب میں نہ ہو اس پر اللہ خصوصیت کے ساتھ مہربان ہے میں نے عرض کی کہ محل عیب سے مراد کیا ہے؟ فرمایا۔ حرام زادہ ہونا۔ (معانی الاخبار 166 / 1)۔

951۔ امام صادقؑ! خدا کی قسم عرب و عجم میں ہم سے محبت کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اہل شرف اور اصیل گھروالے ہیں اور ہم سے دشمنی کرنے والے وہی لوگ ہیں جن کے نسب میں نجاست، گندگی اور غلط نسبت پائی جاتی ہے۔ (کافی 8 ص 316

-(497/

952- عبادۃ بن الصامت! ہم اپنی اولاد کا امتحان محبت علیؑ کے ذریعہ کیا کرتے تھے کہ جب کسی کو دیکھ لیتے تھے کہ وہ علیؑ سے محبت نہیں کرتا ہے تو سمجھ لیتے تھے کہ یہ ہمارا نہیں ہے اور صحیح نکاح کا نتیجہ نہیں ہے۔ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ ص 224 / 727، نہایت 1 ص 161، لسان العرب 4 ص 87)۔ تاج العروس 6 ص 118، مجمع البیان 9 ص 160، شرح الاخبار 1 ص 446 / 124، رجال کشی 1 ص 241، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 207-

953- محبوب بن ابی الزناد! انصار کا کہنا تھا کہ ہم لوگوں کے حرامزادہ ہونے کو بغض علیؑ کے ذریعہ پہچان لیا کرتے تھے۔

مولف! عیسیٰ بن ابی دلف کا بیان ہے کہ ان کا بھائی ولف جس کے نام سے ان کے والد کو ابو دلف کہا جاتا تھا، حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں کی برابر برائی کیا کرتا تھا اور انھیں جاہل قرار دیا کرتا تھا، ایک دن اس نے اپنے والد کی بزم میں ان کی عدم موجودگی میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ علیؑ کی تنقیص کرنے والا حرامزادہ ہوتا ہے حالانکہ تم لوگ جانتے ہو کہ میرا باپ کس قدر غیرت دار ہے اور وہ گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کی زوجہ کے بارے میں کوئی شخص زبان کھول سکے اور میں برابر علیؑ سے عداوت کا اعلان کر رہا ہوں جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ بات بے بنیاد ہے۔

اتفاق امر کہ اچانک ابو دلف گھر سے نکل آئے، لوگوں نے ان کا احترام کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے دلف کا بیان تو سن لیا، اب بتائیے کیا حدیث معروف غلط ہے جبکہ اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، تو ابو دلف نے کہا کہ یہ ولد الزنا بھی ہے اور ولد الحیض

بھی ہے اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ میں بیمار تھا، میری بہن نے اپنی کنیز کو عیادت کے لیے بھیجا، مجھے وہ پسند تھی، میں نے اپنے نفس کو بے قابو دیکھ کر اس سے تعلقات قائم کر لئے جبکہ وہ ایام حیض میں تھی اور اس طرح وہ حاملہ بھی ہو گئی اور بعد میں اس نے بچہ کو میرے حوالہ کر دیا۔ جس کے بعد دف اپنے باپ کا بھی دشمن ہو گیا کہ اس کا رجحان تشیع اور محبت علیؑ کی طرف تھا اور باب کے مرنے کے بعد مسلسل اسے بُرا بھلا کہنے لگا۔ (مروج الذهب 4 ص 62، کشف الیقین 276/573)۔

2- شرط توحید

954- جابر بن عبد اللہ انصاری! ایک اعرابی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ حضور کیا جنت کی کوئی قیمت ہے؟ فرمایا، بیشک اس نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا لا الہ الا اللہ جسے بندہ مومن خلوص دل کے ساتھ زبان پر جاری کرے۔ اس نے کہا کہ خلوص دل کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا میرے احکام پر عمل اور میرے اہلبیتؑ کی محبت۔

اس نے عرض کیا اہلبیتؑ کی محبت بھی کلمہ توحید کا کوئی حق ہے؟ فرمایا یہ سب سے عظیم ترین حق ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 583/1207)۔

955- امام علیؑ! کلمہ لا الہ الا اللہ کے بہت سے شروط ہیں اور میں اور میری اولاد انھیں شروط میں سے ہیں۔ (غرر الحکم ص 3479)۔

956- اسحاق بن راہویہ! جب امام علی رضاً نیشاپور پہنچے تو لوگوں نے فرمائش کی کہ حضور ہمارے درمیان سے گذر جائیں اور کوئی حدیث بیان نہ فرمائیں یہ کیونکر ممکن ہے۔؟

آپ نے محمل سے سر باہر نکالا اور فرمایا کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا کہ انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت جعفر بن محمدؑ سے اور انھوں نے اپنے والد حضرت محمد بن علیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد علی بن الحسینؑ سے اور انھوں نے اپنے والد امام حسینؑ سے اور انھوں نے اپنے والد حضرت علی بن ابی طالبؑ سے اور انھوں نے رسول اکرمؐ سے اور انھوں نے جبریل کی زبان سے یہ ارشاد الہی سنا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو جائیگا۔

یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے اور پھر ایک مرتبہ پکار کر فرمایا لیکن اس کی شرائط ہیں اور انھیں میں سے ایک میں بھی ہوں۔ (التوحید 25/23، امالی صدوق (ر) ص 195/8، عیون اخبار الرضاؑ ص 135/4، معانی الاخبار ص 371/1، ثواب الاعمال ص 21/1، بشارۃ المصطفیٰ ص 269، روضۃ الواعظین ص 51)۔

3- علامت ایمان

957- رسول اکرم! مجھ سے میرے پروردگار نے عہد کیا ہے کہ میرے اہلبیتؑ کی محبت کے بغیر کسی بندہ کے ایمان کو قبول نہیں کرے گا۔ (احقاق الحق 9 ص 454 نقل از مناقب مرتضویہ و خلاصۃ الاخبار)۔

958- رسول اکرم! کوئی انسان صاحب ایمان نہیں ہو سکتا ہے جب تک میں اس کے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میرے اہل اس کے اہل سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میری عترت اس کی عترت سے زادہ محبوب نہ ہو اور میری ذات اس کی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ (المعجم الاوسط ص 59/5790، المعجم الکبیر ص 75، الفردوس

5 ص 154، 7769، امالی صدوق (ر) ص 274 / 9، علل الشرائع ص 140 / 3، بشارۃ المصطفیٰ ص 53، روایت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ روضۃ الواعظین ص (298)۔

959۔ رسول اکرم! ایمان ہم اہلبیتؑ کی محبت کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ہے (کفایۃ الاثر ص 110 روایت واثلہ بن الاسقع)۔

960۔ امام علیؑ! کسی بندہ مومن کا دل ایمان کے ساتھ آزما یا ہوا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہماری محبت کو پا کر ہمیں دوست رکھتا ہے اور کسی بندہ سے خدا ناراض نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ ہمارے بغض کو اپنے دل میں جگہ دے کر ہم سے دشمنی کرتا ہے، لہذا ہمارا دوست ہمیشہ منتظر رحمت رہتا ہے اور گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل رہتے ہیں اور ہمارا دشمن ہمیشہ جہنم کے کنارہ رہتا ہے، خوش بخشی ہے اہل رحمت کے لئے اس رحمت کی بنیاد پر اور ہلاکت و بد بخشی اہل جہنم کیلئے اس بدترین ٹھکانہ کی بنا پر (امالی طوسی (ر) 43 / 34، امالی مفید ص 270 / 2، بشارۃ المصطفیٰ ص 25، کشف الغمہ 1 ص 140 روایات حارث اعور)۔

961۔ رسول اکرم! جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا اور اے علیؑ تمہارا دوست مومن کے علاوہ کوئی نہ ہوگا اور تمہارا دشمن کافر اور منافق کے علاوہ کوئی نہ ہوگا۔ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 188 / 671 از یعلیٰ بن مرۃ الشقفی)۔

962۔ امام علیؑ! مجھ سے رسول اکرم کا یہ عہد ہے کہ مجھ سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی دشمنی نہ کرے گا۔ (سنن نسائی 8 ص 117، مسند احمد بن حنبل 1 ص 204 / 731، فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 564 / 948، کنز الفوائد

2 ص 83، الغارات 2 ص 520، تاریخ بغداد 2 ص 255 / 14 ص 426 روایات زر بن جیش 80 ص 417 روایت علی بن ربیعہ الوالی۔

963- ام سلمہ! میں نے رسول اکرم کو علیؑ سے یہ فرماتے سنا ہے کہ مومن تم سے دشمنی نہیں کر سکتا ہے اور منافق تمہارا دوست نہیں ہو سکتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل 10 ص 176 / 26569، سنن ترمذی 5 ص 635 / 3717، البدایہ والنہایہ 7 ص 55-3، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 208 / 99، محاسن 1 ص 248 / 456، اعلام الدین 278 ص، عوالی اللؤلؤ 4 ص 85 / 95، احتجاج 10 ص 149، شرح نہج البلاغہ معترلی 4 ص 83)۔

964- ابوذر! میں نے رسول اکرم کو حضرت علیؑ سے فرماتے سنا ہے کہ اللہ نے مومنین سے تمہاری محبت کا عہد لے لیا ہے اور گویا منافقین سے تمہاری عداوت کا عہد ہو گیا ہے، اگر تم مومن کی ناک بھی کاٹ دو تو تم سے دشمنی نہیں کرے گا اور اگر منافق پر دینار چا در کر دو تو بھی تم سے محبت نہیں کرے گا یا علیؑ تم سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور تم سے عداوت نہیں کرے گا مگر منافق۔ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 204 / 695، الغارات 2 ص 520 / وایت حبۃ القرتی)۔

965- امام علیؑ! اگر میں مومن کی ناک بھی تلوار سے کاٹ دوں کہ مجھ سے عداوت کرے تو نہیں کرے گا اور اگر منافق پر ساری دنیا انڈیل دوں کہ مجھ سے محبت کر لے تو نہیں کرے گا اس لئے کہ یہ فیصلہ رسول اکرم کی زبان سے ہو چکا ہے کہ یا علیؑ! مومن تم سے دشمنی نہیں کر سکتا ہے اور منافق تم سے محبت نہیں کر سکتا ہے (نہج البلاغہ حکمت ص 45، امالی طوسی (ر) ص 206 / 353، روایت سوید بن غفلہ، روضۃ الواعظین ص 323، کافی 8 ص

268/396)۔

966۔ امام باقر! ہماری محبت ایمان ہے اور ہماری عداوت کفر ہے۔ (کافی 1 ص 188 / 12 محاسن 1 ص 247 / 463 روایت محمد بن الفضل، تفسیر فرات کوفی ص 228 / 566 زیاد بن المنذر)۔

967۔ امام باقر! اے ابا ابوردا اور اے جابر! تم دونوں قطعیت تک جب بھی کسی مومن کے نفس کی تفتیش کرو گے تو علی بن ابی طالبؑ کی محبت ہی پاؤ گے اور اسی طرح قیامت تک اگر منافق کے نفس کی جانچ کرو گے تو امیر المومنینؑ کی دشمنی ہی پاؤ گے، اس لئے کہ پروردگار نے رسول اکرمؐ کی زبان سے یہ فیصلہ سنا دیا ہے، کہ یا علی! تم سے مومن دشمنی نہیں کرے گا اور کافر یا منافق محبت نہیں کرے گا اور ظلم کا حامل ہمیشہ خائب و خاسر ہی ہوتا ہے، دیکھو ہم سے سمجھ بوجھ کر محبت کرو تا کہ راستہ پا جاؤ اور کامیاب ہو جاؤ ہم اسلامی انداز کی محبت کرو۔ (تفسیر فرات کوفی ص 260 / 355 روایت جابر بن یزید و ابی الورد)۔

968۔ امام باقر! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ معلوم کرے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے اسے چاہئے کہ ہماری محبت کو اپنے دل پر پیش کرے، اگر دل اسے قبول کر لے تو سمجھے کہ مومن ہے۔ (کامل الزیارات ص 193 از ابو بکر الخضر می)۔

969۔ علی بن محمد بن بشر! میں محمد بن علیؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک سوار آیا اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر آپ کے پاس آیا اور ایک خط دیا، آپ نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا کہ مہلب ہم سے کیا چاہتا ہے؟ خدا کی قسم کہ ہمارے پاس نہ کوئی دنیا ہے اور نہ سلطنت۔ اس نے کہا کہ میری جان آپ پر قربان، اگر کوئی شخص دنیا و آخرت دونوں چاہتا ہے تو وہ آپ اہلبیتؑ ہی کے پاس ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ماشاء اللہ، یاد رکھو کہ جو ہم سے برائے خدا محبت کرے گا اللہ اسے اس محبت کا فائدہ دے گا اور جو کسی اور کے لئے محبت کرے گا تو خدا جو چاہتا ہے فیصلہ کر سکتا ہے، ہم اہلبیت کی محبت ایک ایسی شے ہے جسے پروردگار دلوں پر ثبت کر دیتا ہے اور جس کے دل پر خدا ثبت کر دیتا ہے اسے کوئی مٹا نہیں سکتا ہے، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے ”یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دل میں خدا نے ایمان لکھ دیا اور ان کی اپنی روح سے تائید کر دی ہے“..... ہم اہلبیت کی محبت ایمان کی اصل ہے۔ (شواہد التزئیل 2 ص 330 / 971، تاویل الآیات النظاہرة ص 650۔)

4۔ قیامت کا سب سے پہلا سوال

970۔ رسول اکرم! قیامت کے دن سب سے پہلے ہم اہلبیت کی محبت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 62 / 258 روایت حسن بن عبد اللہ بن محمد بن العباس الرازی النعمنی)۔

971۔ ابو بزرہ رسول اکرم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی بندہ کے قدم آگے نہیں بڑھیں گے جب تک چار باتوں کا سوال نہ کر لیا جائے، اپنی عمر کو کہاں صرف کیا ہے، اپنے جسم کو کہاں استعمال کیا ہے، اپنے مال کو کہاں خرچ کیا ہے اور کہاں سے حاصل کیا ہے اور پھر ہم اہلبیت کی محبت! (المعجم الکبیر 11 ص 84 / 11177، المعجم الاوسط 9 ص 155 / 9406، مناقب ابن المغازی ص 120 / 157 روایات ابن عباس، فرائد السمطین 2 ص 301 / 557 روایت داؤد بن سلیمان، امالی صدوق (ر) 42 / 9، خصال 253 / 125، روایت اسحاق بن موسیٰ عن الکاظم، تحف العقول ص 56، امالی طوسی (ر) ص 593 / 1227، تنبیہ الخواطر 2 ص 75 روایت ابو بریدہ الاسلمی، جامع الاخبار ص 499 /

1384 عن الرضا، روضة الواعظین ص 546، شرح الاخبار 2 ص 508 / 898 روایت ابو سعید خدری)۔

972- ابو ہریرہ! رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ کسی بندہ کے قدم روز قیامت آگے نہ بڑھیں گے جب تک چار باتوں کا سوال نہ کر لیا جائے، جسم کو کہاں تھکا یا ہے؟ عمر کو کہاں صرف کیا ہے؟ مال کو کہاں سے حاصل کیا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے؟ اور ہم اہلبیت کی محبت۔

کسی نے عرض کیا کہ حضور آپ حضرات کی محبت کی علامت کیا ہے؟ آپ نے علیؑ نے کاندھے پر رکھ کر فرمایا..... یہ..... (المجم الاوسط 2 ص 348 / 1291، مناقب خوارزمی ص 77/59)۔

973- حنان بن سدیر! مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے ایسا کھانا پیش فرمایا جو میں نے کبھی نہیں کھایا تھا اور اس کے بعد فرمایا کہ سدیر! تم نے ہمارے کھانے کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، ایسا کھانا تو میں نے کبھی نہیں کھایا ہے، اور نہ شائد کبھی کھا سکوں گا، اس کے بعد میری آنکھوں میں آنسو آ گئے!

فرمایا سدیر! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی، فرزند رسول قرآن مجید کی ایک آیت یاد آ گئی!

فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ میں نے عرض کی کہ ”قیامت کے دن تم لوگوں سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا“ مجھے خوف ہے کہ یہ کھانا بھی اسی نعمت میں شمار ہو جس کا حساب دینا پڑے۔

امام ہنس پڑے اور فرمایا کہ سدیر! تم سے نہ اچھے کھانے کے بارے میں سوال ہوگا اور نہ نرم لباس کے بارے میں اور نہ پاکیزہ خوشبو کے بارے میں۔ یہ سب تو ہمارے ہی لئے خلق کئے گئے ہیں اور ہم مالک کے لئے خلق ہوئے ہیں تاکہ اس کی اطاعت کریں۔

میں نے عرض کی تو حضور! یہ نعمت کیا ہے؟ فرمایا علیؑ اور ان کی اولاد کی محبت! جس کے بارے میں خدا روز قیامت سوال کرے گا کہ تم نے اس نعمت کا کس طرح شکر یہ ادا کیا ہے اور اس کی کس قدر دانی کی ہے۔ (تفسیر فرات الکوفی ص 605/763)۔

ترتیب اولاد بر حسب اہلبیتؑ

974۔ رسول اکرم! اپنی اولاد کی تربیت کرو میری محبت، میری اہلبیتؑ کی محبت اور قرآن کی تعلیم پر۔ (احقاق الحق 18 / 498)۔ 975۔ رسول اکرم! اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تربیت دو، اپنے پیغمبر کی محبت پیغمبر کے اہلبیتؑ کی محبت اور قرأت قرآن، اس لئے کہ حاملان قرآن انبیاء و اولیاء کے ساتھ اس دن بھی سایہ رحمت میں ہوں گے جس دن سایہ رحمت الہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (کنز العمال 16 / 456 / 45409 نقل از فوائد عبدالکریم الشیرازی، والدیلی و ابن النجار، فرانسہ لسمطین 2 ص 304 / 559 از مخارق بن عبدالرحمان، صواعق محرقة ص 172، احقاق الحق 18 / 297 نقل از ابو یعلیٰ)۔

976۔ ابو الزبیر المکی! میں نے جابر کو دیکھا کہ انصار کے راستوں اور اجتماعات کا دورہ کر رہے ہیں عصا کا سہارا لئے ہوئے..... اور کہتے جارہے ہیں اپنی اولاد کو محبت علیؑ کی تربیت دو اور اگر قبول نہ کریں تو ان کی ماں کے بارے میں تحقیق کرو۔ (علل الشرائع ص 142، الفقیہ 3 ص 493 / 4744، رجال کشی 1 ص 236، الثاقب فی المناقب /

(123)۔

977۔ ابو الزبیر، عطیہ کو فی جواب! ہر ایک کا بیان ہے کہ ہم نے جابر کو عصا کا سہارا لے کر مدینہ کی گلیوں اور محفلوں کا دورہ کرتے ہوئے دیکھا ہے جب وہ اس روایت کا اعلان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے گروہ انصار! اپنی اولاد کو محبت علیؑ کی تربیت دو اور جو انکار کر دے اس کی ماں کے بارے میں غور کرو۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 67)۔

نوٹ! روایت سے مراد حدیث ”علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر“ علیؑ تمام انسانوں سے افضل ہیں اور جو اس کا انکار کر دے وہ کافر ہے“

978۔ امام صادقؑ! اے میرے شیعو! اپنی اولاد کو عبدی کے اشعار سکھاؤ کہ وہ دین خدا پر ہیں۔ (رجال کشی 2 ص 704/748 از سماعت)۔

نوٹ! ابو محمد سفیان بن مصعب العبدي الکندی کا شمار ان شعراء اہلبیتؑ میں ہوتا ہے جو ہر اعتبار سے ان سے قربت اور اخلاص رکھتے تھے اور انھوں نے بے شمار اشعار امیر المؤمنینؑ اور ان کی ذریت کے بارے میں لکھے ہیں جن میں ان حضرات کی مدح بھی کی ہے اور ان کے مصائب کا تذکرہ بھی کیا ہے اور اہلبیتؑ کے علاوہ کسی کے بارے میں ایک شعر بھی نہیں لکھا ہے۔

شیخ الطائفہ نے انھیں امام صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے لیکن یہ صحابیت صرف محبت، آمد و رفت یا ہنر مان ہونے کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد حضرت کی بارگاہ میں تقرب، ان سے اخلاص اور اہلبیتؑ سے صحیح قلب سے محبت ہے یہاں تک کہ امامؑ نے اپنے شیعوں کو ان کے اشعار کی تعلیم دینے کا حکم دیا ہے اور ان اشعار کو دین خدا پر مبنی قرار دیا ہے جیسا کہ کشی نے اپنے رجال ص 254 میں نقل کیا ہے۔

ان کی صداقت اور ان کے اخلاص و استقامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ امامؑ نے انہیں وہ مراثی لکھنے کا حکم دیا تھا جو خواتین اپنے اجتماعات غم میں پڑھا کریں۔

افسوس کہ مورخین نے ان کی تاریخ ولادت و وفات کا تذکرہ نہیں کیا ہے، البتہ ان کا امام جعفر صادق سے روایت کرنا اور سید حمیری کے ساتھ اجتماع جن کی ولادت 105ء میں ہوئی ہے اور 178ء میں وفات ہوئی ہے اور اسی طرح ابوداؤد المسترق کے ساتھ جمع ہونا اس بات کی علامت ہے کہ عبدی کی زندگی کا سلسلہ سید حمیری کے سال وفات تک باقی تھا۔

فہرست نجاشی کی بنا پر ابوداؤد کا انتقال 231ء میں ہوا ہے اور کشتی کی بنا پر 160ء میں ہوا ہے اور عبدی سے روایت کرنے کے لئے کم سے کم اتنی عمر تو بہر حال درکار ہے جس میں انسان روایت کرنے کے قابل ہو جائے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عبدی کی زندگی کا سلسلہ سید حمیری کی وفات تک باقی تھا لہذا اعیان الشیعہ 1 ص 370 کا یہ بیان کہ عبدی کا انتقال تقریباً 120ء میں ابوداؤد المسترق کی ولادت سے تقریباً 40 سال پہلے ہو گیا ہے خلاف تحقیق اور خلاف قرآن ہے۔ (الغدیر 2 ص 290-328 حالات عبدی کوئی)۔

واضح رہے کہ عبدی کا قصیدہ بانیہ بہت طویل ہے جس کے مدحیہ اشعار کا خلاصہ یہ ہے۔

میرا اسلام اس قبر تک پہنچا دو جو مقام غری (نجف) میں ہے اور جس میں عرب و عجم کا سب سے زیادہ وفادار انسان آرام کر رہا ہے۔

اور اپنا شعار ان کی بارگاہ میں خشوع کو قرار دو اور آواز دو اے بہترین پیغمبر کے بہترین وصی۔

تو نبی ہادی کا بھائی بھی ہے اور مددگار بھی، تو حق کا اظہار کرنے والا بھی ہے اور تمام کتب سماویہ کا مدوح بھی۔

تو بضعتہ الرسول فاطمہ زہرا کا شوہر بھی ہے اور منتخب روزگار اولاد رسول کا باپ بھی ہے۔

وہ اولاد رسول جن میں سب راہ خدا میں زحمت برداشت کرنے والے دین خدا کی مدد کرنے والے اور اللہ کے لئے کام کرنے والے افراد ہیں۔

یہ سب گمراہی کی تاریک راتوں کے راہنما ہیں اور ان کا نور ہدایت ستاروں سے زیادہ جگمگا رہا ہے۔

میں نے ان کی محبت کا اظہار کیا تو مجھے رافضی کا لقب دیدیا گیا اور مجھے اس راہ میں یہ لقب کس قدر پیارا ہے۔

صاحب عرش کی صلوات و رحمت ہر آن فاطمہ بنت اسد کے اس لال پر ہے جو تمام رنج و غم کا دور کرنے والا ہے۔

اور ان کے دونوں فرزندوں پر جن میں سے ایک زہر دغا سے شہید ہونے والا اور دوسرا خاک کر بلا پر شہید ہونے والا ہے۔

اور اس عابد و زاہد پر جو اس کے بعد ہے اور اس باقر العلم پر جو منتہائے مطلوب سے قریب تر ہے۔

اور جعفرؑ پر اور ان کے فرزند موسیٰؑ پر اور ان کے بعد رضائیک کردار پر اور جو آدشب زندہ دار پر۔

اور عسکر مبینؑ پر اور اس مہدی پر جو قائم، صاحب الامر اور لباس ہدایت سے آراستہ

و پیراستہ ہے۔

جو زمین کو ظلم سے بھرنے کے بعد انصاف سے بھر دے گا اور اہل فتنہ و فساد کا قلع قمع کر دے گا۔

اور بہترین مجاہدین راہ خدا کی قیادت کرنے والا ہے اس جنگ میں جو سرکش باغیوں کے خلاف ہونے والی ہے۔

عبدی نے دوسرے قصیدہ میں اپنی محبت آل کا اظہار اس انداز سے کیا ہے۔
اے میرے سردارو! اے اولاد علیؑ اے آل طہ اور آل ص کون تمہارا مثل ہو سکتا ہے جبکہ تم زمین میں اللہ کے جانشین ہو۔

تم وہ نجوم ہدایت ہو جن کے ذریعہ خدا ہر ہادی کو ہدایت دیتا ہے۔
اگر تمہاری راہنمائی نہ ہوتی تو ہم گمراہ ہو جاتے اور ہدایت و گمراہی مخلوط ہو کر رہ جاتے۔

میں ہمیشہ تمہاری محبت میں محبت کرتا ہوں اور تمہارے دشمنوں سے دشمنی کرتا ہوں۔

میں نے تمہاری محبت کے علاوہ کوئی زاد راہ نہیں فراہم کیا ہے اور یہی بہترین زاد راہ ہے۔

یہی وہ ذخیرہ ہے جس پر روز قیامت میرا اعتماد اور بھروسہ ہے۔
آپ حضرات کی محبت اور آپ کے دشمنوں سے برائت ہی میرا کل دین و ایمان ہے!۔

ترویج محبوبیت اہلبیتؑ

979- امام صادق! اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو ہمیں لوگوں میں محبوب بنائے اور مبغوض نہ بنائے۔ (کافی 8 ص 229 / 293، تنبیہ الخواطر 2 ص 152 روایت ابوبصیر، مشکوٰۃ الانوار ص 180 روایت علی بن ابی حمزہ، الاعتقادات و تصحیح الاعتقادات ص 109، دعائم الاسلام 1 ص 61، فقہ الرضّاء ص 306)۔

980- امام صادق! اللہ اس بندہ پر رحمت کرے جو لوگوں کی محبت کو ہماری طرف کھینچ کر لے آئے اور ان سے وہ بات کرے جو انہیں پسندیدہ ہو اور وہ بات نہ کرے جو ناپسند ہو۔ (امالی صدوق (ر) 88 / 8 روایت مدرک بن زہبیر، الخصال 25 / 89، بشارۃ المصطفیٰ ص 15، شرح الاخبار 3 ص 590 / 1456، روایت مدرک بن الہزہ ہاز)۔

981- علقمہ! میں نے امام صادق سے گزارش کی کہ میں آپ کے قربان کوئی نصیحت فرمائیے؟ فرمایا کہ میں تمہیں تقوائے الہی، احتیاط، عبادت، طول سجدہ، ادائے امانت، صدق حدیث، ہمسایہ کے ساتھ بہترین سلوک کی وصیت کرتا ہوں، دیکھو اپنے قبیلہ کے ساتھ تعلقات ٹھیک رکھنا، ان کے مریضوں کی عیادت کرنا، جنازوں کی مشایعت کرنا اور ہمارے واسطے باعث زینت بننا باعث ننگ و عار نہ بننا ہمیں لوگوں کے نزدیک محبوب بنانا اور مبغوض نہ بنانا، ہماری طرف ہر مودت کو کھینچ کر لے آؤ اور ہر برائی کو ہم سے دور رکھو ہمارے بارے میں جو خیر کہا جائے ہم اس کے اہل ہیں اور جس شر کی نسبت دی جائے اس سے یقیناً پاکیزہ ہیں، ہمارا کتاب خدا اور قرابت رسول اور پاکیزہ ولادت کی بنا پر ایک حق ہے لہذا ہمارے بارے میں ایسی ہی بات کرو! (بشارۃ المصطفیٰ ص 222)۔

علامات محبت اہلبیتؑ

1- کوشش عمل

982- امام علیؑ! میں رسول اکرم کے ساتھ ہوں گا اور میرے فرزند میرے ساتھ حوض کوثر پر ہوں گے لہذا جسے میرے ساتھ رہنا ہے اسے میری بات کو اختیار کرنا ہوگا اور میرے عمل کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ (خصال ص 624 / 10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم، تفسیر فرات ص 367 / 499، جامع الاخبار 495 / 1376، غرر الحکم حاشیہ ص 3763)۔

983- حماد لحام امام صادق سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم نے فرمایا کہ اگر تم نے میرے خلاف عمل کیا تو میرے ساتھ آخرت میں نہیں رہ سکتے ہو پروردگار اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ ہمارے اعمال کے خلاف عمل کرنے والے ہماری منزل میں نازل ہوں، پروردگار کعبہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ (کافی ص 253 / 358، تنبیہ الخواطر 2 ص 176)۔

984- امام علیؑ! جو ہم سے محبت کرے اسے ہمارا جیسا عمل بھی کرنا ہوگا اور اس راہ میں تقویٰ کو رد کرنا اور ڈھنسا ہونا ہوگا۔ (غرر الحکم ص 8483)۔

985- امام علیؑ! جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا جیسا عمل بھی کرے اور اس راہ میں تقویٰ سے مدد لے کہ دنیا و آخرت کا سب سے بڑا مددگار تقویٰ الہی ہی ہے۔ (خصال ص 614 / 10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم عن الصادق، تحف العقول ص 104)۔

986- امام صادق! میں والد بزرگوار کے ساتھ نکل کر مسجد رسول میں گیا، قبر و منبر کے درمیان شیعوں کی ایک جماعت موجود تھی، آپ نے انھیں سلام کیا، ان لوگوں نے جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری روح اور تمہاری خوشبو کو دوست رکھتا ہوں لہذا اپنے تقویٰ اور ورع سے میری مدد کرو اور یہ یاد رکھو کہ ہماری محبت ورع اور سعی عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور اگر کوئی شخص کسی بندہ کے پیچھے چلے تو اسے اس کے مطابق عمل بھی کرنا چاہیے۔ (کافی ص 8 / 212 / 259 روایت عمرو بن المقدام، امالی صدوق ص 500 / 4 روایت ابو بصیر، فضائل الشیعہ 51 / 8 از محمد بن عمران)۔

987- امام مہدی! جناب شیخ مفید (ر) کے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کو وہ عمل کرنا چاہیے جو ہماری محبت سے قریب بنا دے اور ہر اس عمل سے پرہیز کرنا چاہئے جو ہم سے کراہت اور بیزاری کا سبب بنے کہ ہمارا ظہور اچانک ہوگا اور اس وقت نہ کوئی توبہ کار آمد ہوگی اور نہ ہمارے عتاب سے کوئی شرمندگی بچا سکے گی (احتجاج 2 ص 599)۔

2- محبان اہلبیت سے محبت

988- حنش بن المعتمر! میں امیر المومنین علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام کر کے مزاج دریافت کیا تو فرمایا کہ میری شام اس عالم میں ہوئی ہے کہ میں اپنے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن ہوں اور ہمارا دوست اس رحمت خدا پر مطمئن ہے جس کا انتظار کر رہا تھا اور ہمارا دشمن اپنی تعمیر جہنم کے کنارہ کر رہا ہے جس کا انجام جہنم میں گر جانا ہے اور گویا کہ اہل رحمت کیلئے رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور انھیں رحمت مبارک ہے اور اہل جہنم کیلئے جہنم کی ہلاکت حاضر ہے۔

حنش! جو شخص یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میرا دوست ہے یا دشمن؟ اسے چاہئے کہ اپنے دل کا امتحان کرے، اگر ہمارے دوستوں کا دوست ہے تو ہمارا دشمن نہیں ہے اور ہمارے دوستوں کا دشمن ہے تو پھر ہمارا دوست نہیں ہے، خدا نے ہمارے دوست کی دوستی کا عہد لیا ہے اور ہمارے دشمنوں کا نام کتاب میں ثبت کر دیا ہے، ہم نجیب اور پاکیزہ افراد ہیں اور ہمارا گھرانہ انبیاء کا گھرانہ ہے۔ (امالی طوسی (ر) 113/ 172، امالی مفید ص 334/ 74، بشارۃ المصطفیٰ ص 45، کشف الغمہ 2 ص 8، الغارات 2 ص 585)۔

989۔ امام علیؑ! جس نے اللہ سے محبت کی اس نے نبی سے محبت کی اور اس نے ہم سے محبت کی اور جس نے ہم سے محبت کی وہ ہمارے شیعوں سے بہر حال محبت کرے گا۔ (تفسیر فرات کوفی ص 128/ 146 روایت زید بن حمزہ بن محمد بن علی بن زیاد القصار)۔

990۔ امام صادقؑ! جس نے ہمارے دوست سے محبت کی اس نے ہم سے محبت کی (بخار الانوار 100/ 124/ 34 روایت عبدالرحمان بن مسلم (المزار الکبیر)۔

3۔ دشمنان اہلبیتؑ سے دشمنی

991۔ صالح بن میثم التمار! میں نے حضرت میثم کی کتاب میں دیکھا ہے کہ ہم لوگوں نے ایک شام امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضری دی تو آپ نے فرمایا کہ جس مومن کے دل کا بھی خدا نے ایمان کے لئے امتحان لے لیا وہ ہماری مودت کو اپنے دل میں ضرور پائے گا اور جس پر خدا کی ناراضگی ثابت ہوگئی ہے وہ ہماری دشمنی ضرور رکھے گا، ہم اس بات پر خوش ہیں کہ مومن ہم سے دوستی رکھتا ہے اور دشمن کی دشمنی کو ہم پہچانتے ہیں۔

ہمارا دوست رحمت خدا کی بنا پر خوشحال ہے اور ہر روز اس کا منتظر رہتا ہے اور ہمارا دشمن اپنی تعمیر جہنم کے کنارے پر کر رہا ہے جس کا انجام ایک دن اس میں گر جانا ہے، گویا اہل رحمت کے لئے رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور وہ اس میں خوشحال ہے اور اہل جہنم کا انجام ہلاکت ہے۔

جس بندہ کے دل میں خدا نے خیر قرار دیدیا ہے وہ ہماری محبت میں کوتاہی نہیں کر سکتا ہے اور جو ہمارے دشمن سے محبت کرتا ہے وہ ہمارا دوست نہیں ہو سکتا ہے، دو طرح کی چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں اور ”خدا نے کسی سینہ میں دو دل نہیں قرار دیے ہیں۔ سورہ احزاب آیت 124 کہ ایک سے اس قوم سے محبت کرے اور دوسرے سے اس قوم سے، جو ہمارا محب ہے وہ اتنا ہی خالص ہے جس قدر بغیر ملاوٹ والا سونا ہوتا ہے۔

ہم نجیب و پاکیزہ افراد ہیں اور ہمارا گھرانہ انبیاء کا گھرانہ ہے، ہم اوصیاء کے وصی اور اللہ و رسول کے گروہ والے ہیں، ہمارا باغی گروہ حزب الشیطان ہے، جو ہماری محبت کا حال آزمانا چاہے وہ اپنے دل کا امتحان کر لے، اگر ہمارے دشمنوں کی محبت بھی پائی جاتی ہے تو اسے معلوم رہے کہ خدا، جبریل اور میکائیل سب اس کے دشمن ہیں اور خدا تمام کافروں کا دشمن ہے (امالی طوسی (ر) 148 / 243، بشارۃ المصطفیٰ ص 87 کشف الغمہ 2 / 11، تاویل الآیات الظاہرۃ ص 439 روایت ابی الجارود عن الصادق)۔

992- ابو الجارود نے امام باقر سے آیت شریفہ ”ما جعل اللہ لرجل من قلمین فی جوفہ“ کے بارے میں امیر المؤمنین کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ہماری اور ہمارے دشمن کی محبت ایک سینہ میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں کہ خدا نے کسی کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے ہیں کہ ایک سے اس سے محبت کرے اور دوسرے سے اس سے دشمنی کرے، ہمارا محبت کرنے والا اتنا ہی

مخلص ہوتا ہے جیسے خالص سونا جس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہ ہو، جو شخص ہماری محبت کا اندازہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے دل کا امتحان کر لے، اگر ہماری محبت میں دشمن کو شریک پاتا ہے تو نہ وہ ہم سے ہے اور نہ ہم اس سے ہیں اور اللہ بھی اس کا دشمن ہے اور جبریل و میکائیل بھی اور اللہ تمام کافروں کا دشمن ہے۔ (تفسیر مفتی 2 ص 171)۔

993- امام صادق نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا جس کا سوال یہ تھا کہ ایک شخص آپ کا دوست تو ہے لیکن آپ کے دشمن سے برائت میں کمزوری محسوس کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟..... فرمایا، افسوس، جو ہماری محبت کا دعویٰ کرے اور ہمارے دشمن سے برائت نہ کرے وہ جھوٹا ہے۔ (مستطرفات السرائر 2/ 149)۔

4- بلاؤں کے لئے آمادگی

994- ابو سعید خدری نے رسول اکرم سے ایک حاجت کے بارے میں فریاد کی تو آپ نے فرمایا کہ ابو سعید صبر کرو کہ فقر و فاقہ میرے چاہنے والوں تک پہاڑوں کی بلندیوں سے وادیوں کی طرف آنے والے سیلاب سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آتا ہے۔ (مسند ابن جنبل 4 ص 85 / 11379، شعب الایمان 7 ص 318 / 10442، 2 ص 174 / 1473، الفردوس 3 ص 155 / 4421)۔

995- ابو ذر رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ کے گھرانہ کا چاہنے والا ہوں تو فرمایا کہ ہوشیار رہو اور فقر کی سواری تیار رکھو کہ فقر ہمارے چاہنے والوں کی طرف سیلاب کی تیز رفتاری سے زیادہ روانی کے ساتھ آتا ہے۔ (مستدرک حاکم 4 ص 367 / 944، سنن ترمذی 4 ص 576 / 2350، شعب الایمان 2 ص 173 / 1471)۔

996۔ ابن عباس! رسول اکرم کو سخت پریشانی کا سامنا ہو گیا اور علیؑ کو اس کی خبر مل گئی تو وہ کام کی تلاش میں نکل پڑے تاکہ کچھ سامان حاصل کر کے رسول اکرم کی خدمت میں پیش کر دیں، اتفاق سے ایک یہودی کے باغ میں سیچائی کا کام مل گیا اور سترہ کھجور کے عوض سترہ ڈول پانی نکالا اور وہ کھجور لے کر رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ یا ابالحسن یہ کہاں سے؟ عرض کی کہ مجھے آپ کی پریشانی کا علم ہوا تو میں کام کی تلاش میں نکل پڑا اور یہ کھجور لے حاضر ہوا ہوں۔

فرمایا کہ یہ تم نے خدا و رسول کی محبت میں کیا ہے؟ عرض کی بیشک! فرمایا کہ جب کوئی بندہ خدا و رسول سے محبت کرتا ہے تو فقر و فاقہ اس کی طرف سیلاب کی روانی سے تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتا ہے خدا و رسول سے محبت کرنے والے کو صبر کی سواری کو تیار رکھنا چاہئے۔ (السنن الکبریٰ 6 ص 197 / 1149، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 449 / 966)۔

997۔ عمنۃ الجہنی! ایک دن رسول اکرم گھر سے برآمد ہوئے تو انصار کے ایک شخص نے ملاقات کر کے عرض کی کہ میرے ماں باپ قربان، آپ کے چہرہ پر کبیدگی کے آثار اچھے نہیں لگتے ہیں، آخر اس کا سبب کیا ہے؟ آپ نے تاویر اس شخص پر نظر کرنے کے بعد فرمایا کہ بھوک!

وہ شخص یہ سن کر رو پڑا اور گھر میں کھانا تلاش کرنے لگا اور جب کچھ نہ ملا تو منیٰ قریظہ میں جا کر ایک کھجور ایک ڈول پانی کھینچنے کا کام کرنے لگا اور جب کچھ کھجور جمع ہو گئے تو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور نوش فرمائیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ کھجور کہاں سے آئے؟

اس نے ساری داستان بیان کی۔

آپ نے فرمایا کہ شائد تم اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ بیشک! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے کہ آپ میری نظر میں میری جان اور میرے اہل و عیال اور اموال سے زیادہ عزیز ہیں۔

فرمایا اگر ایسا ہے تو فقر اور بلاء کے لئے تیار ہو جاؤ کہ ذات واجب کی قسم، فقر اور بلا کی رفتار میرے چاہنے والوں کی طرف بلندی کوہ سے سیلاب کی رفتار سے زیادہ تیز تر ہے۔ (المجم الکبیر 18 ص 84/ 155، اصابہ 4 ص 611/ 6097، اسد الغابہ 4 ص 294/ 4112)۔

998۔ امام علیؑ! جو شخص بھی ہم سے محبت کرے وہ بلاء کی چادر تیار کر لے۔ (غرر

الحکم ص 9037)۔

999۔ امام علیؑ! جو ہم سے محبت کرے اسے رنج و محن کی کھال اوڑھ لینی چاہیے۔ (

غرر الحکم ص 9038)۔

1000۔ امام علیؑ! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے اسے سامان بلاء کو تیار کر لینا

چاہیے (الغارات 2 ص 588، تاویل الآیات الظاہرہ ص 775)۔

1001۔ امام علیؑ! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے اسے فقر کی چادر مہیا کر لینا

چاہیے۔ (نہج البلاغہ حکمت ص 112)۔

1002۔ اصغ بن نباتہ! میں امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص

وارد ہوا اور اس نے کہا کہ خدا گواہ ہے میں آپ سے محبت کرتا ہوں، فرمایا تم صحیح کہتے ہو،

ہماری طینت خزانہ قدرت میں محفوظ ہے اور اللہ نے اس کا عہد صلب آدمؑ میں لیا ہے لیکن اب

چادر فقر اختیار کر لو کہ میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ خدا کی قسم یا علی! فقر کی رفتار تمہارے چاہنے والوں کی طرف سیلاب کی رفتار سے زیادہ تیز تر ہے۔ (المومن 16 ص 5، اعلام الدین ص 432)۔

1003۔ اصبح بن نباتہ! میں امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آ کر عرض کی کہ میں آپ سے خفیہ، علانیہ ہر حال میں محبت کرتا ہوں! امیر المؤمنینؑ نے یہ سن کر ایک لکڑی سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا، اس کے بعد سراٹھا کر فرمایا کہ تو جھوٹا ہے، میں نے نہ تیری شکل اپنے چاہنے والوں کی شکلوں میں دیکھی ہے اور نہ تیرا نام ان کے ناموں میں دیکھا ہے۔

مجھے اس کلام سے بے حد تعجب ہوا اور میں خاموش بیٹھا رہا یہاں تک کہ ایک دوسرے شخص نے آ کر یہی بات دہرائی! آپ نے پھر زمین کو کرید اور فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے، ہماری طینت طینتِ مرحومہ ہے، اس کا عہد پروردگار نے روزِ ميثاق لے لیا ہے اور اس سے کوئی شخص الگ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اس میں کوئی شخص باہر سے داخل ہو سکتا ہے، لیکن اب فقر کی چادر تیار کر لے کہ میں رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یا علی! فاقہ کی رفتار تمہارے چاہنے والوں کی طرف سیلاب کی رفتار سے تیز تر ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص 409) / 921، بصائر الدرجات ص 390 / 391، اختصاص ص 311 / 312۔

1004۔ محمد بن مسلم! میں بیماری کی حالت میں مدینہ وارد ہوا تو کسی نے امام باقرؑ کو میرے حالات کی اطلاع کر دی، آپ نے ایک غلام کے ہمراہ رومال سے ڈھانک کر ایک شربت ارسال فرمایا اور غلام نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ اپنے سامنے پلا دینا، میں نے اسے دیکھا کہ اعمہائی خوش ذائقہ اور خوشبودار ہے اور فوراً پی لیا۔

غلام نے کہا کہ اب اجازت دیجئے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جب پی لیں تو تم واپس آجانا، میں غور کرنے لگا کہ ابھی تو میں اٹھنے کے قابل نہیں تھا اور اب یکبارگی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور حضرت کے دروازہ پر حاضر ہو کر اذن طلب کیا، آپ نے اندر سے آواز دی کہ ٹھیک ہو گئے؟ اچھا اب اندر آ جاؤ! میں روتا ہوا داخل ہوا، سلام کر کے دست مبارک کو بوسہ دیا، فرمایا رونے کا سبب کیا ہے؟

عرض کی، میں آپ پر قربان، منزل اس قدر دور ہے کہ برابر حاضر نہیں ہو سکتا اور حالات ایسے ہیں کہ مدینہ میں قیام نہیں کر سکتا، یہ رونا اپنی غربت اور بد قسمتی کا ہے۔

فرمایا کہ جہاں تک بلاء کا سوال ہے، پروردگار نے میرے چاہنے والوں کو ایسا ہی بنایا اور بلاء کو ان کی طرف تیز رفتار بنا دیا ہے اور جہاں تک غربت کا سوال ہے تو حضرت ابو عبد اللہ سے سبق لینا چاہیے جو شط فرات پر ہم سب سے دور ہیں۔

رہ گیا تمھاری منزل کا ہم سے دور ہونا تو مومن ہمیشہ اس دار دنیا میں غریب رہتا ہے یہاں تک کہ جو رحمت الہیہ میں پہنچ جائے۔

اور تم نے ہم سے قریب رہنے اور ہمیں دیکھنے کی خواہش کا جو اظہار کیا ہے تو اللہ تمھاری نیت سے باخبر ہے اور تمھیں اس جذبہ پر اجر عنایت کرنے والا ہے۔ (رجال کشی

1 ص 391 / 281، کامل الزیارات ص 275، اختصاص ص 52، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 181)۔

آثارِ محبتِ اہلبیتؑ

۱۔ گناہوں کا نحو ہو جانا

۱۰۰۵۔ رسول اکرم! ہم اہلبیتؑ کی محبت گناہوں کو محو کر دیتی ہے اور نیکیوں کو دگنا کر دیتی ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص ۱۶۴ / ۲۷۴ روایت علی بن مہدی، ارشاد القلوب ص ۲۵۳)۔

۱۰۰۶۔ امام حسن! خدا کی قسم ہماری محبت ہر ایک کو فائدہ پہنچا دیتی ہے چاہے وہ ارضِ دہلیم کا قیدی غلام کیوں نہ ہو اور ہماری محبت اولادِ آدمؑ کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتی ہے جس طرح ہوا درخت سے پتے گرا دیتی ہے۔ (اختصاص ص ۸۲، رجال کشی (ر) ص ۳۲۹ / ۷۸ روایت ابو حمزہ ثمالی)۔

۱۰۰۷۔ امام زین العابدین! جو ہم سے برائے خدا محبت کرے گا اسے محبتِ ضرور فائدہ پہنچائے گی چاہے دہلیم کے پہاڑوں پر کیوں نہ ہو اور جو کسی اور غرض سے محبت کرے گا تو اس کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہم اہلبیتؑ کی محبت گناہوں کو یوں گرا دیتی ہے جس طرح ہوا درخت کے پتوں کو گرا دیتی ہے۔ (بشارة المصطفیٰ ص ۱۳۳ ابو زرین، شرح الاخبار ص ۵۱۳ / ۹۰۶ روایت علی بن حمزہ عن الحسنینؑ)۔

۱۰۰۸۔ امام باقر! ہم اہلبیتؑ کی محبت سے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (امالی طوسی (ر) ص ۴۵۲ / ۱۰۱۰، بشارة المصطفیٰ ص ۶۷ روایت خالد بن طہاز ابو العلاء

الخفاف)۔

۱۰۰۹۔ امام صادق! ہم اہلبیت کی محبت بندوں کے گناہوں کو اسی طرح گرا دیتی ہے جس طرح تیز ہوا درخت کے پتوں کو گرا دیتی ہے۔ (ثواب الاعمال ص ۲۲۳ / ۱، قرب الاسناد ص ۳۹ / ۱۲۶، بشارۃ المصطفیٰ ص ۲۷۰ روایات بکر بن محمد از دی)۔

۱۰۱۰۔ امام صادق! جو شخص خدا کے لئے ہم سے اور ہمارے دوستوں سے محبت کرے اور اس کی کوئی دنیاوی غرض نہ ہو یا اسی طرح ہمارے دشمنوں سے صرف برائے خدا دشمنی کرے اور اس کی کوئی ذاتی عداوت نہ ہو اور اس کے بعد روز قیامت بقدر ریگ صحرا و زبدریا گناہ لے کر آئے تو بھی خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ (امالی طوسی (ر) ۱۵۶ / ۲۵۹، بشارۃ المصطفیٰ ص ۹۰، روایت حسین بن مصعب، ارشاد القلوب ص ۲۵۳ اعلام الدین ص ۴۲۸، ثواب الاعمال ص ۲۰۴ / ۱ روایت صالح بن سہل ہمدانی)۔

2۔ طہارت قلب

1011۔ امام باقر! جو شخص بھی ہم سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے دل کو پاک کر دیتا ہے اور جس کے دل کو پاک کر دیتا ہے وہ ہمارے لئے سراپا تسلیم ہو جاتا ہے اور جب ایسا ہو جاتا ہے تو پروردگار اسے سختی حساب اور ہول قیامت سے محفوظ بنا دیتا ہے۔ (کافی 1 ص 194 / 1 ابو خالد کلبلی)۔

1012۔ امام صادق! کوئی شخص بھی ہم سے محبت نہیں کرے گا مگر یہ کہ روز قیامت ہمارے ساتھ ہماری منزل میں اور ہمارے زیر سایہ ہوگا، خدا کی قسم جو شخص بھی ہم سے محبت کرے گا پروردگار اس کے دل کو پاکیزہ بنا دے گا اور جب ایسا کر دے گا تو وہ سراپا تسلیم

ہو جائے گا اور جب ایسا ہو جائے گا تو اسے سختی حساب اور ہول قیامت سے محفوظ بنا دے گا اور اس امر کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوگا جب سانس حلق تک پہنچ جائے گی۔ (دعائم الاسلام 1 ص 73، شرح الاخبار 3 ص 471 / 1367 روایت عبدالعلی بن الحسین)۔

3۔ اطمینان قلب

1013۔ امام علیؑ! جب آیت کریمہ ”الابد اللہ تطمئن القلوب“ نازل ہوئی تو رسول اکرم نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو خدا و رسول اور میرے اہلبیت سے سچی محبت کرتا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا ہے اور مومنین سے بھی حاضر و غائب ہر حال میں محبت کرتا ہے کہ مومنین ذکر خدا ہی سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ (کنز العمال 2 ص 442 / 4448، درمنثور 2 ص 642، جعفریات ص 224)۔

1014۔ امام صادق! آیت کریمہ کے نزول کے بعد رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟
عرض کی کہ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے! فرمایا جو شخص میرے اقوال کی تصدیق کرے، مجھ پر ایمان لے آئے اور تم سے اور تمہاری اولاد سے محبت کرے اور سارے امور کو تم لوگوں کے حوالہ کر دے۔ (تفسیر فرات کو فی ص 207 / 374 روایت محمد بن القاسم بن عبید)۔

1015۔ انس بن مالک! رسول اکرم نے مجھ سے آیت ”الابد اللہ“ کے بارے میں دریافت کیا کہ فرزند ام سلیم تمہیں معلوم ہے کہ اس سے مراد کون لوگ ہیں؟
میں نے عرض کی حضور آپ فرمائیں؟ فرمایا ہم اہلبیت اور ہمارے شیعہ۔ (بخاری النوار 35 ص 405 / 29 / 23 ص 184 / 48، تاویل الآیات الظاہرہ ص 239،

البرہان 2 ص 291 / 2 روایت ابن عباس)۔

نوٹ! بظاہر ابن عباس کا نام سہواً درج ہو گیا ہے اس لئے کہ ابن عباس ام سلیم سے مراد انس بن مالک ہے جیسا کہ تہذیب الکمال 3 ص 353 / 568 میں واضح کیا گیا ہے۔؟

4- حکمت

1016۔ امام صادق! جو ہم اہلبیت سے محبت کرے گا اور ہماری محبت کو اپنے دل میں ثابت کرے گا اس کی زبان سے حکمت کے چشمے جاری ہوں گے اور اس کے دل میں ایمان ہمیشہ تازہ رہے گا۔ (محاسن 1 ص 134 / 167 روایت فضیل بن عمر)۔

5- کمال دین

1017۔ رسول اکرم! میرے اہلبیت اور میری ذریت کی محبت کمال دین کا سبب بنتی ہے۔ (امالی صدوق (ر) ص 161 / 1 روایت حسن بن عبد اللہ)۔

1018۔ رسول اکرم! میرے قبیلہ، میرے اہلبیت اور میری ذریت کی فضیلت ویسی ہی ہے جیسے دنیا کی ہر شے پر پانی کی فضیلت ہے کہ ہر شے کی زندگی کا دار و مدار پانی پر ہے۔ (اسی طرح میرے اہلبیت، عشیرہ اور ذریت کی محبت سے کمال دین حاصل ہوتا ہے۔ (اختصاص ص 37)۔

6- مسرت و اطمینان وقت موت

1019۔ عبد اللہ بن الولید! میں امام صادق کی خدمت میں مروان کے دور حکومت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں اہل کوفہ میں

سے ہوں!

فرمایا کہ کوفہ سے زیادہ ہم سے محبت کرنے والا کوئی شہر نہیں ہے خصوصاً یہ ایک جماعت جسے خدا نے ہمارا عرفان عنایت فرمایا ہے جبکہ تمام لوگ جاہل تھے۔ تم لوگوں نے ہم سے محبت کی جب لوگ نفرت کر رہے تھے، ہمارا اتباع کیا جب لوگ مخالفت کر رہے تھے، ہماری تصدیق کی جب لوگ تکذیب کر رہے تھے، خدا تمہیں ہماری جیسی حیات و موت عنایت کرے۔

یاد رکھو کہ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی خنکی چشم اور سکون قلب کو اس وقت دیکھے گا جب سانس آخری مرحلہ تک پہنچ جائے گی، پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے ہر رسول کے لئے ازواج اور ذریت قرار دی ہے۔ رعد ص 38 اور ہم ذریت رسول اللہ میں۔ (کافی 8 ص 81 / 38 امامی طوسی (ر) ص 144 / 234، بشارۃ المصطفیٰ ص 82)۔

واضح رہے کہ بشارۃ المصطفیٰ میں مروان کے بجائے بنی مروان کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے کہ امام صادق کی ولادت عبدالملک بن مروان کے دور میں ہوئی ہے۔!

7۔ شفاعت اہلبیت[ؑ]

1020۔ رسول اکرم۔ میری شفاعت میری امت میں صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو میرے اہلبیت[ؑ] سے محبت کرنے والے ہیں اور میرے شیعہ ہیں۔ (تاریخ بغداد 2 ص 146)۔

1021۔ رسول اکرم، ہم اہلبیت[ؑ] کی محبت اختیار کرو کہ جو ہماری محبت لے کر میدان قیامت میں وارد ہوگا، وہ ہماری شفاعت سے داخل جنت ہو جائے گا، (المعجم الاوسط

ص 360 / 2230 روایت ابن ابی لیلیٰ، امالی مفید (ر) 13 / 1، امالی طوسی (ر) 187 / 314، المحاسن 1 ص 134 / 169، بشارۃ المصطفیٰ ص 100، ارشاد القلوب ص 254)۔
 1022۔ امام علی! روز قیامت اپنے اعمال کی بنا پر شفاعت کے لئے ہماری تلاش میں پریشان نہ ہونا، ہمیں بھی حق شفاعت حاصل ہے اور ہمارے شیعوں کو بھی ہم سے حوض کوثر پر ملاقات کرنے میں سبقت کرو کہ ہم اپنے دشمنوں کو وہاں سے ہنکا دیں گے اور اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے۔ (الخصاص 614 / 624 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم عن الصادق)۔

8۔ نور روز قیامت

1023۔ رسول اکرم! تم میں سب سے زیادہ نورانیت کا حامل وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ اہلبیت سے محبت کرنے والا ہوگا۔ (شواہد التنزیل 2 ص 310 / 948 از سالم)۔

1024۔ رسول اکرم! آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم کوئی بندہ میرے اہلبیت سے محبت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ پروردگار سے ایک نور عطا کر دیتا ہے جو حوض کوثر تک ساتھ رہتا ہے اور اسی طرح دشمن اہلبیت کے اور اپنے درمیان حجاب حائل کر دیتا ہے۔ (شواہد التنزیل 2 ص 310 / 947 روایت ابو سعید خدری)۔

9۔ امن روز قیامت

1025۔ رسول اکرم! جو ہم اہلبیت سے محبت کرے گا پروردگار سے روز قیامت مامون و محفوظ اٹھائے گا۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 58 / 220 از ابو محمد الحسن بن عبد اللہ بن محمد بن العباس الرازی التمیمی عن الرضا)۔

1026۔ رسول اکرم! آگاہ رہو کہ جو آل محمد سے محبت کرتا ہے وہ حساب، میزان اور صراط سے محفوظ ہو جاتا ہے، فضائل الشیعہ 27 / 1، بشارۃ المصطفیٰ ص 37، مآئید منقبتہ ص 149، اعلام الدین ص 264، ارشاد القلوب ص 235، مناقب خوارزمی 73 / 51، مقتل خوارزمی 1 ص 40، فرائد السمطین 2 ص 258 / 526 روایات ابن عمر)۔

1027۔ رسول اکرم! میری اور میرے اہلبیتؑ کی محبت سات مقامات پر کام آنے والی ہے جن کا ہوں انتہائی عظیم ہے، وقت مرگ، قبر، وقت نشر، وقت نامہ اعمال، وقت حساب، میزان، صراط۔ (خصال 360 / 49، امالی صدوق (ر) 18 / 3، بشارۃ المصطفیٰ ص 17 روایت جابر عن الباقر، روضۃ الواعظین ص 297، جامع الاخبار 513 / 1441، کفایۃ الاثر ص 108 روایت وائلہ بن الاسقع)۔

1028۔ امام صادق! ہم اہلبیتؑ کی محبت سے مقامات پر فائدہ ہونے والا ہے، خدا کے سامنے، موت کے وقت، قبر میں، روز حشر، حوض کوثر پر، میزان پر، صراط پر۔ (المحاسن 1 ص 250 / 471 روایت محمد بن الفضل البہاشمی)۔

10۔ ثبات قدم بر صراط

1029۔ رسول اکرم! تم میں سب سے زیادہ صراط پر ثبات قدم والا وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھے سے اور میرے اہلبیتؑ سے محبت کرنے والا ہوگا۔ (جامع الاحادیث قمی ص 231)۔

1030۔ رسول اکرم! تم میں سب سے زیادہ صراط پر ثبات قدم سب سے زیادہ میرے اہلبیتؑ سے محبت کرنے والا ہوگا۔ (فضائل الشیعہ 48 / 3 روایت اسماعیل بن مسلم الشعیری، الجعفریات ص 182، نوادر راوندی ص 95، کامل ابن عدی 6 / 2304 روایت

موسیٰ بن اسماعیل، کنز العمال 2 ص 97 / 34163، صواعق محرقة ص 187، احقاق الحق 18 / 459)۔

1031۔ رسول اکرم! ہم اہلبیت سے جس نے بھی محبت کی اس کا ایک قدم پھسلنے لگے گا تو دوسرا ثابت ہو جائے گا یہاں تک کہ خدا اسے روز قیامت نجات دیدے۔ (در الاحادیث السنویہ ص 51)۔

1032۔ امام صادق! ہمارا کوئی دوست ایسا نہیں ہے جس کے دونوں قدم پھسل جائیں بلکہ جب ایک قدم پھسلنے لگتا ہے تو دوسرا ثابت ہو کر اسے سنبھال لیتا ہے۔ (دعائم الاسلام ص 163)۔

11۔ نجات از جہنم

1033۔ رسول اکرم! روز قیامت پروردگار فاطمہ کو آواز دے گا کہ جو چاہو مانگ لو میں عطا کر دوں گا! تو فاطمہ کہیں گی کہ خدایا تجھ ہی سے ساری امیدیں وابستہ ہیں اور تو امیدوں سے بھی بالاتر ہے، میرا سوال صرف یہ ہے کہ میرے اور میری عترت کے محبوبوں پر جہنم کا عذاب نہ کرنا؟ تو آواز آئے گی، فاطمہ! میری عزت و جلال اور بلندی کی قسم، میں نے آسمان و زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ تیرے اور تیری اولاد کے دوستوں پر جہنم کا عذاب نہیں کروں گا۔ (تاویل الآیات النظارہ روایت ابو ذر)۔

1034۔ بلال بن حمامہ! ایک دن رسول اکرم ہمارے درمیان مسکراتے ہوئے تشریف لائے تو عبدالرحمان بن عوف نے عرض کی کہ حضور آپ کے مسکرانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس پروردگار کی بشارت آئی ہے کہ مالک نے جب علیؑ و فاطمہؑ کا عقد کرنا چاہا تو ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ درخت طوبیٰ کو ہلائے۔ اس نے ہلایا تو بہت سے اوراق

گر پڑے اور ملائکہ نے انھیں چن لیا، اب روز قیامت ملائکہ تمام مخلوقات کو دیکھیں گے اور جسے محبت اہلبیتؑ پائیں گے اسے یہ پروانہ دیدیں گے جس پر جہنم سے برائت لکھی ہوگی میرے بھائی، ابن عم اور میری بیٹی کی طرف سے جو میری امت کے مردوزن کو عذاب جہنم سے آزادی دلانے والے ہوں گے۔ (تاریخ بغداد 4 ص 410، اسد الغابہ 1 ص 415 / 492، ینایع المودہ 2 ص 460 / 278، مناقب خوارزمی 231 / 361، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 346، مانئہ منقبہ ص 145، الخرائج والجرائح 2 ص 356 / 11)۔

1035۔ امام صادقؑ! خدا کی قسم کوئی بندہ اللہ و رسول کا چاہنے والا اور ائمہ سے محبت کرنے والا ایسا نہیں ہو سکتا ہے جسے آتش جہنم مس کر سکے۔ (رجال نجاشی 1 ص 138 روایت الیاس بن عمر واصلی، شرح الاخبار 3 ص 463 / 1355 روایت حضرمی)۔

12۔ اہلبیتؑ کے ساتھ حشر و نشر

1036۔ امام علیؑ! رسول اکرمؐ نے حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو مجھ سے، ان دونوں سے اور ان کے والدین سے اور ان کے والدین سے محبت کرے گا وہ روز قیامت میرے ساتھ درجہ میں ہوگا۔ (سنن ترمذی 5 ص 641 / 37733، مسند احمد بن حنبل 1 ص 168 / 576، فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 694 / 1185، تاریخ بغداد 13 / 287، مناقب خوارزمی 138 / 156، تاریخ دمشق حالات امام حسن (ر) ص 52 / 95، 96، امالی صدوق (ر) ص 190 / 11، بشارۃ المصطفیٰ ص 32 روایت علی بن جعفر عن اکاظم، احقاق الحق 9 ص 174)۔

1037۔ امام علیؑ! رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ ہم فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ہمارے دوست ایک مقام پر جمع ہوں گے اور کھانے پینے میں مصروف رہیں گے یہاں تک کہ تمام

بندوں کا حساب ہو جائے، ایک شخص نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ پھر حساب و کتاب کا کیا ہوگا؟ تو میں نے کہا صاحب یاسین کے بارے میں کیا خیال ہے جو اسی ساعت داخل جنت کر دیے گئے۔ (المعجم الکبیر 3 ص 41 / 2623 از عمر بن علی، تہذیب تاریخ دمشق 4 ص 213)۔

1038۔ رسول اکرم میرے پاس حوض کوثر پر میرے اہلبیتؑ اور ان کے چاہنے والے برابر سے وارد ہوں گے۔ (مقاتل الطالبیین ص 76، شرح نہج البلاغہ معترلی 16 ص 45 روایت سفیان، ذخائر العقبین ص 18، کتاب الغارات 2 ص 586، مناقب امیر المؤمنینؑ کوئی 2 ص 192 / 614)۔

1039۔ رسول اکرم! جو مجھ سے اور میرے اہلبیتؑ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ دو برابر کی انگلیوں کی طرح رہے گا۔ (کفایۃ الاثر ص 35 روایت ابو ذر)۔

1040۔ رسول اکرم! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے گا وہ قیامت میں ہمارے ساتھ محشور ہوگا اور ہمارے ساتھ داخل جنت ہوگا۔ (کفایۃ الاثر ص 296 از محمد بن ابی بکر از زید بن علی)۔

1041۔ رسول اکرم! جو ہم سے محبت کرے گا وہ قیامت میں ہمارے ساتھ ہوگا اور اگر کوئی انسان کسی پتھر سے بھی محبت کرے گا تو اسی کے ساتھ محشور ہوگا، (امالی صدوق (ر) ص 174 / 9 روایت نوف، روضۃ الواعظین ص 457، مشکوٰۃ الانوار ص 84)۔

1042۔ ابو ذر! میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایسے افراد سے محبت کرتا ہوں جن کے اعمال تک نہیں پہنچ سکتا ہوں تو اب کیا کروں؟ فرمایا، ابو ذر! ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ محشور ہوگا اور اعمال کے مطابق جزا پائے گا۔

میں نے عرض کی کہ میں اللہ، رسول اور اس کے اہلبیتؑ سے محبت کرتا ہوں؟ فرمایا تمہارا انجام تمہارے محبوبوں کے ساتھ ہوگا۔ (امالی طوسی (ر) 632/ 1303، کشف الغمہ 2 ص 41)۔

1043۔ امام حسینؑ! جو ہم سے دنیا کے لئے محبت کرے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ دنیا دار ہیں جن کے دوست نیک اور فاجر سب ہوتے ہیں اور جو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرے اسے معلوم رہنا چاہئے کہ قیامت کے دن ہمارے برابر میں ہوگا جس طرح کی ہاتھ کی دو انگلیاں۔ (المجم الکبیر 3 ص 135/ 2880 روایت بشر بن غالب)۔

1044۔ امام حسینؑ! جو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرے گا وہ ہمارے ساتھ دو برابر کی انگلیوں کی طرح رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور جو ہم سے دنیا کیلئے محبت کرے گا تو دنیا نیک و بد سب کے لئے ہے۔ (امالی طوسی 253/ 455)۔ بشارۃ المصطفیٰ ص 123 روایت بشر بن غالب)۔

1045۔ امام حسینؑ! جو ہم سے محبت کرے اور صرف خدا کے لئے کرے وہ ہمارے ساتھ برابر سے روز قیامت محشور ہوگا اور جو ہم سے صرف دنیا کے لئے محبت کرے گا اس کا حساب ایسے ہی ہوگا جیسے میزان عدالت میں ہرنیک و بد کا حساب ہوگا۔ (محاسن 1 ص 134/ 168)۔

1046۔ امام زین العابدینؑ! مختصر سی بات یہ ہے کہ جو ہم سے بغیر دنیاوی لالچ کے محبت کرے گا اور ہمارے دشمن سے بغیر ذاتی کدورت کے دشمنی رکھے گا وہ روز قیامت حضرت محمدؐ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت علیؑ کے ساتھ محشور ہوگا۔ (محاسن 1 ص 267/ 517 روایت ابو خالد کاتبی)۔

1047- برید بن معاویہ اٹھلی! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک ایک شخص خراسان سے پیدل چل کر وارد ہوا اس طرح اس کے دونوں پیر زخمی ہو چکے تھے، کہنے لگا کہ میں اس عالم میں صرف آپ اہلبیتؑ کی محبت میں حاضر ہوا ہوں۔

فرمایا خدا کی قسم ہم سے کوئی پتھر بھی محبت کرے گا تو روز قیامت ہمارے ہی ساتھ محشور ہوگا کہ دین محبت کے علاوہ اور کیا ہے۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 167 / 27)۔

1048- امام صادقؑ! جو ہم سے اس طرح محبت کرے کہ اس کی بنیاد نہ کوئی قرابتداری ہو اور نہ ہمارا کوئی احسان، صرف خدا و رسول کے لئے محبت کرے تو روز قیامت ہمارے ساتھ ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرح محشور ہوگا۔ (اعلام الدین ص 260 روایت عبیدہ بن زرارہ)۔

1049- یوسف بن ثابت بن ابی سعید، امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم آپ سے قرابت رسول اور حکم خدا کی بنا پر محبت کرتے ہیں اور ہمارا مقصد ہرگز کسی دنیا کا حصول نہیں ہے، صرف رضاء الہی اور آخرت مطلوب ہے اور ہم اپنے دین کی اصلاح چاہتے ہیں۔

تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یقیناً سچ کہا ہے، اب جو ہم سے محبت کرے گا وہ روز قیامت دو انگلیوں کی طرح ہمارے ساتھ ہوگا۔ (کافی 8 ص 106 / 80، تفسیر عیاشی 2 ص 69 / 61)۔

1050- حکم بن عتیبہ، میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو گھر حاضرین سے چھلک رہا تھا کہ ایک مرد بزرگ عصا پر تکیہ کئے ہوئے حاضر ہوئے اور دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی، سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول اور رحمت و برکات الہیہ آپ پر، اس کے بعد

خاموش ہو گئے تو امام نے فرمایا علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس کے بعد مرد بزرگ نے تمام حاضرین کو سلام کیا اور چپ ہو گئے تو حاضرین نے جواب سلام دیا۔

اس کے بعد امام کی طرف رخ کر کے عرض کی فرزند رسول! میں آپ پر قربان! مجھے قریب جگہ دیجیئے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور آپ کے دوستوں سے محبت کرتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ اس میں کوئی طمع دنیا شامل نہیں ہے اور اسی طرح آپ کے دشمنوں سے اور آپ کے دوستوں کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہوں اور اس میں کوئی ذاتی عداوت شامل نہیں ہے، میں آپ کے حلال و حرام کا پابند اور آپ کے حکم کا منتظر رہتا ہوں کیا میرے لئے کوئی نیکی کی امید ہے۔

فرمایا۔ میرے قریب آؤ، اور قریب آؤ، یہ کہہ کر اپنے پہلو میں جگہ دی اور فرمایا کہ ایسا ہی سوال میرے پدر بزرگوار سے ایک بزرگ نے کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اسی عالم میں دنیا سے چلے گئے تو رسول اکرم، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ و حسینؓ اور علی بن الحسینؓ کے پاس وارد ہو گے۔ تمہارا دل ٹھنڈا ہوگا، روح مطمئن ہوگی اور آنکھیں خنک ہوں گی، تمہارا استقبال راحت و سکون کے ساتھ نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور اگر زندہ رہ گئے تو وہ کچھ دیکھو گے جس میں خنکی چشم ہو اور ہمارے ساتھ بلند ترین منزل پر ہو گے۔

اس بزرگ نے کہا حضور دوبارہ فرمائیں..... آپ نے تکرار فرمائی..... اس نے کہا اللہ اکبر، اے ابو جعفر، میں مرکز رسول اکرم حضرت علیؓ امام حسنؓ و حسینؓ اور علی بن الحسینؓ کی خدمت میں وارد ہوں گا اور خنکی چشم، راحت روح کے ساتھ حاضر ہوں گا اور اس سارے اجر کا حقدار ہوں گا جو آپ نے بیان فرمایا ہے اور یہ کہہ کر رونا شروع کیا یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور تمام گھر والوں نے رونا شروع کر دیا اور سب کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

حضرتؑ نے اپنے دست مبارک سے آنکھوں کو پوچھنا شروع کیا تو مرد بزرگ نے سراٹھا کر امامؑ سے عرض کیا، فرزند رسول، ذرا اپنا دست مبارک بڑھائیے، آپ نے ہاتھ بڑھائے، اس نے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنے رخسار اور اپنی آنکھوں سے لگا یا اور پھر اپنے شکم و سینہ پر رکھا اور سلام کر کے رخصت ہو گیا۔

امام علیہ السلام اس کو تادیر دیکھتے رہے، اس کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ جو شخص کسی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے، اسے اس شخص کو دیکھنا چاہیے۔“

حکم بن عتیبہ کا بیان ہے کہ میں نے اس اجتماع جیسا کوئی ماتم نہیں دیکھا ہے۔ (کافی 8/76/30)۔

13۔ جنت

1051۔ حدیفہ! میں نے رسول اکرمؐ کو دیکھا کہ امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے ہیں کہ ایھا الناس۔ اس کا جد یوسف بن یعقوب کے جد سے افضل ہے اور یاد رکھو کہ حسینؑ کی منزل جنت ہے، اس کے باپ کی منزل جنت ہے، اس کی ماں کی جگہ جنت ہے۔ اس کا بھائی جنتی ہے اور اس کے تمام دوست اور ان کے چاہنے والے سب جنتی ہیں۔ (مقتل الحسین خوارزمی 1 ص 67)۔ 1052۔ امام صادقؑ رسول اکرمؐ ایک سفر میں جارہے تھے، ایک مقام پر رک کر آپ نے پانچ سجدے کئے اور روانہ ہو گئے تو بعض اصحاب نے عرض کی کہ حضور! آج تو بالکل نئی بات دیکھی ہے؟

فرمایا کہ جبریل امین نے آ کر یہ بشارت دی ہے کہ علیؑ جنتی ہیں تو میں نے سجدہ شکر کیا، پھر کہا کہ فاطمہؑ جنتی ہیں تو میں نے پھر سجدہ شکر کیا تو کہا کہ حسنؑ و حسینؑ بھی جنتی ہیں تو میں نے سجدہ شکر کیا، پھر کہا کہ ان سب کا دوست بھی جنتی ہے تو میں نے پھر سجدہ شکر کیا تو کہا کہ ان

کے دوستوں کا دوست بھی جنتی ہے تو میں نے پھر سجدہ شکر کیا۔ (امالی مفید (ر) 21 / 2)
روایت ابو عبد الرحمن۔

1053- جابر بن عبد اللہ انصاری! ہم مدینہ میں مسجد رسول میں حضور کی خدمت حاضر تھے کہ بعض اصحاب نے جنت کا ذکر شروع کر دیا، آپ نے فرمایا کہ خدا کے یہاں نور کا ایک پرچم اور زمرہ کا ایک ستون ہے جسے خلقت آسمان سے دو ہزار سال قبل خلق کیا ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ال محمد خیر البریۃ، اور یا علی تم اس قوم کے بزرگ ہو۔

یہ سن کر حضرت علیؑ نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس مرتبہ کی ہدایت دی اور آپ کے ذریعہ شرافت و کرامت عنایت فرمائی، آپ نے فرمایا یا علیؑ! کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ جو ہم سے محبت کرے اور ہماری محبت کو اختیار کرے پروردگار اسے ہمارے ساتھ جنت میں ساکن کرے گا جیسا کہ سورہ تہم کی آیت نمبر 55 میں بیان کیا گیا ہے۔ (فضائل ابن شاذان ص 104، احقاق الحق 4 ص 284)۔

1054- رسول اکرم! یا علیؑ! جس نے تمہاری اولاد سے محبت کی اس نے تم سے محبت کی اور جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جس نے خدا سے محبت کی وہ داخل جنت ہو گیا اور جس نے تمہاری اولاد سے دشمنی کی اس نے تم سے دشمنی کی اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی اور جس نے خدا سے دشمنی کی وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ خدا سے داخل جہنم کر دے۔ (درر الاحادیث ص 51)۔

1055- رسول اکرم! جس نے دل سے ہم سے محبت کی اور ہاتھ اور زبان سے

ہماری امداد کی وہ ہمارے ساتھ جنت کی بلند ترین منزل میں ہوگا اور جو ہم سے محبت کر کے زبان سے ہماری امداد کرے گا اور ہاتھ روک لے گا وہ اس سے کمتر درجہ میں ہوگا اور جو صرف دل سے محبت کرے گا وہ اس سے کمتر درجہ میں ہوگا۔ (احقاق الحق 9 ص 484 عن الامام علیؑ)۔

1050۔ رسول اکرم! جنت میں تین درجہ ہیں اور جہنم میں تین طبقے ہیں، جنت کا اعلیٰ درجہ ہمارے اس دوست کے لئے ہے جو زبان اور ہاتھ سے ہماری امداد بھی کرے اور اس کے بعد کا درجہ اس کے لئے ہے جو صرف زبان سے قدر کرے اور اس کے بعد کا درجہ اس کے لئے ہے جو صرف دل سے محبت کرے۔ (محاسن 1 ص 251 / 472 روایت ابو حمزہ ثمالی)۔

1057۔ امام علیؑ! جو ہم سے دل سے محبت کرے اور زبان سے ہماری مدد کرے اور ہاتھ سے ہمارے دشمنوں سے جہاد کرے وہ جنت میں ہمارے درجہ میں ہوگا اور جو صرف دل اور زبان سے محبت کرے اور جہاد نہ کرے وہ اس سے کمتر درجہ میں ہوگا اور جو صرف دل سے محبت کرے اور ہاتھ اور زبان سے ہماری امداد نہ کرے وہ بھی جنت ہی میں رہے گا۔ (خصال ص 629 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم، جامع الاخبار ص 496 / 1377، امالی مفید 33 / 8 روایت عمر بن ابی المقدام، غرر الحکم 8146، 8147، 8173، تحف العقول ص 118)۔

1058۔ امام زین العابدینؑ بیمار تھے، ایک قوم عیادت کے لئے حاضر ہوئی، عرض کیا فرزند رسول صبح کیسی ہوئی؟ فرمایا عافیت کے عالم میں اور اس پر خدا کا شکر ہے، تم لوگوں کا کیا عالم ہے، عرض کی کہ حضور آپ حضرات کی محبت و مودت میں صبح کی ہے۔

فرمایا جو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرے گا اللہ اس کو اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا جس دن اس کی رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، اور جو ہم سے محبت میں منتظر جزا رہے گا خدا اسے جنت میں ہماری طرف سے جزا دے گا اور جو دنیا کے لئے ہم سے محبت کرے گا خدا سے بھی بے وہم و گمان روزی عطا کر دے گا۔ (نور الابصار ص 154، الفصول المہمہ ص 203)۔

1059۔ یونس! میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا کہ آپ حضرات کی محبت اور آپ کے حق کی معرفت میری نگاہ میں تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے، تو میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر غضب کے آثار نمودار ہو گئے۔

فرمایا یونس! تم نے بڑا غلط حساب کیا ہے۔ کہاں دنیا اور کہاں ہم، اس دنیا کی حقیقت ایک غذا اور ایک لباس کے علاوہ کیا ہے جبکہ ہماری محبت کا اثر حیات دائمی ہے۔ (تحف العقول ص 379)۔

4۔ خیر دنیا و آخرت

1060۔ رسول اکرمؐ۔ جو خدا پر توکل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ میرے اہلبیتؑ سے محبت کرے اور جو عذاب قبر سے نجات چاہتا ہے اس کا بھی فرض ہے کہ میرے اہلبیتؑ سے محبت کرے اور جو حکمت چاہتا ہے اس کا بھی فرض ہے کہ اہلبیتؑ سے محبت کرے اور جو جنت میں بلا حساب داخلہ چاہتا ہے اسے بھی چاہئے کہ اہلبیتؑ سے محبت کرے کہ خدا کی قسم جو بھی ان سے محبت کرے گا اسے دنیا و آخرت کا فائدہ حاصل ہوگا۔ (مقتل الحسین خوارزمی ص 1، 59 مائتہ منقبہ ص 106، فراند السمطین ص 2، 294 / 551، ینایع المودہ ص 332 / 969، جامع الاخبار ص 62 / 77 روایات ابن عمر)۔

جو امع آثار محبت اہلبیتؑ

1061۔ رسول اکرم! پروردگار جس شخص کو ہم اہلبیتؑ کے ائمہ کی محبت عنایت کر دے گویا کہ اسے دنیا و آخرت کا سارا خیر حاصل ہوگا لہذا کوئی شخص اپنے جنتی ہونے میں شک نہ کرے کہ ہم اہلبیتؑ کی محبت میں بیس خصوصیات پائی جاتی ہیں، دس دنیا میں اور دس آخرت میں۔

دنیا کی دس خصوصیات میں زہد، حرصِ عمل، دین میں تقویٰ، عبادت میں رغبت، موت سے پہلے توبہ، نماز شب میں دلچسپی، لوگوں کے اموال کی طرف سے بے نیازی، ادا امر و نواہی پروردگار کی حفاظت، دنیا سے نفرت اور سخاوت شامل ہیں کہ ان صفات کے بغیر محبت اہلبیتؑ ایک لفظ بے معنی ہے۔

اور آخرت کے دس فضائل میں یہ ہے کہ

اس کا نامہ اعمال نثر نہ ہوگا۔

اسے میزان کا سامنا نہ ہوگا۔

اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

اسے جہنم سے نجات کا پروانہ دیا جائے گا۔

اس کا چہرہ سفید اور روشن ہوگا۔

اسے لباس جنت پہنایا جائے گا۔

اسے سوا فرد کی شفاعت کا حق دیا جائے گا۔

خدا اس کی طرف رحمت کی نگاہ کرے گا۔

اسے جنت کا تاج پہنایا جائے گا۔

وہ جنت میں بلا حساب داخل کیا جائے گا۔

کیا خوش نصیب ہیں میرے اہلبیتؑ کے چاہنے والے۔ (خصال ص

515 / 1) روایت ابو سعید خدری، روضہ الواعظین ص 298)۔

1062۔ رسول اکرم! جو آل محمد کی محبت پر مر جائے وہ شہید مرتا ہے، جو

جو آل محمد کی محبت پر مر جائے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

جو آل محمد کی محبت پر مر جائے وہ توبہ کر کے دنیا سے جاتا ہے۔

جو آل محمد کی محبت پر مر جائے وہ مومن کامل الایمان مرتا ہے۔

جو آل محمد کی محبت پر مر جائے اسے ملک الموت اور اس کے بعد منکر و نکیر جنت کی

بشارت دیتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ جو آل محمد کی محبت پر مر جائے وہ جنت کی طرف اس شان سے

لے جایا جاتا ہے جیسے عورت اپنے شوہر کے گھر کی طرف۔

آگاہ ہو جاؤ جو آل محمد کی محبت پر مر جاتا ہے اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے

کھول دیے جاتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ جو آل محمد کی محبت میں مر جاتا ہے پروردگار اس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی

زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ جو آل محمد کی محبت میں مر جاتا ہے وہ سنت رسول اور جماعت ایمان پر

دنیا سے جاتا ہے۔ (کشف 3 ص 403، فرائد السمطين 2 ص 255 / 524، بیان بیع المودة

2 ص 333 / 972، العمدة ص 54 / 52، بشارة المصطفى ص 197 روایت جریر بن

عبداللہ، جامع الاخبار ص 473 / 1335، احقاق الحق 9 ص 487 روایت جریر بن عبید اللہ الجلی)۔

1063۔ امام علیؑ، حارث! تمہیں ہم اہلبیتؑ کی محبت تین مقامات پر فائدہ پہنچائے گی، ملک الموت کے نازل ہوتے وقت قبر میں سوال و جواب کے وقت اور خدا کے سامنے حاضری کے وقت (اعلام الدین ص 461 روایت جابر جعفی عن الباقر)۔

1064۔ امام علیؑ! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے گا، اس کا حسن عمل عظیم اور میزان حساب کا پلہ سنگین ہوگا، اس کے اعمال مقبول ہوں گے اور اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ہم سے بغض رکھے گا اس کا اسلام بھی کام نہ آئے گا۔ (مشارق انوار الیقین ص 51 روایت ابوسعید خدری)۔

بغض اہلبیتؑ

بغض اہلبیتؑ پر تنبیہ

1065۔ رسول اکرم! میرے بعد ائمہ بارہ ہوں گے جن میں سے نوصلب حسینؑ سے ہوں گے اور ان کا نواں قائم ہوگا، خوشحال، بحال ان کے دوستوں کے لئے اور ویل ان کے دشمنوں کے لئے۔ (کفایۃ الاثر ص 30 روایت ابوسعید خدری)۔

1066۔ رسول اکرم! میرے بارہ ائمہ مثل نقباء بنی اسرائیل کے بارہ ہوں گے، اس کے بعد حسینؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ہنو اس کے صلب سے ہوں گے جن کا نواں مہدی ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھری ہوگی، ویل ہے ان سب کے دشمنوں کے لئے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 195)۔

1067۔ رسول اکرم! اگر کوئی بندہ صفاء و مروہ کے درمیان ہزار سال عبادت الہی کرے پھر ہزار سال دوبارہ اور ہزار سال تیسری مرتبہ اور ہم اہلبیتؑ کی محبت حاصل نہ کر سکے تو پروردگار اسے منہ کے بھل جہنم میں ڈال دے گا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ”میں تم سے محبت اقربا کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرتا ہوں“ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 1 ص 132 / 182 روایت ابوامامہ باہلی، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 198)۔

1068۔ رسول اکرم! اگر کوئی شخص ہزار سال عبادت الہی کرے اور پھر ذبح کر دیا

جائے اور ہم اہلبیتؑ سے دشمنی لے کر خدا کی بارگاہ میں پہنچ جائے تو پروردگار اس کے سارے اعمال کو واپس کر دے گا۔ (محاسن 1 ص 271 / 527 روایت جابر عن الباقر)۔

1069۔ رسول اکرم! پروردگار اشتہاء سے زیادہ کھانے والے، اطاعت خدا سے غفلت برتنے والے، سنت رسول کو ترک کرنے والے عہد کو توڑ دینے والے، عترت پیغمبر سے نفرت کرنے والے اور ہمساہیہ کو اذیت دینے والے سے سخت نفرت کرتا ہے۔ (کنز العمال 16 / 44029، احقاق الحق 9 ص 521)۔

1070۔ رسول اکرم، ہم سے عداوت وہی کرے گا جس کی ولادت خبیث ہوگی۔ (امالی صدوق (ر) ص 384 / 14، علل الشرائع ص 141 / 3 روایت زید بن علی، الفقہیہ 1 ص 96 / 203)۔

1071۔ امام علی! بدترین اندھا وہ ہے جو ہم اہلبیتؑ کے فضائل سے آنکھیں بند کر لے اور ہم سے بلا سبب دشمنی کا اظہار کرے کہ ہماری کوئی خطا اس کے علاوہ نہیں ہے کہ ہم نے حق کی دعوت دی ہے اور ہمارے غیر نے فتنہ اور دنیا کی دعوت دی ہے اور جب دونوں باتیں اس کے سامنے آئیں تو ہم سے نفرت اور عداوت کرنے لگا۔ (خصال ص 633 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم، غرر الحکم 3296)۔

1072۔ امام علی! ہر بندہ کے لئے خدا کی طرف سے چالیس پردہ داری کے انتظامات ہیں یہاں تک کہ چالیس گناہ کبیرہ کر لے تو سارے پردہ اٹھ جاتے ہیں اور پروردگار ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے پروں کے ذریعہ میرے بندہ کی پردہ پوشی کرو اور بندہ اس کے بعد بھی ہر طرح کا گناہ کرتا ہے اور اسی کو قابل تعریف قرار دیتا ہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ خدا یا یہ تیرا بندہ ہر طرح کا گناہ کر رہا ہے اور ہمیں اس سے اعمال کے حیا آرہی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا اپنے پروں کو اٹھا لو، اس کے بعد وہ ہم اہلبیت کی عداوت میں پکڑا جاتا ہے اور زمین و آسمان کے سارے پردے چاک ہو جاتے ہیں اور ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ خدایا اس بندہ کا اب کوئی پردہ نہیں رہ گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کو اس دشمن اہلبیت کی کوئی بھی پرواہ ہوتی تو تم سے پروں کو ہٹانے کے بارے میں نہ کہتا۔ (کافی 2 ص 279/9، علل اشراغ ص 532/1 روایت عبد اللہ بن مسکان عن الصادق)۔

1073۔ جمیل بن میسر نے اپنے والد نخعی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے امام صادق نے فرمایا، میسر! سب سے زیادہ محترم کونسا شہر ہے؟
ہم میں سے کوئی جواب نہ دے سکا تو فرمایا، مکہ اس کے بعد فرمایا اور مکہ میں سب سے محترم جگہ؟

اور پھر خود ہی فرمایا رکن سے لے کر حجر اسود کے درمیان، اور دیکھو اگر کوئی شخص اس مقام پر ہزار سال عبادت کرے اور پھر خدا کی بارگاہ میں ہم اہلبیت کی عداوت لے کر پہنچ جائے تو خدا اس کے جملہ اعمال کو رد کر دے گا۔ (محاسن 1 ص 27/28)۔

بغض اہلبیتؑ کے اثرات

1- پروردگار کی ناراضگی

1074- رسول اکرم! شب معراج میں آسمان پر گیا تو میں نے دیکھا کہ درجنت پر لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ، علی حبیب اللہ الحسن والحسین صفاۃ اللہ، فاطمۃ خیرۃ اللہ اور ان کے دشمنوں پر لعنتہ اللہ۔ (تاریخ بغداد 1 ص 259، تہذیب دمشق 4 ص 322، مناقب خوارزمی ص 302 / 297، فرائد السمطین 2 ص 74 / 396، امالی طوسی (ر) ص 355 / 737، کشف الغمہ 1 ص 94، کشف الیقین ص 445 / 551، فضائل ابن شاذان ص 71)۔

1075- رسول اکرم! جب مجھے شب معراج آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ درجنت پر سونے کے پانی سے لکھا ہے، اللہ کے علاوہ خدا نہیں۔ محمد اس کے رسول ہیں، علیؑ اس کے ولی ہیں، فاطمہؑ اس کی کنیز ہیں، حسنؑ و حسینؑ اس کے منتخب ہیں اور ان کے دشمنوں پہ خدا کی لعنت ہے۔ (مقتل خوارزمی 1 ص 108، خصال ص 324 / 10، مائتہ منقبہ 109 / 54 روایت اسماعیل بن موسیٰ)۔

1076- رسول اکرم! ہر خاندان اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے سوائے نسل فاطمہؑ کے کہ میں ان کا ولی اور وارث ہوں اور یہ سب میری عترت ہیں، میری بیچی ہوئی مٹی سے خلق کئے گئے ہیں، ان کے فضل کے منکروں کے لئے جہنم ہے، ان کا دوست خدا کا

دوست ہے اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ (کنز العمال 12 ص 98 / 34168 روایت ابن عساکر، بشارۃ المصطفیٰ ص 20 روایت جابر)۔

1077۔ رسول اکرم! آگاہ ہو جاؤ کہ جو آل محمد سے نفرت کرے گا وہ روز قیامت اس طرح محسوس ہوگا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا ”رحمت خدا سے مایوس ہے“ (مناقب خوارزمی ص 73، مقتل خوارزمی 1 ص 40، مائتہ منقبہ 150 / 95، روایت ابن عمر، کشف 3 ص 403، فرائد السمطین 2 ص 256 / 524، بشارۃ المصطفیٰ ص 197، العمدۃ 54 / 52، روایت جریر بن عبد اللہ، احقاق الحق 9 ص 487)۔

1078۔ امام علی! ہمارے دشمنوں کے لئے خدا کے غضب کے لشکر ہیں۔ (تحف العقول ص 116، خصال ص 627 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم، غرر الحکم ص 7342)۔

2۔ منافقین سے ملحق ہو جانا

1079۔ رسول اکرم! جو ہم اہلبیت سے نفرت کرے گا وہ منافق ہوگا۔ (فضائل الصحابہ ابن جنبل 2 ص 661، 666، 1166، درمنثور 7 ص 349 نقل از ابن عدی، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 205، کشف الغمہ 1 ص 47 روایت ابو سعید)۔

1080۔ رسول اکرم! ہم اہلبیت کا دوست مومن متقی ہوگا اور ہمارا دشمن منافق شقی ہوگا۔ (ذخائر العقبین 18 روایت جابر بن عبد اللہ، کفایۃ الاثر ص 110 واثلہ بن الاسقع)۔

1081۔ رسول اکرم! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ انسان کی روح اس وقت تک جسم سے جدا نہیں ہوتی ہے جب تک جنت کے درخت یا جہنم

کے زقوم کا مزہ نہ چکھ لے اور ملک الموت کے ساتھ مجھے علیؑ، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کو نہ دیکھ لے، اس کے بعد اگر ہمارا محب ہے تو ہم ملک الموت سے کہتے ہیں ذرا نرمی سے کام لو کہ یہ مجھ سے اور ہمارے اہلبیتؑ سے محبت کرتا تھا اور اگر ہمارا اور ہمارے اہلبیتؑ کا دشمن ہے تو ہم کہتے ہیں ملک الموت ذرا سختی کرو کہ یہ ہمارا اور ہمارے اہلبیتؑ کا دشمن تھا اور یاد رکھو ہمارا دوست مومن کے علاوہ اور ہمارا دشمن منافق بد بخت کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ (مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 109 روایت زید بن علیؑ)۔

1082۔ رسول اکرم! میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن میں سے نو حسینؑ کے صلب سے ہوں گے اور نواں ان کا قائم ہوگا، اور ہمارا دشمن منافق کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ (کفایۃ الاثر ص 31 روایت ابوسعید خدری)۔

1083۔ رسول اکرم! جو ہماری عترت سے بغض رکھے وہ ملعون، منافق اور خسارہ والا ہے۔ (جامع الاخبار ص 214/527)۔

1084۔ رسول اکرم! ہوشیار رہو کہ اگر میری امت کا کوئی شخص تمام عمر دنیا تک عبادت کرتا رہے اور پھر میرے اہلبیتؑ اور میرے شیعوں کی عداوت لے کر خدا کے سامنے جائے تو پروردگار اس کے سینے کے نفاق کو بالکل کھول دے گا۔ (کافی 2 ص 46/3، بشارۃ المصطفیٰ ص 157 روایت عبدالعظیم حسنی)۔

1085۔ ابوسعید خدری! ہم گروہ انصار منافقین کو صرف علیؑ بن ابی طالب کی عداوت سے پہچانا کرتے تھے۔ (سنن ترمذی 5 ص 635/3717، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 220/718، تاریخ الخلفاء ص 202، المعجم الاوسط 4 ص 264/4151، مناقب خوارزمی 1 ص 332/313 عن الباقرؑ، فضائل الصحابہ ابن جنبل 2 ص 239/

1086، مناقب امیر المؤمنینؑ کو فی 2 ص 470 / 965 روایت جابر بن عبد اللہ تذکرۃ
الخواص ص 28 از ابودرداء، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 67 / 305 روایت امام حسینؑ، کفایۃ
الاثرف ص 102 روایت زید بن ارقم، العمدہ ص 216 / 334 روایت جابر بن عبد اللہ مناقب
ابن شہر آشوب 3 ص 207، مجمع البیان 9 ص 160 روایت ابوسعید خدری، قرب الاسناد
26 / 86 روایت عبد اللہ بن عمر)۔

3- کفار سے الحاق

1086۔ رسول اکرم! ہوشیار ہو کہ جو بغض آل محمد پر مجائے گا وہ کافر مرے گا،
جو بغض آل محمد پر مرے گا وہ بوئے جنت نہ سونگھ سکے گا۔ (کشاف 3 ص 403، مائتہ منقبہ
90 / 37 روایت ابن عمر، بشارۃ المصطفیٰ ص 197، فرائد المسلمین 2 ص 256 / 254
روایت جریر بن عبد اللہ، جامع الاخبار 474 / 1335، احقاق الحق 9 ص 487)۔
1087۔ رسول اکرم! جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ
میں اس سے ہوں، بغض علیؑ بن ابی طالبؑ عداوت اہلبیتؑ اور ایمان کو صرف کلمہ تصور کرنا۔
تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 218 / 712، الفردوس 2 ص 85 / 2459، مقتل
خوارزمی 2 ص 97، مناقب کو فی 2 ص 473 / 969 روایت جابر)۔

4- یہود و نصاریٰ سے الحاق

1088۔ جابر بن عبد اللہ رسول اکرم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، لوگو!
جو ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا اللہ اسے روز قیامت یہودی محشور کرے گا۔
میں نے عرض کی حضور! چاہے نماز روزہ کیوں نہ کرتا ہو؟ فرمایا چاہے نماز روزہ کا
پابند ہوا اور اپنے کو مسلمان تصور کرتا ہو۔ (المجم الاوسط 4 ص 212 / 4002، امالی صدوق

(ر) 273/2 روایت سدیف ملکی، روضۃ الواعظین ص 297)۔

1089۔ امام باقرؑ! جابر بن عبد اللہ انصاری نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ منبر پر تشریف لے گئے جبکہ تمام انصار و مہاجرین نماز کے لئے جمع ہو چکے تھے اور فرمایا:
ایہا الناس! جو ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا، پروردگار اس کو یہودی محشور کرے گا۔

میں نے عرض کی حضور! چاہے تو حیدر رسالت کا کلمہ پڑھتا ہو؟ فرمایا بیشک! یہ کلمہ صرف اس قدر کارآمد ہے کہ خون محفوظ ہو جائے اور ذلت کے ساتھ جزیہ نہ دینا پڑے۔

اس کے بعد فرمایا، ایہا الناس جو ہم اہلبیتؑ سے دشمنی رکھے گا پروردگار اسے روز قیامت یہودی محشور کرے گا اور یہ دجال کی آمد تک زندہ رہ گیا تو اس پر ایمان ضرور لے آئے گا اور اگر نہ رہ گیا تو قبر سے اٹھایا جائے گا کہ دجال پر ایمان لے آئے اور اپنی حقیقت کو بے نقاب کر دے۔

پروردگار نے میری تمام امت کو روز اول میرے سامنے پیش کر دیا ہے اور سب کے نام بھی بتا دیے ہیں جس طرح آدم کو اسماء کی تعلیم دی تھی۔ میرے سامنے سے تمام پرچمدار گزرے تو میں نے علیؑ اور ان کے شیعوں کے حق میں استغفار کیا۔

اس روایت کے راوی سنان بن سدیر کا بیان ہے کہ مجھ سے میری والد نے کہا کہ اس حدیث کو لکھ لو، میں نے لکھ لیا اور دوسرے دن مدینہ کا سفر کیا، وہاں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری جان قربان، مکہ کے سدیف نامی ایک شخص نے آپ کے والد کی ایک حدیث بیان کی ہے فرمایا تمہیں یاد ہے؟ میں نے عرض کی میں نے لکھ لیا ہے۔

فرمایا ذرا دکھاؤ، میں نے پیش کر دیا، جب آخری نقرہ کو دیکھا تو فرمایا سدیر! یہ روایت کب بیان کی گئی ہے؟
میں نے عرض کی کہ آج ساتواں دن ہے۔
فرمایا میرا خیال تھا کہ یہ حدیث میرے والد بزرگوار سے کسی انسان تک نہ پہنچے گی، (امالی طوسی (ر) ص 649 / 1347، امالی مفید (ر) 126 / 4 روایت حنان بن سدیر از سدیف مکی، محاسن 1 ص 173 / 266، ثواب الاعمال 1 / 243، دعائم الاسلام 1 ص 75)۔

1090۔ امام باقر! ایک شخص رسول اکرم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا ہر لالہ الا اللہ کہنے والا مومن ہوتا ہے؟
فرمایا ہماری عداوت اسے یہود و نصاریٰ سے ملحق کر دیتی ہے، تم لوگ اس وقت تک داخل جنت نہیں ہو سکتے ہو جب تک مجھ سے محبت نہ کرو، وہ شخص جھوٹا ہے جس کا خیال یہ ہے کہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور وہ علی کا دشمن ہو۔ (امالی صدوق (ر) 221 / 17 روایت جابر بن یزید الجعفی، بشارۃ المصطفیٰ ص 120)۔

5 روز قیامت دیدار پیغمبر سے محرومی

1091۔ عبدالسلام بن صالح الہروی از امام رضا..... میں نے عرض کی کہ فرزند رسول! پھر اس روایت کے معنی کیا ہیں کہ لالہ الا اللہ کا ثواب یہ ہے کہ انسان پروردگار کے چہرہ کو دیکھ لے؟

فرمایا کہ اگر کسی شخص کا خیال ظاہری چہرہ کا ہے تو وہ کافر ہے۔ یاد رکھو کہ خدا کے چہرہ سے مراد انبیاء مرسلین اور اس کی حجیتیں ہیں جن کے وسیلہ سے اس کی طرف رخ کیا

جاتا ہے اور اس کے دین کی معرفت حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ اس کے چہرہ کے علاوہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے، انبیاء و مرسلین اور حجج الہیہ کی طرف نظر کرنے میں ثواب عظیم ہے اور رسول اکرم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو میرے اہلبیت اور میری عزت سے بغض رکھے گا وہ روز قیامت مجھے نہ دیکھ سکے گا اور میں بھی اس کی طرف نظر نہ کروں گا۔ (عیون اخبار الرضا 1 ص 115 / 3، امالی صدوق (ر) 372 // 7 التوحید 117 / 21، احتجاج 2 ص 380 / 286)۔

6- روز قیامت مجزوم ہونا

1092- رسول اکرم! جو بھی ہم اہلبیت سے بغض رکھے گا، خدا اسے روز قیامت کوڑھی محشور کرے گا۔ (ثواب الاعمال 243 / 2، محاسن 1 ص 174 / 269 روایت اسماعیل الجعفی، کافی 2 ص 337 / 2)۔

7- شفاعت سے محرومی

1093- انس بن مالک! میں نے رسول اکرم کو علی بن ابی طالب کی طرف رخ کر کے اس آیت کی تلاوت کرتے دیکھا ”رات کے ایک حصہ میں بیدار ہو کر یہ خدائی عطیہ ہے وہ اس طرح تمہیں مقام محمود تک پہنچانا چاہتا ہے“ (اسراء ص 79)۔
اور پھر فرمایا۔ یا علی! پروردگار نے مجھے اہل توحید کی شفاعت کا اختیار دیا ہے لیکن تم سے اور تمہاری اولاد سے دشمنی رکھنے والوں کے بارے میں منع کر دیا ہے۔ (امالی طوسی (ر) 455 / 1017، کشف الغمہ 2 ص 27، تاویل الآیات الظاہرہ ص 279)۔

1094- امام صادق! بیشک مومن اپنے ساتھی کی شفاعت کر سکتا ہے لیکن ناصبی کی نہیں اور ناصبی کے بارے میں اگر تمام انبیاء و مرسلین مل کر بھی سفارش کریں تو

یہ شفاعت کا آمد نہ ہوگی، ثواب الاعمال 251 / 21، محاسن 1 ص 296 / 595
روایت علی الصانع)۔

8- داخلہ جہنم

1095- رسول اکرم! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ہم
اہلبیتؑ سے جو شخص بھی دشمنی کرے گا اللہ اسے جہنم میں جھونک دے گا، (مستدرک حاکم 3
ص 162 / 4717، موارد الظمان 555 / 2246، مناقب کوفی 4 ص 120 / 607،
درمنثور ص 349 نقل از احمد ابو حیان)۔

1096- رسول اکرم! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو بھی
ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا پروردگار اسے جہنم میں منہ کے بھل ڈال دے گا۔ (مستدرک 4
ص 392 / 8036، مجمع الزوائد 7 ص 580 / 12300، شرح الاخبار 1 ص 161 /
110، امالی مفید 217 / 3 روایت ابو سعید خدری)۔

1097- رسول اکرم! اے اولاد عبدالمطلب، میں نے تمہارے لئے پروردگار
سے تین چیزوں کا سوال کیا ہے، تمہیں ثبات قدم عنایت کرے، تمہارے گمراہوں کو ہدایت
دے اور تمہارے جاہلوں کو علم عطا فرمائے اور یہ بھی دعا کی ہے کہ وہ تمہیں سخی، کریم اور رحم
دل قرار دیدے کہ اگر کوئی شخص رکن و مقام کے درمیان کھڑا رہے نماز، روزہ، ادا کرتا رہے
اور ہم اہلبیتؑ کی عداوت کے ساتھ روز قیامت حاضر ہو تو یقیناً داخل جہنم ہوگا۔ (مستدرک 3
ص 161 / 4712، المعجم الکبیر 11 ص 142 / 11412، امالی طوسی (ر) 21 / 117
/ 184 / 247 / 435، بشارۃ المصطفیٰ ص 260 روایات ابن عباس)۔

1098- معاویہ بن خدیج! مجھے معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت حسن بن علیؑ کے

پاس بھیجا کہ ان کی کسی بیٹی یا بہن کے لئے یزید کا پیغام دوں تو میں نے جا کر مدعا پیش کیا، انھوں نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ بچیوں کی رائے کے بغیر ان کا عقد نہیں کرتے لہذا میں پہلے اس کی رائے دریافت کر لوں۔

میں نے جا کر پیغام کا ذکر کیا تو بچی نے کہا کہ یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ظالم ہمارے ساتھ فرعون جیسا برتاؤ نہ کرے کہ تمام لڑکوں کو ذبح کرے اور صرف لڑکیوں کو زندہ رکھے۔ میں نے پلٹ کر حسنؑ سے کہا کہ آپ نے تو اس قیامت کی بچی کے پاس بھیج دیا جو امیر المؤمنین (معاویہ) کو فرعون کہتی ہے۔

تو آپ نے فرمایا معاویہ! دیکھو ہم اہلبیتؑ کی عداوت سے پرہیز کرنا کہ رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی ہم اہل بیتؑ سے بغض و حسد رکھے گا وہ روز قیامت جہنم کے کوڑوں سے ہنکایا جائے گا۔ (المعجم الکبیر 3 ص 81 / 2726، المعجم الاوسط 3 ص 39 / 2405)۔

1099۔ امام باقر! اگر پروردگار کا پیدا کیا ہوا ہر ملک اور اس کا بھیجا ہوا ہر نبی اور ہر صدیق و شہید ہم اہلبیتؑ کے دشمن کی سفارش کرے کہ خدا اسے جہنم سے نکال دے تو ناممکن ہے، اس نے صاف کہہ دیا ہے، یہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، سورہ کہف آیت 3۔ (ثواب الاعمال 247 / 15 از حرمان بن الحسین)۔

1100۔ امام صادق! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس کی اطاعت کرے اور ہمارا اتباع کرے، کیا اس نے مالک کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے کہ ”پیغمبر کہہ دیجئے اگر تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ خدا کے چاہنے والے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ (آل

عمران آیت (31)۔

خدا کی قسم کوئی بندہ خدا کی اطاعت نہیں کرے گا مگر یہ کہ پروردگار اپنی اطاعت میں ہمارا اتباع شامل کر دے۔

اور کوئی شخص ہمارا اتباع نہیں کرے گا مگر یہ کہ پروردگار اسے محبوب بنا لے اور جو شخص ہمارا اتباع ترک کر دے گا وہ ہمارا دشمن ہوگا اور جو ہمارا دشمن ہوگا وہ اللہ کا گناہگار ہوگا اور جو گناہگار مر جائے گا اسے خدا سوا کرے گا اور منہ کے بھل جہنم میں ڈال دے گا، واللہ رب العالمین (کافی 8 ص 14 / 1 روایت اسماعیل بن مخلد و اسماعیل بن جابر)۔ 1001۔
امام کاظم! جو ہم سے بغض رکھے، وہ حضرت محمد کا دشمن ہوگا اور جو ان کا دشمن ہوگا وہ خدا کا دشمن ہوگا اور جو خدا کا دشمن ہوگا اس کے بارے میں خدا کا فرض ہے کہ وہ اسے جہنم میں ڈال دے اور اس کا کوئی مددگار نہ ہو (کامل الزیارات ص 336 روایت عبدالرحمان بن مسلم)۔

اہلبیتؑ پر ظلم

ظلم پر تنبیہ

1102۔ رسول اکرم! ویل ہے میرے اہلبیتؑ کے دشمنوں کے لئے جو ان پر اپنے کو مقدم رکھتے ہیں، انہیں نہ میری شفاعت حاصل ہوگی اور نہ میرے پروردگار کی جنت کو دیکھ سکیں گے۔ (امالی شجرہ 1 ص 154)۔

1103۔ رسول اکرم! اس پر اللہ کا شدید غضب ہوگا جو میری عترت کے بارے میں مجھے ستائے گا۔ (کنز العمال 12 ص 93 / 34143، الجامع الصغیر 1 ص 158 / 1045)۔

1104۔ رسول اکرم! اس پر میرا اور اللہ کا غضب شدید ہوگا جو میرا خون بہائے گا اور مجھے میری عترت کے بارے میں ستائے گا۔ (امالی صدوق (ر) ص 377 / 7، الجعفریات ص 183 روایت اسماعیل بن موسیٰ، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 27 / 11، مقتل حسین خوارزمی 2 ص 84، صحیفۃ الرضاؑ 155 / 99، روایت احمد بن عامر الطای، مسند زید ص 465، ذخائر العقبیٰ ص 39)۔

1105۔ رسول اکرم! ایہا الناس! کل میرے پاس اس انداز سے نہ آنا کہ تم دنیا کو سمیٹے ہوئے ہو اور میرے اہلبیتؑ پریشان حال، مظلوم، مقہور ہوں اور ان کا خون بہہ رہا ہو۔ (خصائص الائمہ ص 74)۔

1106 - رسول اکرم! جس نے میرے اہلبیت کو برا بھلا کہا میں اس سے بری اور بیزار ہوں۔ (ینایج المودہ 2 ص 378 / 74)۔

1107 - رسول اکرم! جس نے مجھے میرے اہل کے بارے میں اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی ہے۔ (کنز العمال 12 ص 103 / 34197 از ابو نعیم)۔

1108 - رسول اکرم! چھ افراد ہیں جن پر میری بھی لعنت ہے اور خدا کی بھی لعنت ہے اور ہر نبی کی لعنت ہے، کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا، قضا و قدر کا انکار کرنے والا، لوگوں پر زبردستی حاکم بن کر صاحب عزت کو ذلیل اور ذلیلوں کو صاحب عزت بنانے والا، میری سنت کو ترک کر دینے والا، میری عترت کے بارے میں حرام خدا کو حلال بنا لینے والا اور حرم خدا کی بے حرمتی کرنے والا۔ (مستدرک حاکم 2 ص 572 / 3940 روایت عبید اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مویب، المعجم الکبیر 3 ص 126 / 2883، المعجم الاوسط 2 ص 186 / 1667، روایت عائشہ، شرح الاخبار 1 ص 494 / 878 روایت سفیان ثوری، خصال صدوق (ر) 338 / 41 روایت عبد اللہ بن میمون)۔

1109 - رسول اکرم! پانچ افراد ہیں جن پر میری بھی لعنت ہے اور ہر نبی کی لعنت ہے، کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا، میری سنت کا ترک کرنے والا، قضائے الہی کا انکار کرنے والا میری عترت کی حرمت کو ضائع کرنے والا، مال غنیمت پر قبضہ کر کے اسے حلال کر لینے والا۔ (کافی 2 ص 293 / 14 روایت میسر)۔

1110 - زید بن علی! اپنے والد بزرگوار کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ امام حسینؑ نے مسجد میں روز جمعہ عمر بن الخطاب کو منبر پر دیکھا تو فرمایا کہ میرے باپ کے منبر پر سے

اتر آ۔ تو عمر رونے لگے اور کہا فرزند سچ کہتے ہو، یہ تمہارے باپ کا منبر ہے، میرے باپ کا نہیں ہے۔

حضرت علیؓ نے واقعہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میں نے نہیں سکھایا ہے! عمر نے کہا یہ سچ ہے، ابوالحسن! میں آپ کو الزام نہیں دے رہا ہوں، یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے اور آپ کو منبر پر لے جا کر پہلو میں بٹھایا اور خطبہ شروع کیا اور کہا! ایہا الناس! میں نے تمہارے پیغمبر کو یہ کہتے سنا ہے کہ مجھے میری عترت و ذریت کے ذیل میں محفوظ رکھو، جو ان کے ذیل میں مجھے محفوظ رکھے گا خدا اس کی حفاظت کرے گا اور جو ان کے بارے میں مجھے اذیت دے گا اس پر خدا کی لعنت، خدا کی لعنت، خدا کی لعنت۔ (امالی طوسی) ص 703 / (1504)۔

1111۔ رسول اکرم! پروردگار کا غضب یہودیوں پر شدید ہوا کہ عزیز کو اس کا بیٹا بنا دیا اور نصاریٰ پہ شدید ہوا کہ مسیح کو بیٹا بنا دیا اور اس پر بھی شدید ہوگا جو میرا خون بہائے گا اور مجھے میری عترت کے بارے میں ستائے گا۔ (کنز العمال 1 ص 267 / 1343 روایت ابوسعید خدری)۔

1112۔ ابوسعید خدری! جب جنگ احد میں رسول اکرم کا چہرہ زخمی ہو گیا اور دندان مبارک ٹوٹ گئے تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا خدا کا غضب یہودیوں پر شدید ہوا جب عزیز کو اس کا بیٹا بنا دیا اور عیسائیوں پر شدید ہوا جب مسیح کو اس کا بیٹا بنا دیا اور اب اس پر شدید ہوگا جس نے میرا خون بہایا اور مجھے میری عترت کے بارے میں اذیت دی۔ (امالی طوسی) ص 142 / 231، تفسیر عیاشی ص 86 / 43، بشارۃ المصطفیٰ ص 280 روایت فضل بن عمرو، کنز العمال 10 ص 435 / 30050 نقل از ابن النجار)۔

ظالم پر جنت کا حرام ہونا

1113۔ رسول اکرم! پروردگار نے جنت کو حرام قرار دیدیا ہے اس پر جو میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرے۔ ان سے جنگ کرے، ان پر حملہ کرے یا انھیں گالیاں دے۔ (ذخائر العقوبت ص 20، بیابج المودہ 2 ص 119 / 344)۔

1114۔ رسول اکرم! میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرنے والوں اور میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دینے والوں پر جنت حرام ہے۔ (تفسیر قرطبی 16 ص 22، کشاف 3 ص 402، سعد السعود ص 141، کشف الغمہ 1 ص 106، لباب الانساب 1 ص 215، العمدة ص 53، فرائد السمطين 2 ص 278 / 542)۔

واضح رہے کہ کشف الغمہ نے عترتی کے بجائے عشیرتی نقل کیا ہے جو غالباً اشتباہ ہے۔

1115۔ رسول اکرم، جنت حرام کر دی گئی ہے اس پر جو میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرے، ان سے جنگ کرے، ان کے خلاف کسی کی مدد کرے اور انھیں برا بھلا کہے ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ خدا ان سے بات کرے گا اور نہ ان کی طرف رخ کرے گا اور نہ انھیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا، آل عمران آیت 77 (عیون اخبار الرضا 2 ص 34 / 65 امالی طوسی 164 / 272، تاویل الآیات الظاہرہ ص 120)۔

1116۔ امام علی! خدا کی قسم میں اپنے انھیں کوتاہ ہاتھوں سے تمام اپنے دشمنوں کو حوض کوثر سے ہنکاؤں گا اور تمام دوستوں کو سیراب کروں گا۔ (بشارة المصطفى ص 95 روایت ابو الاسود الدلی، کشف الغمہ 2 / 15)۔

1117- امام علیؑ! میں رسول اکرم کے ہمراہ حوض کوثر پر ہوں گا اور میری عمرت میرے ہمراہ ہوں گی اور ہم سب اپنے دشمنوں کو ہنکائیں گے اور اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے اور جو شخص ایک گھونٹ پی لے گا وہ پھر کبھی پیسا سا نہ ہوگا۔ (غرر الحکم ص 3763، تفسیر فرات کوفی 367/499)۔

1118- انس بن مالک! میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا جب سورہ کوثر نازل ہو چکا تھا اور میں نے دریافت کیا حضور یہ کوثر کیا ہے؟ فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے، کوئی اس سے پینے والا پیسا سا نہ ہوگا اور کوئی اس سے منہ دھونے والا غبار آلود نہ ہوگا لیکن وہ شخص سیراب نہیں ہو سکتا جس نے میرے عہد کو توڑ دیا ہے اور میرے اہلبیت کو قتل کیا ہے۔ (المعجم الکبیر 3 ص 126/2882)۔

1119- علی بن ابی طلحہ غلام ہننا میہ! معاویہ بن ابی سفیان نے حج کیا اور اس کے ساتھ معاویہ بن خدیج بھی تھا جو سب سے زیادہ علیؑ کو گالیاں دیا کرتا تھا مدینہ میں مسجد پیغمبر کے پاس سے گذرنا تو حسنؑ چند افراد کے ساتھ بیٹھے تھے، لوگوں نے کہا کہ یہ معاویہ بن خدیج ہے جو حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا ہے فرمایا اسے بلاؤ؟ ایک شخص نے آ کر بلایا، اس نے کہا کس نے بلایا ہے؟ کہا حسنؑ بن علیؑ نے۔

وہ آیا اور آ کر سلام کیا، حضرت حسنؑ بن علیؑ نے کہا کہ تیرا ہی نام معاویہ بن خدیج ہے؟

اس نے کہا بیشک.....؟

فرمایا تو ہی حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا ہے؟

وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا

آپ نے فرمایا، آگاہ ہو جا کہ اگر تو حوض کوثر پر وارد ہو جس کا کوئی امکان نہیں ہے تو دیکھیے گا کہ حضرت علیؑ کمر کو کسے ہوئے منافقین کو یوں ہنکار ہے ہوں گے جس طرح چشمہ سے اجنبی اونٹ ہنکائے جاتے ہیں جیسا کہ پروردگار نے فرمایا ہے کہ ”رسوائی اور ناکامی افترا پردازوں کا مقدر ہے“۔ سورہ طہ آیت 61 (المعجم الکبیر 3 ص 91/2758، سیر اعلام النبلاء 3 ص 39)۔

ظالم کا عذاب

1120۔ رسول اکرم! ویل ہے میرے اہلبیتؑ کے ظالموں کے لئے، ان پر درک اسفل میں منافقین کے ساتھ عذاب کیا جائے گا۔ (صحیفۃ الرضاؑ 122 / 80، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 47 / 177، مقتل الحسینؑ خوارزمی 2 ص 83، مناقب ابن المغازلی 66 / 94، جامع الاحادیث قمی ص 128، ینایع المودۃ 2 ص 326 / 950، ربیع الابرار 2 ص 828، تاویل الآیات النظاہرہ ص 743)۔

1121۔ رسول اکرم! جنت میں تین درجات ہیں اور جہنم میں تین طبقات..... جہنم کے پست ترین طبقہ میں وہ ہوگا جو دل سے ہم سے نفرت کرے اور زبان اور ہاتھ سے ہمارے خلاف دشمن کی مدد کرے اور دوسرے طبقہ میں وہ ہوگا جو دل سے نفرت کرے اور صرف زبان سے مخالفت کرے اور تیسرے طبقہ میں وہ ہوگا جو صرف دل سے نفرت کرے۔ (محاسن ص 251 / 472 روایت ابو حمزہ ثمالی)۔

1122۔ امام علیؑ! جو ہم سے دل سے بغض رکھے گا اور زبان اور ہاتھ سے ہمارے خلاف امداد کرے گا وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ جہنم میں ہوگا اور جو بغض رکھے صرف زبان سے ہمارے خلاف امداد کرے گا وہ بھی جہنم میں ہوگا اور جو صرف دل سے بغض رکھے گا اور

زبان یا ہاتھ سے مخالفت نہ کرے گا وہ بھی جہنم ہی میں ہوگا۔ (خصال 629 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم، تحف العقول ص 119، شرح الاخبار 1 ص 165 / 120 / 3 ص 121، جامع الاخبار 496 / 1377، ص 506 / 1400)۔

1123۔ امام زین العابدینؑ! کربلائے معلیٰ اور امام حسینؑ کی زیارت کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے، پروردگار آسمان، زمین، پہاڑ، دریا اور تمام مخلوقات کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میری عزت و جلال کی قسم! میں اپنے رسول کا خون بہانے والوں، اس کی توہین کرنے والوں، اس کی عترت کو قتل کرنے والوں، اس کے عہد کو توڑنے والوں اور اس کے اہلبیتؑ پر ظلم کرنے والوں پر ایسا عذاب کروں گا جو ظالمین میں کسی پر نہ کیا ہوگا۔ (کامل الزیارات ص 264، روایت قدامہ بن زائدہ)۔

مظالم کے بارے میں اخبار رسول

1124۔ رسول اکرم! افسوس آل محمد کے بچوں پر کیسا ظلم ہونے والا ہے اس حاکم کی طرف سے جسے دولت کی بنیاد پر حاکم بنا دیا جائے گا۔ (الفردوس 4 ص 307 / 7147، الجامع الصغیر 2 ص 718 / 6939 نقل از ابن عساکر روایت سلمہ بن الاکوع، کنز العمال 14 ص 593 / 39679 روایت اصغ بن نباتہ، بشارة المصطفیٰ ص 203 روایت ابوطاہر)۔

1125۔ رسول اکرم! روز قیامت قرآن، مسجد اور عترت اس طرح فریاد کریں گے کہ قرآن کہے گا خدایا ان لوگوں نے پارہ پارہ کیا ہے اور جلایا ہے اور مسجد کہے گی خدایا انہوں نے مجھے خراب بنا دیا ہے اور غیر آباد چھوڑ دیا ہے اور عترت کہے گی خدایا انہوں نے مجھے نظر انداز کیا ہے، قتل کیا ہے اور آوارہ وطن کر دیا ہے اور میں سب کی طرف سے وکالت

کے لئے گھٹنہ ٹیک دوں گا تو آواز آئے گی کہ یہ میرے ذمہ ہے اور میں اس محاسبہ کے لئے تم سے اولیٰ ہے۔ (کنز العمال 11 ص 193/ 31190 نقل از طبرانی وابن جنبل وسعید بن منصور، خصال صدوق (ر) 175/ 232 روایت جابر)۔

1126۔ رسول اکرم! عنقریب میرے اہلبیتؑ میرے بعد میری امت کی طرف سے قتل اور آوارہ وطنی کا شکار ہوں گے اور ان کے سب سے بدتر دشمن بنو امیہ، بنو مغیرہ اور بنو مخزوم ہوں گے۔ (مستدرک حاکم 4 ص 534/ 8500، الملاحم والفتن ص 28 روایت ابوسعید خدری، اثبات الہدایۃ 2 ص 263/ 177)۔

1127۔ جابر از امام باقر! جب آیت ”یوم ندعوکل اناس بامہم“ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ تمام لوگوں کے امام نہیں ہیں؟ فرمایا میں تمام لوگوں کے لئے رسول ہوں اور میرے بعد میرے اہلبیتؑ میں سے اللہ کی طرف سے کچھ امام ہوں گے جو لوگوں میں قیام کریں گے تو لوگ انہیں جھٹلائیں گے اور حکام کفر و ضلالت اور ان کے مریدان پر ظلم کریں گے۔

اس وقت جوان سے محبت کرے گا، ان کا اتباع کرے گا اور ان کی تصدیق کرے گا وہ مجھ سے ہوگا، میرے ساتھ ہوگا، مجھ سے ملاقات کرے گا اور جوان پر ظلم کرے گا، انہیں جھٹلائے گا وہ نہ مجھ سے ہوگا اور نہ میرے ساتھ ہوگا بلکہ میں اس سے بری اور بیزار ہوں۔ (کافی 1 ص 215/ 1 محاسن 1 ص 254/ 480، بصائر الدرجات 33/ 1)۔

1128۔ رسول اکرم! حسنؑ و حسینؑ اپنی امت کے امام ہوں گے اپنے پدر بزرگوار ہے کہ بعد اور یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں اور ان کی والدہ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے باپ سید الوصیین ہیں اور حسینؑ کی اولاد میں نو امام ہوں گے

جن میں نواں ہماری اولاد کا قائم ہوگا ان سب کی اطاعت میری اطاعت اور ان کی معصیت میری معصیت ہے۔ میں ان کے فضائل کے منکر اور ان کے احترام کے ضائع کرنے والوں کے خلاف روز قیامت فریاد کروں گا اور خدا میری ولایت اور میری عترت اور ائمہ امت کی نصرت کے لئے کافر ہے اور وہی ان کے حق کے منکرون سے انتقام لینے والا ہے و سيعلم الذين ظلموا اني منقلب ينقلبون (شعراء ص 227، کمال الدین ص 260/6 فرزند السطین 1 ص 54/19 روایت حسین بن خالد)۔

1129۔ جنادہ بن ابی امیہ! میں حضرت حنّ بن علیؑ کے پاس مرض الموت میں وارد ہوا جب آپ کے سامنے طشت رکھا تھا او معاویہ کے زہر کے اثر سے مسلسل خون تھوک رہے تھے میں نے عرض کی حضور! یہ کیا صورت حال ہے، آپ علاج کیوں نہیں کرتے؟

فرمایا: عبد اللہ! موت کا کیا علاج ہے؟

میں نے کہا ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ اس کے بعد آپ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا یہ رسول اکرم کا ہم سے عہد ہے کہ اس امر کے مالک علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد سے کل بارہ امام ہوں گے اور ہر ایک زہر یا تلوار سے شہید کیا جائے گا، اس کے بعد طشت اٹھالیا گیا اور آپ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ (کفایۃ الاثر ص 226، الصراط المستقیم 2 ص 128)۔

1130۔ امام صادق! رسول اکرم نے حضرت علیؑ اور حسینؑ کو دیکھ کر گریہ فرمایا اور فرمایا کہ تم میرے بعد مستضعف ہو گے۔ (معانی الاخبار 79/1)۔

1131۔ امام صادق! رسول اکرم کا آخری وقت تھا، آپ غش کے عالم میں تھے تو فاطمہؑ نے رونا شروع کیا، آپ نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ فاطمہؑ کہہ رہی ہیں، آپ کے بعد میرا کیا ہوگا؟ تو فرمایا کہ تم سب میرے بعد مستضعف ہو گے۔ (دعائم الاسلام 1 ص 225،

ارشاد 1 ص 184، امالی مفید (ر) 2/ 212، مسند ابن جنبل 1 ص 257 / 26940، المعجم الکبیر 25 ص 23 / 32)۔

1132۔ رسول اکرم نے بنی ہاشم سے فرمایا کہ تم سب میرے بعد مستضعف ہو گے (عیون اخبار الرضا 2 ص 61 / 244 روایت حسن بن عبد اللہ از امام رضا، کفایت الاثر ص 118 روایت ابو ایوب)۔

1133۔ ابن عباس! حضرت علیؑ نے رسول اکرم سے عرض کی کہ کیا آپ عقیل کو دوست رکھتے ہیں؟ فرمایا دوہری محبت! اس لئے بھی کہ ابوطالب ان سے محبت کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ ان کا فرزند تمہارے لال کی محبت میں قتل کیا جائے گا اور مومنین کی آنکھیں اس پر اشکبار ہوں گے اور ملائکہ مقربین نماز جنازہ ادا کریں گے، یہ کہہ کر حضرت نے رونا شروع کیا، یہاں تک کہ آنسوؤں کی دھارسینہ تک پہنچ گئی اور فرمایا کہ میں خدا کی بارگاہ میں اپنی عترت کے مصائب کی فریاد کروں گا۔ (امالی صدوق (ر) 3 / 111)۔

1134۔ انس بن مالک! میں رسول اکرم کے ساتھ علیؑ بن ابی طالب کے پاس عیادت کے لئے گیا تو وہاں ابو بکر و عمر بھی موجود تھے، دونوں ہٹ گئے اور حضور بیٹھ گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا عنقریب یہ مرنے والے ہیں! حضرت نے فرمایا یہ شہید ہوں گے اور اس وقت تک دنیا سے نہ جائیں گے جب تک ان کا دل رنج و الم سے مملو نہ ہو جائے۔ (مستدرک حاکم ص 150 / 4673، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ ص 3 / 74 / 1118 ص 267 / 1343)۔

1135۔ جابر! رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم کو خلیفہ بنایا جائے گا، پھر قتل کیا جائے اور تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ (المعجم الکبیر 2 ص

247/2038، المعجم الاوسط 7 ص 218/7318، دلائل النبوة ابو نعیم ص 553/491، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 268/1345۔

1136۔ عائشہ! میں نے رسول اکرم کو دیکھا کہ آپ نے علیؑ کو گلے سے لگایا، بوسہ دیا اور فرمایا، میرے ماں باپ قربان اس یکتا شہید پر جو تنہائی میں شہید کیا جائے گا۔ (مسند ابویعلیٰ 4 ص 318/4558، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 285/1376، مناقب خوارزمی ص 65/34، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 220)۔

1137۔ امام علیؑ! رسول اکرم میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے مدینہ کی گلیوں میں چل رہے تھے کہ ہمارا گذرا ایک باغ کی طرف سے ہوا، میں نے عرض کی کہ حضور کس قدر حسین یہ باغ ہے؟

فرمایا، تمہارے لئے جنت میں اس سے بہتر ہے، پھر دوسرے باغ کو دیکھ کر میں نے پھر تعریف کی اور آپ نے پھر وہی فرمایا، یہاں تک کہ ہمارا گذر سات باغات کے پاس سے ہوا اور ہر مرتبہ میں نے بھی وہی کہا اور حضرت نے بھی وہی جواب دیا۔

یہاں تک کہ جب تنہائی کی منزل تک پہنچ گئے تو آپ نے مجھے گلے سے لگایا اور بیساختہ رونے لگے، میں نے عرض کی حضور! یہ رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا لوگوں کے دلوں میں کینہ ہیں، جو میرے بعد ظاہر ہوں گے؟

میں نے عرض کی حضور! میرا دین سلامت رہے گا؟

فرمایا بیشک! (سنن ابویعلیٰ 1 ص 285/561، تاریخ بغداد 12 ص 398، مناقب خوارزمی ص 65/35، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 321/827، 831، ایضاح ص 454، فضائل الصحابہ ابن جنبل 2 ص 653/1109)۔

1138- رسول اکرم! میرا فرزند حسن زہر سے شہید کیا جائے گا۔ (کتاب سلیم بن قیس 2 ص 838 روایت عبداللہ بن جعفر، الخراج والخراج 3 ص 1143 / 55، عوالی اللئالی 1 ص 199 / 14)۔

1139- ام سلمہ! رسول اکرم ایک دن سونے کے لئے لیٹے اور پھر گھبرا کر اٹھ گئے۔

پھر لیٹ کر سو گئے پھر چونک کر اٹھ گئے، پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا اور اب جو اٹھے تو آپ کے ہاتھوں میں ایک سرخ مٹی تھی جسے بوسہ دے رہے تھے، میں نے عرض کی حضور! یہ خاک کیسی ہے؟

فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ میرا یہ حسینؑ سرزمین عراق پر قتل کیا جائے گا، میں نے جبریل سے کہا کہ مجھے وہ خاک دکھلا دو تو انھوں نے یہ مٹی دی ہے۔ (مستدرک حاکم 4 ص 440 / 8202، المعجم الکبیر 3 ص 109 / 2821، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص 173 / 221، اعلام الوریٰ ص 43)۔

1140- تحیم از انس بن حارث، میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ میرا یہ فرزند سرزمین عراق پر قتل کیا جائے گا لہذا جو اس وقت تک رہے اس کا فرض ہے کہ اس کی نصرت کرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انس بن حارث امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہو گئے۔ (دلائل النبوة ابو نعیم 554 / 493، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 239 / 283، اصباہ 1 ص 271 / 266، اسد الغابہ 1 ص 288 / 246، البدایة والنہایة 8 ص 199، مقتل الحسین خوارزمی 1 ص 159، ذخائر العقبیٰ ص 146)۔

1141- انس بن مالک! فرشتہ باران نے مالک سے اذن طلب کیا کہ رسول

اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اذن مل گیا تو آپ نے ام سلمہ سے فرمایا کہ دیکھو دروازہ سے کوئی داخل نہ ہونے پائے، اتنے میں حسین آگئے ام سلمہ نے روکا لیکن وہ داخل ہو گئے اور کبھی حضور کی پشت پر، کبھی کاندھوں پر کبھی گردن پر۔!

فرشتہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟

فرمایا بیشک، کہا لیکن اسے تو آپ کی امت قتل کر دے گی اور آپ چاہیں تو میں وہ جگر بھی دکھلا دوں؟

یہ کہہ کر ہاتھ مارا اور ایک سرخ مٹی لاکر دیدی، ام سلمہ نے آپ سے لے کر چادر میں رکھ لیا۔

اس روایت کے ایک راوی ثابت کا بیان ہے کہ وہ خاک کر بلا کی خاک تھی۔ (مسند ابن جنبل 4 ص 482/13539، المعجم الکبیر 3 ص 106/2813، مسند ابویعلیٰ 3 ص 370/3389، دلائل النبوة ابو نعیم 553/492، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 168/217، مقتل الحسينؑ خوارزمی 1 ص 160، ذخائر العقبیٰ ص 146)۔

1142- ام سلمہ! ایک دن پیغمبر اسلام میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا خبردار کوئی گھر میں آنے نہ پائے، میں دیکھتی رہی کہ اچانک حسینؑ داخل ہو گئے اور میں نے رسول اکرم کی صدائے گریہ سنی، اب جو دیکھا تو حسینؑ آپ کی گود میں تھے اور پیغمبر ان کی پیشانی کو پونچھ رہے تھے، میں نے عرض کی کہ مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ کب آگئے، آپ نے فرمایا کہ جبریل یہاں حاضر تھے، انھوں نے پوچھا کیا آپ حسینؑ سے محبت کرتے ہیں؟

میں نے کہا بیشک!

جریل نے کہا مگر آپ کی امت اسے کربلا نامی زمین پر قتل کر دے گی اور انھوں نے یہ خاک بھی دکھائی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب حسینؑ نزعہ میں گھر کر اس سرزمین پر پہنچے تو دریافت کیا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟

اور جب لوگوں نے کربلا بتایا تو فرمایا کہ خدا اور رسول نے سچ فرمایا ہے ”یہ کرب و بلا کی زمین ہے“۔ (المعجم الکبیر 3 ص 108 / 2819)۔

1143۔ عبداللہ بن یحییٰ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت علیؑ کے ہمراہ سفر تھے اور طہارت کے منتظم تھے، جب صفین جاتے ہوئے آپؑ نینوی پہنچے تو آپ نے فرمایا۔
عبداللہ صبر، ابو عبداللہ صبر!

میں نے عرض کی حضور یہ کیا ہے؟

فرمایا کہ میں ایک دن رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، میں نے عرض کی حضور خیر تو ہے کیا کسی نے اذیت دی ہے؟

فرمایا ابھی میرے پاس سے جبریل گئے ہیں اور یہ بتا کر گئے ہیں کہ میرا حسینؑ فرات کے کنارے شہید کیا جائے گا اور اگر آپ چاہیں تو میں وہ خاک دکھلا سکتا ہوں اور یہ کہہ کر ایک مٹھی خاک مجھے دی اور میں اسے دیکھ کر ضبط نہ کر سکا۔ (مسند احمد بن حنبل العقبیٰ ص 184 / 648، المعجم الکبیر 3 ص 105 / 2811، مسند ابویعلیٰ 1 ص 206 / 358، ذخائر العقبیٰ ص 148، مناقب کوئی 2 ص 19 / 253، الملاحم والفتن ص 104 باب 24، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص 165-171)

1144۔ محمد بن عمرو بن حسن! میں حسینؑ کے ساتھ نہر کربلا کے کنارہ تھا کہ آپ نے شمر کو دیکھ کر فرمایا کہ خدا اور رسول نے سچ فرمایا تھا جب رسول اکرمؐ نے خبر دی تھی کہ میں

کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہلبیتؑ کے خون کو چاٹ رہا ہے، اور شمر مبروص تھا۔ (الخصائص الکبریٰ السیوطی 2 ص 125)۔

1145۔ امام علیؑ! رسول اکرم ہمارے گھر تشریف لے آئے تو ہم نے حلوہ تیار کیا اور ام سلمہ نے ایک کاسہ شیر، مکھن اور کھجور فراہم کیا، ہم سب نے مل کر کھایا، میں نے حضرت کا ہاتھ دھلایا، آپ نے رو بقبلہ ہو کر دعا فرمائی اور پھر زمین کی طرف جھک کر بے ساختہ رونے لگے، ہم گھبرا گئے کہ کس طرح دریافت کریں اچانک حسینؑ آگئے اور بڑھ کر کہا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

فرمایا آج تمہارے بارے میں وہ سنا ہے جو کبھی نہ سنایا گیا تھا۔
ابھی جبریل امین آئے تھے اور انہوں نے بتایا کہ تم سب قتل کئے جاؤ گے اور سب کے مقتل بھی الگ الگ ہوں گے، میں نے تمہارے حق میں دعا کی اور میں اس خبر سے محزون ہو گیا۔

حسینؑ نے عرض کی کہ جب سب الگ الگ ہوں گے تو ہماری قبر کی زیارت اور نگرانی کون کرے گا؟

فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہوگا جو میرے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہے گا اور جب روز قیامت ہوگا اس گروہ کو دیکھ کر اس کا بازو تھام کر اسے ہول و مصیبت محسوس سے نجات دلاؤں گا۔ (مقتل الحسینؑ خوارزمی 2 ص 166، بشارۃ المصطفیٰ ص 195 روایت محمد بن الحسین از امام زین العابدینؑ، اعلام الوری ص 44)۔

مظالم براہلبیتؑ

1146۔ امام حسنؑ! امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ

مجھ سے میرے جد رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ اسرار امامت کے ذمہ دار میرے اہلبیت میں سے بارہ افراد ہوں گے اور سب قتل کئے جائیں گے یا انھیں زہر دیا جائیگا، (کفایۃ الاثر ص 160 روایت ہشام بن محمد)۔

1147 - امام علی! یہاں تک کہ جب پروردگار نے اپنے رسول کو بلا لیا تو ایک قوم اٹے پاؤں پلٹ گئی اور انھیں مختلف راستوں نے ہلاک کر دیا اور انھوں نے اندرونی جذبات پر اعتماد کیا اور غیر قرا بتدار کے ساتھ تعلق پیدا کیا اور جس سے مودت کا حکم دیا گیا تھا اسے نظر انداز کر دیا، عمارت کو جڑ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ تعمیر کر دیا، یہ لوگ ہر غلط بات کا معدن تھے اور ہر ہلاکت میں پڑ جانے والے کے دروازہ تھے۔ (نسخ البلاغہ خطبہ 150)۔

1148 - منہال بن عمرو! معاویہ نے امام حسن سے مطالبہ کیا کہ منبر پر جا کر اپنا نسب بیان کریں، آپ نے منبر پر جا کر حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا۔

”قریش سارے عرب پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ان میں سے ہیں اور عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ان میں سے ہیں اور عجم بھی عرب کا احترام کرتے ہیں کہ محمد ان میں سے ہیں لیکن افسوس کہ سب دوسروں سے ہمارے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں اور خود ہمارا حق نہیں دے رہے ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 12)۔

1149 - حبیب بن یسار! امام حسین کی شہادت کے بعد زید بن ارقم دروازہ مسجد پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں نے یہ کام کیا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں تم دونوں (حسن و حسین) اور صالح المؤمنین کو خدا کے حوالہ کر رہا ہوں۔

لوگوں نے ابن زیاد سے کہا کہ زید بن ارقم یہ حدیث بیان کر رہے ہیں؟ اس نے

کہا کہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور عقل چلی گئی ہے۔ (المعجم الکبیر 5 ص 185 / 5037 امالی طوسی (ر) ص 252 / 450، شرح الاخبار 3 ص 170 / 1116-1117)۔

1150۔ یعقوبی جناب فاطمہؑ کی وفات کے ذیل میں بیان کرتا ہے کہ زنان قریش اور ازواج پیغمبر آپ کے پاس آئیں اور مزاج دریافت کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں تمھاری دنیا سے بیزار ہوں اور تمھارے فراق سے خوش ہوں، میں خدا و رسول سے ملاقات کروں گی اس حال میں کہ تمھاری طرف سے رنج و غم لے کر جا رہی ہوں، میرے حق کا تحفظ نہیں کیا گیا اور میرے ذمہ کی رعایت نہیں کی گئی، نہ وصیت پیغمبر کو قبول کیا گیا ہے اور نہ ہماری حرمت کو پہنچانا گیا ہے۔ (تاریخ یعقوبی 2 ص 115)۔

1151۔ امام حسینؑ جب جناب فاطمہؑ کا انتقال ہوا اور امیر المومنینؑ نے خاموشی سے انھیں دفن کر کے نشان قبر کو مٹا دیا تو مڑ کر قبر رسول کو دیکھا اور آواز دی ”سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول، میرا اور آپ کی اس دختر کا جو آپ کے پاس آرہی ہے اور آپ سے ملاقات کے لئے تہہ خاک آرام کر رہی ہے پروردگار نے بہت جلد اسے آپ سے ملا دیا، لیکن اب میرا صبر بہت دشوار ہے اور میری قوت برداشت ساتھ چھوڑ رہی ہے، میں صرف آپ کے فراق کو دیکھ کر دل کو تسلی دے رہا ہوں کہ میں نے آپ کو بھی سپرد خاک کیا ہے اور آپ نے میرے سینہ پر سر رکھ کر دنیا کو خیر باد کہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ لیجئے آپ کی امانت واپس ہو گئی اور فاطمہؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ اب یہ آسان وزمین کس قدر بڑے نظر آ رہے ہیں یا رسول اللہ! اب میرا حزن و ملال دائمی ہے اور میری راتیں صرف بیداری میں گذریں گی، یہ رنج میرے دل سے جانے والا نہیں ہے جب تک میں بھی آپ کے گھر نہ آ جاؤں بڑا دردناک غم ہے اور بڑا دل دکھانے والا درد ہے، کتنی جلدی ہم میں جدائی

ہوگئی، اب اللہ ہی سے اس کی فریاد ہے، عنقریب آپ کی بیٹی بیان کرے گا کہ آپ کی امت نے اس کا حق مارنے پر کس طرح اتفاق کر لیا تھا، آپ اس سے دریافت کریں اور مکمل حالات معلوم کر لیں، کتنے ہی ایسے رنجیدہ دستم رسیدہ ہیں جن کے پاس عرض حال کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے، عنقریب فاطمہؑ سب بیان کریں گی اور خدا فیصلہ کرے گا کہ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

یہ الوداع کہنے والے کا سلام ہے جو نہ رنجیدہ ہے اور نہ بیزار، اب اگر آپ سے رخصت ہو رہا ہے تو کسی ملال کی بنا پر نہیں ہے اور اگر یہیں رہ جاؤں تو یہ صابرین سے ہونے والے وعدہ سے بدظنی کی بنا پر نہیں ہے۔ (کافی 1 ص 459/3، امالی مفید (ر) ص 281/7، امالی طوسی (ر) 109/166، بشارۃ المصطفیٰ ص 258 روایت علی بن محمد الہرمزانی، نہج البلاغہ خطبہ نمبر 202)۔

1152- عبد الرحمان بن ابی نعم! ایک مرد عراقی نے عبد اللہ بن عمر سے سوال کیا کہ اگر کپڑے میں چھھر کا خون لگ جائے تو کیا کرنا ہوگا؟ تو ابن عمر نے کہا کہ ذرا اس شخص کو دیکھو یہ چھھر کے خون کے بارے میں دریافت کر رہا ہے جبکہ ان عراقیوں نے فرزند رسول کا خون بہا دیا ہے جس کے بارے میں میں نے خود رسول اکرم سے سنا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ اس دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (سنن ترمذی 5 ص 657/3770، مسند ابن جنبل 2 ص 405/5679، ص 452/5947، الادب المفرد 38/85، المعجم الکبیر 3 ص 127/2884، ذخائر العقبیٰ ص 124، مسند ابویعلیٰ 5 ص 287/5713، اسد الغابہ ص 2/26، امالی صدوق 123/12، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 75، صحیح بخاری 3 ص 371/3543، خصائص نسائی ص 259/144، الادب المفرد 259/144، انساب الاشراف

3 ص 227 / 85، حلیۃ الاولیاء 5 ص 70، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 36 / 58،
(60)۔

1153۔ منہال بن عمرو! میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور
سلام کر کے مزاج دریافت کیا تو فرمایا کہ تم شیعہ ہو کہ ہمارے صبح و شام سے باخبر نہیں ہو؟ ہمارا
حال یہ ہے کہ ہم آل فرعون کے درمیان بنی اسرائیل کی مثال ہیں کہ ان کے بچوں کو ذبح کیا
جا رہا تھا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور آج یہ عالم ہے کہ رسول اکرم کے بعد بہترین
خلاق کو منبروں سے گالیاں دی جا رہی ہیں اور ان کے سب و شتم پر اموال عطا کئے جا رہے
ہیں، ہمارے چاہنے والوں کے حقوق اس محبت کے جرم میں پامال کئے جا رہے ہیں اور
صورت حال یہ ہے کہ سارے عرب کے درمیان قریش کا احترام ہو رہا ہے کہ پیغمبران میں
سے ہیں اور اس طرح لوگوں سے ہمارا حق لیا جا رہا ہے اور ہمیں ہمارا حق نہیں دیا جا رہا ہے آؤ
، آؤ دیکھو یہ ہیں ہمارے صبح و شام (جامع الاخبار 238 / 607، تفسیر قمی 1 ص 134
روایت عاصم بن حمید عن الصادق، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 169، مشیر الاحزان ص
(105)۔

1154۔ امام باقر! جو شخص بھی ہمارے اوپر ہونے والے ظلم، ہمارے حق کی
پامالی اور ہماری پریشانیوں کو نہ پہچانے وہ بھی ان لوگوں کا شریک ہے جنہوں نے ہمارے
اوپر ظلم ڈھائے ہیں۔ (ثواب الاعمال ص 248 / 6 روایت جابر)۔

1155۔ منہال بن عمرو! میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا
اور اس نے سلام کر کے مزاج دریافت کیا؟ فرمایا کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تم ہمارے
حالات کا اندازہ کر سکو جب کہ ہماری مثال امت میں بنی اسرائیل جیسی ہے جن کے بچے ذبح

کر دیے جاتے تھے اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور یہی حال اب ہمارا ہے کہ ہمارے بچوں کو ذبح کر دیا جاتا ہے اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ عرب نے عجم پر برتری کا اظہار کیا اور جب انھوں نے دلیل پوچھی تو کہا کہ محمد عرب تھے اور سب نے تسلیم کر لیا، اس کے بعد قریش نے عرب پر اپنی فضیلت کا اظہار کیا اور انھوں نے بھی یہی دلیل بیان کی کہ محمد ہم میں سے تھے اور سب نے مان لیا، تو اگر بات یہی ہے تو گویا ہمارا سب پر احسان ہے کہ ہم رسول اکرم کی ذریت اور ان کے اہلبیت ہیں اور اس میں ہمارا کوئی شریک نہیں ہے۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم میں تو آپ اہلبیت سے محبت کرتا ہوں، فرمایا اگر ایسا ہے تو بلاء کی چادر اختیار کر لو کہ بلاء کی رفتار ہماری اور ہمارے چاہنے والوں کی طرف وادی کے سیلاب سے زیادہ تیز تر ہے، بلائیں پہلے ہم پر نازل ہوتی ہیں اور اس کے بعد تم پر اور سکون و آرام کا آغاز بھی پہلے ہم سے ہوگا، اس کے بعد تم کو حاصل ہوگا۔ (امالی طوسی (ر) 154/ 255، بشارۃ المصطفیٰ ص 89)۔

1156۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں رقمطراز ہیں کہ حضرت ابو جعفر محمد بن علیؑ نے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تمہیں اندازہ ہے کہ قریش نے ہم پر کس طرح ظلم اور ہجوم کیا ہے اور ہمارے شیعوں اور دوستوں نے کس قدر مظالم کا سامنا کیا ہے؟ رسول اکرمؐ یہ فرما کر دنیا سے گئے تھے کہ ہم تمام لوگوں سے اولیٰ ہیں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام قریش نے ہمارے خلاف اتفاق کر لیا اور خلافت کو اس کے مرکز سے جدا کر دیا، ہمارے حق اور ہماری محبت کے ذریعہ انصار کے سامنے استدلال کیا اور پھر خود ہی قبضہ کر لیا اور ایک دوسرے کے حوالہ کرتا رہا یہاں تک کہ جب خلافت پلٹ کر ہمارے گھر آئی تو قریش نے بیعت کر توڑ کر

جنگ کا بازار گرم کر دیا اور صاحب امر انھیں مصائب کا سامنا کرتے کرتے شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد امام حسنؑ کی بیعت کی گئی اور ان سے عہد کیا گیا لیکن ان سے بھی غداری کی گئی اور انھیں بھی تنہا چھوڑ دیا گیا، یہاں تک کہ عراق والوں نے حملہ کر کے خنجر سے ان کے پہلو کو زخمی کر دیا اور ان کا سارا سامان لوٹ لیا اور گھر کی کنیزوں کے زیورات تک لے لئے، جس کے نتیجے میں آپ نے معاویہ سے صلح کر لی تاکہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی زندگی کا تحفظ کر سکیں جو کہ تعداد میں انتہائی قلیل تھے۔

اس کے بعد ہم اہلبیت کو مسلسل حقیر و ذلیل بنایا جاتا رہا، ہمیں وطن سے نکالا گیا اور بنتائے مصائب کیا گیا، نہ ہماری زندگی محفوظ رہی اور نہ ہمارے چاہنے والوں کی زندگی! جھوٹ بولنے والے اور ہمارے حق کا انکار کرنے والے اپنے کذب و انکار کی وجہ سے بلند ترین درجات حاصل کرتے رہے اور ہر مقام پر حکام ظلم کے یہاں تقرب حاصل کرتے رہے، جھوٹی حدیثیں تیار کیں اور ہماری طرف سے وہ باتیں نقل کیں جو نہ ہم نے کہی تھیں اور نہ کی تھیں تاکہ لوگوں کو ہم سے متنفر اور بیزار بنا سکیں۔

یہ کام زیادہ تیزی سے معاویہ کے دور حکومت میں امام حسنؑ کی شہادت کے بعد ہوا اور ہمارے شیعوں کا ہر مقام پر قتل عام ہوا، ان کے ہاتھ پاؤں تہمتوں کی بنا پر کاٹ دئے گئے اور جو بھی ہماری محبت کا نام لیتا تھا اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے اور اس کے اموال کو لوٹ کر گھر کو گرا دیا جاتا تھا۔

اس کے بعد بلاؤں میں اور اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ عبید اللہ بن زیاد کا دور آیا اور پھر حجاج کے ہاتھ میں حکومت آئی جس نے طرح طرح سے قتل کیا اور تہمتوں پر زندانوں کے حوالہ کر دیا اور حالت یہ ہو گئی کہ کسی بھی انسان کے لئے زندیق اور کافر کہا جانا شیعہ علیؑ کہے

جانے سے زیادہ بہتر اور محبوب عمل تھا۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید 11 ص 43)۔
 1157- حمزہ بن حمران! میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ
 کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کی کوفہ سے! آپ نے گریہ شروع کر دیا یہاں تک کہ
 ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، میں نے عرض کی فرزند رسول! اس قدر گریہ کا سبب کیا
 ہے؟

فرمایا مجھے میرے چچا زید اور ان کے ساتھ ہونے والے مظالم یاد آگئے۔

میں نے عرض کی کہ وہ کیا مظالم یاد آگئے؟

فرمایا کہ ان کی شہادت کا وہ منظر یاد آ گیا جب ان کی پیشانی میں تیر پیوست ہو گیا
 اور بیٹا آکر باپ سے لپٹ گیا کہ بابا مبارک ہو، آپ اس شان سے رسول اکرم، حضرت علیؑ و
 فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ فرمایا بیشک۔

اس کے بعد تنگی نے لوہار کو بلا کر پیشانی سے تیر نکلوا یا اور جناب زید کی روح جسم
 سے پرواز کر گئی اور تنگی نے لاش کو ایک نہر کے کنارہ سپرد لحد کر کے اس پر نہر کا پانی جاری
 کر دیا تا کہ کسی کو اطلاع نہ ہونے پائے لیکن ایک سندھی غلام نے یہ منظر دیکھ لیا اور یوسف
 بن عمر کو اطلاع کر دی اور اس نے لاش کو قبر سے نکلوا کر سولی پر لٹکا دیا اور اس کے بعد نذر آتش
 کر کے خاکستر کو ہوا میں اڑا دیا، خدا ان کے قاتل اور انھیں تنہا چھوڑ دینے والوں پر لعنت
 کرے۔

ہم تو ان مصائب کی فریاد خدا کی بارگاہ میں کرتے ہیں جہاں اولاد رسول کو مرنے
 کے بعد بھی نشانہ ستم بنایا گیا اور پھر پروردگار ہی سے دشمنوں کے مقابلہ میں طالب امداد ہیں
 کہ وہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔ (امالی صدوق (ر) 321/3، امالی طوسی (ر) 434/

(973)-

1158- محمد بن الحسن، محمد بن ابراہیم کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اولاد حسنؑ میں بعض افراد کو منصور کے سامنے لایا گیا تو اس نے محمد بن ابراہیم کو دیکھ کر کہا کہ تم ہی دیباچہ اصغر کہے جاتے ہو؟ فرمایا بیشک۔

اس نے کہا کہ خدا کی قسم تمہیں اس طرح قتل کروں گا جس طرح اب تک کسی کو قتل نہیں کیا ہے..... اور یہ کہہ کر ایک کھوکھلے ستون کے اندر کھڑا کر کے ستونوں کو بند کر دیا اور وہ زندہ دفن کر دئے گئے۔ (تاریخ طبری 7 ص 546، مقاتل الطالبيين ص 181)۔

1159- محمد بن اسماعیل! میں نے اپنے جد موسیٰ بن عبد اللہ سے سنا ہے کہ ہمیں ایسے اندھیرے قید خانہ میں رکھا گیا تھا کہ اوقات نماز کا اندازہ بھی علی بن الحسن بن الحسن بن الحسنؑ کی قرآن کے پاروں کی تلاوت سے کیا جاتا تھا۔ (مقاتل الطالبيين ص 176)۔

1160- موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ! علی بن الحسن کا انتقال منصور کے قید خانہ میں حالت سجدہ میں ہوا ہے جب عبد اللہ نے کہا کہ میرے بھتیجے کو جگاؤ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں نیند آگئی ہے اور لوگوں نے حرکت دی تو معلوم ہوا کہ روح جسم سے جدا ہو چکی ہے اور عبد اللہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ اللہ تم سے راضی رہے، میرے علم کے مطابق تمہیں اس طرح کی موت کا خوف تھا۔ (مقاتل الطالبيين ص 176)۔

1161- محمد بن منصور نے یحییٰ بن الحسین بن زید کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں اپنے چچا عیسیٰ بن زید کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے جیسے انسان کے لئے یہ بڑا عیب ہے کہ اپنے ایسے محترم بزرگ سے ملاقات نہ کرے تو انھوں نے ٹال دیا

اور ایک مدت تک یہ کہہ کر ٹالتے رہے کہ مجھے یہ خوف ہے کہ انھیں یہ ملاقات گراں گذرے اور اس کے زیر اثر وہ جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں جہاں ان کا قیام ہے۔

لیکن میں برابر اصرار کرتا رہا اور اپنے اشتیاق کا اظہار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئے اور مجھے تیار کر کے کوفہ روانہ کر دیا اور فرمایا کہ کوفہ پہنچ کر نبی حج کے مکانات دریافت کرنا اور وہاں فلاں کوچہ میں جا کر دیکھنا کہ درمیان کوچہ ان صفات کا ایک گھر نظر آئے گا مگر تم اس گھر کے پاس نہ ٹھہرنا بلکہ دور جا کر کھڑے ہو جانا، عنقریب تم دیکھو گے کہ مغرب کے وقت ایک ضعیف آدمی آ رہا ہے اور اس کا چہرہ چمک رہا ہے، پیشانی پر سجدہ کا نشان ہے اور ایک اونٹنی کرتا پہنے ہوئے ایک اونٹ پر سقائی کا کام انجام دے رہا ہے اور جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہے برابر ذکر خدا کرتا رہتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، تم یہ دیکھ کر سلام کرنا اور معافہ کرنا۔

وہ تم سے گھبرائیں گے اور خوف زدہ ہوں گے لیکن تم فوراً اپنا شجرہ نسب بیان کر دینا، انھیں یہ سن کر سکون ہوگا اور تم سے تاویر گفتگو کرتے رہیں گے اور ہم لوگوں کے بارے میں تفصیلات دریافت کریں گے اور اپنے حالات بتائیں گے لیکن تم ان کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہرنا اور نہ لمبی گفتگو کرنا بلکہ فوراً خدا حافظ کہہ دینا کہ وہ تم سے معذرت کریں گے کہ آئندہ ملاقات کے لئے نہ آنا اور تم اس کے مطابق عمل کرنا اور نہ وہ تم سے چھپ جائیں گے اور گھبرا کر جگہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے جو ان کے لئے باعث مشقت عمل ہوگا۔

میں اپنے دل میں یہ عزم لے کر روانہ ہوا کوفہ پہنچ کر عصر کے بعد بچوں کے علاقہ میں گیا اور گلی کے کنارہ دروازہ کو پہچان کر دوڑ بیٹھ گیا کہ غروب کے بعد ایک اونٹ ہنکانے والے کو دیکھا جس میں بابا کے بیان کردہ تمام صفات موجود تھے اور ہر قدم پر مسلسل ذکر خدا کر رہا

تھا اور آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے۔

میں نے اٹھ کر معافہ کیا، وہ خوفزدہ ہو گئے، میں نے کہا کہ چچا میں تحسبی بن
احسین بن زید، آپ کا بھتیجا ہوں۔

انھوں نے کلیجہ سے لگا لیا اور رونے لگے اور اس قدر روئے جیسے ہلاک ہو جائیں
گے، اس کے بعد اونٹ کو بٹھا دیا اور میرے پاس بیٹھ کر ایک ایک فرد خاندان مرد، عورت، بچہ
کے بارے میں دریافت کرنے لگے، میں نے سب کا حال بتایا تو انھوں نے فرمایا کہ فرزند!
میں اسی اونٹ پر سقائی کا کام کر رہا ہوں، جس قدر اجرت ملتی ہے، اونٹ کا کرایہ دے کر باقی
سے بچوں کی پرورش کرتا ہوں اور اگر کسی دن کچھ نہیں بچتا ہے تو آبادی کے باہر جا کر جو سبزی و
غیرہ لوگ پھینک دیتے ہیں، اس کو اٹھا کر کھا لیتا ہوں۔

میں نے یہیں ایک شخص کی لڑکی سے شادی کی ہے لیکن اسے نہیں معلوم ہے کہ میں
کون ہوں اور اس سے ایک بیٹی بھی پیدا ہو چکی ہے جو اب بلوغ کی منزل میں ہے لیکن
اسے بھی نہیں معلوم کہ میں کون ہوں؟

ایک مرتبہ اس کی ماں نے کہا کہ محلہ کے فلاں سقاء کے بیٹے نے پیغام دیا ہے لہذا
اس بچی کا عقد کر دیجئے، اس کے حالات ہم لوگوں سے بہتر ہیں اور پھر اصرار بھی کیا لیکن میں
نہ بتا سکا کہ یہ بات ہمارے لئے جائز نہیں ہے اور وہ ہمارا کفو نہیں ہے، وہ برابر اصرار کرتی
رہی اور میں خدا سے دعا کرتا رہا کہ اس مشکل سے نجات دلا دے کہ اتفاقاً اس بچی کا انتقال
ہو گیا اور آج مجھے اس سے زیادہ کسی امر کا صدمہ نہیں ہے کہ اسے رسول اکرم سے اپنی قرابت
کا علم بھی نہ ہو سکا۔

اس کے بعد مجھے قسم دلائی کہ میں واپس چلا جاؤں اور دوبارہ پھر ان کے پاس نہ

جاؤں اور یہ کہہ کر مجھے رخصت کر دیا، اس کے بعد جب بھی میں انھیں دیکھنے اس جگہ پر گیا وہ نظر نہیں آئے اور یہی میری آخری ملاقات تھی۔ (مقاتل الطالبيين ص 345)۔

واضح رہے کہ اسلام میں کفو ہونے کے لئے اتحاد حیثیت و مذہب ضروری ہے اور جہت ممکن ہے کہ وہ بچہ سقا اہلبیت کے مسلک پر نہ رہا ہو یا اس میں کوئی ایسا نقص رہا ہو جو اس بچی کے کفو بننے سے مانع رہا ہو ورنہ اس بچی کی ماں بھی خاندان اہلبیت سے نہیں تھی!۔

1162۔ منذر بن جعفر العبدی نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں صالح بن حمی کے دونوں فرزند حسن اور علی، عبد ربہ بن علقمہ اور جناب بن نسطاس سب عیسیٰ بن زید کے ہمراہ حج کے سفر پر نکلے اور عیسیٰ جمالوں کے لباس میں تقیہ کی زندگی گزار رہے تھے، ایک رات ہم لوگ مکہ میں مسجد الحرام میں جمع ہوئے تو عیسیٰ بن زید اور حسن بن صالح نے سیرت کے مسائل پر گفتگو شروع کر دی اور ایک مسئلہ میں دونوں میں اختلاف ہو گیا، دوسرے دن عبد ربہ بن علقمہ آئے تو کہا کہ تمہارا مسئلہ حل ہو گیا ہے سفیان ثوری آگئے ہیں ان سے دریافت کر لو، چنانچہ اٹھ کر مسجد میں ان کے پاس آئے اور سلام کر کے مسئلہ دریافت کیا تو سفیان نے کہا کہ اس کا جواب میرے بس سے باہر ہے کہ اس کا تعلق سلطان وقت سے ہے۔

حسن نے انھیں متوجہ کیا کہ یہ سوال کرنے والے عیسیٰ بن زید ہیں، انھوں نے جناب بن نسطاس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا اور انھوں نے بھی تصدیق کر دی کہ یہ عیسیٰ بن زید ہیں تو سفیان ثوری نے انھیں سینہ سے لگا لیا اور بے تحاشہ رونا شروع کر دیا اور آخر میں اپنے انداز جواب کی معذرت کی اور روتے روتے مسئلہ کا جواب دیدیا اور پھر ہم

لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ اولاد فاطمہ سے محبت اور ان کے مصائب پر گریہ ہر اس انسان کیلئے لازم ہے جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان پایا جاتا ہے، اور اس کے بعد پھر عیسیٰ بن زید سے کہا کہ جاؤ اپنے کو ان ظالموں سے پوشیدہ کرو کہیں تم پر کوئی مصیبت نازل نہ ہو جائے، یہ سن کر ہم لوگ اٹھ گئے اور سب متفرق ہو گئے۔ (مقاتل الطالبیین ص 351)۔

1163- علی بن جعفر الاحمر! مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ہم لوگ (میں،

عیسیٰ بن زید، حسن بن صالح، علی بن صالح بن حمی، اسرائیل بن یونس، بن ابی اسحاق، جناب بن نسطاس) زیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں ایک گھر میں جمع ہوتے تھے کہ کسی شخص نے مہدی کے یہاں جا سوسی کر دی اور اس نے کوفہ کے عامل کو پیغام بھیج دیا کہ ہماری کڑی نگرانی کی جائے اور اگر ایسے کسی اجتماع کی اطلاع ملے تو سب کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دیا جائے۔

ایک رات ہم لوگ سب جمع تھے کہ عامل کوفہ کو خبر ہوگئی اور اس نے ہمارے اوپر حملہ کر دیا اور قوم نے یہ محسوس کرتے ہی چھت سے چھلانگ لگا دی اور میرے علاوہ سب فرار کر گئے، ظالموں نے مجھے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا، میں اس کے سامنے پیش کیا گیا، اس نے مجھے دیکھتے ہی حرام زادہ کہہ کر خطاب کیا اور کہا کہ تو عیسیٰ بن زید کے ساتھ اجتماع کرتا ہے اور انھیں میرے خلاف اقدام پر آمادہ کرتا ہے۔

میں نے کہا مہدی! تجھے خدا سے شرم نہیں آتی ہے اور نہ اس کا خوف ہے، تو شریف زادیوں کی اولاد کو حرام زادہ کہتا ہے اور ان پر تہمت زنا لگاتا ہے جبکہ تیرا فرض تھا کہ تیرے سامنے کوئی جاہل اور احمق اس طرح کے کلمات استعمال کرے تو اسے منع کرے۔

اس نے دوبارہ وہی گالی دی اور اب اٹھ کر مجھے زمین پر پٹک دیا اور ہاتھ پاؤں

سے گھونسلات کرنے لگا اور گالیاں دینے لگا میں نے کہا کہ واقعاً بہت بہادر آدمی ہے کہ مجھ جیسے بوڑھے کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتا ہے جس میں اپنے دفاع کی بھی طاقت نہیں ہے۔

اس نے مجھے قید خانہ میں ڈال دیا اور سختی کرنے کا حکم دیدیا، مجھے زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا گیا اور میں برسوں قید خانہ میں رہا، یہاں تک کہ جب اسے اطلاع ملی کہ عیسیٰ بن زید کا انتقال ہو گیا ہے تو مجھے طلب کیا اور کہنے لگا کہ تو ہے کون؟

میں نے کہا کہ مسلمان ہوں۔

اس نے کہا اعرابی؟

میں نے کہا نہیں

اس نے کہا پھر کیا ہے؟

میں نے کہا کہ میرا باپ کوفہ کے کسی شخص کا غلام تھا، اس نے اسے آزاد کر دیا تھا۔

کہا کہ عیسیٰ بن زید مر گئے!

میں نے کہا کہ یہ عظیم ترین مصیبت ہے، اللہ ان پر رحمت نازل کرے، واقعاً بڑے عابد، زاہد، اطاعت خدا میں زحمت برداشت کرنے والے اور اس راہ میں انتہائی نڈر تھے۔

اس نے کہا کہ کیا تمہیں ان کی وفات کا علم نہیں تھا؟

میں نے کہا کہ معلوم ہے۔

کہا کہ پھر مجھے مبارکباد کیوں نہیں دی؟

میں نے کہا کہ میں ایسی بات کی مبارکباد کس طرح دیتا کہ اگر رسول اکرم زندہ

ہوتے تو ہرگز اس بات کو پسند نہ کرتے وہ تادیر سر جھکائے خاموش رہا اور پھر کہنے لگا کہ تمہارے جس میں سزا کی طاقت نہیں ہے اور میں کوئی ایسی سزا دینا نہیں چاہتا جس سے تم مر جاؤ اور اللہ نے مجھے میرے دشمن عیسیٰ بن زید سے بچا لیا ہے لہذا جاؤ یہاں سے چلے جاؤ لیکن خدا تمہارا نگہبان نہ ہوگا۔

اور یاد رکھو کہ اگر مجھے اطلاع ملی کہ تم نے پھر وہی کام شروع کر دیا ہے تو خدا کی قسم تمہاری گردن اڑا دوں گا۔

میں یہ سن کر کوفہ چلا آیا اور مہدی نے ربیع سے کہا کہ دیکھتے ہو یہ شخص کس قدر بے خوف اور باہمت ہے۔ خدا کی قسم صاحبان بصیرت ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (مقاتل الطالیین ص 352)۔ 1164۔ امام کاظم! دعا کرتے ہیں..... خدا یا پیغمبر اسلام کے اہلبیت پر رحمت نازل فرما جو ہدایت کے امام، اندھیروں کے چراغ، مخلوقات پر تیرے امین، بندوں میں تیرے مخلص، زمین پر تیری حجت، شہروں میں تیرے منارہ ہدایت، بلاؤں میں صبر کرنے والے، رضاؤں کے طلب کرنے والے، وعدہ کو وفا کرنے والے، عبادتوں میں شک یا انکار نہ کرنے والے، تیرے اولیاء اور تیرے اولیاء کی اولاد، تیرے علم کے خزانہ دار، جنہیں تو نے ہدایت کی کلید، اندھیروں کا چراغ قرار دیا ہے، تیری صلوات و رحمت و رضا انہیں کے لئے ہے۔

خدا یا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما..... اور اپنے بندوں میں منارہ ہدایت، اپنی ذات کی طرف دعوت دینے والے تیرے امر کے ساتھ قیام کرنے والے اور تیرے رسول کا پیغام پہنچانے والے پر بھی، اور خدا یا جب اسے ظاہر کرنا تو اس کے وعدہ کو پورا کر دینا اور اس کے اصحاب و انصار کو جمع کر دینا اور اس کے مددگاروں کو طاقت عطا فرمانا اور اسے آخری منزل

امید تک پہنچا دینا اور اس کے سوالات کو عطا کر دینا اور اس کے ذریعہ محمد و آل محمد کے حالات کی اصلاح کر دینا اس ذلت، توہین اور مصائب کے بعد جو رسول اکرم کے بعد نازل ہوئی ہیں کہ انھیں قتل کیا گیا، وطن سے باہر نکالا گیا، خوفزدہ حالت میں منتشر کر دیا گیا، انھوں نے تیری رضا اور اطاعت کی خاطر ازیت اور تکذیب کا سامنا کیا اور تمام مصائب پر صبر کیا اور ہر حال میں راضی رہے اور تیری بارگاہ میں ہمیشہ سراپا تسلیم رہے۔

خدا یا ان کے قائم کے ظہور میں تعجیل فرما، اس کی امداد فرما اور اس کے ذریعہ اس دین کی امداد فرما جس میں تغیر و تبدل پیدا کر دیا گیا ہے اور ان امور کو پھر سے زندہ کر دے جو مٹا دئے گئے ہیں اور نبی اکرم کے بعد بدل دئے گئے ہیں۔ (جمال الاسبوع ص 186)۔

1165۔ ابوالصلت عبدالسلام بن صالح الہروی، میں نے امام رضاؑ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خدا کی قسم ہم میں کا ہر شخص شہید کیا جانے والا ہے..... تو کسی نے دریافت کر لیا کہ آپ کو کون قتل کرے گا؟

فرمایا کہ میرے زمانہ کا بدترین انسان، جو مجھ کو زہر دے گا اور پھر بلا و غربت میں دفن کیا جاؤں گا۔ (الفقیہ 2 ص 585 / 3192، امالی صدوق (ر) 61 / 8، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 256 / 9، جامع الاخبار 93 / 150 روضۃ الواعظین ص 257، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 209)۔

1166۔ امام رضاؑ! خدا کا شکر ہے جس نے ہم میں اس کو محفوظ رکھا ہے جس کو لوگوں نے برباد کر دیا ہے اور اسے بلند رکھا ہے جسے لوگوں نے پست بنا دیا ہے، یہاں تک کہ ہمیں کفر کے منبروں پر اسی سال تک گالیاں دی گئیں، ہمارے فضائل کو چھپایا گیا،

ہمارے خلاف جھوٹ بولنے کے لئے اموال خرچ کئے گئے، مگر خدا نے یہی چاہا کہ ہمارا ذکر بلند رہے اور ہمارے فضائل آشکار ہو جائیں، خدا کی قسم ایسا ہماری وجہ سے نہیں ہوا ہے، رسول اکرم اور ان کی قرابت کی برکت سے ہوا ہے کہ اب ہمارا مسئلہ اور ہماری روایات ہی ہمارے بعد پیغمبر کی بہترین دلیل ہوں گی۔ (عیون اخبار الرضا ص 2 ص 164 / 26 روایت محمد بن ابی الموح بن الحسین الرازی)۔

1167۔ امام عسکریؑ! بنی امیہ نے اپنی تلواریں ہماری گردنوں پر دو وجہوں سے

چلائی ہیں۔

ایک یہ کہ انھیں معلوم تھا کہ خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں ہے اور ہم نے دعویٰ کر دیا اور وہ اپنے مرکز تک پہنچ گئی تو ان کا کیا ہوگا۔

اور دوسرے یہ کہ انھوں نے متواتر اخبار سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ ہمارے قائم کے ذریعہ ظالموں اور جابروں کی حکومت کا خاتمہ ہونے والا ہے اور انھیں یقین تھا کہ وہ ظالم و جابر ہیں، چنانچہ انھوں نے کوشش کی کہ اہلبیتؑ رسول کو قتل کر دیا جائے، ان کی نسلوں کو فنا کر دیا جائے تاکہ اس طرح ان کا قائم دنیا میں نہ آنے پائے مگر پروردگار نے طے کر لیا کہ بغیر کسی اظہار و انکشاف کے اپنے نور کو مکمل کر دے گا چاہے یہ بات کفار کو کسی قدر ناگوار کیوں نہ ہو۔ (اثبات الہدایۃ 3 ص 570 / 685 روایت عبداللہ بن الحسین بن سعید الکاظم)۔

1168۔ دعائے ندبہ، حضرت محمد علیؑ کے گھرانہ کے پاکیزہ کردار افراد پر گریہ اور ندبہ کرنے والوں کو ندبہ کرنا چاہئے، ان کے غم میں آنسوؤں کو بہنا چاہئے، صدائے نالہ و شیون کو بلند ہونا چاہئے، آواز فریاد کو سنائی دینا چاہئے۔

کہاں ہیں حسنؑ؟

کہاں ہیں حسینؑ؟

کہاں ہیں اولاد حسینؑ؟

ایک کے بعد ایک نیک کردار اور ایک کے بعد ایک صداقت شعار،

کہاں ہیں ایک کے بعد ایک سبیل ہدایت اور ایک کے بعد ایک منتخب روزگار۔

کہاں ہیں طلوع کرنے والے سورج؟

اور کہاں ہیں چمکنے والے چاند؟

کہاں ہیں روشن ستارے؟

اور کہاں ہیں دین کے پرچم اور علم کے ستون؟

(بحار الانوار 102 / 107 نقل از مصباح الزائر (مخطوط) محمد بن علی بن ابی قرۃ

از کتاب محمد بن الحسین بن سفیان البرزوفری)۔

اس مقام پر تصریح کی گئی ہے کہ یہ دعا امام عصرؑ سے نقل کی گئی ہے اور اس کا چاروں

عید یوں میں پڑھنا مستحب ہے۔

عید الفطر

عید الاضحیٰ

عید غدیر

روز جمعہ!

حکومت اہلبیتؑ

بشارات حکومت اہلبیتؑ

”ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ان بندوں پر احسان کریں جنہیں اس زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے اور انہیں قائد و امام بنا کر زمین کا وارث بنا دیں۔“ (سورہ قصص آیت 5)۔

”اس پروردگار نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب بنا دے چاہے یہ بات مشرکین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو“ (سورہ صف آیت 9)۔

”پروردگار نے تم میں سے ایمان و کردار والوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین پر اسی طرح اپنا جانشین بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنا دے گا جسے ان کیلئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا اور یہ سب ہماری عبادت کریں گے اور کسی شے کو ہمارا شریک نہ قرار دیں گے اور اگر کوئی شخص اس کے بعد بھی انکار کرے تو اس کا شمار فاسقین میں ہوگا۔“ (سورہ نور نمبر 55)۔

1169۔ رسول اکرم! قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص حاکم نہ ہو جائے جس کا نام میرا نام ہوگا۔ (مسند ابن حنبل 2 ص 10/3571 از عبد اللہ بن مسعود)۔

1170- رسول اکرم! یہ دنیا اس وقت تک فنا نہ ہوگی جب تک عرب کا حاکم میرے اہلبیت میں سے وہ شخص نہ ہو جائے جس کا نام میرا نام ہوگا۔ (سنن ترمذی 4 ص 505/ 2230، سنن ابی داؤد 3 ص 107/ 4282، مسند ابن جنبل 2 ص 11/ 3573، المعجم الکبیر 10 ص 131/ 10208، الملاحم والفتن نمبر 148، بشارۃ المصطفیٰ ص 281)۔

1171- ابولہلی! رسول اکرم نے علیؑ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں..... میں، تم، حسن، حسینؑ اور فاطمہؑ ہوں گے۔

یا علیؑ! ان کینوں سے ہوشیار رہنا جو لوگوں کے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور ان کا اظہار میری موت کے بعد ہوگا، یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی بھی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہے۔

یہ کہہ کر آپ نے گریہ فرمایا..... اور فرمایا کہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ لوگ علیؑ پر ظلم کریں گے اور یہ سلسلہ ظلم قیام قائم تک جاری رہیگا اس کے بعد ان کا کلمہ بلند ہوگا اور لوگ ان کی محبت پر جمع ہو جائیں گے اور دشمن بہت کم رہ جائیں گے اور انھیں برا سمجھنے والے ذلیل ہو جائیں گے اور ان کی مدح کرنے والوں کی کثرت ہوگی اور یہ سب اس وقت ہوگا جب زمانہ کے حالات بالکل بدل جائیں گے، بندگان خدا کمزور ہو جائیں گے لوگ راحت و آرام سے مایوس ہو جائیں گے اور پھر ہمارا قائم مہدی قیام کرے گا ایک ایسی قوم کے ساتھ جن کے ذریعہ پروردگار حق کو غالب بنا دے گا، باطل کی آگ کو ان کی تلوار کے پانی سے بجھا دے گا اور لوگ رغبت یا خوف سے بہر حال ان کا اتباع کرنے لگیں گے۔

اس کے بعد فرمایا، ایہا الناس! کشاکش حال کی خوشخبری مبارک ہو کہ اللہ کا وعدہ بہر حال سچا ہے، وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے اور اس کا فیصلہ رد نہیں ہو سکتا ہے، وہ حکیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے اور خدا کی فتح بہت جلد آنے والی ہے۔

خدا یا یہ سب میرے اہل ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا، خدا یا ان کی حفاظت و رعایت فرمانا اور تو ان کا ہو جانا اور ان کی مدد کرنا، انھیں عزت دینا اور ذلت سے دوچار نہ ہونے دینا اور مجھے انھیں کے ذریعہ باقی رکھنا کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ (ینایج المودہ 3 ص 279 / 72، مناقب خوارزمی 62 / 31، امالی طوسی (ر) 351 / (726)۔)

1172۔ رسول اکرم! لوگو مبارک ہو، مبارک ہو، مبارک ہو، میری امت کی مثال اس بارش کے جیسی ہے جس کے بارے میں نہیں معلوم ہے کہ اس کی ابتدا زیادہ بہتر ہے یا انتہا۔

میری امت کی مثال اس باغ جیسی ہے جس سے اس سال ایک جماعت کو سیر کیا جائے اور دوسرے سال دوسری جماعت کو سیر کیا جائے اور شاندا آخر میں وہ جماعت ہو جو وسعت میں سمندر، طول میں عمیق تر اور محبت میں حسین تر ہو اور بھلا وہ امت کس طرح تباہ ہو سکتی ہے جس کی ابتدا میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ صاحبان بخت اور ارباب عقل ہوں اور مسیح عیسیٰ بن مریم بھی ہوں، ہاں ان کے درمیان وہ افراد ہلاک ہو جائیں گے جو ہرج و مرج کی پیداوار ہوں گے کہ نہ وہ مجھ سے ہوں گے اور نہ میں ان سے ہوں گا۔ (عیون اخبار الرضا 1 / 52 / 18، خصال 476 / 39، کمال الدین 269 / 14، روایت حسین بن زید، کفایۃ الاثر ص 231، روایت یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ، العمدۃ 432 / 906 روایت

مسعدہ عن الصادق)۔

1173- حذیفہ! میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس امت کے لئے باعث افسوس ہے کہ اس کے حکام جابر و ظالم ہوں گے اور لوگوں کو قتل کریں گے، اطاعت گزاروں کو خوفزدہ کریں گے علاوہ اس کے کہ کوئی انہیں کی اطاعت کا اظہار کر دے، نتیجہ یہ ہوگا کہ مومن متقی بھی زبان سے ان کے ساتھ دے گا اور آل سے دور بھاگے گا، اس کے بعد جب پروردگار چاہے گا کہ اسلام کو دوبارہ عزت عنایت کرے تو تمام جابروں کی کمر توڑ دے گا کہ وہ جو بھی چاہے کر سکتا ہے اور کسی بھی امت کو تباہی کے بعد اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ حذیفہ! اگر اس دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو پروردگار اس دن کو طول دے گا یہاں تک کہ میرے اہلبیت میں سے وہ شخص حاکم ہو جس کے ہاتھوں میں زمام اقتدار ہو اور وہ اسلام کو غالب بنا دے کہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے اور وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ (عقد الدرر ص 62، کشف الغمہ 3 ص 262، حلیۃ الابرار 2 ص 704، ینایع المودہ 3 ص 298/10)۔

1174- رسول اکرم! قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک ہمارا قائم حق کے ساتھ قیام نہ کرے اور یہ اس وقت ہوگا جب خدا سے اجازت دے دے گا اس کے بعد جو اس کا اتباع کرے گا نجات پائے گا اور جو اس سے الگ ہو جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا، بندگان خدا، اللہ کو یاد رکھنا اور اس کی بارگاہ میں پہنچ جانا، چاہے برف پر چلنا پڑے کہ وہ خدائے عزوجل کا اور میرا جانشین ہوگا۔ (عیون اخبار الرضا ص 59/230، دلائل الامامۃ ص 452/428 روایت حسن بن عبد اللہ بن محمد الرازی، کفایۃ الاثر ص 106 روایت

(ابو امامہ)۔

1175۔ سلمان! جب رسول اکرم پر مرض کا غلبہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ باہر جاؤ میں گھر والوں کے ساتھ تخلیہ چاہتا ہوں، سب لوگ باہر نکل گئے، میں نے بھی جانا چاہا تو فرمایا کہ تم میرے اہلبیت میں ہو۔

اس کے بعد حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا، دیکھو میری عمرت اور میرے اہلبیت کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا کہ دنیا نہ پہلے کسی کے لئے باقی رہی ہے، نہ بعد میں رہے گی اور نہ ہمارے لئے رہنے والی ہے۔

اس کے بعد علیؑ سے فرمایا کہ سب سے اچھی حکومت حق کی حکومت ہے اور دیکھو تم لوگ ان لوگوں کے بعد حکومت ہے اور دیکھو تم لوگ ان لوگوں کے بعد حکومت کرو گے ایک دن کے بدلے دو دن، ایک مہینہ کے بدلے دو مہینے اور ایک سال کے بدلے دو سال، (مناقب امیر المومنینؑ کو فی 2 ص 171 / 250)۔

1176۔ امام علیؑ! آل محمد ہی کے ذریعہ حق اپنے مرکز پر واپس آنے والا ہے اور باطل اپنی جگہ سے زائل ہونے والا ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 239)۔

1177۔ امام علیؑ! میں بار بار حملہ کرنے والا اور صاحب حکومت حق ہوں، میرے پاس عصا بھی ہے اور مہر بھی ہے، میں وہ زمین پر چلنے والا ہوں جو لوگوں سے روز محشر کلام کروں گا۔ (کافی 1 ص 198 / 3 روایت ابو الصامت الحلوانی عن الباقر)۔

1178۔ امام علیؑ! زید ان تمن علی الذین استضعفوا..... کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آل محمد ہیں جن کے مہدی کو پروردگار سامنے لائے گا، اور اس کے ذریعہ انھیں عزت اور دشمنوں کو ذلت نصیب فرمائے گا۔ (الغیۃ الطوسی (ر) ص 184 /

143 روایت محمد بن الحسین)۔

1179- امام صادق! امیر المؤمنینؑ نے فرمایا ہے کہ یہ دنیا بیزاری کے بعد ہم پر ویسے ہی مہربان ہوگی جیسے کاٹنے والی اڈٹنی اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے اور اس کے ذیل میں آپ نے آیت ”زیدان نمّن“ کی تلاوت فرمائی ہے۔ (خصائص الائمه ذیل میں آپ نے آیت ”زیدان نمّن“ کی تلاوت فرمائی ہے۔ (خصائص الائمه ص 70، تاویل الآيات الظاہرہ ص 407، شواہد العزیزیل 1 ص 556/590 روایات ربیعہ بن ناجد، نصح البلاغہ حکمت نمبر 209 تفسیر فرات کوفی 314/420)۔

1180- امام علی! ”زیدان نمّن“ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آل محمد ہیں جن کے مہدی کو پروردگار مشقتوں کے بعد اقتدار دے گا اور وہ آل محمد کی عزت اور دشمنوں کی ذلت کا سامان فراہم کرے گا، (الغیۃ الطوسی (ر) 184/143 روایت محمد بن الحسین بن علی)۔

نوٹ! یہ روایت بعینہ نمبر 1178 میں بیان ہو چکی ہے، اس مقام پر مولف محترم سے اعداد و شمار میں اشتباہ ہو گیا ہے، جوادی

1181- محمد بن سیرین! میں نے بصرہ کے متعدد شیوخ سے یہ بات سنی ہے کہ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ جنگ جمل کے بعد بیمار ہو گئے اور جمعہ کا دن آ گیا تو آپ نے اپنے فرزند حسنؑ سے کہا کہ تم جا کر نماز جمعہ پڑھا دو۔

وہ مسجد میں آئے اور منبر پر جا کر حمد و ثنائے پروردگار اور شہادت و صلوات کے بعد فرمایا۔

ایہا الناس! پروردگار نے ہمیں نبوت کے ساتھ منتخب کیا ہے اور تمام مخلوقات میں

مصطفیٰ قرار دیا ہے، ہمارے گھر میں کتاب اور وحی نازل کی ہے اور خدا گواہ ہے کہ جو شخص بھی ہمارے حق میں ذرا کمی کرے گا پروردگار اس کی دنیا و آخرت دونوں کم کر دے گا اور ہمارے سر پر جو حکومت چاہے قائم ہو جائے، آخر کار ہماری ہی حکومت ہوگی ” اور یہ بات تمہیں ایک عرصہ کے بعد معلوم ہو جائے گی“۔ (سورہ ص آیت 88)۔

اس کے بعد نماز پڑھائی اور اس واقعہ کی خبر حضرت علیؑ تک پہنچا دی گئی، نماز کے بعد جب حضرت حسنؑ باپ کے پاس پہنچے تو حضرت دیکھ کر بیساختہ رونے لگے اور فرزند کو کلیجہ سے لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا، فرمایا ”یہ ایک ذریت ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ملا ہوا ہے اور پروردگار بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ آل عمران آیت 34 (امالی طوسی (ر) 82/ 121/ 104/ 159، بشارۃ المصطفیٰ ص 263، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 11)۔

1182۔ امام حسنؑ نے سفیان ابی لیلیٰ سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا سفیان مبارک ہو، یہ دنیا نیک و بد سب کیلئے یونہی رہے گی یہاں تک کہ پروردگار آل محمد کے امام برحق کو منظر عام پر لے آئے۔ (شرح نہج البلاغہ معزلی 16 / 45 روایت سفیان بن ابی لیلیٰ، مقاتل الطالبیین ص 76، الملاحم والفتن ص 99)۔

1183۔ امام حسنؑ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ پروردگار نے جب بھی کسی نبی کو بھیجا ہے تو اس کے لئے نقیب، قبلہ اور گھر کا بھی انتخاب کیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمدؐ کو نبی برحق بنایا ہے، جو شخص بھی ہم اہلبیتؑ کے حق میں کمی کرے گا خدا اس کے اعمال میں کمی کر دے گا اور ہم پر جو بھی حکومت گذر جائے، آخر کار حکومت ہماری ہی ہوگی اور یہ بات تھوڑے عرصہ کے بعد معلوم ہو جائے گی۔ (مروج الذهب 3 ص 9، نثر الدر 1 ص

(328)-

1184- امام باقر! میں نے کتاب علیؑ میں دیکھا ہے کہ ”ان الارض اللہ.....“ (سورہ اعراف آیت 128) سے مراد ہیں اور میرے اہلبیتؑ ہیں کہ پروردگار نے ہمیں اس زمین کا وارث بنایا ہے اور ہمیں وہ متقی ہیں جن کے لئے انجام کار ہے، یہ ساری زمین ہمارے لئے ہے لہذا جو بھی کسی زمین کو زندہ کرے گا اس کا فرض ہے کہ اسے آباد رکھے اور اس کا خراج امام اہلبیتؑ کو ادا کرتا رہے اور باقی خود استعمال کرے لیکن اگر زمین کو بیکار چھوڑ دیا اسے خراب کر دیا اور دوسرے مسلمان نے لے کر آباد کر لیا اور زندہ کر لیا تو وہ چھوڑ دینے والے سے زیادہ صاحب اختیار ہے اور اسے امام اہلبیتؑ کو اس کا خراج ادا کرنا پڑے گا اور باقی اس کے لئے حلال رہے گی یہاں تک کہ ہمارے قائم کا ظہور ہو جائے اور وہ تلوار اٹھا کر ساری زمینوں پر قبضہ کر لے اور انہیں اغیار کے قبضہ سے نکال لے تو صرف جس قدر زمین ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہوگی اسے انہیں دیدیا جائے گا اور باقی امام کے قبضہ میں ہوگی۔ (کافی 1 ص 407 / 1 روایت ابو خالد کابلی)۔

1185- ابو بکر الحضرمی! جب حضرت ابو جعفر باقر کو شام سے عبدالملک بن ہشام کے پاس لایا گیا اور دروازہ پر لا کر روک دیا گیا تو ہشام نے درباریوں سے کہا کہ جب تم لوگ دیکھو کہ میں محمد بن علیؑ کو برا بھلا کہہ رہا ہوں تو سب کے سب انہیں برا بھلا کہنا اور اس کے بعد آپ کو دربار میں طلب کیا گیا، آپ نے داخل ہو کر تمام لوگوں کو سلام کیا اور بیٹھ گئے، ہشام کو یہ بات سخت ناگوار گذری کہ نہ حاکم کو خصوصی سلام کیا اور نہ بیٹھنے کی اجازت طلب کی چنانچہ اس نے سرزنش شروع کر دی اور کہا کہ تم لوگ ہمیشہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے ہو اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے کر جہالت اور نادانی کی بنا پر امام بننا چاہتے ہو؟

یہ کہہ کر وہ خاموش ہوا تو درباریوں نے وہی کام شروع کر دیا، جب سب خاموش ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ لوگو! تم کدھر جا رہے ہو اور تمہیں کہاں گمراہ کیا جا رہا ہے، ہمارے ہی اول کے ذریعہ تمہیں ہدایت دی گئی ہے اور ہمارے ہی آخر پر تمہارا خاتمہ ہونے والا ہے، اگر تمہارے پاس دنیا کی حکومت ہے تو آخری اقتدار ہمارے ہی ہاتھوں میں ہے جس کے بعد کوئی ملک نہیں ہے کہ عاقبت صرف صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔ (کافی 1 ص 5/471)۔

1186۔ امام باقر! یاد رکھو کہ بنی امیہ کے واسطے بھی ایک ملک ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا ہے اور اہل حق کو بھی ایک دولت ہے جسے پروردگار ہم اہلبیت میں سے جسے چاہے گاعطا کر دے گا لہذا جو اس وقت تک باقی رہ گیا، وہ بلند ترین منزل پر ہوگا اور اگر اس سے پہلے مر گیا تو خدا اسی میں خیر قرار دے گا۔ (الغیۃ النعمانی ص 2/195، روایت ابوالجارود)۔

1187۔ امام باقر! ”قل جاء الحق وزهق الباطل کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جب قائم آل محمد قیام کریں گے تو باطل کا اقتدار ختم ہو جائے گا۔ (کافی 8 ص 287/432 روایت ابو حمزہ)۔

1188۔ امام صادق! ہمارے بھی دن ہیں اور ہماری بھی حکومت ہے خدا جب چاہے گا اسے بھی لے آئے گا۔ (امالی مفید 28/9 روایت حبیب بن نزار بن حیان)۔

1189۔ امام صادق! بلاؤں کا آغاز ہم سے ہوگا پھر تمہاری نوبت آئے گی اور اسی طرح سہولتوں کی ابتدا ہم سے ہوگی پھر تمہیں وسیلہ بنایا جائے گا اور قسم ہے ذات پروردگار کی کہ پروردگار تمہارے ذریعہ ویسے ہی انتقام لے گا جیسے پتھر کے ذریعہ سزا دی

ہے۔ (امالی مفید 301 / 2، امالی طوسی (ر) 74 / 109 روایت سفیان بن ابراہیم الغدافی القاضی)۔

1190۔ امام صادقؑ! میرے والد بزرگوار سے دریافت کیا گیا کہ قاتلوں لا مشرکین کا فتنہ تو بے نمبر 36 اور ”حتی لا تکنون فتنہ“۔ سورہ انفال 39 کا مفہوم کیا ہے؟
تو فرمایا کہ اس کی ایک تاویل ہے جس کا وقت ابھی نہیں آیا ہے اور جب ہمارے قائم کا قیام ہوگا تو جو زندہ رہے گا وہ اس تاویل کو دیکھ لے گا جب دین پیغمبر وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک رات کی رسائی ہوگی اور اس کے بعد روئے زمین پر کوئی مشرک نہ رہ جائے گا۔ (تفسیر عیاشی ص 2 / 56 / 48 روایت زرارہ، مجمع البیان روایت زرارہ ص 4 / 83، ینابیع المودۃ ص 3 / 239 / 13)۔

1191۔ امام صادقؑ نے ”وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات سورہ نور آیت 55 کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت حضرت قائمؑ اور ان کے اصحاب کے بارے میں ہے۔ (الغیۃ للنعمانی ص 240 / 35 از ابو بصیر، تاویل الآیات الظاہرہ ص 365، ینابیع المودہ ص 3 / 345 / 32، از امام باقر)۔

1192۔ دعائے ندبہ آل محمد کے بارے میں پروردگار کا فیصلہ اسی طرح جاری ہوا ہے جسمیں بہترین ثواب کی امیدیں ہیں اور زمین اللہ کی ہے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور انجام کا بہر حال متقین کے لئے ہے اور ہمارا پروردگار پاک و پاکیزہ ہے اور اس کا وعدہ سچا اور برحق ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کر سکتا ہے کہ وہ صاحب عزت و غلبہ بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔ (بخار الانوار 102 / 106 از مصباح الزائر از محمد بن علی بن ابی قرہ از کتاب محمد بن الحسن بن سفیان البرزوفری)۔

تمہید حکومت اہلبیت[ؑ]

1193- رسول اکرم! کچھ لوگ مشرق سے برآمد ہوئے گے جو مہدی کے لئے زمین ہموار کریں گے۔ (سنن ابن ماجہ 2 ص 1368 / 4088، المعجم الاوسط 1 ص 94 / 285، مجمع الزوائد 7 ص 617 / 12414، عتق الدرر ص 125، کشف الغمہ 3 ص 267 روایت عبداللہ بن الحارث بن جزو الزبیدی)۔

1194- عبداللہ! ہم لوگ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی ہاشم کے کچھ نوجوان آگئے، آپ نے انہیں دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھرائے میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کے چہرہ پر افسردگی کے آثار دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جن کے پروردگار نے آخرت کو دنیا پر مقدم رکھا ہے اور میرے اہلبیتؑ عنقریب میرے بعد بلاء، آوارہ وطنی اور در بدری کی مصیبت میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ ایک قوم سیاہ پرچم لئے مشرق سے قیام کرے گی اور وہ لوگ خیر کا مطالبہ کریں گے لیکن انہیں نہ دیا جائے گا تو قتال کریں گے اور کامیاب ہوں گے اور مطلوبہ اشیاء مل جائیں گے مگر خود قبول نہ کریں گے بلکہ میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کے حوالہ کر دیں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے ویسے ہی بھر دے گا جیسے ظلم و جور سے بھری ہوگی، دیکھو تم سے جو بھی اس وقت تک باقی رہ جائے اس کا فرض ہے کہ ان تک پہنچ جائے چاہے برف پر چل کر جانا پڑے۔ (سنن ابن ماجہ 2 ص 1366 / 4082، الملاحم والفتن ص 47، المصنف ابن ابی شیبہ 8 ص 697 / 74، دلائل الامامہ ص 242 / 414، مناقب کوئی 2 ص 110 / 599 روایت عبداللہ بن مسعود، کشف الغمہ 3 ص 262 روایت عبداللہ بن عمر، مستدرک حاکم 1 ص 511 / 8434، العدد القویہ 91 / 157، ذخائر العقبیٰ ص 17)۔

1195۔ رسول اکرم! مشرق کی طرف سے سیاہ پرچم والے آئیں گے جن میں دل لوہے کی چٹانوں جیسے مضبوط ہوں گے لہذا جوان کے بارے میں سن لے اس کا فرض ہے کہ ان سے ملحق ہو جائے چاہے برف کے اوپر چل کر جائے۔ (عقد الدرر ص 129 روایت ثوبان)۔

1196۔ امام باقر! میں ایک قوم کو دیکھ رہا ہوں جو مشرق سے برآمد ہوئی ہے اور حق طلب کر رہی ہے لیکن اسے نہیں جا رہا ہے اور پھر بار بار ایسا ہی ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ کاندھے پر تلوار اٹھالیں گے اور پھر جو چاہیں گے سب مل جائے گا لیکن اسے قبول نہ کریں گے بلکہ تمہارے صاحب کے حوالہ کر دیں گے اور ان کے مقتولین شہداء کے درجہ میں ہوں گے، اگر میں اس وقت تک باقی رہتا تو اپنی جان کو بھی صاحب الامر کے لئے باقی رکھتا۔ (الغیۃ النعمانی ص 273/50 روایت ابو خالد)۔

1197۔ امام علی! اے طالقان! اللہ کے تیرے یہاں خزانہ ہیں جو سونے چاندی کے نہیں ہیں بلکہ ان صاحبان ایمان کے ہیں جو مکمل معرفت رکھنے والے ہوں گے اور آخر زمانہ میں مہدی کے انصار میں ہوں گے۔ (الفتوح 2 ص 320، کفایۃ الطالب ص 491 روایت اعثم کوفی ینابیع المودہ 3 ص 298/12)۔

1198۔ امام حسن! رسول اکرم نے اہلبیت پر وارد ہونے والی بلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بعد خدا مشرق سے ایک پرچم بھیجے گا اور جو اس کی مدد کرے گا خدا اس کی مدد کرے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا خدا اسے چھوڑ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس شخص تک پہنچ جائیں جس کا نام میرا نام ہوگا اور سارے امور حکومت اس کے حوالہ کر دیں اور اللہ اس کی تائید اور نصرت کر دے۔ (عقد الدرر 1 ص 130، الملاحم والفتن ص 49)

روایت علاء بن عتبہ)۔

1199- محمد بن الحنفیہ! ہم حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھے جب ایک شخص نے مہدیؑ کے بارے میں سوال کر لیا تو آپ نے فرمایا افسوس..... اس کے بعد اپنے ہاتھ سے سات گرہیں باندھیں اور پھر فرمایا کہ وہ آخر زمانے میں خروج کرے گا جب حال یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص خدا کا نام لے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ پھر خدا اس کے پاس ایک قوم کو جمع کر دے گا جو ابر کے ٹکڑوں کی طرح جمع ہو جائیں گے اور ان کے دلوں میں محبت ہوگی کوئی دوسرے سے گھبرائے گا نہیں اور وہ کسی کے آنے سے خوش بھی نہیں ہوں گے، ان کی تعداد اصحاب بدر جیسی ہوگی، نہ اولین ان سے آگے جاسکتے ہیں اور نہ بعد والے انہیں پاسکتے ہیں، اصحاب طالوت کے عدد کے برابر، جنہوں نے نہر کو پار کر لیا تھا۔ (مستدرک حاکم 4 ص 597/8659، عقد الدرر 1 ص 131)۔

1200- عفان البصری راوی ہیں کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم کا نام تم کیوں ہے؟ میں نے عرض کی خدا، رسول اور آپ بہتر جانتے ہیں! فرمایا اس کا نام تم اس لئے ہے کہ یہاں والے قائم آل محمد کے ساتھ قیام کریں گے اور اس پر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قائم کی مدد کریں گے (بحار الانوار 60 ص 218/38 نقل از کتاب تاریخ قم)۔ 1201- امام صادقؑ - تم کی خاک مقدس ہے اور اس کے باشندے ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں، کوئی ظالم اس سرزمین کا ارادہ نہیں کرے گا مگر یہ کہ خدا فوراً اسے سزا دے گا جب تک کہ خود وہاں والے خیانت نہ کریں گے ورنہ اگر ایسا کریں گے تو خدا ان پر ظالم حکام کو مسلط کر دے گا۔

اہل قم ہمارے قائم کے انصار ہیں اور ہمارے حق کے طلبگار، یہ کہہ کر آپ نے

آسمان کی طرف رخ کیا اور دعا کی خدایا، انھیں ہر فنہ سے محفوظ رکھنا اور ہر ہلاکت سے نجات دینا۔ (بخاری الانوار 60 ص 218/49)۔

1202۔ امام صادقؑ۔ عنقریب کوفہ اہل ایمان سے خالی ہو جائے گا اور علم اس میں مخفی ہو جائے گا جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں چھپ جاتا ہے اور پھر علم ایک تم نامی شہر میں ظاہر ہوگا جو علم و فضل کا معدن ہوگا اور پھر زمین پر کوئی دینی اعتبار سے مستضعف اور کمزور نہ رہ جائے گا، یہاں تک کہ پردہ دار خواتین بھی صاحب علم و فضل ہو جائیں گی اور یہ سب ہمارے قائم کے ظہور کے قریب ہوگا جب تک خدام اور اہل تم کو حجت کا قائم مقام قرار دیدے گا کہ ایسا نہ ہوتا تو زمین اہل زمین کو لے کر دھنس جاتی اور زمین میں کوئی حجت خدانہ رہ جاتی، پھر تم سے تمام مشرق و مغرب تک علم کا سلسلہ پہنچے گا اور اللہ کی حجت مخلوقات پر تمام ہو جائے گی اور کوئی شخص ایسا باقی نہ رہ جائیگا جس تک علم اور دین نہ پہنچ جائے اور اس کے بعد قائم کا قیام ہوگا۔ (بخاری الانوار 60 ص 213/23 نقل از تاریخ قم)۔

1203۔ امام صادق! پروردگار نے کوفہ کے ذریعہ تمام شہروں پر حجت تمام کی اور مومنین کے ذریعہ تمام غیر مومنین پر اور پھر تم کے ذریعہ تمام شہروں پر اور اہل تم کے ذریعہ تمام اہل مشرق و مغرب کے جن و انس پر، خدام اور اہل تم کو کمزور نہ رہنے دے گا بلکہ انھیں توفیق دے گا اور ایک زمانہ آئے گا جب تم اور اہل تم تمام مخلوقات کے لئے حجت بن جائیں گے اور یہ سلسلہ ہمارے قائم کی غیبت کے زمانہ میں ظہور تک رہے گا کہ اگر ایسا نہ ہوگا تو زمین اہل سمیت دھنس جاتی، ملائکہ تم اور اہل تم سے بلاؤں کو دفع کرتے ہیں اور کوئی ظالم اسکی برائی کا ارادہ نہیں کرتا ہے کہ پروردگار اس کی کمر توڑ دیتا ہے۔ (بخاری الانوار 60 ص 212/22)۔

1204۔ امام صادقؑ ”آیت شریفہ“ بعثنا علیکم عبادنا..... سورہ اسراء آیت 5

کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک قوم ہے جسے پروردگار خروج قائم سے پہلے پیدا کرے گا اور یہ آل محمد کے ہر خون کا بدلہ لے لیں گے۔ (کافی 8 ص 206 / 250، تاویل الآیات الظاہرہ ص 272 روایت عبداللہ بن القاسم البطل، تفسیر عیاشی 2 ص 281 / 20 روایت صالح بن سہل)۔ 1205۔ امام کاظم! اہل قم میں سے ایک شخص لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور اس کے ساتھ ایک قوم لوہے کی چٹانوں کی طرح جمع ہو جائے گی جسے تیز و تند آندھیاں بھی نہ ہلا سکیں گی، یہ لوگ جنگ سے خستہ حال نہ ہوں گے اور بزودی کا بھی اظہار نہ کریں گے بلکہ خدا پر بھروسہ کریں گے اور انجام کار بہر حال صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔ (بحار الانوار 60 ص 216 / 37 نقل از تاریخ قم روایت ایوب بن یحییٰ الجحدل)۔

آخری حکومت

1206۔ امام باقر! ہماری حکومت آخری حکومت ہوگی اور دنیا کا کوئی خاندان نہ ہوگا جو ہم سے پہلے حکومت نہ کر چکا ہو اور ہماری حکومت اس لئے آخری ہوگی کہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں موقع ملتا تو ہم بھی یہی طریقہ اختیار کرتے اور اس نکتہ کی طرف پرودگار نے اشارہ کیا ہے کہ عاقبت صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔ (الغنیۃ الطوسی (ر) 472 / 493 روایت کسبان بن کلیب، روضۃ الواعظین ص 291)۔

1207۔ امام صادق! ہر قوم کی ایک حکومت ہے جس کا وہ انتظار کر رہی ہے لیکن ہماری حکومت بالکل آخر زمانہ میں ظاہر ہوگی۔ (امالی صدوق (ر) 396 / 3، روضۃ الواعظین ص 234)۔

1208۔ امام صادق! یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا یہاں تک کہ کوئی صنف باقی نہ

رہ جائے جس نے حکومت نہ کر لی ہو اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہ جائے کہ اگر ہمیں حکومت مل جاتی تو ہم انصاف سے کام لیتے، اس کے بعد ہمارا قائم حق و عدل کے ساتھ قیام کرے گا۔ (الغیۃ النعمانی ص 274/53 روایت ہشام بن سالم)۔

انتظار حکومت

1209۔ اسماعیل الجعفی! ایک شخص امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے پاس ایک صحیفہ تھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ مخاصم کا صحیفہ ہے جس میں اس دین کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جس میں عمل قبول ہو جاتا ہے اس نے کہا خدا آپ پر رحمت نازل کرے میں بھی یہی چاہتا تھا؟

فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبداً ورسولہ کی شہادت اور تمام احکام الہیہ اور ہم اہلبیت کی ولایت کا اقرار اور ہمارے دشمنوں سے برائت اور ہمارے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دینا اور احتیاط و تواضع اور ہمارے قائم کا انتظار یہی وہ دین ہے جس کے ذریعہ سے اعمال قبول ہوتے ہیں اور یہ انتظار اس لئے ضروری ہے کہ ہماری بھی ایک حکومت ہے اور پروردگار جب چاہے گا اسے منظر عام پر لے آئے گا۔ (کافی 2 ص 13/22، امالی طوسی (ر) 179/299)۔

1210۔ امام علی! ہمارے امر کا انتظار کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی راہ خدا میں اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔ (خصال 625/10، کمال الدین 645/6 روایت محمد بن مسلم عن الصادق، تحف العقول ص 115)۔

1211۔ زید بن صوحان نے امیر المومنین سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ محبوب پروردگار کونسا عمل ہے؟ فرمایا انتظار کشائش حال۔ (الفقیہ 4/383/5833)

روایت عبداللہ بن بکر المرادی)۔

1212۔ امام باقر! تم میں جو شخص اس امر کی معرفت رکھتا ہے اور اس کا انتظار کر رہا ہے اور اس میں خیر سمجھتا ہے وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے راہ خدا میں قائم آل محمد کے ساتھ تلوار لے کر جہاد کر رہا ہو۔ (مجمع البیان 9 ص 359 روایت حارث بن المغیرہ، تاویل الآیات الظاہرہ ص 640)۔

1213۔ امام باقر! تمہارے مضبوط کو چاہئے کہ کمزور کو طاقتور بنائے اور تمہارے غنی کا فرض ہے کہ فقیر پر توجہ دے اور خبردار ہمارے راز کو فاش نہ کرنا اور ہمارے امر کا اظہار نہ کرنا اور جب ہماری طرف سے کوئی حدیث آئے تو اگر کتاب خدا میں ایک یا دو شاہد مل جائیں تو اسے قبول کر لینا ورنہ توقف کرنا اور اسے ہماری طرف پلٹا دینا تاکہ ہم اس کی وضاحت کر سکیں اور یاد رکھو کہ اس امر کا انتظار کرنے والا نماز گزار اور روزہ دار کا ثواب رکھتا ہے اور جو ہمارے قائم کا ادراک کر لے اور ان کے ساتھ خروج کر کے ہمارے دشمن کو قتل کر دے اسے بیس شہیدوں کا اجر ملے گا اور جو ہمارے قائم کے ساتھ قتل ہو جائے گا اسے 25 شہیدوں کے اجر سے نوازا جائے گا۔ (کافی 2 ص 222/4 روایت عبداللہ بن بکر، امالی طوسی (ر) 232/410، بشارۃ المصطفیٰ ص 113 روایت جابر)۔

1214۔ امام باقر! اگر کوئی شخص ہمارے امر کے انتظار میں مر جائے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے جبکہ اس نے امام مہدیؑ کے خیمہ اور آپ کے لشکر کے ساتھ موت نہیں پائی ہے۔ (کافی 1 ص 372/6 روایت ہاشم)۔

1215۔ امام صادق! جو ہمارے امر کا منتظر ہے اور اس راہ میں اذیت و خوف کو برداشت کر رہا ہے وہ کل ہمارے زمرہ میں ہوگا۔ (کافی 8 ص 37/7 روایت حمران)۔

1216- امام صادق! ہمارے بارہویں کا انتظار کرنے والا رسول اکرم کے سامنے تلوار لے کر جہاد کرنے والے کے جیسا ہے جبکہ وہ رسول اکرم سے دفاع بھی کر رہا ہو۔ (کمال الدین 5/335، الغیۃ النعمانی 21/91، اعلام الوری ص 404 روایت ابراہیم کوفی)۔

1217- امام صادق! جو اس امر کے انتظار میں مرجائے وہ ویسا ہی ہے جیسے قائم کے ساتھ ان کے خیمہ میں رہا ہو بلکہ ایسا ہے جیسے رسول اکرم کے سامنے تلوار لے کر جہاد کیا ہو۔ (کمال الدین 11/338 روایت مفضل بن عمر)۔

1218- امام صادق! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا شمال حضرت قائم کے اصحاب میں ہو اس کا فرض ہے کہ انتظار کرے اور تقویٰ اور حسن اخلاق کے ساتھ عمل کرے کہ اس حالت میں اگر مر بھی جائے اور قائم کا قیام اس کے بعد ہو تو اس کو وہی اجر ملے گا جو حضرت کے ساتھ رہنے والوں کا ہو گا لہذا تیاری کرو اور انتظار کرو تمہیں مبارک ہو اے وہ گروہ جس پر خدا نے رحم کیا ہے۔ (الغیۃ للنعمانی 16/200 روایت ابوبصیر)۔

1219- امام جواد! خدا یا اپنے اولیاء کو اقتدار دلوادے ان ظالموں کے ہاتھ سے جنھوں نے میرے مال کو اپنا مال بنا لیا ہے اور تیرے بندوں کو اپنا غلام بنا لیا ہے تیری زمین کے عالم کو گونگے، اندھے، تاریک، اندھیرے میں چھوڑ دیا ہے جہاں آنکھ کھلی ہوئی ہے لیکن دل اندھے ہو گئے ہیں اور ان کے لئے تیرے سامنے کوئی حجت نہیں ہے، خدا یا تو نے انھیں اپنے عذاب سے ڈرایا، اپنی سزا سے آگاہ کیا، اطاعت گزاروں سے نیکی کا وعدہ کیا، برائیوں پر ڈرایا دھمکایا تو ایک گروہ ایمان لے آیا، خدا یا اب اپنے صاحبان ایمان کو دشمنوں پر غلبہ عنایت فرما کہ وہ سب ظاہل ہو گئے ہیں اور حق کی دعوت دے رہے ہیں اور امام منتظر قائم بالقسط کا اتباع کر رہے ہیں۔ (نہج البلاغہ)۔

1220- امام ہادیؑ! زیارت جامعہ، میں خدا کو اور آپ حضرات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کی واپس کا ایمان رکھتا ہوں، آپ کی رجعت کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ کے امر کا انتظار کر رہا ہوں اور آپ کے حکومت کی آس لگائے بیٹھا ہوں۔ (تہذیب 6 ص 98/177)۔

دعاء حکومت

1221- امام زین العابدینؑ! پروردگار! اہلبیتؑ پیغمبر کے پاکیزہ کردار افراد پر رحمت نازل فرما جنہیں تو نے اپنے امر کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور اپنے علم کا مخزن، اپنے دین کا محافظ، اپنی زمین میں اپنا خلیفہ اور اپنے بندوں پر اپنی حجت قرار دیا ہے، انہیں اپنے ارادہ سے ہر جس سے پاکیزہ بنایا ہے اور اپنی ہستی کا وسیلہ اور اپنی جنت کا راستہ قرار دیا ہے۔
خدا یا اپنے ولی کو اپنی نعمتوں کے شکر یہ کی توفیق کرامت فرما اور ہمیں بھی ایسی ہی توفیق دے، انہیں اپنی طرف سے سلطنت و نصرت عطا فرما اور باسانی فتح مبین عطا فرما، اپنے محکم رکن کے ذریعہ ان کی امداد فرما، ان کی کمر کو مضبوط اور ان کے بازو کو قوی بنا، اپنی نگاہوں سے ان کی نگرانی اور اپنی حفاظت سے ان کی حمایت فرما، اپنے ملائکہ سے ان کی نصرت اور اپنے غالب لشکر سے امداد فرما، ان کے ذریعہ کتاب و حد و شریعت و سنن رسول کو قائم فرما اور جن آثار دین کو ظالمین نے مردہ بنا دیا ہے انہیں زندہ بنا دے، اپنے راستہ سے ظلم کی کثافت کو دور کر دے اور اپنے طریق سے نقصانات کو جدا کر دے راہ حق سے منحرف لوگوں کو زائل کر دے اور کجی کے طلبگاروں کو محو کر دے، ان کے مزاج کو چاہنے والوں کے لئے نرم کر دے اور ہاتھوں کو دشمنوں پر غلبہ عنایت فرما ہمیں ان کی رافت، رحمت، مہربانی اور محبت عطا فرما اور ان کا اطاعت گزار اور خدمت شعار بنا دے کہ ہم ان کی رضا کی سعی کریں،

ان کی امداد اور ان سے دفاع کے لئے ان کے گرد رہیں اور اس عمل کے ذریعہ تیر اور تیرے رسول کا قرب حاصل کر سکیں۔ (صحیفہ سجاد یہ دعاء نمبر 47 ص 190-191، اقبال الاعمال 2 ص 91)۔

1222۔ امام باقر! نماز جمعہ کے دوسرے خطبہ کی تعلیم دیتے ہوئے، پروردگار! ہم تجھ سے باعزت حکومت کے طلبگار ہیں جس کے ذریعہ اسلام اور اہل اسلام کو عزت نصیب ہو اور نفاق و اہل نفاق ذلیل ہوں، ہمیں اپنی اطاعت کا داعی اور اپنے راستہ کے قائدین میں قرار دیدے اور اسی حکومت کے ذریعہ دنیا و آخرت کی کرامت عطا فرما۔ (کافی 3 ص 424 / 6 روایت محمد بن مسلم)۔

1223۔ امام صادق! خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور امام مسلمین پر رحمت نازل فرما اور انھیں سامنے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر، نیچے ہر طرف سے محفوظ رکھ انھیں آسان فتح عنایت فرما اور باعزت نصرت عطا فرما، ان کے لئے سلطنت و نصرت قرار دیدے، خدایا آل محمد کے سکون و آرام میں عجلت فرما اور جن و انس میں ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دے۔ (مصباح المہجد ص 392، جمال الاسبوع ص 293)۔

1224۔ امام کاظم! سجدہ شکر کا ذکر کرتے ہوئے۔

خدایا میں واسطہ دیتا ہوں اس وعدہ کا جو تو نے اپنے اولیاء سے کیا ہے کہ انھیں اپنے اور ان کے دشمنوں پر فتح عنایت فرمائے گا کہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور آل محمد کے محافظین دین پر رحمت نازل فرما۔ خدایا میں ہر تنگی کے بعد سہولت کا طلبگار ہوں۔ (کافی 3 ص 225 / 17 روایت عبداللہ بن جندب)۔

1225۔ امام رضا! امام زمانہ کے حق میں دعا کی تعلیم دیتے ہوئے۔

خدا یا اپنے ولی، خلیفہ، مخلوقات پر اپنی حجت، اپنے حکم کے ساتھ بولنے والے اور اپنے مقاصد کی تعبیر کرنے والی زبان، اپنے اذن سے دیکھنے والی آنکھ، اپنے بندوں پر اپنے شاہد، سردار مجاہد، اپنی پناہ میں رہنے والے اور اپنی عبادت کرنے والے سے دفاع فرما، اسے تمام مخلوقات کے شر سے اپنی پناہ میں رکھنا اور سامنے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر نیچے سے اس کی ایسی حفاظت فرما جس کے بعد بربادی کا اندیشہ نہ رہے اور اس کے ذریعہ اپنے رسول اور اس کے آباء و اجداد کا تحفظ فرما جو سب تیرے امام اور تیرے دین کے ستون تھے، اسے اپنی امانت میں قرار دیدے جہاں بربادی نہیں اور اپنے ہمسایہ میں قرار دیدے جہاں تباہی نہیں اور اپنی پناہ میں قرار دیدے جہاں ذلت نہیں اور اپنی امان میں لے لے جہاں رسوائی کا خطرہ نہیں، اپنے زیر سایہ قرار دیدے جہاں کسی اذیت کا امکان نہیں، اپنی غالب نصرت کے ذریعہ اس کی امداد فرما اور اپنے قومی لشکر کے ذریعہ اس کی تائید فرما، اپنی قوت سے اسے قومی بنادے اور اپنے ملائکہ کو اس کے ساتھ کر دے، اس کے دوستوں سے محبت فرما اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کر، اسے اپنی محفوظ زرہ پہنا دے اور ملائکہ کے حلقہ میں رکھ دے۔ اس کے ذریعہ انتشار کو دور کر دے، شگاف کو پر کر دے، ظلم کو موت دیدے، عدل کو غالب بنا دے، اس کے طول بقاء سے زمین کو موت دیدے، عدل کو غالب بنا دے، اس کے طول بقاء سے زمین کو زینت دیدے اور اپنی نصرت سے اس کی تائید فرما، اپنے رعب سے اس کی امداد فرما، اس کے مددگاروں کو قومی بنا دے، اس سے الگ رہنے والوں کو رسوا کر دے، جو دشمنی کرے اسے تباہ کر دے اور جو خیانت کرے اسے برباد کر دے، اس کے ذریعہ کافر و جاہر حکام، ان کے ستون و ارکان سب کو قتل کر دے اور گمراہوں کی کمر توڑ دے جو بدعت ایجاد کرنے والے، سنت کو مردہ بنا دینے والے اور باطل کو تقویت دینے والے ہیں،

اس کے ہاتھوں جابروں کو ذلیل، کافروں اور ملحدوں کو تباہ و برباد کر دے وہ شرق و غرب میں ہوں یا بروج بحر میں یا صحرا و بیابان میں، یہاں تک کہ نہ ان کا کوئی باشندہ رہ جانے اور نہ ان کے کہیں آثار باقی رہ جائیں۔

خدا یا ان ظالموں سے اپنے شہروں کو پاک کر دے اور اپنے نیک بندوں کو انتقام عطا فرما، مومنین کو عزت دے اور مرسلین کی سنت کو زندہ بنا دے انبیاء کے بوسیدہ ہو جانے والے احکام کی تجدید فرما اور دین کے جو احکام محو ہو گئے ہیں یا بدل دیئے گئے ہیں انھیں تازہ بنا دے تاکہ اس کے ہاتھوں دیں تازہ و زندہ خالص اور صریح ہو کر سامنے آئے نہ کسی طرح کی کجی ہو اور نہ بدعت اور اس کے عدل سے ظلم کی تاریکیوں میں روشنی پیدا ہو جائے اور کفر کی آگ بجھ جائے اور حق و عدل کے عقدے کھل جائیں کہ وہ تیرا ایسا بندہ ہے جسے تو نے اپنے بندوں میں مصطفیٰ قرار دیا ہے، گناہوں سے محفوظ اور عیب سے بری رکھا ہے اور ہر جس اور گندگی سے پاک و سالم قرار دیا ہے۔

خدا یا ہم اس کے لئے روز قیامت گواہی دیں گے کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے اور کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا ہے، کسی اطاعت کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور کسی حرمت کو برباد نہیں کیا ہے، کسی فریضہ کو بدلا نہیں ہے اور کسی شریعت میں تغیر نہیں پیدا کیا ہے، وہ ہدایت یافتہ، ہادی، طاہر، متقی، پاکیزہ، پسندیدہ اور طیب و طاہر انسان ہے۔

خدا یا اسے اس کی ذات، اس کے اہل و اولاد، ذریت و امت اور تمام رعایا میں خنکی چشم، سرور نفس عنایت فرما، تمام مملکتوں کو جمع کر دے قریب ہوں یا دور، عزیز ہوں یا ذلیل، تاکہ اس کا حکم ہر حکم پر جاری ہو جائے اور اس کا حق ہر باطل پر غالب آجائے۔
خدا یا ہمیں اس کے ہاتھوں ہدایت کے راستہ اور دین کی شاہراہ اعظم اور اس کی

معتدل راہوں پر چلا دے جہاں ہر غالی پلٹ کر آتا ہے اور ہر پیچھے رہ جانے والا اس سے ملحق ہو جاتا ہے، ہمیں اس کی اطاعت کی وقت اور اس کی پیروی کا ثبات عطا فرما، اس کی متابعت کا کرم فرما اور اس کے گروہ میں شامل کر دے جو اس کے امر سے قیام کرنے والے۔ اس کے ساتھ صبر کرنے والے اور اس کی رضا کے مخلص طلب گار ہیں تاکہ ہمیں روز قیامت اس کے انصار و اعموان اور اس کی حکومت کے ارکان میں محشور کرے۔

خدا یا ہمارے لئے اس مرتبہ کو ہر شک و شبہ سے خالص اور ہر ریاء و سمعہ سے پاکیزہ قرار دیدے تاکہ ہم تیرے غیر پر اعتماد نہ کریں اور تیری رضا کے علاوہ کسی شے کے طلبگار نہ ہوں، ان کی منزل میں ساکن ہوں اور انکے ساتھ جنت میں داخل ہوں۔

ہمیں ہر طرح کی کسلمندی، کاہلی، سستی سے پناہ دے اور ان لوگوں میں قرار دیدے جن سے دین کا کام لیا جاتا ہے اور اپنے ولی کی نصرت کا انتظام کیا جاتا ہے اور ہماری جگہ پر ہمارے غیر کو نہ رکھ دینا کہ یہ کام تیرے لئے آسان ہے اور ہمارے لئے بہت سخت ہے۔

خدا یا اپنے اولیاء عہد اور اس کے بعد کے پیشواؤں پر بھی رحمت نازل فرما اور انھیں ان کی امیدوں تک پہنچا دینا، انھیں طول عمر عطا فرما اور ان کی امداد فرما، جو امر ان کے حوالہ کیا ہے اسے مکمل کر دے اور ان کے ستونوں کو ثابت بنا دے، ہمیں ان کے اعموان اور ان کے دین کے انصار میں قرار دے دے کہ وہ سب تیرے کلمات کے معدن، تیرے علم کے مخزن تیری توحید کے ارکان اور تیرے دین کے ستون اور تیرے اولیاء امر ہیں۔

بندوں میں تیرے خالص بندے اور مخلوقات میں تیرے منتخب اولیاء اور تیرے اولیاء کی اولاد اور اولاد پیغمبر کے منتخب افراد ہیں، میرا سلام پیغمبر پر اور ان کی تمام اولاد پر اور

صلوات و برکات و رحمت۔

(مصباح المعتمد ص 409، مصباح کفعمی ص 548، جمائل الاسبوع ص 307 روایات یونس بن عبد الرحمن)۔

1226۔ امام ہادیؑ زیارت امام مہدیؑ میں فرماتے ہیں، پروردگار جس طرح تو نے اپنے پیغمبر پر ایمان لانے اور ان کی دعوت کی تصدیق کرنے کی توفیق دی اور یہ احسان کیا کہ میں ان کی اطاعت کروں اور ان کی ملت کا اتباع کروں اور پھر ان کی معرفت اور ان کی ذریت کے ائمہ کی معرفت کی ہدایت دی اور ان کی معرفت سے ایمان کو کامل بنایا اور ان کی ولایت کے طفیل اعمال کو قبول کیا اور ان پر صلوات کو وسیلہ عبادت قرار دیا اور دعا کی کلی اور قبولیت کا سبب بنا دیا، اب ان سب پر رحمت نازل فرما اور ان کے طفیل مجھے اپنی بارگاہ میں دنیا و آخرت میں سرخرو فرما اور بندہ بھتر بندے.....

خدایا ان کے وعدہ کو پورا فرما، ان کے قائم کی تلوار سے زمین کی تطہیر فرما، اس کے ذریعہ اپنے معطل حدود اور تبدیل شدہ احکام کے قیام کا انتظار فرما، مردہ دلوں کو زندہ کر دے اور متفرق خواہشات کو یکجا بنا دے راہ حق سے ظلم کی کثافت کو دور کر دے تاکہ اس کے ہاتھوں پر حق بہترین صورت میں جلوہ نما ہو اور باطل و اہل باطل ہلاک ہو جائیں اور حق کی کوئی بات باطل کے خوف سے پوشیدہ نہ رہ جائے۔ (بحار 102 ص 182 از مصباح الزائر)۔

1227۔ امام عسکریؑ، ولی امر امام منتظر پر صلوات کی تعلیم دیتے ہوئے۔
 خدایا اپنے ولی، فرزند اولیاء پر رحمت نازل فرما جن کی اطاعت تو نے فرض کی ہے اور ان کا حق لازم قرار دیا ہے اور ان سے رجس کو دور کر کے انھیں طیب و طاہر قرار دیا ہے۔
 خدایا اس کے ذریعہ اپنے دین کو غلبہ عطا فرما، اپنے اور اس کے دوستوں، شیعوں

اور مددگاروں کی امداد فرما اور ہمیں انھیں میں سے قرار دیدے، خدا یا اسے ہر باغی، طاعنی اور شیر کے شر سے اپنی پناہ میں رکھنا اور سامنے، پیچھے، داہنے بائیں ہر طرف سے محفوظ رہنا، اسے ہر برائی کی پہنچ سے دور رکھنا اور اس کے ذریعہ رسول اور آل رسول کی حفاظت فرمانا، اس کے وسیلہ سے عدل کو ظاہر فرما، اپنی مدد سے اس کی تائید فرما، اس کے ناصروں کی امداد فرما، اس سے الگ ہو جانے والوں کو بے سہارا بنا دے اس کے ذریعہ کافر جابروں کی کمر توڑ دے اور کفار و منافقین و ملحدوں کو فنا کر دے چاہے مشرق میں ہوں یا مغرب میں، بر میں ہوں یا بحر میں، زمین کو عدل سے معمور کر دے اور اپنے دین کو غلبہ عنایت فرما، ہمیں ان کے انصار و اعوان، اتباع و شیعیان میں سے قرار دیدے اور آل محمد کے سلسلہ میں وہ سب دکھلا دے جس کی انھیں خواہش ہے اور دشمنوں کے بارے میں وہ سب دکھلا دے جس سے وہ لوگ ڈر رہے ہیں، خدا یا آمین، (مصباح المہجد ص 405، جمال الاسبوع ص 300 روایت ابو محمد عبد اللہ بن محمد العابد)۔

1228۔ ابوعلی ابن ہمام، کا بیان ہے کہ حضرت کے نائب خاص شیخ عمری نے اس دعا کو ملاء کرایا ہے اور اس کے پڑھنے کی تاکید کی ہے، جو دور غیبت امام قائم کی بہترین دعا ہے۔

خدا یا مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا فرما کہ اپنی معرفت نہ دے گا تو میں رسول کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنے رسول کی معرفت عطا فرما کہ اگر ان کی معرفت نہ دے گا تو میں تیری حجت کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنی حجت کی معرفت بھی عطا فرما کہ اگر اسے نہ پہچان سکے گا تو دین سے بہک جاؤ گا۔

خدا یا مجھے جاہلیت کی موت نہ دینا اور نہ ہدایت کے بعد میرے دل کو منحرف

ہونے دینا۔

خدا یا جس طرح تو نے ان لوگوں کی ہدایت دی جن کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور جو تیرے رسول کے بعد تیرے اولیاء امر ہیں اور میں نے تیرے تمام اولیاء امیر المؤمنینؑ، حسنؑ، حسینؑ، علیؑ، محمدؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ، علیؑ، محمدؑ، علیؑ، حسنؑ حجت قائم مہدی (عج) سے محبت اختیار کی ہے۔

خدا یا اب حضرت قائمؑ کے ظہور میں تعجیل فرما، اپنی مدد سے ان کی تائید فرما، ان کے مددگاروں کی امداد فرما، ان سے الگ رہنے والوں کو ذلیل فرما، ان سے عداوت کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دے، حق کا اظہار فرما، باطل کو مردہ بنا دے، بندگان مؤمنین کو ذلت سے نجات دیدے شہروں کو زندگی عطا فرما دے، کفر کے جباروں کو تہ تیغ کر دے، ضلالت کے سربراہوں کی کمر توڑ دے، جابروں اور کافروں کو ذلیل کر دے، منافقوں عہد شکنوں اور شرق و غرب کے ملحدوں، مخالفوں کو ہلاک و برباد کر دے چاہے وہ خشکی میں ہوں یا دریاؤں میں، بیابانوں میں ہوں یا پہاڑوں پر۔ تاکہ ان کی کوئی آبادی نہ رہ جائے اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے، زمین کو ان کے وجود سے پاک کر دے اور اپنے بندوں کے دلوں کو سکون عطا فرما، جو دین مٹ گیا ہے اس کی تجدید فرما اور جو احکام بدل دیے گئے ہیں ان کی اصلاح فرما، جو سنت بدل گئی ہے اسے ٹھیک کر دے تاکہ دین دوبارہ اس کے ہاتھوں تروتازہ ہو کر سامنے آئے نہ کوئی کجی ہو نہ بدعت نہ انحراف کفر کی آگ بجھ جائے اور ضلالت کا شعلہ خاموش ہو جائے کہ وہ تیرا وہ بندہ ہے کہ جسے تو نے اپنا بنایا ہے، اور اسے دین کی نصرت کے لئے منتخب کیا ہے اور اپنے علم سے چنا ہے اور گناہوں سے محفوظ رکھا ہے اور عیوب سے پاک رکھا ہے، غیب کا علم دیا ہے اور نعمتوں سے نوازا ہے، جس سے دور رکھا ہے اور پاک و پاکیزہ

بنایا ہے۔

خدا یا ہم اس بات کے فریادی ہیں کہ تیرے نبی جا چکے ہیں، تیرا ولی بھی پردہ غیب میں ہے، زمانہ مخالف ہو گیا ہے، فتنے سراٹھا رہے ہیں، دشمنوں نے ہجوم کر رکھا ہے اور ان کی کثرت ہے اور اپنی قلت ہے۔

خدا یا ان حالات کی اصلاح فرما فوری فتح کے ذریعہ، اور اپنی نصرت کے ذریعہ، اور امام عادل کے ظہور کے ذریعہ، خدائے برحق اس دعا کو قبول کر لے۔

خدا یا اپنے ولی کے ذریعہ قرآن کو زندہ کر دے اور اس کے نور سرمدی کی زیارت کر دے جس میں کوئی ظلمت نہیں ہے، مردہ دلوں کو زندہ بنا دے اور سینوں کی اصلاح کر دے، خواہشات کو ایک نقطہ پر جمع کر دے معطل حدود اور متروک احکام کو قائم کر دے تاکہ ہر حق منظر پر آجائے اور ہر عدل چمک اٹھے، خدا یا ہمیں ان کے مددگاروں اور حکومت کو تقویت دینے والوں میں قرار دیدے کہ ہم ان کے احکام پر عمل کریں، اور ان کے عمل سے راضی رہیں، ان کے احکام کے لئے سراپا تسلیم رہیں اور پھر تقیہ کی کوئی ضرورت نہ رہ جائے۔

خدا یا تو ہی برائیوں کو دور کرنے والا، مضطر افراد کی دعاؤں کا قبول کرنے والا اور کرب و رنج سے نجات دینے والا ہے لہذا اپنے ولی کے ہر رنج و غم کو دور کر دے اور اسے حسب وعدہ زمین میں اپنا جانشین بنا دے۔

خدا یا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان کے طفیل دنیا و آخرت میں کامیابی اور تقرب عنایت فرما۔ (کمال الدین 512 / 43، مصباح الممتجد ص 411، جمال الاسبوع ص 315)۔

1229 - دعائے افتتاح۔..... خدایا ہم ایسی باعزت حکومت کے خواہشمند ہیں جس سے اسلام و اہل اسلام کو عزت اور نفاق و اہل نفاق کو ذلت نصیب ہو ہمیں اپنی اطاعت کے داعیوں اور اپنے راستہ کے قائدوں میں قرار دیدے اور پھر دنیا و آخرت کی کرامت عطا فرما۔

خدایا جو حق ہم نے پہچان لیا ہے اسے اٹھانے کی طاقت دے اور جسے نہیں پہچان سکے ہیں اس تک پہنچا دے۔

خدایا اس کے ذریعہ ہماری پراگندگی کو جمع کر دے، ہمارے درمیان شگاف کو پڑ کر دے، ہمارے انتشار کو جمع کر دے۔ ہماری قلت کو کثرت اور ہماری ذلت کو عزت میں تبدیل کر دے، ہماری غربت کو دولت میں بدل دے اور ہمارے قرض کو ادا کر دے، ہمارے فقر کا علاج فرما اور ہماری حاجتوں کو پورا فرما۔

ہماری زحمت کو آسان کر دے اور ہمارے چہروں کو نورانی بنا دے، ہمیں قید سے رہائی عطا فرما اور ہمارے مطالب کو پورا فرما، ہمارے وعدوں کو مکمل فرما اور ہماری دعاؤں کو قبول کر لے، ہمیں تمام امیدیں عطا فرما اور ہماری خواہش سے زیادہ عطا فرما۔

اے بہترین مسئول اور وسیع ترین عطا کرنے والے، ہمارے دلوں کو سکون عطا فرما اور ہمارے رنج و غم کا علاج فرما، جہاں جہاں حق کے بارے میں اختلاف ہے ہمیں ہدایت فرما کہ تو جسے چاہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دے سکتا ہے، اپنے اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما اور اے خدائے برحق! ہماری اس دعا کو قبول کر لے۔

خدایا ہماری فریاد یہ ہے کہ تیرے نبی جا چکے، تیرا ولی غیب میں ہے، دشمنوں کی کثرت ہے، فتنوں کی شدت ہے، زمانہ کا ہجوم ہے، اب تو محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور

ان حالات میں ہماری فوری فتح کے ذریعہ امداد فرماتا کہ رنج و غم دور ہو جائیں، باعزت امداد دے اور حکومت حق کو ظاہر فرما، رحمت کی کرامت عطا فرما اور عافیت کا لباس عنایت فرما دے اپنی رحمت کے سہارے اے بہترین رحمت دینے والے۔ (اقبال الاعمال 1 ص 142 روایت محمد بن ابی قرظہ)۔

واضح رہے کہ یہ دعا امام زمانہ عج کی طرف سے ہے جسے نائب دوم محمد بن عثمان بن سعید العمری کے بھتیجے نے ان کی کتاب سے نقل کیا ہے اور یہ ماہ رمضان کی شبوں میں پڑھی جاتی ہے۔!

اہلبیتؑ کے بارے میں غلو

غلو پر تنبیہ

1230۔ امام علیؑ! خبردار ہمارے بارے میں غلو نہ کرنا، یہ کہو کہ ہم بندہ ہیں اور خدا ہمارا رب ہے، اس کے بعد جو چاہو ہماری فضیلت بیان کرو، (خصال 614 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم عن الصادقؑ، غرر الحکم نمبر 2740، تحف العقول 104، نوادر الاخبار ص 137)۔

1231۔ امام حسینؑ! ہم سے اسلام کی محبت میں محبت رکھو کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ خبردار میرے حق سے زیادہ میری تعریف نہ کرنا کہ پروردگار نے مجھے رسول بنانے سے پہلے بندہ بنایا ہے۔ (المعجم الکبیر 3 ص 128 / 2889 روایت یحییٰ بن سعید)۔

1232۔ امام صادقؑ! جس نے ہمیں نبی قرار دیا اس پر خدا کی لعنت ہے اور جس نے اس مسئلہ میں شک کیا اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔ (رجال کشی (ر) 2 ص 590 / 540 روایت حسن و شاء)۔

1233۔ امام صادقؑ! ان غالیوں میں بعض ایسے جھوٹے ہیں کہ شیطان کو بھی ان کے جھوٹ کی ضرورت ہے۔ (رجال کشی (ر) 2 ص 587 / 536 روایت ہشام بن سالم)۔

1234۔ مفضل بن عمر! میں اور قاسم شریکی اور نجم بن حطیم اور صالح بن سہل مدینہ میں تھے اور ہم نے ربوبیت کے مسئلہ میں بحث کی تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس بحث کا

فائدہ کیا ہے، ہم سب امام سے قریب ہیں اور زمانہ بھی تقیہ کا نہیں ہے، چلو، چل کر انھیں سے فیصلہ کرائیں۔

چنانچہ جیسے ہی وہاں پہنچے حضرت بغیر رداء اور نعلین کے باہر نکل آئے اور عالم یہ تھا کہ غصہ سے سر کے سارے بال کھڑے تھے۔

فرمایا، ہرگز نہیں۔

ہرگز نہیں، اے مفضل، اے قاسم، اے نجم، ہم خدا کے محترم بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں کرتے ہیں اور ہمیشہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ (کافی 8 ص 303/231)۔

1235۔ امام صادق! غالیوں کی مذمت کرتے ہوئے۔

خدا کی قسم، ہم صرف اس کے بندہ ہیں جس نے ہمیں خلق کیا ہے اور منتخب کیا ہے، ہمارے اختیار میں نہ کوئی نفع ہے اور نہ نقصان، مالک اگر رحمت کرے تو یہ اس کی رحمت ہے اور اگر عذاب کرے تو یہ بندوں کا عمل ہے، خدا کی قسم ہماری خدا پر کوئی حجت نہیں ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی پروانہ برائت ہے، ہمیں موت بھی آتی ہے، ہم دفن بھی ہوتے ہیں، ہم قبر سے دوبارہ نکالے بھی جائیں گے، ہمیں عرصہ محشر میں کھڑا کر کے ہم سے حساب بھی لیا جائے گا۔ (رجال کشی 2 ص 49/403 روایت عبدالرحمان بن کثیر)۔

1236۔ صالح بن سہل، میں امام صادق کے بارے میں ان کے رب ہونے کا

قائل تھا تو ایک دن حضرت کے پاس حاضر ہوا تو دیکھتے ہی فرمایا صالح! خدا کی قسم ہم بندہ مخلوق ہیں اور ہمارا ایک رب ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور نہ کریں تو وہ ہم پر عذاب بھی کر سکتا ہے۔ (رجال کشی 2 ص 632/632، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 219)۔

1237۔ اسماعیل بن عبدالعزیز! امام صادقؑ نے فرمایا کہ اسماعیل وضو کیلئے پانی رکھو میں نے رکھ دیا تو حضرت وضو کے لئے داخل ہوئے، میں سوچنے لگا کہ میں تو ان کے بارے میں یہ خیالات رکھتا ہوں اور یہ وضو کر رہے ہیں۔

اتنے میں حضرت نکل آئے اور فرمایا اسماعیل! طاقت سے اونچی عمارت نہ بناؤ کہ گر پڑے، ہمیں مخلوق قرار دو، اس کے بعد جو چاہو کہو۔ (بصائر الدرجات 236 / 5، الخرائج والجرائح 2 ص 735 / 45، الثاقب فی المناقب 452 / 330، کشف الغمہ 2 ص 403)۔

1238۔ کامل التمار! میں ایک دن امام صادقؑ کی خدمت میں تھا کہ آپ نے فرمایا، کامل! ہمارا ایک رب قرار دو جس کی طرف ہماری بازگشت ہے، اس کے بعد جو چاہو بیان کرو۔

میں نے کہا کہ آپ کا بھی رب قرار دیں جو آپ کا مرجع ہو اور اس کے بعد چاہیں کہیں تو بچا کیا؟

یہ سن کر آپ سنبھل کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آخر کیا کہنا چاہتے ہو، خدا کی قسم ہمارے علم میں سے ایک الف سے زیادہ تم تک نہیں پہنچا ہے۔ (مختصر بصائر الدرجات ص 59، بصائر الدرجات 507 / 8)۔

1239۔ امام صادقؑ! خبردار غالی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا چاہے وہ تمہاری جیسی بات کرتا ہو اور مجہول الحال کے پیچھے اور کھلم کھلا فاسق کے پیچھے چاہے میانہ روی کیوں نہ ہو۔ (تہذیب 3 ص 31 / 109 روایت خلف بن حماد، الفقیہ 1 ص 379 / 1110)۔

1240۔ امام صادقؑ! اپنے نوجوانوں کے بارے میں غالیوں سے ہوشیار رہنا یہ

انھیں برباد نہ کرنے پائیں کہ غالی بدترین خلق خدا ہیں، جو خدا کی عظمت کو گھٹاتے ہیں اور بندوں کو خدا بناتے ہیں، خدا کی قسم، غالی یہود و نصاریٰ اور مجوس و مشرکین سے بھی بدتر ہیں۔ (امالی طوسی (ر) 650/1349 روایت فضل بن یسار)۔

1241۔ امام رضا! ہم آل محمد وہ نقطہ اعتدال ہیں جسے غالی پانہیں سکتا ہے اور پیچھے رہنے والا اس سے آگے جا نہیں سکتا ہے۔ (کافی 1 ص 101 / 3 روایت ابراہیم بن محمد الخضر اور محمد بن الحسین)۔

غالیوں سے برأت

1242۔ امام علی! خدا یا میں غالیوں سے بری اور بیزار ہوں جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم نصاریٰ سے بیزار تھے۔

خدایا انھیں بے سہارا کر دے اور ان میں سے کسی ایک کی بھی مدد نہ کرنا (امالی طوسی (ر) 650/1350 روایت اصبح بن نباتہ، مناقب ابن شہر آشوب! ص 263)۔

1243۔ امام علی! خبردار ہمارے بارے میں بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرنا، اس کے بعد ہمارے بارے میں جو چاہو کہہ سکتے ہو کہ تم ہماری حد تک نہیں پہنچ سکتے ہو اور ہوشیار رہو کہ ہمارے بارے میں اس طرح غلو نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے غلو کیا کہ میں غلو کرنے والوں سے بری اور بیزار ہوں۔ (احتجاج 2 ص 453/314، تفسیر عسکری 50/24)۔

1244۔ زین العابدین! یہودیوں نے عزیر سے محبت کی اور جو چاہا کہہ دیا تو نہ ان کا عزیر سے کوئی تعلق رہا اور نہ عزیر کا ان سے کوئی تعلق رہا، یہی حال محبت عیسیٰ میں نصاریٰ کا ہوا، ہم بھی اسی راستہ پر چل رہے ہیں، ہمارے چاہنے والوں میں بھی ایک قوم پیدا ہوگی جو ہمارے بارے میں یہودیوں اور عیسائیوں جیسی بات کہے گی تو نہ ان کا ہم سے کوئی تعلق

ہوگا اور نہ ہمارا ان سے کوئی تعلق ہوگا۔ (رجال کشی (ر) 1 ص 336 / 191 روایت ابو خالد کابلی)۔

1245۔ الہروی! میں نے امام رضا سے عرض کیا کہ فرزند رسول! یہ آخر لوگ آپ کی طرف سے کیا نقل کر رہے ہیں؟
فرمایا کیا کہہ رہے ہیں؟

عرض کی کہ لوگ کہہ رہے ہیں آپ حضرات لوگوں کو اپنا بندہ تصور کر رہے ہیں! آپ نے فرمایا کہ خدایا، اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے اور حاضر و غائب کے جاننے والے! تو گواہ ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور نہ میرے آباء و اجداد نے کہی ہے، تجھے معلوم ہے کہ اس امت کے مظالم ہم پر کس قدر زیادہ ہیں یہ ظلم بھی انھیں میں سے ایک ہے۔

اس کے بعد میری طرف رخ کر کے فرمایا، عبدالاسلام! اگر سارے بندے ہمارے ہی بندے اور غلام ہیں تو ہم انھیں کس کے ہاتھ فروخت کریں گے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا کہ خدا نے جو ہمیں حق ولایت دیا ہے کیا تم اس کے منکر ہو؟ میں نے عرض کیا کہ معاذ اللہ۔ میں یقیناً آپ کی ولایت کا اقرار کرنے والا ہوں۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 184 / 6)۔

گویا ظالموں نے اس حق ولایت الہیہ کی غلط فوجیہہ کر کے اس کا مطلب یہ نکال لیا اور اسے اہلبیت کو بدنام کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جوادی

1246۔ الحسن بن الجہم! میں ایک دن مامون کے دربار میں حاضر ہوا تو حضرت

علی بن موسیٰ الرضاؑ بھی موجود تھے اور بہت سے فقہاء و علماء علم کلام بھی موجود تھے، ان میں سے بعض افراد نے مختلف سوالات کئے اور مامون نے کہا کہ یا ابا الحسن! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک قوم آپ کے بارے میں غلو کرتی ہے اور حد سے آگے نکل جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنے والد جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انھوں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد علیؑ بن الحسنؑ سے اور انھوں نے اپنے والد حسینؑ بن علیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد علیؑ بن ابی طالبؑ سے رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ خبردار مجھے میرے حق سے اونچا نہ کرنا کہ پروردگار نے مجھے نبی بنانے سے پہلے بندہ بنایا ہے اور اس کا ارشاد ہے ”کسی بشر کی یہ مجال نہیں ہے کہ خدا اسے کتاب و حکمت و نبوت عطا کرے اور وہ بندوں سے یہ کہہ دے کہ خدا کو چھوڑ کر میری بندگی کرو، ان سب کا پیغام یہ ہوتا ہے کہ اللہ والے بنو کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور اسے پڑھتے ہو اور وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا ہے کہ ملائکہ یا انبیاء کو ارباب قرار دیدو، کیا وہ مسلمانوں کو کفر کا حکم دے سکتا ہے۔ (آل عمران آیت 79، 80)۔

اور حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور اس میں میرا کوئی قصور نہ ہوگا، حد سے آگے نکل جانے والا دوست اور حد سے گرا دینے والا دشمن اور میں خدا کی بارگاہ میں غلو کرنے والوں سے ویسے ہی برأت کرتا ہوں جس طرح عیسیٰؑ نے نصاریٰ سے برأت کی تھی۔

جب پروردگار نے فرمایا کہ ”عیسیٰ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا مان لو اور انھوں نے عرض کی کہ خدایا تو خدائے بے نیاز ہے اور میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں کوئی خلاف حق بات کہوں، اگر میں نے ایسا کہا ہے تو تجھے

خود ہی معلوم ہے کہ تو میرے دل کے راز بھی جانتا ہے اور میں تیرے علم کو نہیں جانتا ہوں، تو تمام غیب کا جاننے والا ہے، میں نے ان سے وہی کہا ہے جس کا تو نے حکم دیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان کا نگران تھا جب تک ان کے درمیان رہا، اس کے بعد جب تو نے میری مدت عمل پوری کر دی تو اب تو ان کا نگران ہے اور ہر شے کا شاہد اور نگران ہے۔“ (مانندہ نمبر 116، 117)۔

اور پھر مالک نے خود اعلان کیا ہے کہ مسیح بن مریم صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں اور ان کی ماں صدیقہ ہیں اور یہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ (مانندہ نمبر 75)۔ ”مسیح بندہ خدا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ملائکہ مقررین اس بات کا انکار کر سکتے ہیں۔ (نساء 172)۔

لہذا جو بھی انبیاء کے بارے میں ربوبیت کا ادعا کرے گا یا ائمہ کو رب یا نبی قرار دے گا یا غیر امام کو امام قرار دے گا ہم اس سے بری اور بیزار رہیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 200/1)۔

1247۔ امام رضاؑ مقام دعائیں! خدایا میں ہر طاقت و قوت کے ادعاء سے بری ہوں اور طاقت و قوت تیرے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے میں ان تمام لوگوں سے بھی بری ہوں جو ہمارے حق سے زیادہ دعویٰ کرتے ہیں اور ان سے بھی بری ہوں جو وہ کہتے ہیں جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کیا ہے۔

خدایا خلق و امر تیرے لئے ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

خدایا! تو ہمارا بھی خالق ہے اور ہمارے آباء و اجداد کا بھی خالق ہے۔

خدا یا ربوبیت کے لئے تیرے علاوہ کوئی سزاوار نہیں ہے اور الوہیت تیرے علاوہ کسی کے لئے سزاوار نہیں ہے۔

خدا یا ان نصاریٰ پر لعنت فرما جنہوں نے تیری عظمت کو گھٹا دیا اور ایسے ہی تمام عقیدہ والوں پر لعنت فرما۔

خدا یا ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں، تیرے بغیر اپنے واسطے نفع، نقصان، موت و حیات اور حشر و نشر کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔

خدا یا! جس نے یہ خیال کیا کہ ہم ارباب ہیں ہم ان سے بیزار ہیں اور جس نے یہ کہا کہ تخلیق ہمارے ہاتھ میں ہے یا رزق کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے ہم اس سے بھی بیزار ہیں جس طرح عیسیٰ نصاریٰ سے بیزار تھے۔

خدا یا ہم نے انہیں ان خیالات کی دعوت نہیں دی ہے لہذا ان کے مہملات کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا اور ہمیں معاف کر دینا۔

خدا یا زمین پر ان کافروں کی آبادیوں کو باقی نہ رکھنا کہ اگر یہ رہ گئے تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی فاجر اور کافر ہوگی۔ (الاعتقادات، صدوق (ر) ص 99)۔

غالیوں کا کفر

1248۔ رسول اکرم! میری امت کے دو گروہ ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہمارے اہلبیت سے جنگ کرنے والے اور دین میں غلو کر کے حد سے باہر نکل جانے والے۔ (الفقیہ 3 ص 408/2425)۔

1249۔ امام صادق! کم سے کم وہ بات جو انسان کو ایمان سے باہر نکال دیتی ہے

یہ ہے کہ کسی غالی کے پاس بیٹھ کر اس کی بات سنے اور پھر تصدیق کر دے۔
میرے پدر بزرگوار نے اپنے والد ماجد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے
فرمایا ہے کہ میری امت کے دو گروہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے غالی اور قدریہ۔ (خصال 72/109 روایت سالم)۔

غالی:

وہ لوگ جو کسی بھی ہستی کو اس کی حد سے آگے بڑھا دیتے ہیں اور بندہ کے بارے
میں خالق و رازق ہونے کا عقیدہ پیدا کر لیتے ہیں۔

قدریہ

جو لوگ کہ خیر و شر سب کا ذمہ دار خدا کو قرار دیتے ہیں یا بقولے تقدیر الہی کے
سرے سے منکر ہیں۔

تشبیہ

جو لوگ خالق کو مخلوق کی شبیہ اور اس کے صفات کو مخلوقات کے صفات جیسا قرار
دیتے ہیں انھیں مشبہ کہا جاتا ہے۔

تفویض

کائنات کے تمام اختیارات کو بندہ کے حوالہ کر کے خدا کو معطل کر دینا۔
1250۔ امام صادق نے مفضل سے ابوالخطاب کے اصحاب اور دیگر غالیوں کا
ذکر کرتے ہوئے فرمایا، مفضل! خبر دار ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور مصافحہ و تعلقات
نہ رکھنا۔ (رجال کشی (ر) 2 ص 586/525)۔

1251- امام صادقؑ! خدا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے کہ وہ میرے والد پر بہتان باندھتا تھا، خدا نے اسے لوہے کا مزہ چھکا دیا، خدا ان تمام افراد پر لعنت کرے جو ہمارے بارے میں وہ کہیں جو ہم خود نہیں کہتے ہیں اور خدا ان افراد پر لعنت کرے جو ہمیں اس اللہ کی بندگی سے الگ کر دیں جس نے ہماری تخلیق کی ہے اور جس کی بارگاہ میں ہم کو واپس جانا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں ہماری پیشانیاں ہیں۔ (رجال کشی (ر) 2 ص 590/542 روایت ابن مسکان)۔

1252- ہاشم جعفری! میں نے امام رضاؑ سے غالیوں اور تفویض والوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ غالی کافر ہیں اور تفویض کرنے والے مشرک ہیں جو ان کے ساتھ بیٹھتا ہے یا کھاتا پیتا ہے یا تعلقات رکھتا ہے یا شادی بیاہ کا رشتہ کرتا ہے یا انھیں پناہ دیتا ہے یا ان کے پاس امانت رکھتا ہے یا ان کی بات کی تصدیق کرتا ہے یا ایک لفظ سے ان کی مدد کرتا ہے وہ ولایت خدا ولایت رسول اور ولایت اہلبیتؑ سے خارج ہے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 203/4)۔

1253- حسین بن خالد امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص تشبیہ اور جبر کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کافر و مشرک ہے اور ہم دنیا و آخرت میں اس سے بیزار ہیں ابن خالد! ہماری طرف سے تشبیہ اور جبر کے بارے میں غالیوں نے بہت سی روایتیں تیار کی ہیں اور ان کے ذریعہ عظمت پروردگار کو گھٹایا ہے لہذا جو ان سے محبت کرے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو ان سے دشمنی رکھے وہی ہمارا دوست ہے، جو ان کا موالی ہے وہ ہمارا عدو ہے اور جو ان کا عدو ہے وہی ہمارا موالی ہے جس نے ان سے تعلق رکھا اس نے ہم سے قطع تعلق کیا اور جس نے ان سے قطع تعلق کیا اس نے ہم سے تعلق پیدا کیا۔

جس نے ان سے بدسلوکی کی اس نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا اور جس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا، جس نے ان کا احترام کیا اس نے ہماری توہین کی اور جس نے ان کی توہین کی اس نے ہمارا احترام کیا، جس نے انہیں قبول کر لیا اس نے ہمیں رد کر دیا اور جس نے انہیں رد کر دیا اس نے ہمیں قبول کر لیا، جس نے ان کے ساتھ احسان کیا اس نے ہمارے ساتھ برائی کی اور جس نے ان کے ساتھ برائی کی اس نے ہمارے ساتھ احسان کیا، جس نے ان کی تصدیق کی اس نے ہماری تکذیب کی اور جس نے ان کی تکذیب کی اس نے ہماری تصدیق کی، جس نے انہیں عطا کیا اس نے ہمیں محروم کیا اور جس نے انہیں محروم کیا اس نے ہمیں عطا کیا۔

فرزند خالد! جو ہمارا شیعہ ہوگا وہ ہرگز انہیں اپنا دوست اور مددگار نہ بنائے گا۔)

عیون اخبار الرضا¹ ص 143 / 45، التوحید ص 364، الاحتجاج 2 ص 400۔

غالیوں کی ہلاکت

1254۔ امام علی! ہم اہلبیت کے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے، حد سے

زیادہ تعریف کرنے والا اور بیہودہ افترا پردازی کرنے والا۔ (السنۃ لابن ابی عاصم 475 / 1005)۔

1255۔ امام علی! میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے،

افراط کرنے والا غالی اور دشمنی رکھنے والا کینہ پرور، (فضائل الصحابہ ابن جنبل 2 ص 571 / 964 روایت ابن مریم، نہج البلاغہ حکمت نمبر 117، خصائص الاممہ ص 124، شرح نہج

البلاغہ معترفی 20 ص 220)۔

1256۔ امام علیؑ عنقریب میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے، افراط کرنے والا دوست جسے محبت غیر حق تک کھینچ لے جائے گی اور گھٹانے والا دشمن جسے بغض ناحق خیالات تک لے جائے گا، میرے بارے میں بہترین افراد اعتدال والے ہیں لہذا تم سب اسی راستہ کو اختیار کرو۔ (سچ البلاغہ خطبہ نمبر 127)۔

1257۔ رسول اکرم! یا علیؑ! تمہارے اندر ایک عیسیٰ بن مریم کی مشابہت بھی ہے کہ انھیں قوم نے دوست رکھا تو دوستی میں اس قدر افراط سے کام لیا کہ بالآخر ہلاک ہو گئے اور ایک قوم نے دشمنی میں اس قدر زیادتی کی کہ وہ بھی ہلاک ہو گئے، ایک قوم حد اعتدال میں رہی اور اس نے نجات حاصل کر لی، (امالی طوسی (ر) ص 345 روایت عبید اللہ بن علی، تفسیر فرات ص 404 کشف الغمہ 1 ص 321)۔

1258۔ امام علیؑ! مجھ سے رسول اکرم نے فرمایا کہ تم میں ایک عیسیٰ کی مثال بھی پائی جاتی ہے کہ یہودیوں نے ان سے دشمنی کی تو ان کی ماں کے بارے میں بکواس شروع کر دی اور نصاریٰ نے محبت کی تو انھیں وہاں پہنچا دیا جو ان کی جگہ نہیں تھی۔

دیکھو میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوں گے، حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری وہ تعریف کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے اور مجھ سے دشمنی کرنے والا جسے عداوت الزام تراشی پر آمادہ کر دے گی۔ (مسند ابن جنبل 1 ص 336 / 1376، صواعق محرقة ص 123، مسند ابو یعلیٰ 1 ص 274 / 530، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 237 / 742، امالی طوسی (ر) 256 / 462، عیون اخبار الرضا 2 ص 63 / 263، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 560)۔

غلو کی جعلی روایات

1259- ابراہیم بن ابی محمود! میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا کہ فرزند رسول! ہمارے پاس امیر المؤمنینؑ کے فضائل اور آپ کے فضائل میں بہت سے روایات میں جنہیں مخالفین نے بیان کیا ہے اور آپ حضرات نے نہیں بیان کیا ہے کیا ہم ان پر اعتماد کر لیں؟ فرمایا ابن ابی محمود، مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے والد اور اپنے جد کے حوالہ سے بتایا ہے کہ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی کی بات پر اعتماد کیا گویا اس کا بندہ ہو گیا، اب اگر متکلم اللہ کی طرف سے بول رہا ہے تو یہ اللہ کا بندہ ہوگا اور اگر ابلیس کی بات کہہ رہا ہے تو یہ ابلیس کا بندہ ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا، ابن ابی محمود! ہمارے مخالفین نے ہمارے فضائل میں بہت روایات وضع کی ہیں اور انہیں تین قسموں پر تقسیم کیا ہے ایک حصہ غلو کا ہے، دوسرے میں ہمارے امر کی توہین ہے اور تیسرے میں ہمارے دشمنوں کی برائیوں کی صراحت ہے۔

لوگ جب غلو کی روایات سنتے ہیں تو ہمارے شیعوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری ربوبیت کے قائل ہیں اور جب تقصیر کی روایات سنتے ہیں تو ہمارے بارے میں یہی عقیدہ قائم کر لیتے ہیں اور جب ہمارے دشمنوں کی نام بنام برائی سنتے ہیں تو ہمیں نام بنام گالیاں دیتے ہیں جبکہ پروردگار نے خود فرمایا ہے کہ غیر خدا کی عبادت کرنے والوں کے معبودوں کو برانہ کہو ورنہ وہ عداوت میں بلا کسی علم کے خدا کو بھی برا کہیں گے۔

ابن ابی محمود! جب لوگ داہنے بائیں جا رہے ہوں تو جو ہمارے راستہ پر رہے گا ہم اس کے ساتھ رہیں گے اور جو ہم سے الگ ہو جائیگا ہم اس سے الگ ہو جائیں گے، کم سے کم وہ بات جس سے انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے یہ ہے کہ ذرہ کو گٹھلی کہہ دے اور اسی کو

دین بنالے اور اس کے مخالف سے برات کا اعلان کر دے۔
ابن ابی محمود! جو کچھ میں نے کہا ہے اسے یاد رکھنا کہ اسی میں نے دنیا و آخرت کا
سارا خیر جمع کر دیا ہے۔ (عیون اخبار الرضا 1 ص 304/63، بشارۃ المصطفیٰ ص 221)۔

کون اہلبیت سے ہے اور کون نہیں ہے؟

اہلبیت والوں کے صفات

”جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا“ (سورہ ابراہیم آیت 36)۔

1260 - رسول اکرم - ہر متقی انسان میرے وابستگان میں شمار ہوتا ہے۔

(الفردوس 1 ص 418 / 1691 روایت انس بن مالک)

1261 - انس! رسول اکرم سے دریافت کیا گیا کہ آل محمد سے کون افراد مراد ہیں؟

فرمایا ہر متقی اور پرہیزگار۔

پروردگار نے فرمایا ہے کہ اس کے اولیاء صرف متقین ہیں۔ (المعجم الاوسط 3 ص

338 / 2332)۔

1262 - ابو عبیدہ امام باقر سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو ہم سے محبت

کرے وہ ہم اہلبیت سے ہے تو میں نے عرض کی میں آپ پر قربان میں بھی آپ سے ہوں؟

فرمایا بیشک کیا تم نے حضرت ابراہیم کا قول نہیں سنا ہے کہ جو میرا اتباع

کرے وہ مجھ سے ہے۔ (تفسیر عیاشی 2 ص 231 / 32)۔

1263 - امام صادق! جو تم میں سے تقویٰ اختیار کرے اور نیک کردار ہو جائے وہ

ہم اہلبیت سے ہے۔ راوی نے عرض کی کہ آپ سے فرزند رسول؟

فرمایا بیشک ہم سے، کیا تم نے پروردگار کا ارشاد نہیں سنا ہے کہ ”جو ان سے محبت

کرے گا وہ ان سے ہوگا“ (ماندہ 51)۔

اور حضرت ابراہیمؑ نے کہا ہے کہ جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا، (دعائے الاسلام ص 1 ص 62، تفسیر عیاشی ص 231/33 روایت محمد الحلی)۔

1264- حسن بن موسیٰ الوشاء البغدادی، میں خراسان میں امام رضاؑ کی مجلس میں حاضر تھا اور زید بن موسیٰ بھی موجود تھے جو مجلس میں موجود ایک جماعت پر فخر کر رہے تھے کہ ہم ایسے ہیں اور ایسے ہیں اور حضرت دوسری قوم سے گفتگو کر رہے تھے، آپ نے زید کی بات سنی تو فوراً متوجہ ہو گئے۔

فرمایا۔ زید! تمہیں کوفہ کے بقالوں کی تعریف نے مغرور بنا دیا ہے، دیکھو حضرت فاطمہؑ نے اپنی عصمت کا تحفظ کیا تو خدا نے ان کی ذریت پر جہنم کو حرام کر دیا لیکن یہ شرف صرف حسنؑ و حسینؑ اور بطن فاطمہؑ سے پیدا ہونے والوں کے لئے ہے۔

ورنہ اگر موسیٰ بن جعفرؑ خدا کی اطاعت میں دن میں روزہ رکھیں رات میں نمازیں پڑھیں اور تم اس کی معصیت کرو اور اس کے بعد دونوں روز قیامت حاضر ہوں اور تم ان سے زیادہ نگاہ پروردگار میں عزیز ہو جاؤ، یہ ناممکن ہے، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ امام زین العابدینؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے نیک کردار کے لئے دہرا اجر ہے اور بد کردار کے لئے دہرا عذاب ہے۔

حسن و شفاء کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت نے میری طرف رخ کر کے فرمایا۔

حسن! تم اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہو؟

”پروردگار نے کہا کہ اے نوعؑ یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے، یہ عمل غیر صالح

ہے۔ (ہوڈ نمبر 46)۔

تو میں نے عرض کی کہ بعض لوگ پڑھتے ہیں ”عمل غیر صالح“ اور بعض لوگ پڑھتے ہیں ”عمل غیر صالح“ اور اس طرح فرزند نوح ماننے انکار کرتے ہیں۔
آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔
وہ نوحؑ کا بیٹا تھا لیکن جب خدا کی معصیت کی تو خدا نے فرزند ہی سے خارج کر دیا۔

یہی حال ہمارے چاہنے والوں کا ہے کہ جو خدا کی اطاعت نہ کرے گا وہ ہم سے نہ ہوگا اور تم اگر ہماری اطاعت کرو گے تو ہم اہلبیتؑ میں شمار ہو جاؤ گے۔ (معانی الاخبار 106 / 1، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 232 / 1)۔

بیگانوں کے اوصاف

1265۔ رسول اکرم! جو شخص ہنسی خوشی ذلت کا اقرار کر لے وہ ہم اہلبیتؑ سے نہیں ہے۔ (تحف العقول ص 58)۔

1266۔ رسول اکرم! جو ہمارے بزرگ کا احترام نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے فضل کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ ہم اہلبیتؑ سے نہیں ہے (جامع الاحادیث متی ص 112 روایت طلحہ بن زید، الجعفریات ص 183، امالی مفید 18 / 6 روایت ابوالقاسم محمد بن علی ابن الحنفیہ، کافی 2 ص 165 / 2 روایت احمد بن محمد)۔

1267۔ رسول اکرم! جو بزرگ کا احترام نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (مسند ابن جنبل 1 ص 554 / 2329 روایت ابن عباس)۔

1268۔ رسول اکرم! ایہا الناس۔ ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جنہیں پروردگار نے ان

امور سے محفوظ رکھا ہے کہ ہم نہ فتنہ کرتے ہیں اور نہ فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں، نہ جھوٹ بولتے ہیں، نہ کہانت کرتے ہیں، نہ جادو کرتے ہیں نہ خیانت کرتے ہیں نہ بدعت کرتے ہیں نہ شک و ریب میں مبتلا ہوتے ہیں، نہ حق سے روکتے ہیں نہ نفاق کرتے ہیں لہذا اگر کسی میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں تو اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور خدا بھی اس سے بیزار ہے اور ہم بھی بیزار ہیں اور جس سے خدا بیزار ہو جائے اسے جہنم میں داخل کر دے گا جو بدترین منزل ہے۔ (تفسیر فرات کوئی 307/412 روایت عبداللہ بن عباس)۔

1269۔ رسول اکرم! جس کی اذیت سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ رہے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 24/2 روایت ابراہیم بن ابی محمود عن الرضا، عوالی اللئالی 1 ص 259/33)۔

1270۔ رسول اکرم! جو ہم کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (مسند ابن حنبل 5 ص 16489544 روایت ابی بردہ بن یثار۔ سنن ابن ماجہ 2 ص 49/2224، مستدرک حاکم 11 ص 2153، کافی 5 ص 160/1 تہذیب 7 ص 12/48 روایت ہشام بن سالم عن الصادق)

1271۔ رسول اکرم! جو کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (الفقیہ 3 ص 273/3986، عیون اخبار الرضا 2 ص 29/26، مسند زید ص 489، فقہ الرضا ص 369)۔

1272۔ رسول اکرم! جو امانت میں خیانت کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (کافی 5 ص 133/7 روایت سکونی عن الصادق)۔

1273۔ امام صادق! یاد رکھو کہ جو ہمسایہ کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرے وہ ہم سے

نہیں ہے۔ (کافی 2 ص 668 / 11، روایت ابی الریح الشامی)۔

1274۔ امام صادق! جو نماز شب نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (المقنع ص 131 المقنعہ ص 119، روضۃ الواعظین ص 321)۔

1275۔ امام صادق! اگر شہر میں ایک لاکھ آدمی ہیں اور کوئی ایک بھی اس سے زیادہ متقی ہے تو وہ ہم سے نہیں ہے۔ (کافی 2 ص 78 / 10 روایت علی بن ابی زید)۔

1276۔ امام صادق! وہ ہم سے نہیں ہے جو دنیا کو آخرت کے لئے چھوڑ دے یا آخرت کو دنیا کے لئے چھوڑ دے۔ (الفقیہ 3 ص 156 / 3568، فقہ الرضا ص 337)۔

1277۔ امام صادق! جو زبان سے ہمارے موافق ہو اور اعمال و آثار میں ہمارے خلاف ہو وہ ہم سے نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ الانوار ص 70، مستطرفات السرائر 147 / 21 روایت محمد بن عمر بن حنظلہ)۔

1278۔ ابو الریح شامی! میں امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوا تو گھر اصحاب سے چھلک رہا تھا جہاں شام، خراسان اور دیگر علاقوں کے افراد موجود تھے کہ مجھے بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں ملی، ایک مرتبہ حضرت ٹیک لگا کر بیٹھے اور فرمایا کہ اے شیعہ آل محمد! یاد رکھو کہ وہ ہم سے نہیں ہے جو غصہ میں نفس پر قابو نہ پاسکے اور ساتھی کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرے، حسن اخلاق اور حسن رفاقت اور حسن مزاج کا مظاہرہ نہ کرے۔

اے شیعہ آل محمد! جہاں تک ممکن ہو خدا سے ڈرو، اس کے بعد ہر قوت و طاقت اللہ ہی کے سہارے ہے۔ (کافی 2 ص 637 / 2، الفقیہ 2 ص 274 / 2423، المحاسن 2 ص 102 / 270، تحف العقول ص 380، مستطرفات السرائر 61 / 33)۔

1279- امام صادق! پروردگار عالم نے تم پر ہماری محبت اور موالات واجب قرار دی ہے اور ہماری اطاعت کو فرض قرار دیا ہے لہذا جو ہم سے ہے اسے ہماری اقتدا کرنی چاہیے اور ہماری شان ورع و تقویٰ، سعی عمل، ہر شخص کی امانت کی واپسی، صلہ رحم، مہمان نوازی، درگزر ہے اور جو ہماری اقتدا نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (اختصاص ص 241)۔

1280- امام کاظم! وہ ہم سے نہیں ہے جو روزانہ اپنے نفس کا حساب نہ کرے کہ اگر عمل اچھا کیا ہے تو خدا سے اضافہ کی دعا کرے اور اگر برا کیا ہے تو استغفار اور توبہ کرے۔ (کافی 2 ص 453 / 2، روایت ابراہیم بن عمر میمانی، تحف العقول ص 396، اختصاص ص 26، مشکوٰۃ الانوار 70 / 247، الزہد محسن بن سعید ص 76 / 203-

1281- امام رضا! جو ہم سے قطع تعلق رکھے یا تعلقات رکھنے والے سے قطع تعلق کر لے یا ہماری مذمت کرنے والے کی تعریف کرے یا مخالف کا احترام کرے وہ ہم سے نہیں ہے اور ہم بھی اس سے نہیں ہیں۔ (صفات الشیعہ 85 / 10 روایت ابن فضال)۔

1282- الہروی! میں نے امام رضا سے عرض کی کہ فرزند رسول! ذرا جنت و جہنم کے بارے میں فرمائیے کہ کیا ان کی تخلیق ہو چکی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ بیشک! رسول اکرم شب معراج جنت میں جا چکے ہیں اور جہنم کو دیکھ چکے ہیں۔

میں نے عرض کی کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دونوں علم خدا میں ہیں لیکن ان کی تخلیق نہیں ہوئی ہے، فرمایا یہ لوگ ہم سے نہیں ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں جس نے جنت و جہنم کی خلقت کا انکار کیا اس نے رسول اکرم کو جھٹلایا اور ہماری تکذیب کی اور اس کا ہماری ولایت

سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے جس کے بارے میں پروردگار نے فرمایا ہے کہ ”یہ وہ جہنم ہے جس کو مجرمین جھٹلا رہے تھے اب اس کے اور کھولتے پانی کے درمیان چکر لگا رہے ہیں۔ (رحمان 43، 44) (توحید 18/21، عیون اخبار الرضا 1 ص 116/3، احتجاج 2 ص 286/381)۔

اہلبیتؑ والوں کی ایک جماعت

1- ابوذر

1283- رسول اکرم! ابوذر- تم ہم اہلبیتؑ سے ہو۔ (امالی طوسی (ر) 525 / 1162، مکارم الاخلاق ص 2 / 363 / 2661، تنبیہ الخواطر ص 2 / 51 روایت ابوذر)۔

2- ابو عبیدہ

1284- ابوالحسن! ابو عبیدہ کی زوجہ ان کے انتقال کے بعد امام صادقؑ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میں اس لئے رورہی ہوں کہ انھوں نے غربت میں انتقال کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ غریب نہیں تھے، وہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ (مستطرفات السرائر 40 / 4)۔

3- راہب بلیخ

1285- جبہ عمری! جب حضرت علیؑ بلیخ نامی جگہ پر فرات کے کنارہ اترے تو ایک راہب صومعہ سے نکل آیا اور اس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو آباء و اجداد سے وراثت میں ملی ہے اور اسے اصحاب عیسیٰ بن مریم نے لکھا ہے، میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، فرمایا وہ کہاں ہے لاؤ، اس نے کہا اس کا مفہوم یہ ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس خدا کا فیصلہ ہے جو اس نے کتاب میں لکھ دیا ہے کہ وہ

مکہ والوں میں ایک رسول بھیجنے والا ہے جو انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا، اللہ کا راستہ دکھائے گا اور نہ بد اخلاق ہوگا اور نہ تند مزاج اور نہ بازاروں میں چکر لگانے والا ہوگا، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفو و درگزر سے کام لے گا، اس کی امت میں وہ حمد کرنے والے ہوں گے جو ہر بلندی پر شکر پروردگار کریں گے اور ہر صعود و نزول پر حمد خدا کریں گے، ان کی زبانیں تہلیل و تکبیر کے لئے ہموار ہوں گی۔

خدا اسے تمام دشمنوں کے مقابلہ میں امداد دے گا اور جب اس کا انتقال ہوگا تو امت میں اختلاف پیدا ہوگا، اس کے بعد پھر اجتماع ہوگا اور ایک مدت تک باقی رہے گا، اس کے بعد ایک شخص کنازہ فرات سے گزرے گا جو نیکیوں کا حکم دینے والا اور برائیوں سے روکنے والا ہوگا، حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے گا، دنیا اس کی نظر میں تیز و تند ہواؤں میں راکھ سے زیادہ بے قیمت ہوگی اور موت اس کے لئے پیاس میں پانی پینے سے بھی زیادہ آسان ہوگی، اندر خوف خدا رکھتا ہوگا اور باہر پروردگار کا مخلص بندہ ہوگا خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوگا۔

اس شہر کے لوگوں میں سے جو اس نبی کے دور تک باقی رہے گا اور اس پر ایمان لے آئے اس کے لئے جنت اور رضائے خدا ہوگی اور جو اس بندہ نیک کو پالے اس کا فرض ہے کہ اس کی امداد کرے کہ اس کے ساتھ قتل شہادت ہے اور اب میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور ہرگز جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ آپ کے ہرغم میں شرکت کر لوں۔

یہ سن کر حضرت علیؑ رو دیے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے نظر انداز نہیں کیا ہے اور تمام نیک بندوں کی کتابوں میں میرا ذکر کیا ہے۔

راہب یہ سن کر بے حد متاثر ہوا اور مستقل امیر المؤمنینؑ کے ساتھ رہنے لگا یہاں

تک کہ صفین میں شہید ہو گیا تو جب لوگوں نے مقتولین کو دفن کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ راہب کو تلاش کرو۔ اور جب مل گیا تو آپ نے نماز جنازہ ادا کر کے دفن کر دیا اور فرمایا کہ یہ ہم اہلبیت سے ہے اور اس کے بعد بار بار اس کے لئے استغفار فرمایا۔ (مناقب خوارزمی ص 242، وقعة صفین ص 147)۔

4- سعد الخیرؓ

1286۔ ابو حمزہ! سعد بن عبد الملک جو عبد العزیز بن مروان کی اولاد میں تھے اور امام باقر! انھیں سعد الخیر کے نام سے یاد کرتے تھے، ایک دن امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عورتوں کی طرح گریہ کرنا شروع کر دیا۔

حضرت نے فرمایا کہ سعد! اس رونے کا سبب کیا ہے؟
عرض کی۔ کس طرح نہ روؤں جبکہ میرا شمار قرآن مجید میں شجرہ ملعونہ میں کیا گیا ہے۔

فرمایا کہ تم اس میں سے نہیں ہو، تم اموی ہو لیکن ہم اہلبیت میں ہو۔
کیا تم نے قرآن مجید میں جناب ابراہیم کا یہ قول نہیں سنا ہے۔
”جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا“ (اختصاص ص 85)۔

5- سلمانؓ

1287۔ رسول اکرم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ سلمانؓ ہم اہلبیت سے ہیں اور مخلص ہیں لہذا انھیں اپنے لئے اختیار کر لو۔ (مسند ابویعلیٰ 6 ص 177 / 6739 روایت سعد الاسکاف عن الباقر، الفردوس 2 ص 337 / 3532)۔

1288۔ ابن شہر آشوب! لوگ خندق کھود رہے تھے اور گنگنا رہے تھے، صرف

سلمانؓ اپنی دھن میں لگے ہوئے تھے اور زبان سے معذور تھے کہ رسول اکرم نے دعا فرمائی۔
خدا یا سلمانؓ کی زبان کی گروہ کھول دے چاہے دو شعر ہی کیوں نہ ہوں چنانچہ
سلمانؓ نے یہ اشعار شروع کر دیے۔

میرے پاس زبان عربی نہیں ہے کہ میں شعر کہوں، میں تو پروردگار جو پسندیدہ اور
تمام فخر کا حامل ہے۔

اپنے دشمن کے مقابلہ میں اور نبی طاہر کے دشمن کے مقابلہ میں، وہ پیغمبر جو پسندیدہ
اور تمام فخر کا حامل ہے۔

تا کہ جنت میں قصر حاصل کر سکوں اور ان حوروں کے ساتھ رہوں جو چاند کی طرح
روشن چہرہ ہوں۔

مسلمانوں میں یہ سن کر شور مچ گیا اور سب نے سلمان کو اپنے قبیلہ میں شامل کرنا
چاہا تو رسول اکرم نے فرمایا کہ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ سے ہیں۔ (مناقب 1 ص 85)۔

1289۔ رسول اکرم۔ سلمانؓ! تم ہم اہلبیتؑ سے ہو اور اللہ نے تمہیں اول و آخر
کا علم عنایت فرمایا ہے اور کتاب اول و آخر کو بھی عطا فرمایا ہے۔ (تہذیب تاریخ دمشق 6 ص
203 روایت زید بن ابی اوفیٰ)۔

1290۔ امام علیؑ! سلمانؓ نے اول و آخر کا سارا علم حاصل کر لیا ہے اور وہ سمندر
ہے جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ہم اہلبیتؑ سے ہیں۔ (تہذیب تاریخ دمشق
6 ص 201 روایت ابوالحترؑ، امالی صدوق (ر) ص 209/8 روایت مسیب بن نجیہ،
اختصاص ص 11، رجال کشی (ر) ص 1/52/25 روایت زرار، الطرائف 119/183
روایت ربیعہ السعدی، الدرجات الرفیعیہ ص 209 روایت ابوالحترؑ)۔

1291- ابن الکواء! یا امیر المؤمنین! ذرا سلمانؓ فارسی کے بارے میں فرمائیے؟
فرمایا کیا کہنا، مبارک ہو، سلمانؓ ہم اہلبیتؑ سے ہیں، اور تم میں لقمان حکیم جیسا اور کون ہے،
سلمانؓ کو اول و آخر سب کا علم ہے۔ (احتجاج 1 ص 616 / 139 روایت اصبح بن نباتہ،
الغارات 1 ص 177 روایت ابو عمر والکندی، تہذیب تاریخ دمشق 6 ص 204)۔

1292- امام باقرؑ! ابوذر سلمانؓ کے پاس آئے اور وہ پتیلی میں کچھ پکا رہے تھے،
دونوں مجھ گفتگو تھے کہ اچانک پتیلی الٹ گئی اور ایک قطرہ سالن نہیں گرا، سلمانؓ نے اسے
سیدھا کر دیا، ابوذرؓ کو بے حد تعجب ہوا، دوبارہ پھر ایسا ہی ہوا تو ابوذر دہشت زدہ ہو کر سلمان
ؓ کے پاس سے نکلے اور اسی سوچ میں تھے کہ اچانک امیر المؤمنینؑ سے ملاقات ہو گئی۔

فرمایا ابوذرؓ! سلمانؓ کے پاس سے کیوں چلے آئے اور یہ چہرہ پر دہشت کیسی ہے!
ابوذرؓ نے سارا واقعہ بیان کیا۔

فرمایا ابوذرؓ! اگر سلمانؓ اپنے تمام معلم کا اظہار کر دیں تو تم ان کے قاتل کے لئے
دعاے رحمت کرو گے اور ان کی کرامت کو برداشت نہ کر سکو گے۔

دیکھو! سلمانؓ اس زمین پر خدا کا دروازہ ہیں، جو انھیں پہچان لے وہ مومن ہے
اور جو انکار کر دے وہ کافر ہے۔ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں (رجال کشی 1 ص 59 /
33 روایت جابر)۔

1293- حسن بن صہیب امام باقرؑ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت کے
سامنے سلمانؓ فارسی کا ذکر آیا تو فرمایا خبردار انھیں سلمانؓ فارسی مت کہو، سلمانؓ محمدی کہو کہ
وہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ (رجال کشی 1 ص 54 / 26، 71 / 42 روایت محمد بن حکیم،
روضۃ الواعظین ص 310)۔

6- عمر بن یزید

1294- عمر بن یزید! امام صادق نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابن یزید! خدا کی قسم تم ہم اہلبیت سے ہو، میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، آل محمد سے؟ فرمایا بیشک انھیں کے نفس سے؟

عرض کیا کہ انھیں کے نفس سے؟ فرمایا بیشک انھیں کے نفس سے! کیا تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی ہے ”یقیناً ابراہیم سے قریب تر ان کے پیرو تھے اور پھر یہ پیغمبر اور صاحبان ایمان ہیں اور اللہ صاحبان ایمان کا سرپرست ہے“ آل عمران نمبر 68۔

اور پھر یہ ارشاد الہی ”جس نے میرا اتباع کیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے نافرمانی کی تو بیشک خدا غفور رحیم ہے۔ ابراہیم آیت 36 (امالی طوسی (ر) 45/53، بشارۃ المصطفیٰ ص 68)۔

7- عیسیٰ بن عبد اللہ قتی

1295- یونس! میں مدینہ میں تھا تو ایک کوچہ میں امام صادق کا سامنا ہو گیا، فرمایا یونس! جاؤ دیکھو دروازہ پر ہم اہلبیت میں سے ایک شخص کھڑا ہے میں دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ عیسیٰ بن عبد اللہ بیٹھے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔

فرمایا میں قم کا ایک مسافر ہوں

ابھی چند لمحہ گزرے تھے کہ حضرت تشریف لے آئے اور گھر میں مع سواری کے داخل ہو گئے۔

پھر مجھے دیکھ کر فرمایا کہ دونوں آدمی اندر آؤ اور پھر فرمایا یونس! شانہ تمہیں میری بات عجیب دکھائی دی ہے۔

دیکھو عیسیٰ بن عبد اللہ ہم اہلبیت سے ہیں۔

میں نے عرض کی میری جان قربان یقیناً مجھے تعجب ہوا ہے کہ عیسیٰ بن عبد اللہ تو قم کے رہنے والے ہیں۔ یہ آپ کے اہلبیت میں کس طرح ہو گئے۔

فرمایا یونس! عیسیٰ بن عبد اللہ ہم میں سے ہیں زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔
- (امالی مفید 6/140، اختصاص ص 68، رجال کشی 2 ص 624/607)۔

1296 - یونس بن یعقوب! عیسیٰ بن عبد اللہ امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر جب چلے گئے تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ انہیں دوبارہ بلاؤ۔

اس نے بلا یا اور جب آگئے تو آپ نے انہیں کچھ وصیتیں فرمائیں اور پھر فرمایا، عیسیٰ بن عبد اللہ! میں نے اس لئے نصیحت کی ہے کہ قرآن مجید نے اہل کو نماز کا حکم دینے کا حکم دیا ہے اور تم ہمارے اہلبیت میں ہو۔

دیکھو جب آفتاب یہاں سے یہاں تک عصر کے ہنگام پہنچ جائے، تو چھ رکعت نماز ادا کرنا اور یہ کہہ کر رخصت کر دیا اور پیشانی کا بوسہ بھی دیا، (اختصاص ص 195، رجال کشی 2 ص 625/610)۔

8- فضیل بن یسار

1297 - امام صادق! خدا فضیل بن یسار پر رحمت نازل کرے کہ وہ اہلبیت سے تھے۔ (الفقہ 4 ص 441، رجال کشی 2 ص 473/381 روایت ربعی بن عبد اللہ فضیل بن یسار کے غسل دینے والے کے حوالہ سے!)۔

9- یونس بن یعقوب

1298 - یونس بن یعقوب! مجھ سے امام صادق یا امام رضا نے کوئی مخفی بات بیان

کی اور پھر فرمایا کہ تم ہمارے نزدیک متم نہیں ہو، تم ایک شخص ہو جو ہم اہلبیت سے ہو، خدا تمہیں رسول اکرم اور اہلبیت کے ساتھ محشور کرے اور خدا انش ایسا کرنے والا ہے۔ (رجال کشی 2 ص 685/724)۔

والحمد للہ رب العالمین 28۔ ربیع الاول 1418ھ ص 5 بجے گلف ایر واپسی از

لندن

فہرست ماخذ و مدارک

- 1۔ اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين ابو الفيز محمد بن محمد الحسين الزبيدي (متوفی 1205ھ)۔
- 2۔ اثبات الوصية للامام علي بن ابي طالب ابو الحسن علي بن الحسين المسعودي (متوفی 346ھ)۔
- 3۔ اثبات الهداة الشيخ محمد بن الحسن الحر العاملي (متوفی 1104ھ)۔
- 4۔ الاحتجاج على اهل اللجاج ابو منصور احمد بن علي بن ابي طالب الطبرسي (متوفی 620ھ)۔
- 5۔ احقاق الحق وازهاق الباطل قاضي نور الله بن السيد الشريف الله (متوفی 1019ھ)۔
- 6۔ احياء علوم الدين ابو حامد محمد بن الغزالي (متوفی 505ھ)۔
- 7۔ الاخبار الطوال ابو حنيفة احمد بن داود الدنيوري (متوفی 282ھ)۔
- 8۔ الاختصاص ابو عبد الله محمد بن النعمان العكبري المفيد (متوفی 413ھ)۔
- 9۔ اختيار معرفة الرجال (رجال کشي) ابو جعفر محمد بن الحسن (شيخ طوسي (ر))

(متوفی 460ءھ)۔

10- الادب المفرد ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (متوفی 256ءھ)۔

11- ارشاد القلوب ابو محمد الحسن بن ابی الحسن الدیلمی (متوفی 711ءھ)۔

12- الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن النعمان الشیخ المفید

(متوفی 413ءھ)۔

13- اسباب نزول القرآن ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری (متوفی 468

ءھ)۔

14- الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفی 460ء

ھ)۔

15- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر

القرطبی (متوفی 363ءھ)۔

16- اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ نحر الدین علی بن ابی الکریم محمد بن محمد بن عبد الکریم

الشیبانی (متوفی 630ھ)۔

17- الاصابۃ فی تمییز الصحابہ ابو الفضل احمد بن علی بن الحجر العسقلانی (متوفی

852ءھ)۔

18- الاصول الستہ عشر دار الشبستری

19- الاعتقادات و تصحیح الاعتقادات محمد بن علی بن الحسن بن بابویہ القمی الصدوق

(ر) (متوفی 381ءھ)۔

20- اعلام الدین فی صفات المؤمنین الحسن بن ابی الحسن الدیلمی (متوفی 711ء

- (ھ)۔
- 21- اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 845ء)
- (ھ)۔
- 22- اعیان الشیعہ السید محسن بن عبدالکریم الامین الحسینی العالمی (متوفی 1371ء)
- (ھ)۔
- 23- اقبال الاعمال الحسنہ فیما یعمل مرۃ فی السنۃ علی بن موسیٰ الحللی (ابن طاووس)
(متوفی 664ءھ)۔
- 24- امالی الشجر ییحییٰ بن الحسین الشجر ی (متوفی 499ءھ)۔
- 25- امالی صدوق محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفی 381ءھ)۔
- 26- امالی الطوسی محمد بن الحسن الشیخ الطوسی (متوفی 460ءھ)۔
- 27- امالی المفید محمد بن النعمان العکبری شیخ مفید (متوفی 314ءھ)۔
- 28- الامامۃ والتبصرۃ من البحرۃ علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفی 329ءھ)
- (ھ)۔
- 29- الامامۃ واہل البیت محمد بن یوی دهران
- 30- انساب الاشراف احمد بن محمد بن حسی بن جابر البلاذری (متوفی 279ءھ)۔
- 31- بحار الانوار الجامعۃ الدرر اخبار الاممۃ الاطہار محمد باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی 1110ءھ)۔
- 32- البدایۃ والنہایۃ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی (متوفی 774ءھ)۔
- 33- بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ ابو جعفر محمد بن محمد بن علی الطبرسی (متوفی 525ءھ)

(ھ)

34- بصائر الدرجات ابو جعفر محمد بن الحسن الصفار القمی (متوفی 290ء ھ)۔

35- بلاغات النساء ابو الفضل احمد بن ابی طاہر "ابن طینور" متوفی 280ء ھ)۔

36- البلد الامین تقی الدین ابراہیم بن زین الدین الحارثی الکفعمی (متوفی 905ء ھ)

(ھ)

37- التاج الجامع الاصول فی احادیث الرسول منصور بن علی تاصیف معاصر

38- تاج العروس من جواهر القاموس السید محمد بن محمد مرتضی الحسینی الزبیدی (متوفی

1205ء ھ)۔

39- تاریخ اصفہان ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی (متوفی 430ء ھ)۔

40- تاریخ الاسلام و فیات المشاہیر والاعلام محمد بن احمد الذہبی (متوفی 748ء ھ)

(ھ)

41- تاریخ الخلفاء جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر السیوطی (متوفی 911ء ھ)

(ھ)

42- تاریخ الطبری العلم والملوک ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی 310ء ھ)

(ھ)

43- التاريخ الكبير ابو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (متوفی 256ء ھ)۔

44- تاریخ اليعقوبي احمد بن ابی يعقوب بن جعفر بن وهب بن واضح (متوفی

284ء ھ)۔

45- تاریخ بغداد او مدینة السلام ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (متوفی 463ء ھ)

۴۶ھ)۔

- 46- تاریخ جرجان ابوالقاسم حمزہ بن یوسف السہمی (متوفی 428ء)۔
- 47- تاریخ دمشق ترجمۃ الامام الحسین ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ ابن عساکر (متوفی 571ء)۔
- 48- تاریخ دمشق ترجمۃ الامام علی ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ (متوفی 571ء)۔
- 49- تاریخ دمشق ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ (متوفی 571ء)۔
- 50- تاریخ دمشق ترجمۃ الامام الحسن ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ (متوفی 571ء)۔
- 51- تاریخ واسط
- 52- تاویل الآیات الظاہرۃ فی فضائل العترۃ الظاہرۃ علی الغروی الاسترآبادی معاصر
- 53- ”تفسیر“ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفی 460ء)۔
- 54- التحصین فی صفات العارفين من العزلة والنحول ابوالعباس احمد بن محمد بن فہد الحلی الاسدی (متوفی 841ء)۔
- 55- تحف العقول عن آل الرسول ابو محمد الحسن بن علی الحرانی ”ابن شعبہ“ (متوفی 381ھ)۔
- 56- تدوین السنۃ الشریفہ محمد رضا الحسینی الجلالی (متوفی 1325ء)۔
- 57- تذکرۃ الخواص یوسف بن قرعلی بن عبداللہ ”سبط ابن الجوزی“ (متوفی

654ھ)۔

58- الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری

السامی (متوفی 656ء)۔

59- تفسیر ابن کثیر ابوالفد اسماعیل بن کثیر البصری الدمشقی (متوفی 774ء

ھ)۔

60- تفسیر البرہان ہاشم بن سلیمان الجحرانی (متوفی 1107ء)۔

61- تفسیر طبری (جامع البیان فی تفسیر القرآن) محمد بن جریر الطبری (متوفی

310ھ)۔

62- تفسیر العیاشی ابوالنضر محمد بن مسعود السلمی السمرقندی (متوفی 320ء)۔

63- تفسیر القمی ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم (متوفی 307ھ)۔

64- تفسیر الکشاف ابوالقاسم جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری (متوفی 538ھ)۔

65- تفسیر امام عسکریؑ

66- تفسیر الفخر الرازی مفاتیح الغیب ابو عبد اللہ محمد بن عمر (متوفی 604ء)۔

67- تفسیر فرات الکوئی ابوالقاسم فرات بن ابراہیم بن فرات (متوفی قرن

چہارم)۔

68- تفسیر مجمع البیان ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 548ھ)۔

69- تفسیر المیزان علامہ محمد حسین طباطبائی (متوفی 1402ھ)۔

70- تفسیر نور الثقلین شیخ عبد علی بن جمعہ الحویزی (متوفی 1112ء)۔

71- تلخیص الجیری فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ابوالفضل احمد بن علی بن حجر

العسقلانی (متوفی 777ھ)۔

72- التحیص ابو علی محمد بن ہمام اسکانی (متوفی 336ھ)۔

73- تنبیہ الخواطر و نزہۃ النواظر ابو الحسین ورام بن ابی فراس (متوفی 605ھ)

۔(ھ)

74- تنقیح المقال فی علم الرجال شیخ عبداللہ بن محمد بن حسن الماہقانی (متوفی

1351ھ)۔

75- التوحید ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی (متوفی 381ھ)۔

76- تہذیب الاحکام فی شرح المقنعہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفی 460ھ)

۔(ھ)

77- تہذیب التہذیب ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی 852ھ)

۔(ھ)

78- تہذیب الکمال فی اسماء الرجال یونس بن عبدالرحمن المزنی (متوفی 742ھ)

۔(ھ)

79- تہذیب تاریخ دمشق الكبير ابو القاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ "ابن عساکر"

(متوفی 571ھ)۔

80- الثاقب فی المناقب ابو جعفر محمد بن علی بن حمزہ الطوسی (متوفی 560ھ)۔

81- الثقات ابو حاتم محمد بن حبان البستی البستی (متوفی 354ھ)۔

82- ثواب الاعمال و عقاب الاعمال ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفی

381ھ)۔

- 83- جامع الاحادیث ابو محمد جعفر بن احمد بن علی القمی "ابن الرازی" (متوفی قرن چہارم)۔
- 84- جامع الاخبار (معارض الیقین فی اصول الدین) محمد بن محمد الشعیری السبزواری (متوفی قرن ہفتم)۔
- 85- جامع الاصول فی احادیث الرسول ابوالسعادات مجد الدین المبارک بن محمد بن محمد الجزری (متوفی 606ءھ)۔
- 86- الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی (متوفی 911ءھ)۔
- 87- الجرح والتعديل محمد بن ادریس بن معین الرازی (متوفی 327ءھ)۔
- 88- الجعفریات (الاشعثیات) ابوالحسن محمد بن محمد بن الاشعث الکوفی (متوفی قرن چہارم)۔
- 89- جمال الاسبوع بکمال العمل المشروع ابوالقاسم علی بن موسی الحلی "ابن طاووس" (متوفی 664ءھ)۔
- 90- الجمل والنصرة لسید العترۃ فی حرب البصرۃ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان العکبری "مفید" (متوفی 413ھ)۔
- 91- جواهر الکلام فی شرح شرائع الاسلام شیخ محمد حسن الخفئی (متوفی 1266ءھ)۔
- 92- الحادی للفتاوی جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی 911ءھ)۔
- 93- حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی (متوفی 430ھ)۔

-(۵۶ھ)

94- الخراج والخراج ابو الحسن سعید بن عبد اللہ الراوندی "قطب الدین" (متوفی

573ھ)-

95- خصائص الائمة الشریف الرضی محمد بن الحسن بن موسیٰ (متوفی 406ھ)-

96- خصائص الامام امیر المؤمنین ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی

303ھ)-

97- الحصال ابو جعفر محمد بن علی بن الحسن بن بابویہ القمی (متوفی 381ھ)-

98- الدر المصنوع فی التفسیر الماثر جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی

911ھ)-

99- درد الاحادیث النبویہ تحسینی بن الحسن (متوفی 298ھ)-

100- الدروع الواقیہ ابو القاسم علی بن موسیٰ الحللی (ابن طاووس) (متوفی 664ھ

ھ)-

101- الدرّة الباهرة من الاصداف الطاهرة ابو عبد اللہ محمد بن المکی العاطلی (متوفی

786ھ)-

102- دعائم الاسلام و ذکر الحلال والحرام ابو حنیفہ النعمان بن محمد بن منصور بن احمد

المغربی (متوفی 362ھ)-

103- الدعوات ابو الحسن سعید بن عبد اللہ الراوندی (متوفی 573ھ)-

104- دلائل الامامة ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی 310ھ)-

105- الدمعة الساکبة فی احوال النبی والعترة الطاهرة محمد باقر بن عبد الکریم

بہسہانی (متوفی 1285 ھ)۔

106- ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ابو العباس احمد بن عبداللہ الطبری

(متوفی 693 ھ)۔

107- ربیع الابرار و حصول الاخبار ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری (متوفی

538 ھ)۔

108- رجال طوسی ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفی 460 ھ)۔

109- رجال العلامة الحلی (خلاصۃ الاقوال) جمال الدین الحسن بن یوسف بن

علی بن المطہر الحلی (متوفی 726 ھ)۔

110- رجال نجاشی (فہرس اسماء مصنفی الشیعہ) ابو العباس احمد بن علی النجاشی

(متوفی 450 ھ)۔

111- رجال البرقی ابو جعفر احمد بن محمد البرقی الکوفی (متوفی 274 ھ)۔

112- روح المعانی ابو الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی (متوفی 1270 ھ

ھ)۔

113- روضات الجنات فی احوال العلماء و السادات سید محمد باقر الخوانساری

الاصفہانی (متوفی 1313 ھ)۔

1 1 4- روضۃ الواعظین محمد بن الحسن بن علی الفتال النیشاپوری (متوفی

508 ھ)۔

115- الزہد ابو عبد الرحمن بن عبداللہ بن المبارک المرزوی (متوفی 181 ھ)۔

116- الزہد ابو محمد الحسین بن سعید الکوفی (متوفی 250 ھ)۔

117- السرائر الحادی لـتحریر الفتاویٰ ابو جعفر محمد بن منصور بن احمد بن ادريس الحلی (متوفی 598ھ)۔

118- سعد السعدو ابوالقاسم علی بن موسی الحلی (ابن طاوس) (متوفی 664ھ)۔

119- سفینة البحار شیخ عباس قمی (متوفی 1359ھ)۔

120- سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ محمد ناصر الدین الالبانی (معاصر)۔

121- سنن ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (متوفی 275ھ)۔

122- سنن ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سوده ترمذی (متوفی 297ھ)۔

123- سنن الدارقطنی ابوالحسن علی بن عمر البغدادی ”دارقطنی“ متوفی 285ھ

-(ھ)

124- سنن الدارمی ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی (متوفی 255ھ)۔

125- السنن الکبریٰ ابوبکر احمد بن الحسین بن علی اللمیمتی (متوفی 458ھ)۔

126- سنن النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی 303ھ)۔

127- سنن ابی داؤد ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی (متوفی 275ھ)۔

128- السنن ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عام الشیبانی (متوفی 278ھ)۔

129- سیر اعلام النبلاء ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی (متوفی 748ھ)۔

130- سیرۃ ابن ہشام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری (متوفی 218ھ)

نھ)۔

131- شذرات الذهب فی اخبار من ذہب ابوالفلاح عبدالحی بن احمد العکری

ابن العما“ (متوفی 1089ھ)۔

- 132- شرح اصول کافی صدر الدین محمد بن ابراہیم الشیرازی "ملاصدرا" (متوفی 1050ء)۔
- 133- شرح الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطبار ابوحنیفہ قاضی نعمان بن محمد المصری (متوفی 303ء)۔
- 134- شرح نہج البلاغہ غرالدین عبدالحمید بن محمد بن ابی الحدید المعتزلی (متوفی 656ھ)۔
- 135- شعب الایمان ابو بکر احمد بن الحسین البہیقی (متوفی 458ھ)۔
- 136- شواہد التزیل لقواعد التفضیل ابوالقاسم عبید اللہ بن عبداللہ نیشاپوری "حاکم حسکانی" (متوفی قرن پنجم)۔
- 137- صحیح البخاری ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی 256ھ)۔
- 138- صحیح مسلم ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری (متوفی 261ھ)۔
- 139- صحیفۃ الامام الرضا منسوب بامام رضا
- 140- الصحیفۃ السجادیہ امام زین العابدینؑ
- 141- الصراط المستقیم الی مستحق التقدیم زین الدین ابو محمد علی بن یونس النباطی البیاضی (متوفی 778ھ)۔
- 142- صفات الشیعہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفی 381ء)۔
- 143- صفۃ الصفوۃ ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی" (متوفی 597ھ)
- 144- الصواعق المحرقة فی الرد علی اہل البدع والزندقہ۔ احمد بن حجر الہیثمی البکی

(متوفی 974ء)۔

145- ضیافت الاخوان و ہدیۃ الخلان رضی الدین محمد بن الحسن القزوینی (متوفی

1096ء)۔

146- الطبقات الکبریٰ محمد بن سعد الکاتب الواقدی (متوفی 230ھ)۔

147- الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف ابوالقاسم رضی الدین علی بن موسیٰ

بن طاووس الحسینی (متوفی 664ھ)۔

148- عدۃ الداعی و نجات الساعی ابوالعباس احمد بن محمد بن فہد الحلی (متوفی 841ء

ھ)۔

149- العقد الفرید ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ الاندلسی (متوفی 328ء)۔

150- علل الشرائع ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی (متوفی 381ء

ھ)۔

151- العلل و معرفۃ الرجال ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی 241

ء)۔

152- عمدۃ عیون صحاح الاخبار فی مناقب امام الابرار۔ یحییٰ بن الحسن الاسدی

الحلی ”ابن بطریق“ (متوفی 600ھ)۔

153- عوالی اللئالی العزیزہ فی احادیث الدعیۃ محمد بن علی بن ابراہیم الاحسانی

ابن ابی جمہور“ (متوفی 940ھ)۔

154- عیون الاخبار ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینیوری (متوفی 276ھ)۔

155- عیون الاخبار الرضا ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی (متوفی

381ھ)۔

156۔ الغارت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سعید "ابن ہلال الشقفی" (متوفی

283ھ)۔

157۔ الغدییری فی الکتاب والسنة والادب علامہ شیخ عبدالحسین احمد امینی (متوفی

1390ھ)۔

158۔ غرر الحکم ودرر الکلم عبدالواحد الادی التیمی (متوفی 550ھ)۔

159۔ الغیث ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (متوفی 460ھ)۔

160۔ الغیث ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الکاتب النعمانی (متوفی 350ھ

ھ)۔

161۔ فتح الابواب ابوالقاسم علی بن موسیٰ بن طاووس الحلّی (متوفی 664ھ)۔

162۔ الفتوح ابو محمد احمد بن اعثم کوفی (متوفی 314ھ)۔

163۔ الفخری فی انساب الطالبین اسماعیل بن الحسن الروزی (متوفی 514ھ

ھ)۔

164۔ فرائد السمطین ابراہیم بن محمد بن المویذ بن عبداللہ الجوبینی (متوفی

730ھ)۔

165۔ الفرج بعد الشدة ابوالقاسم علی بن محمد التنوخی (متوفی 384ھ)۔

166۔ الفردوس بماثور الخطاب ابوشجاع شیروید بن شہر دار الدیلی (متوفی

509ھ)۔

167۔ الفصول المختارة من العیون والحاسن ابوالقاسم علی بن الحسن

- الموسوی ”شریف مرتضیٰ“ (متوفی 436ھ)۔
- 168۔ الفصول المهمہ فی معرفۃ احوال الائمہ علی بن محمد بن احمد المالکی ”ابن الصباغ“ (متوفی 855ء)۔
- 169۔ فضائل الشیعہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفی 381ھ)۔
- 170۔ فضائل الصحابہ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل (متوفی 241ء)۔
- 171۔ الفضائل ابو الفضل سدید الدین شاذان بن جبرئیل القمی (متوفی 660ء)۔
- 172۔ فقہ الرضا منسوب الی الامام الرضا
- 173۔ الفقیہ (من لا یحضرہ الفقیہ) ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفی 381ء)۔
- 174۔ فلاح السائل ابو القاسم علی بن موسیٰ بن طاووس الحلی (متوفی 664ء)۔
- 175۔ الفہرست ابو جعفر محمد بن الحسن ”الشیخ الطوسی“ (متوفی 460ھ)۔
- 176۔ فوات الوفيات محمد بن شاکر الکلبی (متوفی 764ء)۔
- 177۔ قاموس الرجال فی تحقیق رواة الشیعہ و محدثہم شیخ محمد تقی بن کاظم المنتسری (متوفی 1320ء)۔
- 178۔ قرب الاسناد ابو العباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری (متوفی بعد 304ھ)۔
- 179۔ کافی ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلبی (متوفی 329ھ)۔
- 180۔ کامل الزیارات ابو القاسم جعفر بن محمد بن تولویہ (متوفی 367ھ)۔

- 181- اکامل فی التاريخ ابو الحسن علی بن محمد الشیبانی الموصلی ” ابن اشیر“ (متوفی 630ھ)۔
- 182- اکامل فی ضعفاء الرجال ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی ” ابن عدی“ (متوفی 365ھ)۔
- 183- کتاب سلیم بن قیس سلیم بن قیس الہلالی العامری (متوفی 90ھ)۔
- 184- کشف الخفاء ومزیل الالباس ابو الفداء اسماعیل بن محمد الجبلونی (متوفی 1162ھ)۔
- 185- کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ علی بن عیسیٰ الاربلی (متوفی 687ھ)۔
- 186- کفایۃ الاثر فی النص علی الائمۃ لاثنا عشر ابو القاسم علی بن محمد بن علی الخزاز القمی (متوفی قرن چہارم)۔
- 187- کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی (متوفی 658ھ)۔
- 188- کمال الدین وتمام النعمۃ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفی 381ھ)۔
- 189- کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی (متوفی 975ھ)۔
- 190- کنز الفوائد ابو الفتح محمد بن علی بن عثمان الکرابکی (متوفی 449ھ)۔
- 191- لسان العرب ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور المصری (متوفی 711ھ)۔

- 192- لسان المیزان ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی 852ھ)
 (ہ)۔
- 193- مائتہ من مناقب امیر المومنین والائمۃ من ولده ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن شاذان القمی (متوفی قرن پنجم)۔
- 194- المبسوط فی فقہ الامامیہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفی 460ھ)۔
- 195- مشیر الاحزان و منیر سبل الاشجان ابوابراہیم محمد بن جعفر الحلی "ابن نما" (متوفی 645ھ)۔
- 196- مجمع البحرین فخر الدین الطریحی (متوفی 1085ھ)۔
- 197- مجمع البیان فی تفسیر القرآن ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 548ھ)۔
- 198- مجمع الزوائد و منبع الفوائد نور الدین علی بن ابی بکر الصدیقی (متوفی 807ھ)
 (ہ)۔
- 199- المحاسن ابو جعفر احمد بن محمد بن خالد البرقی (متوفی 280ھ)۔
- 200- مختصر بصائر الدرجات حسن بن سلیمان الحسینی (قرن نہم)۔
- 201- مدینۃ المعاجز شیخ ہاشم بن سلیمان الجحرانی (متوفی 1107ھ)۔
- 202- مروج الذهب و معاون الجوہر ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی (متوفی 346ھ)۔
- 203- مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل الحاج میرزا حسین النوری (متوفی 1320ھ)۔

- 204- المستدرک علی الصحیحین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری (متوفی 405ھ)۔
- 205- مسند اسحاق بن راہویہ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم الخنطلی المروزی (متوفی 238ھ)۔
- 206- مسند الامام زید منسوب بہ زید بن علی بن حسینؑ (متوفی 122ھ)۔
- 207- مسند الشہاب ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ القضاعی (متوفی 454ھ)۔
- 208- مسند ابو داؤد الطیالسی سلیمان بن داؤد ابی رود البصری (متوفی 308ھ)۔
- 209- مسند ابو یعلیٰ الموصلی احمد بن علی بن المشنی التمیمی (متوفی 307ھ)۔
- 210- مسند احمد احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی 241ھ)۔
- 211- مشارق انوار الیقین فی اسرار امیر المومنینؑ رجب البرسی
- 212- مشکوٰۃ الانوار فی غرر الاخبار ابو الفضل علی الطبرسی (قرن ہفتم)۔
- 213- مشکل الآثار ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی (متوفی 321ھ)۔
- 214- مصادقۃ الاخوان ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ
- 215- مصباح الشریعہ و مفتاح الحقیقہ منسوب بہ امام جعفر صادق (ر)
- 216- مصباح المعتمد ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (متوفی 460ھ)۔
- 217- المصنف فی الاحادیث والآثار ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی (متوفی 235ھ)۔

- 218- المصنف ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصفاہی (متوفی 211ھ)۔
- 219- مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی (متوفی 654ھ)۔
- 220- معانی الاخبار ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفی 381ھ)۔
- 221- المعجم الاوسط ابو القاسم سلیمان بن احمد النخعی الطبرانی (متوفی 360ھ)۔
- 222- معجم البلدان ابو عبد اللہ شہاب الدین یاقوت بن عبد اللہ الحموی (متوفی 626ھ)۔
- 223- معجم الثقات و ترتیب الطبقات ابو طالب التجلیل التبریزی (معاصر)۔
- 224- المعجم الصغیر ابو القاسم سلیمان بن احمد اللخمی (متوفی 360ھ)۔
- 225- المعجم الکبیر ابو القاسم سلیمان بن احمد اللخمی (متوفی 360ھ)۔
- 226- معجم احادیث الامام المہدیؑ الہیۃ العلمیۃ فی موسسۃ المعارف الاسلامیۃ۔
- 227- معجم رجال الحدیث السید ابو القاسم بن علی اکبر النخوی (معاصر)۔
- 228- مقاتل الطالبین علی بن الحسین بن محمد الاصفہانی (متوفی 356ھ)۔
- 229- مقتل الحسینؑ ابو حنف لوط بن یحییٰ الازدی الکوفی (متوفی 157ھ)۔
- 230- مقتل الحسین موفق بن احم المکی الخوارزمی (متوفی 568ھ)۔
- 231- المقنع فی الامامۃ عبید اللہ بن عبد اللہ الاسد آبادی (قرن پنجم)۔
- 232- المقنعہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد النعمان العکبری شیخ مفید (ر) (متوفی 413ھ)۔

- 233- مکاتیب رسول علی بن حسین علی الاحمدی المیانجی (معاصر)۔
- 234- مکارم الاخلاق ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 548ء)۔
- 235- الملاحم والفتن ابوالقاسم علی بن موسیٰ الحلی "ابن طاووس" (متوفی 664ء)۔
- (ھ)
- 236- الملهوف علی قتلی الطفوف ابوالقاسم علی بن موسیٰ الحلی (متوفی 664ء)۔
- (ھ)
- 237- مناقب آل ابی طالب (ابوجعفر رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب المازندرانی (متوفی 588ھ)۔
- 238- مناقب الامام امیر المؤمنین محمد بن سلیمان الکلونی (متوفی 300ء)۔
- 239- المناقب ابوالحسین علی بن محمد بن محمد الواسطی "ابن المغازی" (متوفی 483ء)۔
- (ھ)
- 240- منتخب الاثر الشيخ لطف اللہ الصافی الکلپایگانی (معاصر)۔
- 241- موارد النظم ابن ابی زوائد ابن جہان نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی 807ھ)۔
- 242- میزان الاعتدال فی نقد الرجال ابوعبداللہ محمد احمد الذہبی (متوفی 748ء)۔
- (ھ)
- 243- نثر الدّر ابوسعید منصور بن الحسین الآبی (متوفی 421ء)۔
- 244- نفحات الازہار علی بن الحسین المیلانی (معاصر)۔
- 2 4 5- النہایۃ فی غریب الحدیث والاثار ابوالسعادات مبارک بن مبارک

الجزری "ابن الاثیرہ" (متوفی 606ء)۔

246- نہج البلاغہ تالیف سید شریف رضی محمد بن الحسین بن موسیٰ الموسوی (متوفی

406ھ)۔

247- نہج الحق و کشف الصدق جمال الدین الحسن بن یوسف بن مطہر الحلی (متوفی

726ء)۔

248- نہج السعادة فی مستدرک نہج البلاغہ الشیخ محمد باقر المحمودی (معاصر)۔

249- نوادر الاصول فی معرفتہ احادیث الرسول ابو عبد اللہ محمد بن علی بن سورہ

الترمذی (متوفی 320ھ)۔

250- نوادر الراوندی فضل اللہ بن علی الحسینی الراوندی (متوفی 573ھ)۔

251- النوادر (مستطرفات السرائر)۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ادريس الحلی

(متوفی 598ھ)۔

252- نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار الشیخ مومن بر حسن مومن ان لشیخ

(متوفی 1298ء)۔

253- ہدایۃ المحدثین الی طریقۃ الحمدین محمد امین بن محمد علی الکاظمی (معاصر)۔

254- الوافی بالوفیات صفی الدین خلیل بن ایبک الصفدی (متوفی 749ء)۔

255- الوافی محمد محسن بن مرتضیٰ الفیض الکاظمی (متوفی 1091ھ)۔

256- وفیات الاعیان شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد البرکی (ابن خلکان)۔

257- وقعة الطف ابو مخنف لوط بن یحییٰ الازدی الکوفی (متوفی 158ء)۔

258- وقعة صفین نصر بن مزاحم المنقری (متوفی 212ء)۔

259- اليقين باختصاص مولانا علي بامرة المسلمين ابوالقاسم علي بن موسى الحلبي "ابن طاووس" (متوفى 664هـ)۔

260- يناجع المودة لذوى القربى سليمان بن ابراهيم القندوزى النخعي (متوفى 1294هـ)۔

والحمد لله رب العالمين
7- ربيع الثاني 1418هـ ابوظبي

ISLAMICMOBILITY.COM
IN THE AGE OF INFORMATION
IGNORANCE IS A CHOICE

*"Wisdom is the lost property of the Believer,
let him claim it wherever he finds it"*

Imam Ali (as)